www.novelsclubb.com
بساطِ عشق
ناولز کلب
رابعہ علی خان
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

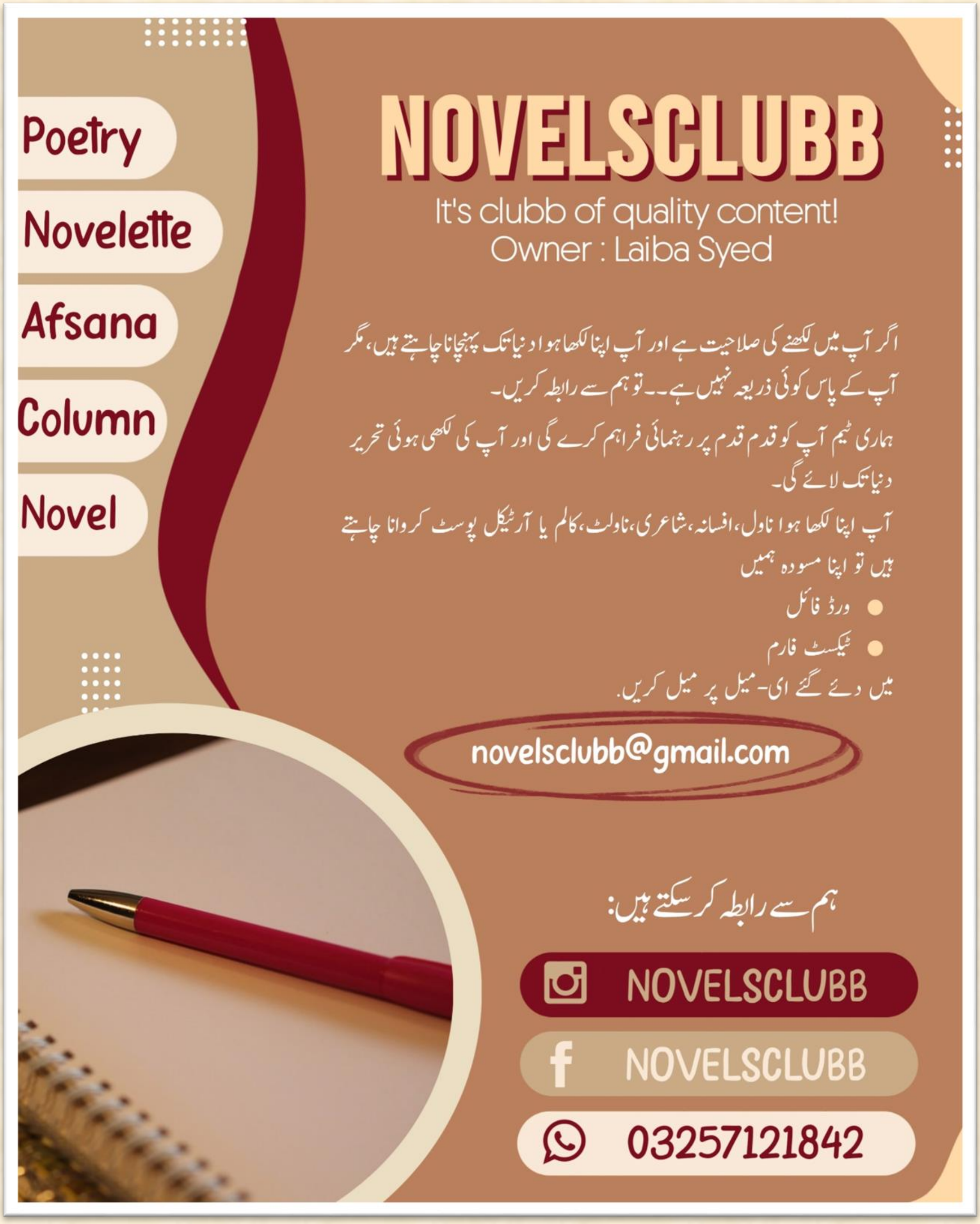
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

بساطِ عشق

از قلم

رابعہ علی خان

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"پیش لفظ"

آپ سب کو رابعہ علی خان کا سلام!

"بساطِ عشق" میرا دوسرا ناول ہے۔ یہ فقط ایک داستانِ محبت نہیں، بلکہ انسانی دل کی گہرائیوں میں اترنے کی ایک کاوش ہے۔ اس میں جذبوں کی وہ کیفیتیں سمونے کی کوشش کی گئی ہے جو کبھی زخم بن کر دل کو رلاتی ہیں اور کبھی مرہم بن کر زندگی کو جینے کا حوصلہ دیتی ہیں۔

یہ ناول قاری کو صرف کرداروں کے سفر میں شریک نہیں کرتا بلکہ اسے آئینے کی طرح اپنے اندر جھانکنے پر بھی مجبور کرتا ہے۔ "بساطِ عشق" میرے قلم کی وہ جستجو ہے جو چاہتی ہے کہ محبت کو اس کی اصل عظمت، اس کی قربانی اور اس کی لطافت کے ساتھ آپ کے دلوں تک پہنچایا جائے۔

دعا ہے کہ یہ ناول آپ سب کے احساسات کو چھو لے اور آپ کو وہ لمس عطا کرے جسے ہم سب "محبت" کہتے ہیں۔

انتساب

میری سب سے پیاری دوست، میری دعاؤں اور مسکراہٹوں کی وجہ

"حیا فاطم احمد" کے نام۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح کی روشنی آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی، جیسے زمین پر ایک نرم چادر بچھائی جا رہی ہو۔ آسمان کی نیلگوں چادر پر سنہری رنگت نے ایک حسین گزرگاہ کی مانند روشنی بکھیر رکھی تھی۔ دور کہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر بادلوں کا ہلکا سا سایہ تھا، جو صبح کی روشنی میں چمک رہے تھے۔

پرندوں کی چہچہاہٹ ایک سرگوشی کی مانند فضا میں گونج رہی تھی، جیسے وہ زندگی کی خوشیوں کا جشن منا رہے ہوں۔ ہوا کی ٹھنڈک اس کے چہرے کو چھو رہی تھی، اور ہر سانس میں تازگی کا احساس بسا ہوا تھا۔ وہ اپنی بالکونی میں کھڑی، گہرے خیالات میں ڈوبی ہوئی، زندگی کی بے شمار گزرگاہوں کا جائزہ لے رہی تھی۔

اس کے دل میں ایک عجیب سا سکون بسا ہوا تھا، جیسے یہ صبح اس کے وجود میں نئی زندگی کا نیا سراغ تلاش کر رہی ہو۔ گزرے ہوئے لمحے، خوشیاں اور غم، سب اس کے ذہن میں چکر لگا رہے تھے، مگر اس لمحے میں اسے صرف امید کی کرنیں نظر آ رہی تھیں۔ جیسے صبح کی روشنی نے اس کے دل کے تاریک گوشوں کو روشن کر دیا ہو۔

وہ سوچتی رہی کہ زندگی کے سفر میں کبھی کبھی رکنا بھی ضروری ہوتا ہے، تاکہ انسان اپنی حقیقت کا سامنا کر سکے۔ یہ صبح، اس کے لئے ایک نیا آغاز تھی، ایک نئی امید، جو اسے آگے بڑھنے کی قوت

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دے رہی تھی۔اس نے ایک لمبی سانس لی،اور دل میں عزم باندھ لیا کہ وہ ہر نئی صبح کا استقبال خوش دلی سے کرے گی۔

اس کے خیالات کی گہرائی میں ایک مدھم آواز گونجی۔

"آپی،آپ ابھی تک یہاں کھڑی ہیں۔؟چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے!"

وہ چونک کر پلٹی۔یہ اس کی چھوٹی بہن،مایا تھی،جس کی آنکھوں میں صبح کی تازگی اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ہاں،بس...یونہی،صبح کا منظر دیکھ رہی تھی۔"اس نے مدھم آواز میں کہا۔

"آپی کیا آپ آفس جا رہی ہیں۔؟"مایا نے سوال داغا تھا۔

"ہاں جاؤں گی۔کیوں کچھ کام تھا آپ کو۔؟"چائے کے کپ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں وہ اس لیے پوچھا کہ آپ اس وقت آفس میں ہوتی ہیں۔"

"ہاں وہ اس لیے کیونکہ اج اتنا کام نہیں ہے تو سوچا تھوڑی سی لیٹ جاؤں گی اس لیے ابھی تک یہی ہو اور چائے کے لیے شکریہ مجھے واقعی چائے کی ضرورت تھی۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ امی کے لیے بنا رہی تھی تو سوچا کہ آپ کے لیے بھی بنا دوں کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کو چائے کتنی پسند ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں یہ تو ہے لیکن زیادہ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ پڑھ لیں کام کرنے کے لیے میں ہوں نہ۔۔" چائے کی سپ لیتے ہوئے کہا۔

"آپی، آپ ہمیشہ یہی کہتی ہیں کہ کام کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن گھر میں رہتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ کرتے رہنا اچھا لگتا ہے۔ ویسے بھی، چائے بنانا تو میرے لیے تھوڑا سا ریلیکس کرنے کا وقت ہوتا ہے۔" مایا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تو ٹھیک ہے، لیکن پڑھائی پر زیادہ دھیان دو۔ آج کل تمہارے امتحان بھی قریب ہیں، اور میری خواہش ہے کہ تم بہترین نمبروں سے کامیاب ہو۔" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"جی آپی، میں کوشش کر رہی ہوں۔ لیکن آپ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اگر آپ اتنی مصروف زندگی میں بھی ہر چیز کو سنبھال سکتی ہیں تو مجھے بھی اپنی پڑھائی کے ساتھ سب کچھ مینج کرنا آنا چاہیے۔ مایا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"زندگی کے ہر مرحلے پر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا اور انہیں خوش دلی سے نبھانا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھو، خود پر دباؤ ڈالنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں کو وقت کے ساتھ بہتر بنانے کی کوشش کرو۔" اس نے چائے کا آخری سپ لیتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپی، آپ نہ صرف میری بڑی بہن ہیں بلکہ میری سب سے بڑی رہنما بھی ہیں۔ آپ سے بات کر کے ہمیشہ سکون ملتا ہے۔" مایا نے گہری نظر سے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم میری سب سے بڑی امید ہو، اور مجھے یقین ہے کہ تم ہمیشہ اپنی منزل کو پالو گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے مایا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

" چلیں آپی، اب میں جا کر پڑھائی کرتی ہوں، اور آپ آفس کے لیے تیار ہو جائیں۔ آپ کو لیٹ ہونے کی عادت نہیں، ورنہ آپ خود سے ناراض ہو جائیں گی۔ مایا نے خوش دلی سے سر ہلایا اور بولی۔

ٹھیک ہے آپ جائیں میں آفس کے لیے تیار ہوتی ہوں مایا کمرے سے چلی گئی اور وہ آفس ہونے کے لیے تیار ہونے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تیار ہو کر اس نے آئینے میں خود کو دیکھا۔ بلیک کرتے اور پاجامے میں ملبوس، اس کی شخصیت میں ایک وقار اور سادگی جھلک رہی تھی۔ ہیزل آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی، اس نے بالوں کو کیچر میں سلیقے سے قید کیا ہوا تھا، اور ہلکی سی لپ اسٹک نے اس کی شخصیت میں ایک نرمی اور دلکشی کا اضافہ کیا تھا۔ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر اس کے لبوں پر ایک ہلکی مسکراہٹ آئی، جیسے خود کو یقین دلا رہی ہو کہ یہ دن بھی گزر جائے گا، اور اسے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا حوصلہ ضرور ملے گا۔

"چلو، وقت ہو گیا ہے۔" اس نے خود سے سرگوشی کی اور جلدی سے اپنا بیگ اٹھایا۔ کمرے سے نکلتے وقت اس نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔ وقت بالکل اس کے حساب سے چل رہا تھا، جیسے زندگی کی نظم و ضبط اس کے قدموں کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئی ہو۔

"امی، میں جا رہی ہوں۔ کھانا وقت پر کھا لیجیے گا اور دوائی بھی لینا مت بھولیں۔" اس نے دروازے کے قریب رک کر پیچھے مڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، بیٹا۔ تم اپنی بھی فکر کرنا، اور جلدی واپس آ جانا۔" کچن سے امی کی آواز آئی۔

"اور تم، مایا، پڑھائی پر دھیان دینا۔ موبائل پر زیادہ وقت مت ضائع کرنا، ورنہ میں تم سے یہ فون لے لوں گی، سمجھیں؟" پھر وہ مایا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپی، میں تو بالکل پڑھ رہی ہوں، اور آپ ہمیشہ فون کی ہی بات کیوں کرتی ہیں؟" مایا نے مصنوعی ناراضگی کے ساتھ کہا۔

"کیونکہ مجھے تمہارے بہانے پتا ہیں۔ اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔" وہ ہلکے سے مسکرائی اور جواب دیا۔

"اچھا، اچھا۔ وعدہ کرتی ہوں، بس آپ فکر نہ کریں۔" مایا نے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے، ویسے تم اعتبار کے لائق نہیں ہوں مگر پھر بھی اعتبار کر لیتی ہوں۔ اب میں چلتی ہوں۔ اللہ حافظ!" اس نے بیگ کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اللہ حافظ، آپی!" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا، اور وہ گھر سے باہر نکل گئی۔ وہ جانتی تھی کہ گھر میں سب کچھ اس کی ہدایت کے مطابق ہوگا، لیکن ایک بڑی بہن کی فکر کرنا تو فطری بات تھی۔۔

گاڑی ایک شاندار عمارت کے سامنے رکی۔ دروازہ کھلتے ہی وہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس، آنکھوں پر دھوپ کے چشمے لگائے، اعتماد بھرے انداز میں گاڑی سے نکلا۔ اس کی چال میں ایک رعب تھا جو دور سے ہی اس کی شخصیت کا اندازہ دے رہا تھا۔

اس نے کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے گردونواح کا ایک سرسری جائزہ لیا اور تیز قدموں سے عمارت کی جانب بڑھا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، اندر موجود تمام افراد نے احتراماً کھڑے ہو کر اسے سلام کیا۔

"سلام، سر!" مختلف آوازیں گونجیں۔

اس نے ہلکے سے سر ہلاتے ہوئے سب کو سلام کا جواب دیا۔ "وعلیکم السلام!" اس کی گہری اور مضبوط آواز نے پورے ماحول میں ایک سنجیدگی اور پروفیشنل ازم کا رنگ بھر دیا۔

سب کی نگاہیں اس پر جمی تھیں، جیسے وہ اس کے ہر اشارے کا منتظر ہوں۔ وہ کسی کی طرف زیادہ دیر نہ رکا اور اپنی مخصوص رفتار سے چلتے ہوئے اپنے دفتر میں داخل ہو گیا۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content!

دفتر میں داخل ہوتے ہی اس نے دھیرے سے دھوپ کا چشمہ اتارا اور بڑی نفاست سے میز پر رکھ دیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ رکا، اور پورے دفتر کا جائزہ لینے لگا۔

دفتر کشادہ اور شاندار تھا، جس کی دیواروں پر سادگی اور نفاست کا امتزاج نمایاں تھا۔ سامنے کی دیوار پر ایک بڑا پورٹریٹ آویزاں تھا، جس میں وہ خود مسکراتے چہرے کے ساتھ کسی تقریب میں موجود تھا۔ تصویر میں اس کی پر اعتماد شخصیت اور وقار جھلک رہا تھا۔ وہ چند لمحے اس پورٹریٹ کو دیکھتا رہا، جیسے یہ اسے اپنی محنت اور کامیابیوں کی یاد دلا رہا ہو۔

کمرے کے ایک کونے میں کتابوں کی ایک چھوٹی سی الماری تھی، جس میں دنیا کے مشہور رہنماؤں اور کامیاب افراد کی سوانح حیات رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر ایک خوبصورت قلمدان اور ضروری فائلوں کا پلندہ ترتیب سے رکھا تھا۔

وہ گہری سانس لیتے ہوئے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور ایک نظر اپنی میز پر رکھی گھڑی پر ڈالی۔" پھر اس نے اپنی میز پر موجود فائل اٹھائی اور کام شروع کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ دفتر کی خاموشی میں صرف دیوار پر آویزاں گھڑی کی ٹک ٹک اور اس کے قلم کی حرکت کی آواز گونج رہی تھی۔ وہ فائلوں میں گم تھا، قلم تیزی سے کاغذ پر چل رہا تھا کہ اچانک موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے قلم روکا، موبائل کی طرف دیکھا اور اسکرین پر نمبر دیکھتے ہی ہلکا سا مسکرایا۔

"گڑیا...!" اس نے کال یس کرتے ہی نرم لہجے میں کہا اور فون کو اسپیکر پر لگا دیا۔

Clubb of Quality Content

"بابا، میں آپ سے ناراض ہوں۔!"دوسری طرف سے ایک معصوم سی بچی کی ناراض آواز سنائی دی۔

"اوہ، میری گڑیا مجھ سے ناراض ہے؟ بتاؤ، بابا نے کیا غلطی کی؟"اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ کرسی سے تھوڑا پیچھے ہو کر آرام دہ انداز میں بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

"آپ کب آئیں گے۔؟ کل کی طرح دیر تو نہیں کرو گے۔؟"بچی کی آواز میں خفگی تھی۔

"لیکن گڑیا، بابا تو ابھی آئے ہیں اور بابا تو ابھی بھی آفس میں کام کر رہا ہے۔ دیکھو، اگر بابا کام نہ کرے تو آپ کی چاکلیٹس اور کھلونے کون لا کر دے گا؟"اس نے شرارت سے کہا۔

"چاکلیٹس اور کھلونے بعد میں، آپ ابھی آجائیں۔ مجھے بابا کے ساتھ کھیلنا ہے۔"بچی نے فوراً جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، میری گڑیا! بابا جلدی آجائے گا۔ لیکن پہلے آپ مسکرائیں اور بابا سے ناراضگی ختم کریں۔"اس کے چہرے پر ایک خاص نرمی آئی۔ اس نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا بابا، لیکن جلدی آئیں، ورنہ میں پھر ناراض ہو جاؤں گی۔"بچی نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد معصومیت سے کہا۔

"پکا وعدہ، گڑیا! اب مسکرا دو، اور اپنے کھلونے نکال کر رکھو، ہم ساتھ کھیلیں گے۔"اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے، بابا۔اللہ حافظ !" بچی کی خوشی بھری آواز سن کر اس نے فون بند کیا اور گہری سانس لیتے ہوئے سوچا کہ کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی باتیں زندگی میں سب سے زیادہ سکون بخشتی ہیں۔

فون بند کرتے ہی اس کی مسکراہٹ دھیرے دھیرے مدھم ہو گئی۔ وہ کرسی پر پیچھے ٹیک لگا کر ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ بیٹی جیسی نعمت کا شکر تو وہ ہمیشہ ادا کرتا تھا، لیکن دل کے کسی کونے میں ایک ایسا خلا تھا جو کبھی پُر نہ ہو سکا تھا۔

یہ خلا اُس کی زندگی کا وہ حصہ تھا جو کسی کے نہ ہونے کی کمی سے جڑا ہوا تھا۔ اُس کی بیٹی اس کے لیے خوشیوں کا سب سے بڑا ذریعہ تھی، لیکن جس کی محبت اور موجودگی کی سب سے زیادہ ضرورت تھی، وہ زندگی میں کہیں نہیں تھی۔

یہی خالی پن، یہی خاموشی، اب اس کا ساتھی بن چکے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ احساس شاید ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا، ہر خوشی کے لمحے کو ہلکی سی اداسی میں لپیٹ کر۔

اُس نے میز پر رکھی فائل کی طرف دیکھا، لیکن ذہن کہیں اور تھا۔ اُس نے گہری سانس لی اور خود کو کام میں مصروف رکھنے کی کوشش کی، جیسے ہر دن کی طرح، آج بھی اس خلا کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہو۔ مگر دل کے کسی گوشے میں یہ حقیقت ہمیشہ موجود تھی کہ زندگی کی یہ ادھوری کہانی شاید کبھی مکمل نہ ہو سکے۔

"گڈ مارننگ، سر!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک خوبصورت سی لڑکی، جس نے پروفیشنل انداز میں پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی، آفس کے دروازے پر دستک دینے کے بعد اندر آئی۔ اس نے میز پر ایک فائل رکھ دی اور دھیرے سے بولی۔ "سر، یہ وہ فائل ہے جو آپ نے مجھے بنانے کے لیے کہا تھا۔"

اس کی بات سن کر وہ چند لمحے خاموش رہا، پھر اس نے فائل اٹھاتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا، "تمہیں پتہ ہے کہ یہ فائل مجھے کب چاہیے تھی؟ اور تم آج مجھے دے رہی ہو؟ اگر تم کام نہیں کر سکتیں تو مجھے بتاؤ، میں کسی اور کو ہائر کر لوں گا۔"

"سر، مجھے واقعی وقت کا پتہ نہیں چلا، لیکن میں نے کوشش کی تھی کہ فائل آپ کو جلدی مل جائے۔" لڑکی کا چہرہ بدل گیا، وہ فوراً اپنی جگہ پر رک کر بولی۔

"کوشش سے نہیں ہوتا، نتائج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر تم اس معیار پر پورا نہیں اُتر سکتیں تو ہم کسی اور حل کی طرف جائیں گے۔" فائل کو دوبارہ میز پر رکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولا۔

"جی سر، میں سمجھ گئی ہوں، آئندہ یہ غلطی نہیں ہوگی۔" لڑکی نے سر جھکایا اور ہلکے سے کہا۔

"دیکھو، ہر کام کی اہمیت ہوتی ہے، اور تمہیں اپنی ذمہ داریوں کو وقت پر پورا کرنا سیکھنا ہوگا۔" لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور قدموں کی آواز کے ساتھ باہر چلی گئی۔

وہ اپنی گاڑی سے نکلی اور مخصوص چال چلتے ہوئے دفتر کے اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی، جو اس کی شخصیت کا حصہ معلوم ہوتی تھی۔ دفتر کے ہال میں موجود تمام ملازمین نے اس کی آمد پر نظریں اٹھائیں، مگر کوئی بھی اس کی پر کشش رعب دار شخصیت کے سامنے زیادہ دیر دیکھنے کی ہمت نہ کر سکا۔

"گڈ مارننگ، کیف!" مختلف آوازیں ایک ساتھ بلند ہوئیں۔

اس نے ہلکے سے سر ہلا کر سب کو جواب دیا اور اپنی رفتار کم کیے بغیر سیدھا اپنے آفس کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی اونچی ایڑیوں کی آواز ہال میں گونج رہی تھی،۔

دفتر میں داخل ہو کر اس نے پرس کو میز پر رکھا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ایک لمحے کے لیے اس نے گہری سانس لی اور اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ میز پر ترتیب سے رکھی فائلوں پر اس کی نظریں ٹھہر گئیں۔

"آج بہت کچھ کرنا ہے،" اس نے خود سے مدھم لہجے میں کہا اور اپنی نشست سیدھی کر کے پہلی فائل کھول لی۔

"ارے یار، تم اتنی لیٹ کیوں آئیں؟ پتہ ہے، میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی!" عالیہ، جو اس کی قریبی دوست تھی، دفتر کے دروازے پر دستک دیے بغیر اندر آتے ہوئے بولی۔

اس نے سر اٹھایا، جو فائل دیکھنے میں مصروف تھا، اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی۔

"بس یار، کچھ ذاتی کام تھا، اسی لیے دیر ہو گئی۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ تم جانتی ہو کہ میٹنگ کے لیے تمہاری ضرورت تھی، اور میں اکیلی سب کچھ سنبھال رہی تھی عالیہ نے کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے مصنوعی خفگی سے کہا۔

اس نے فائل بند کی اور عالیہ کی طرف سنجیدگی سے دیکھا، لیکن لہجے میں نرمی تھی، "میں جانتی ہوں، اور میں واقعی معذرت خواہ ہوں۔ اگلی بار ایسا نہیں ہو گا۔ شکریہ تم نے سب کچھ سنبھالا۔

اچھا ٹھیک ہے، تمہیں معاف کیا، لیکن یہ آخری بار ہونا چاہیے۔" عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا"

"وعدہ!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا، اور کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا۔"

"اچھا یہ بتاؤ، تمہاری امی کیسی ہیں؟" کیف نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"امی ٹھیک ہیں، الحمدللہ۔ بس ان کی صحت کا خیال رکھنا پڑتا ہے، عمر کے ساتھ مسائل بڑھ جاتے ہیں نا۔" عالیہ نے لمحہ بھر کے لیے رُک کر گہری سانس لی اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ہاں، بزرگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن تمہارے لیے مشکل ہوتا ہو گا، کام کے ساتھ سب سنبھالنا۔" کیف نے ہمدردی سے کہا۔

"ہاں، لیکن امی سب سے بڑی ترجیح ہیں۔ان کا خیال رکھنا میری ذمہ داری بھی ہے اور خوشی بھی۔" عالیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

دونوں ابھی باتوں میں مصروف تھیں کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک ورکر اندر آیا۔

"مس کیف، آپ کو کیانی سر بلا رہے ہیں۔" ورکر نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"جی، میں آتی ہوں،" کیف نے پر سکون لہجے میں جواب دیا اور فوراً اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لگتا ہے آج تمہارے باس کا موڈ ٹھیک نہیں۔ خیر، آل دی بیسٹ!" عالیہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بس مزے لو، میں دیکھ کر آتی ہوں کہ مسئلہ کیا ہے۔" کیف نے اسے گھور کر دیکھا اور کہا۔

"شاید وہ کل کی پروجیکٹ رپورٹ کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔" وہ اپنی میز پر رکھی فائلز کو ترتیب دیتے ہوئے بولی۔

"پروجیکٹ کی بات ہو یا کچھ اور، تمہاری قابلیت سب جانتے ہیں۔ جاؤ اور سب کچھ سنبھال لو!" عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

کیف نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔ اپنا بیگ ایک طرف رکھا، اور پروفیشنل انداز میں دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ورکر نے احتراماً دروازہ کھولا اور کیف تیز قدموں کے ساتھ کیانی سر کے آفس کی طرف روانہ ہو گئی۔

گہری سانس لے کر کیف نے خود کو سنبھالا اور آفس کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اجازت ملنے پر وہ دروازہ کھول کر داخل ہوئی۔

سامنے ریوالونگ چیئر پر وہ بیٹھے تھے، جو اپنی کرسی پر پیچھے کی جانب ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیف کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے سفید شرٹ اور بلیک پینٹ پہن رکھی تھی، جو ان کی شخصیت کو مزید پروفیشنل اور جاذبِ نظر بنا رہی تھی۔ ان کے بال جیل سے اوپر کی طرف سیٹ کیے ہوئے تھے، جنہوں نے ان کی شکل کو مزید پرکشش بنا دیا تھا۔ ان کی ہلکی داڑھی اور تراشیدہ مونچھیں ان کی وجاہت میں اضافہ کر رہی تھیں، جبکہ ان کی براؤن آنکھیں، جن میں ایک خاص گہرائی تھی، کسی کو بھی پل بھر میں اپنی طرف متوجہ کر سکتی تھیں۔

بلاشبہ وہ قدرت کی ایک بہترین تخلیق تھے، جن کی موجودگی خود اعتماد اور کشش کا احساس دلاتی تھی۔ ان کے انداز میں ایک ایسا وقار تھا، جو لوگوں کو ان کا احترام کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

"سر، آپ نے بلایا؟" کیف نے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر دھیرے سے کہا۔

"جی، آئیں مس کیف۔ بیٹھیں۔" اس نے آہستہ سے سر گھمایا اور ایک نظر اس پر ڈالی، پھر کرسی سیدھی کرتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔

کیف نے اندر آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔اس نے میز پر رکھی ایک فائل کو آگے کی طرف سرکایااور سنجیدگی سے بولے۔"یہ وہ پروجیکٹ رپورٹ ہے جس پر آپ کام کر رہی تھیں۔میں چاہتاہوں کہ اس کے چند نکات پر بات کی جائے۔"

"جی سر،بتایئے۔میں نے اس پر بہت محنت کی ہے،اگر کوئی مسئلہ ہو تو آپ رہنمائی کریں۔"کیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اس نے فائل کھولی اوراپنے مخصوص انداز میں اہم نکات پر روشنی ڈالتے ہوئے گفتگو شروع کی۔

"مس کیف،یہ پروجیکٹ ہماری کمپنی کے لیے بہت اہم ہے،اور میں چاہتاہوں کہ ہر پہلو پر مکمل دھیان دیا جائے۔خاص طور پر یہ سیکشن..."انہوں نے فائل کے ایک صفحے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"جی سر،میں نے اس حصے پر خاص محنت کی ہے۔لیکن اگر آپ کو لگتاہے کہ کوئی ترمیم ضروری ہے، تو آپ مجھے گائیڈ کریں۔"کیف نے ان کی بات پوری توجہ سے سنی اور فوراًجواب دیا۔

"یہاں ڈیٹا کا تجزیہ اچھاہے،لیکن پریزنٹیشن میں تھوڑااضافہ کیاجاسکتاہے۔گرافزاور چارٹس مزید وضاحت فراہم کریں گے۔"اس نے سر ہلایااور فائل کے صفحات پلٹتے ہوئے کہا۔

"جی سر،میں آج ہی اس پر کام شروع کر دوں گی۔کیا آپ کے پاس کوئی خاص فارمیٹ یاہدایات ہیں؟"کیف نے نوٹ بک نکالتے ہوئے لکھنا شروع کیااور کہا۔

اس نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا، پھر مسکراتے ہوئے بولے۔"مس کیف مجھے تمہاری کام کی لگن پر کوئی شک نہیں، اگر مجھے شک ہوتا تو میں آپ کو انچارج نہ بناتا۔ لیکن یاد رکھو، وقت کی پابندی بھی اتنی ہی ضروری ہے۔ کل صبح تک یہ کام مکمل ہونا چاہیے۔"

"آپ بے فکر رہیں سر، کل صبح تک یہ تیار ہو جائے گا۔" کیف نے خوداعتمادی سے جواب دیا۔

اس نے اطمینان سے سر ہلایا اور کہا۔"ٹھیک ہے، اب جاؤ اور اس پر کام کرو۔ اگر کسی مدد کی ضرورت ہو، تو مجھے بتانا۔"

"شکریہ سر، میں جلد از جلد مکمل کر کے آپ کو پیش کر دوں گی۔" آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا، سر۔" کیف نے سر ہلاتے ہوئے فائل اٹھائی اور سنجیدہ انداز میں کہا۔" یہ کہہ کر وہ کرسی سے اٹھی۔

اس کے جانے کے بعد بھی کمرے میں اس کے ہیلز کی ٹک ٹک کی آواز گونجتی رہی، جیسے ہر قدم اس کے دل پر لگ رہے تھے۔ اپنی کرسی پر تھوڑا پیچھے جھک گئے، ان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

"کمال... واقعی کمال۔" انہوں نے گہری سانس لی اور مدھم آواز میں خود سے کہا۔

Clubb of Quality Content!

ایک لمحے کے لیے وہ اپنی سوچوں میں کھو گئے، پھر خود پر قابو پاتے ہوئے اپنی کرسی سیدھی کی اور میز پر رکھی فائل کو دوبارہ کھول کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے، مگر اس مسکراہٹ نے ان کے دن کا رنگ بدل دیا تھا۔

"ماہی اٹھو، امی بلا رہی ہیں، امی نے ناشتہ تیار کیا ہے، اب جلدی سے نیچے آ جاؤ، ورنہ تمہیں پتہ ہے امی سے ڈانٹ پڑے گی!" عمائرہ نے اس کے کمرے میں آ کر کہا، آواز میں ہلکی سی جھڑک تھی۔

"پانچ منٹ، بس پانچ منٹ اور، عمائرہ۔" ماہی نے ایک غصے سے بھری سانس لی اور پلٹ کر اوندھے منہ لیٹ گئی۔

"پانچ منٹ کا کیا فائدہ؟ تم جانتی ہو امی کتنی سخت ہیں، اگر تم نہ اٹھیں تو پھر میں کیا کروں گی؟" عمائرہ نے اس کی طرف ایک نظر ڈالی اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، پانچ منٹ اور، پھر نیچے آ کر ناشتہ کروں گی۔" ماہی نے کمبل میں سے ایک ہاتھ نکالا اور عمائرہ کو ہنستے ہوئے کہا۔

عمائرہ نے سر ہلا کر کہا۔ "چلو، پانچ منٹ کے لیے تو چھوڑ دیتی ہوں، مگر یاد رکھنا، امی سے بچنا بہت مشکل ہے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دس منٹ بعد عمائرہ پھر سے کمرے میں آئی۔ماہی کو دوبارہ سوتے دیکھ کر اس نے ایک اور کوشش کی۔

"ماہی، آپ کے پانچ منٹ پورے ہو گئے ہیں، امی مجھے ڈانٹ رہی ہیں آپ کی وجہ سے! پلیز اٹھ جائیں نا!" عمائرہ نے اس کے سوتے جسم کو ہلایا۔

ماہی نے اپنی موندی موندی آنکھوں کو کھولا اور سامنے دیوار پر آویزہ کلاک کو دیکھا، جہاں واضح طور پر دس بج رہے تھے۔اسے یہ دیکھ کر شدید جھٹکا لگا اور وہ فوراً اٹھ بیٹھی۔"کیا؟ دس بج گئے؟"

"ہاں، اور تم ابھی تک نیند میں غرق ہو۔اگر تم نے فوراً نہ اٹھا تو امی واقعی بہت ڈانٹیں گی۔" عمائرہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے، تم جاؤ، میں فریش ہو کے آتی ہوں۔" ماہی نے بیڈ سے اترتے ہوئے کہا اور فریش ہونے کے لیے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔عمائرہ نے گہری سانس لی اور پھر ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

کچھ ہی دیر بعد، ماہی پنک کرتے اور پاجامے میں ملبوس، سر پر وائٹ دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈائننگ ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی۔اس کے چہرے پر ہلکی سی نیند کی سستی تھی، مگر جب اس کی نظر ناشتہ پر پڑی، تو وہ فوراً اپنی تھکاوٹ بھول گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھو بیٹا، اب تم بچی نہیں ہو، بیس سال کی ہو چکی ہو، اتنا کون سوتا ہے؟""اور کس نے کہا ہے کہ رات بھر جاگنے کو؟ اگر تم جلدی سوتی، تو صبح بھی جلدی اٹھتی۔ ہاں، میں جانتی ہوں کہ تم فجر کی نماز پڑھتی ہو، لیکن فجر کے بعد سونا نہیں چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعے صبح کے وقت رزق اپنے بندوں کو پہنچاتے ہیں، اور اگر کوئی سوتا ہے تو وہ اس رزق سے محروم ہوتا ہے۔" عائشہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

"جی امی، میں کوشش کروں گی کہ فجر کے بعد نہ سوؤں، ان شاءاللہ۔" ماہی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، اگر تم صحیح وقت پر اٹھو گی اور اپنے دن کا آغاز صحیح انداز میں کرو گی، تو تمہیں زندگی میں سکون اور کامیابی ملے گی۔" عائشہ بیگم نے نرمی سے مسکرا کر کہا۔

"جی امی، ایسا ہی ہوگا۔" ماہی نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"تمہیں ایڈمیشن کرنا تھا نا، عمائرہ، تو کیا تم نے اپنا ایڈمیشن فارم لے لیا ہے؟" ناشتہ کرتے ہوئے ماہی عمائرہ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ہاں، میں نے اس کو فل بھی کیا ہے اور آج میں جاؤں گی فارم کو سبمٹ کرنے کے لیے۔ عمائرہ نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا۔

"اچھا ہے، بس اب جلدی سے سب کچھ مکمل کر لو تا کہ کوئی دقت نہ ہو۔" ماہی نے اس کی بات سن کر اطمینان کا سانس لیا۔

"جی، میں کوشش کر رہی ہوں کہ آج ہی سب کچھ مکمل ہو جائے۔" عمائرہ نے جواب دیا اور پھر ناشتہ ختم کرنے لگی۔

"اور تمہاری سٹڈی کیسے جا رہی ہے، ماہی؟" عائشہ بیگم نے نرمی سے سوال کیا۔

"بہت ہی زبردست امی، بس دعا کیجئے گا کہ اللہ ہم سب کو کامیابی دے۔" ماہی نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اللہ تمہاری محنت کو کامیاب کرے، بیٹا۔ بس لگن سے کام کرنا اور کبھی بھی حوصلہ نہیں ہارنا۔" عائشہ بیگم نے محبت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان شاءاللہ، امی، آپ کی دعاؤں سے مجھے ہمیشہ ہمت ملتی ہے۔"

"اچھا مجھے کچھ اور بھی بتانا تھا۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا، امی؟" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"آپ کی خالہ آج رات کے فلائٹ سے پاکستان آ رہی ہیں، انہوں نے مجھے کال کیا تھا۔" عائشہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

Clubb of Quality Content

یہ سن کر ماہی اور عمائرہ دونوں کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی کی جھلک تھی۔ عمائرہ نے فوراً پوچھا،

"واہ! وہ کب تک آ رہی ہیں؟ کیا ہمیں ایئرپورٹ جانا ہے؟"

"نہیں کیونکہ ہم نہیں جا سکتے" عائشہ بیگم نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں، امی؟" دونوں کے چہرے ایک دم سے بجھ گئے۔

"کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم کل ان کے گھر جائیں گے تو مل لیں گے وہاں۔ اور ویسے بھی ابھی تم دونوں کی چھٹیاں ہیں، تو وہاں زیادہ ٹائم گزاریں گے۔" عائشہ بیگم نے نرمی سے جواب دیا۔

ماہی اور عمائرہ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ماہی نے تھوڑی مایوسی کے ساتھ کہا،

"اچھا، پھر کوئی بات نہیں، کل ہی ملیں گے۔"

"چلیں، اس بہانے ہمیں خالہ کے گھر زیادہ وقت گزارنے کا موقع ملے گا۔" عمائرہ نے بھی ہنس کر کہا۔

عائشہ بیگم نے مسکرا کر کہا، "بس یہی بات ہے، تم دونوں خوش رہو اور وقت کا بھرپور فائدہ اٹھاؤ۔"

"واؤ! مجھے بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہے، ماہی! اور زران بھائی کتنے اچھے ہیں نا! وہ کتنا خیال رکھتے تھے ہمارا، اور مجھے تو روز چاکلیٹ دیتے تھے۔ اب بہت ٹائم ہو گیا ہے انہیں دیکھے ہوئے، پتہ نہیں دکھنے

Clubb of Quality Content

میں کیسے ہوں گے۔"عمائرہ کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی، جیسے وہ ماضی کی خوشگوار یادوں میں گم ہو گئی ہو۔

"ہمم! وہ تو ہے۔لیکن امی یہ بتائیں کہ ہم کتنے دنوں کے لیے جا رہے ہیں۔؟"ماہی نے سوال کیا۔

"ایک ہفتے کے لیے، لیکن تمہیں اپنی خالہ کا پتہ ہے نا، پھر ہمیں واپس جانے نہیں دیتیں، تو کچھ کہہ نہیں سکتی۔"عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ تو ہے۔اچھا، میں نا اپنے کچھ کپڑے وغیرہ رکھ لیتی ہوں تاکہ صبح جانے میں مشکل نہ ہو۔" یہ کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"امی، یہ عمائرہ تو ایسے خوش ہو رہی ہے جیسے کوئی شادی پر جا رہی ہو۔"ماہی نے عمائرہ کو جاتے ہوئے دیکھا اور عائشہ بیگم سے کہا۔

"تم دونوں خالہ کے پاس جا کر ہمیشہ خوش ہو جاتی ہو، اور یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوتی ہے۔"عائشہ بیگم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"امی، رشتہ داروں کے نام پر ہمارے پاس ہماری خالہ ہیں، اور کیوں ہم خوش نہیں ہوں گے ان کے پاس جا کر۔"ماہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو سچ ہے، بیٹا۔وہ تم دونوں سے بے حد محبت کرتی ہیں، اور تمہاری خوشی کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار رہتی ہیں۔"عائشہ بیگم نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

Clubb of Quality Content

"بس اسی لیے خالہ کے گھر جانا ہمیشہ اچھا لگتا ہے، وہاں رہ کر سکون سا محسوس ہوتا ہے۔"

"رشتہ داروں کے ساتھ یہی تعلق ہونا چاہیے، جہاں دل خوشی سے بھر جائے۔" عائشہ بیگم نے پیار سے ماہی کی طرف دیکھا اور کہا۔

جی بالکل امی! ماہی نے عائشہ بیگم کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیے۔

عائشہ بیگم کی دو بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑی، بیس سالہ ماہین، جو بی ایس انگلش کر رہی تھی، اپنی ماں کی امیدوں کا مرکز تھی۔ چھوٹی بیٹی سولہ سالہ عمائرہ، نے حال ہی میں میٹرک کے امتحان میں شاندار کارکردگی دکھائی تھی اور پورے بورڈ میں ٹاپ کیا تھا۔

ان کی زندگی خوشیوں اور جدوجہد کا امتزاج تھی۔ دس سال پہلے، ان کے والد، جو ایک مشہور ڈاکٹر تھے، دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد، گھر کا نظام ان کی پینشن سے چل رہا تھا۔

عائشہ بیگم، جو ایک بہادر اور محبت کرنے والی ماں تھیں، نے اپنی دونوں بیٹیوں کی پرورش بڑی محنت اور ہمت سے کی۔ وہ ہمیشہ اپنی بیٹیوں کے لیے ایک مضبوط سہارا بنی رہیں، اور ان کی تعلیم اور تربیت پر خاص توجہ دیتی تھیں۔ دونوں بہنیں اپنی ماں کے لیے باعث فخر تھیں اور اپنے والد کے خوابوں کو پورا کرنے کی کوشش میں لگی رہتی تھیں۔

"شکر

ہے، ہم پاکستان پہنچ گئے۔ میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی زندہ اپنے ملک میں قدم رکھوں گی۔" نایاب شاہ تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"اب ایسا بھی تو نہ کہیں، نایاب۔ آپ کے یہ الفاظ دل دکھا دیتے ہیں۔" یاسر شاہ نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں پلیز، ممی! یہ مرنے کی باتیں نہ کریں۔ آپ کو پتہ ہے نا کہ مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے جب آپ ایسے بات کرتی ہیں۔ ہم آپ کی وجہ سے ہی ہم یہاں آئے ہیں، ورنہ اس ملک میں رکھا ہی کیا ہے؟" زران جو کہ ملازم کو ہدایات دے کر اندر آیا تھا اپنی ماں کے منہ سے ایسی الفاظ سن کر تھوڑا سختی سے کہا۔

"اچھا، اچھا، آپ تو ناراض ہو گئے۔ میں تو مذاق کر رہی تھی!" نایاب شاہ نے جلدی سے کہا، جب انہوں نے زران کے چہرے پر سنجیدگی دیکھی۔

زران نے گہری سانس لے کر اپنی ماں کی طرف دیکھا۔ "ممی، مذاق بھی سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ ایسے مذاق دل کو بھاری کر دیتے ہیں۔ آپ جانتی ہیں کہ ہم سب آپ کو کتنا چاہتے ہیں، اور ایسی باتیں ہمیں پریشان کر دیتی ہیں۔"

Clubb of Quality Content!

"بیٹا، مجھے معلوم ہے، لیکن تم لوگ بھی کچھ زیادہ ہی حساس ہو گئے ہو۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے، بس تھکن کی بات تھی۔" نایاب شاہ نے نرمی سے مسکرا کر کہا۔

"جی، ممی۔" اور لمبے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ زاران نے اپنی ماں کی بات مانتے ہوئے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنی جیکٹ اتار کر صوفے پر رکھی اور تھکن سے بھری سانس لی۔

زران کے کمرے کا سب کچھ گرے رنگ کا تھا۔ دیواروں پر ہلکے گرے شیڈ کی پینٹ، جس پر کہیں کہیں سفید بارڈر نمایاں تھا، اور فرش پر گہرے گرے رنگ کا کارپٹ۔ کمرے کے پردے سلور گرے تھے، جو روشنی کو نرم کر کے اندر آنے دیتے تھے، اور یوں پورا ماحول پر سکون اور متوازن دکھائی دیتا تھا۔

بیڈ پر گرے رنگ کی چادر بچھی ہوئی تھی، جس پر سفید اور سیاہ لائنوں کا نفیس ڈیزائن تھا۔ کشن اور تکیے بھی گرے اور سلور رنگ کے تھے۔ ایک طرف رکھا ہوا صوفہ بھی گرے رنگ کا تھا، جس پر سفید کشن رکھے ہوئے تھے۔ دیوار پر لگی بڑی جھیل کی پینٹنگ کا فریم بھی گرے رنگ کا تھا، جو کمرے کی تھیم سے ہم آہنگ تھا۔

Clubb of Quality Content

کمرے کی روشنی مدھم اور گرم تھی، چھت پر لگے سفید اور سلور فانوس سے نکلنے والی روشنی نے ایک شاندار ماحول پیدا کر رکھا تھا۔ ہر چیز اس قدر ترتیب سے رکھی ہوئی تھی کہ یہ کمرہ زران کی شخصیت کی عکاسی کرتا تھا سادہ، نفیس، اور باوقار۔

زران آئینے کے سامنے کھڑا اپنے گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کر رہا تھا۔ چھ فٹ قد، کشادہ کندھے، اور مضبوط جسمانی ساخت نے اس کی وجاہت کو مزید نمایاں کیا ہوا تھا۔ اس کی گہری آنکھیں، جن میں ہلکی سرخی کے ڈورے واضح تھے، اس بات کی گواہی دے رہی تھیں کہ وہ کئی راتوں سے ٹھیک سے نہیں سویا تھا۔ ان آنکھوں میں ایک پراسراریت تھی، جو ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ اس کی ہلکی داڑھی اور مونچھیں، جو ہمیشہ تراشی ہوئی ہوتیں، اس کے چہرے کو مزید پرکشش بناتی تھیں۔

بال خشک کرنے کے بعد زران نے تولیہ ایک طرف رکھا اور آہستگی سے اپنے بالوں میں کنگھی کرنے لگا۔ اس کی حرکات میں تھکن جھلک رہی تھی۔ کنگھی کرتے کرتے اس کی نظریں بے ساختہ گھڑی کی طرف گئیں، جو رات کے دس بجا رہی تھی۔ ایک پل کو وہ رکا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو، پھر گہری سانس لے کر کنگھی میز پر رکھی اور بیڈ کی طرف بڑھا۔

بیڈ پر بیٹھتے ہی اس نے موبائل اٹھایا اور وقت دیکھا۔ چند لمحوں کے لیے اسکرین پر نظریں جمائے رہا، جیسے کسی کی کال یا پیغام کا انتظار کر رہا ہو۔ لیکن جب کچھ نہ ہوا، تو موبائل ایک طرف رکھ کر وہ بیڈ پر

لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کرتے ہی دن بھر کی تھکن اس پر غالب آگئی، اور جلد ہی وہ نیند کی گہری وادی میں اتر گیا۔ کمرے میں خاموشی چھاگئی، صرف باہر ہوا کے ہلکے سرسراہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ماہی اور عمائرہ دونوں تیار ہو چکی تھیں۔ وہ دونوں کافی خوش نظر ارہے تھے کیونکہ وہ اتنے سالوں بعد اپنے خالہ کی گھر جا رہی تھیں۔ "مہرانیوں نے کب آنا ہے؟" عائشہ بیگم کی غصے بھری آواز کچن سے آتی ہوئی ان کے کانوں تک پہنچی۔

"لگتا ہے امی کو کافی دیر ہو گئی ہے انتظار کرتے ہوئے۔" ماہی نے ہنستے ہوئے عمائرہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہاں، اور ہم نے امی کو صبح سے تین بار 'بس پانچ منٹ' کہا ہے۔" عمائرہ نے شرارت سے جواب دیا۔

"چلو، اب مزید نہ تنگ کریں۔ ورنہ امی واقعی ناراض ہو جائیں گی۔" ماہی نے جلدی سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

دونوں بہنیں نیچے آئیں تو عائشہ بیگم نے انہیں دیکھ کر گہری سانس لی اور بولیں۔ "بس! اب تم دونوں تیار ہو گئی ہو؟ یہ وقت ہے نکلنے کا؟ میں کب سے تم دونوں کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"سوری امی، بس تھوڑی دیر ہو گئی۔" ماہی نے معصومیت سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی امی، اب چلیں؟" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"چلو، جلدی کرو۔" عائشہ بیگم نے بیزاری سے کہا اور گھر کے دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔

"کتنا مزہ آئے گا خالہ کے گھر جا کر، امی۔ خالہ سے ملنے کا تو دل بے چین ہو رہا ہے!" گاڑی میں بیٹھتے ہی ماہی نے پرجوش انداز میں کہا۔

"ہاں، اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہمیں زران بھائی بھی ملیں گے۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ بس ابھی اڑ کر خالہ کے گھر پہنچ جاؤ گی۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یقین مانیں امی اگر ہمارے پاس پر ہوتے تو ہم سچ میں اڑ کے خالہ کے گھر پہنچ جاتے۔ عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ماہی اور عائشہ بیگم ہنس دی۔

شاہ

مینشن کی دیو ہیکل اور شاندار عمارت کے سامنے گاڑی رک گئی۔ دروازے پر موجود ملازمین نے فوری طور پر گاڑی کا دروازہ کھولا اور عزت و احترام کے ساتھ تینوں کو خوش آمدید کہا۔ مینشن کی خوبصورتی اور شان و شوکت دیکھ کر عمائرہ کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"واہ، یہ گھر تو کسی محل سے کم نہیں!" عمائرہ نے دھیمی آواز میں ماہی سے کہا۔

"ہاں، خالہ کا ذوق ہمیشہ شاندار رہا ہے۔" ماہی نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ارے، میری بہن! ماہین، عمائرہ! تم تینوں کو دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ کتنے سالوں بعد ملاقات ہو رہی ہے!" نایاب بیگم تیزی سے آگے بڑھیں اور تینوں کو گلے لگایا۔

"ہاں نایاب، وقت نے تو جیسے پر لگا لیے ہیں۔" عائشہ بیگم نے محبت سے کہا۔

"کتنی بڑی ہو گئی ہو تم دونوں! ماہین تو بالکل اپنی ماں کی کاپی لگ رہی ہے، اور عمائرہ... یہ بچی تو پورے گھر کو اپنی شرارتوں سے بھر دے گی، یہ تو صاف نظر آ رہا ہے۔" نایاب نے ماہی اور عمائرہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"خالہ! میں اتنی بھی شرارتی نہیں ہوں جتنی آپ سوچ رہی ہیں۔" عمائرہ نے شرماتے ہوئے کہا۔

سب ہنستے ہوئے اندر کی جانب بڑھے، جہاں چائے اور لذیذ کھانوں کا انتظام پہلے سے کیا جا چکا تھا۔

نایاب نے محبت سے کہا، "چلو، پہلے کچھ کھاؤ پیو، پھر آرام کرنا۔ تمہارا یہاں ہر لمحہ خاص بناؤں گی۔"

"خالہ، آپ کے ساتھ وقت گزارنے کا تو ہم بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔" ماہین نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اور زران!؟ اس سے ملنے کی کوئی بے صبری نہیں؟" نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خالہ! بالکل! لیکن وہ کہاں ہیں؟" عمائرہ نے فوراً کہا۔

"وہ شاید اپنے کمرے میں ہو گا۔ میں بلاتی ہوں۔" نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا اور ملازم کو زران کو بلانے کے لیے کہا۔

ضرار شاہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اپنی مخصوص بے نیازی کے ساتھ مسکراتے ہوئے آیا۔

براؤن شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئی تھیں، اور بلیو جینز اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔

اس کی انگلیوں میں گاڑی کی چابی گھوم رہی تھی، اور چہرے پر وہی ہلکی سی شرارت بھری مسکراہٹ تھی جو ہمیشہ اس کی شخصیت کا حصہ تھی۔

"ارے یہ تو لال پری اور چھمک چھلو ہیں!" ضرار شاہ نے شوخ انداز میں کہا، جیسے وہ ان دونوں کا مذاق اڑا رہا ہو۔

ماہین اور عمائرہ نے بیک وقت چونک کر ضرار شاہ کی طرف دیکھا۔ عمائرہ کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا، اور ماہی نے فوراً تیوری چڑھاتے ہوئے کہا، "ضرار بھائی! یہ کیا بات ہوئی؟"

"سچ کہنے میں کیا برائی ہے؟ دیکھو تو، ایک سرخ جوڑے میں چمک رہی ہے اور دوسری اپنی چمک دمک دکھا رہی ہے۔" ضرار شاہ نے کندھے اچکائے اور معصومیت سے کہا۔

"بھائی، آپ کو مذاق کرنے کا کوئی موقع نہیں جاتا، ہے نا؟" عمائرہ نے شرارت سے کہا۔

"زندگی میں اگر ہنسی مذاق نہ ہو تو پھر مزہ کس بات کا۔۔؟" ضرار شاہ نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

"آپ کا یہ مذاق کبھی نہیں بدلے گا، ضرار بھائی۔" ماہین نے ناگواری سے کہا۔

"اور تمہاری یہ ناراضی بھی کبھی نہیں بدلے گی، ماہین۔" ضرار شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ضرار شاہ، اپنی بہنوں کا مذاق اڑانا بند کرو اور انہیں آرام کرنے دو۔" نایاب شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے!" ضرار شاہ نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ویسے، خوش آمدید! امید ہے تمہیں یہاں بوریت نہیں ہو گی، کیونکہ میں یہاں ہوں۔"

،"بھائی، اگر آپ ایسے ہی باتیں کرتے رہے، تو بوریت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے نایاب، زران نظر نہیں آ رہے۔؟" عائشہ بیگم نے نظریں ادھر ادھر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ اٹھ گئے تھے ابھی آتے ہوں گے.. لو جی آ گئے۔" زران شاہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔ اس نے ہلکی گرے شرٹ پہن رکھی تھی، جس کے اوپر دو بٹن کھلے ہوئے تھے، اور اس کے ساتھ بلیک جینز تھی۔ بالوں کو پیچھے کی طرف سیٹ کیا ہوا تھا، اور اس کی مخصوص بے نیازی اور اعتماد اس کے انداز سے جھلک رہا تھا۔

"السلام علیکم!" زران نے سنجیدگی سے سب کو سلام کیا اور عائشہ بیگم کی طرف بڑھا۔

"وعلیکم السلام، بیٹا! کیسے ہو؟" عائشہ بیگم نے شفقت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"الحمدللہ خالہ! آپ کیسی ہیں؟" زران نے مودبانہ انداز میں پوچھا اور ساتھ ہی نایاب شاہ کے پاس جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہم سب ٹھیک ہیں۔ ماشاءاللہ، تم تو پہلے سے زیادہ اسمارٹ ہو گئے ہو۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زران ہلکا سا مسکرایا دوسری پل اس کی مسکراہٹ غائب تھی۔

"ماہی زران بھائی تو بہت ہینڈسم ہے وہ پہلے سے کئی زیادہ ہینڈسم ہو گیا ہے۔" عمائرہ نے ماہین کے کان میں سرگوشی کی۔ لیکن ماہین کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر عمائرہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا لیکن وہ تو پہلے سے ہی زران کو دیکھ رہی تھی۔ عمائرہ کے کہنی مارنے پر ماہی چونکی، لیکن فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"ہاں یار، تم ٹھیک کہہ رہی ہو، ماشاءاللہ واقعی بہت ہینڈسم ہو گئے ہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا، مگر اس کے لہجے میں ہلکی سی الجھن بھی تھی۔

"پہلے سے زیادہ توجہ دے رہی ہو، لگتا ہے کچھ خاص بات ہے۔" عمائرہ نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے، بس حیرت ہو رہی ہے کہ وقت کے ساتھ لوگ کتنے بدل جاتے ہیں۔" ماہی نے فوراً جواب دیا۔

"ہاں، بدل تو جاتے ہیں، لیکن کچھ چیزیں بھی ویسی کی ویسی رہتی ہیں، جیسے زران بھائی کی سنجید گی۔"

عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

ماہی نے عمائرہ کو خاموش کرانے کے لیے آنکھیں دکھائیں، مگر دل ہی دل میں اس کی بات سے متفق بھی تھی۔زران کی شخصیت میں ایک کشش تھی، جو کسی کو بھی بے اختیار اپنی طرف متوجہ کر سکتی تھی۔اور شاید وہ اس کی جانب کھینچ رہی تھی۔

زران نے اس دوران ماہین پر نظر ڈالی، جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔زران کو عجیب سا محسوس ہوا لیکن پھر وہ فوراً نایاب شاہ سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔ماہین نے گہری سانس لیتے ہوئے نظریں پھیر لیں اور عمائرہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بس بہت ہوا، چپ رہو اور کھانے کا انتظار کرو۔

ماہین کا دل بے قابو ہو رہا تھا، اور وہ خود کو سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔وہ بار بار زران کی طرف دیکھتی، لیکن جب زران کی نظریں اٹھتیں تو وہ فوراً اپنی توجہ کسی اور جانب مبذول کر لیتی۔

زران نے ایک بار پھر محسوس کیا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے، لیکن جب اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا، تو سب اپنی باتوں میں مصروف نظر آئے۔وہ گہری سانس لیتے ہوئے موبائل پر واپس آ گیا، لیکن اس کے چہرے پر ہلکی سی الجھن کے آثار واضح تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماہین کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو رہی تھی، اور اس کا دماغ خود پر قابو پانے کی جدوجہد میں تھا۔

"آخر یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ کیوں یہ بار بار زران کی طرف دیکھنے کا دل کر رہا ہے؟" وہ دل ہی دل میں خود سے سوال کر رہی تھی۔

"کیا بات ہے، ماہی؟ کچھ زیادہ ہی دلچسپی نہیں لے رہی؟" عمائرہ نے ماہی کی حالت کو بھانپتے ہوئے آہستہ سے اس کے کان میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟ کچھ نہیں ہے ایسا!" اور جلدی سے پانی کا گلاس اٹھا کر اپنے جذبات چھپانے کی کوشش کی۔ ماہی نے جھینپ کر فوراً جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، لیکن میری نظر سب پر ہے!" عمائرہ ہنس دی۔

زران نے ایک بار پھر سر اٹھا کر ماہی کی طرف دیکھا، لیکن اس بار ماہین کا دھیان عمائرہ کی باتوں میں تھا۔ زران کی نظریں کچھ لمحے ٹھہر گئیں، جیسے وہ ماہین کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ موبائل میں مصروف ہو گیا۔

ماہی کا دل اب اور بے قابو ہو رہا تھا، اور اسے خود پر قابو پانے کا کوئی طریقہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"بابا، بابا آپ آ گئے۔" پانچ سالہ لڑکی اسے دیکھتے ہوئے اپنے بازو پھیلائے بھاگتے ہوئے اپنے باپ کے گلے سے لگی تھی۔

"ہاں بابا آگئے۔" بچی کو گود میں اٹھاتے اس کے گال پر لب رکھتے ہوئے کہا۔

اس نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر گال پر پیار کرتے ہوئے کہا۔"ہاں، بابا آگئے۔میری گڑیا نے کھانا کھایا؟"

"ہاں بابا، لیکن آپ نے کیوں دیر کی؟ مجھے لگ رہا تھا آپ نہیں آئیں گے!" چھوٹی بچی نے معصومیت سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بابا کبھی اپنی گڑیا کو اکیلا چھوڑ سکتے ہیں؟ بس کام زیادہ تھا، اس لیے دیر ہوگئی۔" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"شاہ، تمہارے آنے سے گھر میں زندگی آجاتی ہے۔عمارہ تو تمہارے بغیر کھانے کا نام بھی نہیں لیتی۔" اس کی امی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے یہ منظر دیکھا اور مسکرا کر بولیں۔

"میری شہزادی تو بہت بہادر ہے۔اگلی بار بابا دیر کریں تو آپ دادی کے ساتھ کھالیا کریں، ٹھیک ہے؟" اس نے عمارہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بابا، آپ وعدہ کریں، آپ دیر نہیں کریں گے!" عمارہ نے ننھے ہاتھوں سے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"وعدہ، بابا کبھی دیر نہیں کریں گے۔" اس نے سنجیدگی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

یہ کہہ کر وہ عمارہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیااور اس کے ننھے ننھے ہاتھوں کو چومتے ہوئے باتوں میں مصروف ہو گیا۔

"شاہ۔۔!"اس کی امی نے آواز دی۔

"جی امی"

"بیٹاتم شادی کیوں نہیں کرتے ابھی توتم 32 سال کے ہو کب تک اس طرح اکیلے رہو گے عمارہ بھی اب بڑی ہو چکی ہے میں چاہتی ہوں کہ تم شادی کرو کوئی نہ کوئی توتم کو پسند ہو گی اگر نہیں پسند تو میں دیکھوں گی تمہارے لیے لڑکی اب بس ایک بار شادی کے لیے ہاں کر دو۔۔"

"امی، یہ بات ہم کئی بار کر چکے ہیں۔ عمارہ ہی میری زندگی ہے،اور مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔" شاہ نے ایک گہری سانس لی اور اپنی بیٹی عمارہ کو گود سے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، عمارہ تمہاری زندگی ہے، لیکن اس کو ایک ماں کی بھی ضرورت ہے۔ تم دونوں ایسے کب تک رہو گے ؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ عمارہ کا کوئی ایسا سہارا ہو جو تمہارے نہ ہونے پر اس کا خیال رکھے ؟"امی نے محبت بھری مگر سنجیدہ نظروں سے بیٹے کی طرف دیکھا۔

"امی، میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا۔" شاہ نے نظریں چرا کر کہا۔

"بیٹا، تم نے زندگی کے بہت سخت وقت دیکھے ہیں۔ لیکن اب وقت بدلنے دو۔ کوئی ایسا شخص جو تمہاری اور عمارہ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے، کیا یہ غلط ہے؟" امی نے قریب آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"امی، میں سمجھتا ہوں آپ کی بات، لیکن میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔ اور عمارہ... وہ میرا سب کچھ ہے۔ میں اس کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں، لیکن کسی کو اس کی زندگی میں شامل کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اسے قبول کر لے گی۔" شاہ نے تھوڑا جھنجھلا کر کہا۔

"بیٹا، تمہارے دل کے زخم شاید بھرنے میں وقت لیں، لیکن زندگی ایک بار ملتی ہے۔ اسے عمارہ کے لیے جینا سیکھو، اور خود کے لیے بھی۔" امی، نے افسردہ لہجے میں کہا۔

شاہ نے خاموشی اختیار کی اور سر جھکا لیا، لیکن اس کے چہرے پر ایک گہری سوچ واضح تھی۔

"آپی آپ آ گئیں۔؟" کیف کو آتے دیکھ کر مایا نے پوچھا۔

"ہاں میں آ گئی۔" مایا کی بات سن کر کیف مسکراتے ہوئے اندر آ گئی اور بیگ ایک طرف رکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا آپی آپ فریش ہو جاؤ کھانا بن گیا ہے۔ پھر ہم سب مل کر کھاتے ہیں۔"

"ویسے کافی سمجھدار ہو گئ ہو۔اچھا میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" یہ کہتے ہوئے کیف اپنے کمرے میں چلی گئی۔

مایا نے کیف کو کمرے کی طرف جاتے دیکھا تو خود بھی مسکراتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی تا کہ کھانا لگا سکے۔

کیف نے کمرے میں جاتے ہی اپنا دوپٹہ اتارا اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ تھکن کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں تھے، لیکن مایا کے خوشگوار لہجے نے اس کا موڈ بہتر کر دیا تھا۔

چند منٹ بعد کیف فریش ہو کر بلیک کرتے اور پاجامے میں کمرے سے باہر نکلی تو مایا میز پر کھانے کے برتن لگا رہی تھی۔

"یہ ہوئی نہ بات، سب کچھ تیار ہے۔۔!" کیف نے خوش ہو کر کہا۔

"آپی، آپ کے آنے کے بعد سب اچھا لگتا ہے۔" مایا مسکراتے ہوئے بولی۔

"اور تم میری سب سے پیاری بہن ہو۔" کیف نے محبت سے مایا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

اگر تم دونوں بہنوں کا میل ملاپ ختم ہو گیا ہو تو کھانا کھا لو کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔امی کی بات سن کر کیف اور مایا دونوں ہنس پڑیں۔

"امی، آپ کو تو ہماری محبت سے جلنا نہیں چاہیے۔" مایا نے شرارت سے کہا۔

"محبت اپنی جگہ، لیکن کھانے کے معاملے میں ٹال مٹول برداشت نہیں۔ چلو، جلدی سے کھانے پر توجہ دو۔" امی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، امی! اب ہم صرف کھانے پر توجہ دیں گے۔" کیف نے پلیٹ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"امی، آج آپ کو بتانا ہوگا کہ یہ سالن اتنا مزے کا کیوں لگ رہا ہے؟" مایا نے پلیٹ میں سالن ڈالتے ہوئے کہا۔

"جب تم لوگ خوش ہو کر کھاؤ گی، تو ہر چیز مزے کی لگے گی۔" امی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سچ میں، امی نے ٹھیک کہا۔ خوشی کے ساتھ کھانے کا اپنا ہی مزہ ہے۔" کیف نے نوالہ توڑتے ہوئے مایا کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا، تو مطلب یہ ہے کہ جب میں ناراض ہوتی ہوں تو کھانے میں مزہ نہیں آتا؟" مایا نے شرارت سے جواب دیا۔

"بالکل! تب تو کھانے کے بجائے تمہارے موڈ کو ٹھیک کرنے کی ترکیبیں سوچنی پڑتی ہیں۔" کیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس تم دونوں اپنی باتوں میں کھانے کا ذائقہ اور نہ بڑھا دو۔!" امی نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"امی، آپ کے ہاتھ کا جادو ہے، جو بھی پکائیں، مزے کا ہی ہوتا ہے۔" مایا نے ہنستے ہوئے سالن کا ایک چمچ کھایا اور کہا۔

"جب تم لوگ خوش اور مطمئن نظر آتے ہو، تو میرے لیے یہی سب سے بڑی تعریف ہوتی ہے۔" امی محبت سے بولیں۔

"کل مایا کے سسرال والے آ رہے ہیں شادی کی تاریخ پکی کرنے کے لیے۔" کیف اور مایا نے ایک ساتھ حیرت سے امی کی طرف دیکھا۔

"امی ابھی تو مایا پڑھ رہی ہے ایسے میں کیسے اس کی شادی ہو گی۔؟" کیف نے قدرے سنجیدگی سے کہا۔

"بیٹا، میں جانتی ہوں کہ مایا ابھی پڑھ رہی ہے، لیکن یہ کوئی جلد بازی نہیں ہے۔ ہم نے ان لوگوں سے بات کی ہے، اور وہ مایا کی تعلیم مکمل ہونے کے حق میں ہیں۔ شادی کے بعد بھی وہ مایا کے پڑھائی میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔" امی نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"لیکن امی، کیا یہ سب ٹھیک ہو گا؟ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔" مایا نے بے یقینی سے کہا۔

"امی، آپ کو یقین ہے کہ وہ لوگ اپنے وعدے پر قائم رہیں گے؟ شادی کے بعد اکثر حالات بدل جاتے ہیں۔" کیف نے امی کی بات پر غور کرتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بیٹا، ہم نے سب کچھ اچھی طرح سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہے۔ مایا کے سسرال والے بہت اچھے لوگ ہیں، اور وہ اس کی خوشیوں کا خیال رکھیں گے۔" امی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"امی، میں بس یہ چاہتی ہوں کہ مجھے کچھ وقت مل جائے اپنی زندگی کو سمجھنے اور ان تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے۔"

"مایا، ہمیں تم پر فخر ہے۔ ہم تمہاری خواہشات کا خیال رکھیں گے، لیکن زندگی میں کچھ فیصلے وقت پر ہی کرنے ہوتے ہیں۔ تم دیکھنا، سب اچھا ہوگا۔" امی نے مایا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"مایا، فکر مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تمہیں کسی بھی بات پر شک ہو، تو ہم اسے پہلے حل کریں گے۔" کیف نے مایا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ مایا نے سر ہلاتے ہوئے گہری سانس لی اور دل ہی دل میں خود کو سمجھانے کی کوشش کی کہ شاید یہ سب اس کے لیے بہتر ہی ہوگا۔

"آپی چائے۔۔" مایا ہاتھ میں چائے لے کر کیف کے کمرے میں آکر ٹیبل پر رکھ کر کہا۔

"شکریہ، مایا! تمہیں کیسے خیال آیا میرے لیے چائے بنانے کا؟" کیف، جو کتاب پڑھنے میں مصروف تھی، نے مایا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"خیال نہیں آیا، امی نے کہا تھا۔" مایا کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"اچھا! تو یہ امی کی ہدایت تھی۔ پھر بھی، چائے لانے کا شکریہ۔" کیف نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"آپی، کل جو کچھ ہوگا، اس کے بارے میں سوچ کر دل گھبرا رہا ہے۔" مایا نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مایا، میں نے تمہیں کہا تھا کہ سب ٹھیک ہوگا؟ تمہیں صرف اپنے دل کو مضبوط کرنا ہے۔ زندگی میں کچھ فیصلے مشکل ضرور ہوتے ہیں، لیکن ان کا مطلب یہ نہیں کہ وہ غلط ہوں۔" کیف نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

مایا نے خاموشی سے کیف کی بات سنی اور پھر بولی۔ "آپی، آپ ہمیشہ مجھے اتنا حوصلہ کیسے دے دیتی ہیں؟"

"کیونکہ تم میری سب سے پیاری بہن ہو، اور میں چاہتی ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔" کیف نے مایا کے ہاتھ تھام کر کہا۔

Clubb of Quality Content

"پتہ ہے، آپ کی یہ باتیں سن کر لگتا ہے کہ شاید واقعی سب ٹھیک ہو جائے گا۔" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل! اور اگر کچھ غلط ہوا، تو تمہیں پتہ ہے، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔" کیف نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات پوچھو آپی۔؟" مایا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"میں جانتی ہوں مایا کہ تم کیا پوچھ رہی ہو اگر تم مجھ سے یہ نہ پوچھو تو بہتر رہے گا۔"

"لیکن آپ اس بارے میں بات کیوں نہیں کرنا چاہتی۔؟ کیا میں آپ کی بہن نہیں ہوں مجھے پوچھنے کا حق نہیں ہے۔؟" کیف نے گہری سانس لی۔

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو تم۔؟"

"یہی کہ کیا آپ ان سے ابھی بھی پیار کرتی ہیں۔؟ کیا وہ اب بھی آپ کو یاد آتا ہے۔؟" کیف نے مایا کی بات سن کر لمحہ بھر کے لیے خاموشی اختیار کی۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی، جیسے اپنے جذبات کو الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔

کچھ دیر بعد اس نے گہری سانس لی اور مایا کی طرف پلٹ کر نرمی سے کہا۔ "مایا، کچھ سوالوں کے جواب وقت کے ساتھ دھندلے ہو جاتے ہیں۔"

"آپی، یہ ٹالنے کی بات نہیں ہے۔ میں جاننا چاہتی ہوں، کیونکہ میں آپ کو سمجھنا چاہتی ہوں۔" مایا نے بے چینی سے کہا۔

"ہاں، کبھی کبھی یاد آتا ہے۔ کچھ لمحے، کچھ باتیں ذہن میں گونجتی ہیں، لیکن یہ سب اب ماضی کا حصہ ہے۔ زندگی آگے بڑھ چکی ہے، اور مجھے بھی بڑھنا پڑا۔" کیف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے اپنے دل کے جذبات کو دفن کیوں کر دیا؟ کیا وہ جذبات اب بھی آپ کے اندر کہیں موجود نہیں؟" مایا نے نرمی سے پوچھا۔

"مایا، جذبات ختم نہیں ہوتے، وہ بس بدل جاتے ہیں۔ وہ شخص میری زندگی کا ایک باب تھا، جو بند ہو چکا ہے۔ اب میرا مقصد اپنی اور اپنے خاندان کی خوشی ہے۔" کیف نے مسکرا کر جواب دیا۔

"آپی، آپ واقعی بہت مضبوط ہیں، لیکن آپ کو یہ سب اکیلے سہنے کی ضرورت نہیں۔ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔" مایا نے کیف کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"اور یہی بات مجھے مزید مضبوط بناتی ہے۔ تمہارا ساتھ میرے لیے سب سے بڑی طاقت ہے۔" کیف نے مایا کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ویسے جب ہم آنی کے گھر جاتے ہیں تو آپ کیوں نہیں جاتی۔؟"

"کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ میرا اس سے آمنا سامنا ہوں۔"

"آپی، آپ واقعی اب بھی اس سے ملنے سے اتنا گریز کرتی ہیں؟" مایا نے کیف کی بات سن کر حیرت سے کہا۔

"مایا، کچھ زخم وقت کے ساتھ بھر تو جاتے ہیں، لیکن ان کے نشان ہمیشہ رہتے ہیں۔ میں نے خود کو بہت سمجھایا ہے کہ ماضی کی باتوں کو پیچھے چھوڑ دوں، لیکن اس سے آمنا سامنا میرے لیے آسان نہیں ہے۔" کیف نے گہری سانس لی اور کہا۔

"لیکن آپی، شاید سامنا کرنے سے وہ بوجھ ہلکا ہو جائے جو آپ دل میں لیے پھر رہی ہیں۔" مایا نے نرمی سے کہا۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو، لیکن مایا، میں نے اپنے دل کو بڑی مشکل سے سنبھالا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ یادیں دوبارہ زندہ ہوں۔ اس لیے میں دور رہنا ہی بہتر سمجھتی ہوں۔" کیف نے ایک لمحے کے لیے سوچتے ہوئے کہا۔

"آپی، میں جانتی ہوں کہ آپ نے بہت کچھ برداشت کیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں، آپ کو اپنے جذبات سے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں، چاہے آپ کوئی بھی فیصلہ کریں۔"

"شکریہ مایا۔" کیف نے مایا کو دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ دی اور کہا۔

"شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ میری بہن ہیں، اور بہنیں ایک دوسرے کے لیے ہوتی ہیں۔" مایا نے کیف کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"پتہ ہے مایا، تمہاری باتوں سے مجھے ہمیشہ حوصلہ ملتا ہے۔ شاید میں اتنی مضبوط نہ ہوتی اگر تم میرے ساتھ نہ ہوتیں۔"

"تو پھر یہ بات ہمیشہ یاد رکھیے گا اور اگلی بار میرے ساتھ زیادہ سختی مت کیجیے گا!" مایا نے شرارت سے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے، لیکن تم بھی کبھی کبھار میری بات مان لیا کرو۔" کیف ہنستے ہوئے بولی۔

"آپ کی بات ہمیشہ دل سے مانتی ہوں، آپی۔ اور ہمیشہ مانوں گی۔" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گڈ بچہ۔ کیف نے اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ مایا ہنس دی۔

"چاچو آپ شادی کیوں کر رہے ہیں۔؟"عمارہ چھوٹے شاہ کے گود میں بیٹھی ہوئے سوال کیا۔

"عمارہ بیٹا، شادی تو ہر کسی کو کرنی پڑتی ہے۔"چھوٹے شاہ نے عمارہ کی معصوم بات پر ہنس کر کہا۔

"لیکن کیوں؟ آپ تو ہمارے ساتھ رہتے ہیں، پھر شادی کیوں؟"عمارہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"بیٹا، شادی اس لیے کرتے ہیں تاکہ زندگی میں ایک ساتھی ہو، جو ہر خوشی اور غم میں ساتھ ہو۔"چھوٹے شاہ نے نرمی سے جواب دیا۔

"لیکن آپ کے پاس تو میں ہوں نا؟ پھر آپ کو کسی اور کی کیا ضرورت ہے؟"عمارہ نے اپنی چھوٹی سی ناک سکیڑ کر کہا۔

"بیٹا، تم تو ہمیشہ میرے دل کے قریب رہو گی، لیکن شادی ایک الگ ہی رشتہ ہے۔ جب تم بڑی ہو جاؤ گی، تو سمجھو گی۔"چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے عمارہ کے گال کو نرمی سے تھپتھپایا اور کہا۔

"میں نہیں سمجھتی۔ آپ کسی سے شادی نہ کریں، ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔"عمارہ نے ضدی لہجے میں کہا۔

"چلو ٹھیک ہے، میں تمہاری ناراضگی ختم کرنے کے لیے بہت ساری چاکلیٹ لاؤں گا۔ لیکن تم میری شادی میں خوب تیار ہو کر آنا، ٹھیک؟"

"ویسے چاچو بابا نے شادی کیوں نہیں کی۔؟"عمارہ کی معصومیت کی بات پر چھوٹے شاہ مسکرایا۔

"بابا نے شادی کی تھی بیٹا۔"

"تو پھر بابا کی بیوی کہاں ہے۔؟" چھوٹے شاہ نے عمارہ کی بات سن کر ایک گہری سانس لی۔

"بیٹا، بابا کی بیوی بہت پہلے اللہ کے پاس چلی گئی تھی۔ وہ بہت اچھی تھیں۔ اچھے لوگوں کو اللہ اپنے پاس جلدی بلا لیتے ہیں آپ کی امی بہت اچھی تھی۔"

"تو کیا میری دوسری امی نہیں آسکتی۔"

"آسکتی ہیں بیٹا اگر بابا میری بات مان لے۔" شاہ بیگم عمارہ کی بات سن کر کہا۔

"لیکن چاچو، بابا دوسری شادی کیوں نہیں کرتے؟ وہ کیوں نہیں مانتے؟" شاہ بیگم کی بات سن کر عمارہ نے بے چینی سے پوچھا۔

"بیٹا، بابا کو اپنی پہلی بیوی کی بہت یاد آتی ہے۔ وہ انہیں بہت محبت کرتے تھے، اور وہ ہمیشہ چاہتے ہیں کہ تم اور تمہاری امی خوش رہو۔" چھوٹے شاہ نے عمارہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا میں بابا کو کہوں گی کہ وہ شادی کر لیں؟ وہ تو ہمیشہ میری بات سنتے ہیں۔" عمارہ نے نرمی سے کہا۔

"ہاں عمارہ تم بابا سے بات کر لو وہ مان لیں گے اگر نہیں مانا تو تم منوا لینا۔"

"چاچو! میں بابا سے بات کروں گی، وہ مجھے کبھی نہیں انکار کرتے۔" شاہ بیگم کی بات پر عمارہ نے آنکھوں میں چمک کے ساتھ کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عمارہ! تمہارے ارادے بہت مضبوط ہیں، لیکن یاد رکھو، شادی کا فیصلہ صرف بابا کا ہے۔ اگر وہ تیار نہیں ہوتے تو تمہیں انہیں سمجھانا ہوگا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بابا کو اگر میں بتاؤں گی کہ میں چاہتی ہوں کہ وہ خوش رہیں، تو وہ مان جائیں گے۔"

"ہاں بلکل۔" چھوٹے شاہ نے کہا۔

اسی وقت وہ گود سے اتری اور بابا کہہ کر بڑے شاہ کے کمرے میں چلی گئ۔

"امی ویسے اچھا ہے کہ بھائی مان جائیں شادی کے لیے۔" چھوٹے شاہ نے کہا۔

"ہاں بیٹا یہ فیصلہ بڑے شاہ کے لیے مشکل ہوگا لیکن کیا پتہ عمارہ کے لیے مان جائیں۔" شاہ بیگم نے کہا۔

"ہاں، عمارہ کی باتوں میں کچھ خاص بات ہے۔ اس کی معصومیت اور محبت کو نظرانداز کرنا بڑے شاہ کے لیے مشکل ہوگا۔" چھوٹے شاہ نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔" شاہ بیگم نے کہا اور دل ہی دل میں دعا کرنے لگی کہ بڑے شاہ شادی کے لیے مان جائیں۔

"بابا بابا۔۔" ام عمارہ اپنے فراک کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے بڑے شاہ کے کمرے میں آئی تھی۔

"جی بابا کی جان۔"

"بابا، مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

کیسی بات؟ بتاؤ، کیا ہے؟" بڑے شاہ نے نرمی سے کہا۔" بابا، مجھے لگتا ہے آپ کو خوش رہنے کا حق ہے، اور آپ کے لیے شادی کرنا اچھا ہو گا۔"

"عمارہ تم کیوں یہ بات کہہ رہی ہو؟" بڑے شاہ نے حیرانی سے عمارہ کو دیکھا اور کہا۔

"بابا، آپ ہمیشہ ہماری خوشی کے بارے میں سوچتے ہیں، لیکن آپ کا دل بھی خوش ہونا چاہیے۔ آپ کی مسکراہٹ ہمیں بہت عزیز ہے، اور میں چاہتی ہوں کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں۔" بڑے شاہ نے عمارہ کی بات سنی اور پھر گہری سانس لی۔

"اور یہ بات کس نے کہہ دی آپ کو۔؟" بڑے شاہ نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا۔

"وہ... وہ چاچو نے کہا تھا۔"

بڑے شاہ نے گہری نظر سے عمارہ کو دیکھا اور پھر آہستہ سے کہا۔" چاچو نے؟"

"جی، چاچو نے کہا تھا کہ اگر آپ خوش رہیں گے تو ہمیں بھی خوشی ملے گی، اور وہ چاہتے ہیں کہ آپ شادی کے بارے میں سوچیں۔" عمارہ نے سر ہلایا اور کہا۔

"آپ کے چاچو کو میں ابھی ٹھیک کرتا ہوں۔"

"بابا، آپ چاچو کو کچھ نہیں کہیں گے؟" بڑے شاہ کی بات سن کر عمارہ نے آنکھیں پھیلائیں اور کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں نہ کہوں؟ بس اس لیے کہ چاچو نے جو کچھ کہا، وہ تمہارے لیے اچھا سوچ کر کہا تھا۔ وہ تمہاری خوشی چاہتے ہیں، اور وہ تمہیں دیکھ کر خود بھی خوش ہوتے ہیں۔ لیکن شادی کے فیصلے میں وقت لگتا ہے، اور یہ فیصلہ مجھے خود کرنا ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں، بابا۔ لیکن بس میں چاہتی ہوں کہ آپ خوش رہیں۔"

"تمہاری خوشی ہی میری خوشی ہے، عمارہ۔ تم جو کہو گی، میں ضرور سوچوں گا، لیکن یہ فیصلہ میری زندگی کا ہے اور اسے سوچ سمجھ کر کرنا پڑے گا۔" بڑے شاہ نے نرم لہجے میں کہا۔

بڑے شاہ نے عمارہ کی بات سن کر گہری نظر سے اسے دیکھا اور مسکرا کر کہا، "تم بہت سمجھدار ہو، عمارہ۔ تمہاری خوشی ہی میری سب سے بڑی خوشی ہے۔ جب تم خوش رہو گی، تو مجھے بھی سکون ملے گا۔"

"چھوٹے شاہ ممی کم تھی کیا کہ اب آپ بھی عمارہ کے کان بھر رہے ہو۔ جب میں نے کہا ہے کہ مجھے شادی نہیں کرنی تو کیوں مجھے فورس کرتے ہو۔ اور کیا لگتا ہے کس طرح عمارہ کو بہکا کے میں شادی کے لیے ہاں کروں گا تو یہ آپ کی خوش فہمی ہے۔" عمارہ کو اس کے کمرے میں بھیجنے کے بعد وہ چھوٹے شاہ کے پاس آیا تھا جو شاہ بیگم کے پاس بیٹھا تھا۔

چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کی بات سن کر پر سکون لہجے میں جواب دیا۔ "بھائی، میں نے عمارہ کو بہکایا نہیں، بس ایک بات کہی تھی۔اور وہ بات بھی آپ کی خوشی کے لیے تھی۔ہم سب چاہتے ہیں کہ آپ خوش رہیں، بس یہی خواہش ہے۔"

"بیٹا، چھوٹے شاہ نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ وہ بس تمہاری فکر کرتے ہیں،اور عمارہ نے جو کہا، وہ بھی معصومیت سے کہا۔اسے زبردستی نہ سمجھو، یہ سب تمہارے لیے ہے۔"شاہ بیگم نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"امی، میں سمجھتا ہوں کہ آپ سب میری خوشی چاہتے ہیں، لیکن میرے لیے یہ موضوع بہت مشکل ہے۔مجھے اپنے جذبات کے ساتھ جینے دیں،اور کوئی فیصلہ کرنے دیں جب میں خود اس کے لیے تیار ہوں۔" بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور کہا۔

"بھائی، ہم آپ پر دباؤ نہیں ڈال رہے۔بس اتنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے دل کے دروازے بند نہ کریں۔زندگی میں دوبارہ خوشی کے دروازے کھل سکتے ہیں، اگر آپ خود کو ایک موقع دیں۔"چھوٹے شاہ نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں آپ سب کی بات سمجھتا ہوں، لیکن مجھے اپنے وقت اور جگہ پر سوچنے دو۔ یہ میرا فیصلہ ہے، اور میں اسے خود کرنا چاہتا ہوں۔" بڑے شاہ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی، پھر کہا۔

شاہ بیگم اور چھوٹے شاہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور خاموشی سے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے بیٹا اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو آج کے بعد ہم نہیں کہیں گے شادی کے لیے اگر کبھی دل کرے تو ہمیں بتا دینا۔۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، امی۔ آپ کی سمجھ اور حمایت میرے لیے سب سے اہم ہے۔" شاہ بیگم کی بات سن کر بڑے شاہ نے سکون کا سانس لیا اور نرم لہجے میں کہا۔

"اچھا امی میں ذرا ارام کرتا ہوں میں بہت زیادہ تھک گیا ہوں۔۔" شاہ بیگم نے ہاں میں سر ہلایا۔ اور پھر وہ آہستہ سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا، جہاں سکون اور تنہائی اس کے خیالات کا انتظار کر رہے تھے۔

وہ صبح سویرے اٹھا، سورج کی پہلی کرنیں ابھی زمین کو چھو رہی تھیں۔ کمرے میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی، اور پرندوں کی چہچہاہٹ ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔ بڑے شاہ نے کھڑکی کے پردے ہٹائے اور باہر دیکھا، جیسے کوئی نیا فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

چہرے پر سکون کے آثار تھے، مگر آنکھوں میں ایک گہری سوچ۔ وضو کر کے نماز ادا کی اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ شاید دل میں کوئی الجھن تھی جس کا حل مانگ رہا تھا۔ دعا کے بعد وہ کچھ دیر جائے نماز پر بیٹھا رہا، اپنی زندگی کے ہر موڑ کو یاد کرتے ہوئے۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھا، تیار ہو کر باہر آیا اور ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔ شاہ بیگم اور چھوٹے شاہ پہلے سے موجود تھے۔ سب نے مسکراتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا۔

"امی بہت دن ہو گئے ہیں۔ میں عالیان سے نہیں ملا اور وہ مجھے کال بھی کر رہے ہیں کہ میں عمارہ کے ساتھ آ جاؤ تو گھر جانا پاسیبل نہیں ہے تو اس لیے میں ان کے آفس جا رہا ہوں عمارہ کے ساتھ"۔ چائے کی سپ لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، بیٹا۔ اگر عالیان نے بلایا ہے اور تمہیں جانا ضروری لگتا ہے، تو عمارہ کو ساتھ لے جاؤ۔ ویسے بھی وہ تمہارے ساتھ بہت خوش رہتی ہے۔ لیکن راستے میں خیال رکھنا اور زیادہ دیر نہ کرنا۔"

عمارہ، جو قریب ہی بیٹھی تھی، یہ سن کر خوشی سے اچھل پڑی۔ "بابا، ہم عالیان چاچو کے پاس جا رہے ہیں؟ میں بھی تیار ہو جاتی ہوں!"

بڑے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ عمارہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ "ہاں، لیکن جلدی تیار ہو جانا۔ ہمیں زیادہ دیر نہیں کرنی۔" عمارہ فوراً اپنے کمرے کی طرف دوڑ گئی۔

"عالیان سے بھی کہو کہ وہ کبھی یہاں آ کر ہم سے بھی مل لے۔ بہت دن ہو گئے ہیں۔"

"جی امی، میں اسے یہ بات ضرور کہوں گا۔" بڑے شاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا امی میرا ناشتہ ہو گیا ہے اور ہم چلتے ہیں۔"

شاہ بیگم نے بڑے شاہ کی بات سن کر عمارہ کی طرف دیکھا جو خوشی خوشی تیار ہو کر آ چکی تھی۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے بیٹا، اپنا خیال رکھنا اور وقت پر واپس آجانا۔ عمارہ کا بھی خیال رکھنا۔"

"جی امی آپ فکر نہ کریں۔" "چلیں، عمارہ؟ عالیان چاچو ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" بڑے شاہ نے عمارہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"جی، بابا، چلیں!" عمارہ نے خوشی سے سر ہلایا۔

"اللہ حافظ، بیٹا۔ جلدی آجانا!" شاہ بیگم نے دونوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

بڑے شاہ اور عمارہ مسکراتے ہوئے گھر سے نکل گئے، اور گاڑی میں بیٹھ کر عالیان کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے۔

"اچھا می میں جا رہی ہوں آفس اور آج مجھے بہت سارا کام ہے تو میں تھوڑی سی لیٹ آؤں گی۔ سو میرے لیے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کھانا کھا لوں گی اور آپ دونوں بھی کھانا کھا لینا۔" کیف کندھے پر پرس ڈالتے ہوئے امی سے کہا۔

"لیکن بیٹا آپ کو تو پتہ ہے کہ مایا کہ سسرال والے ارہے ہیں تو جلدی آنا۔۔"

"او سوری اماں میں بھول گئی تھی۔ آپ فکر نہ کریں میں جلدی آنے کی کوشش کروں گی۔"

"آپی اتے ہوئے میرے لیے سموسے لے کر آنا۔۔" مایا نے آواز دی۔

کیف نے مایا کو مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ہاں، ہاں! سموسے بھی لے کر آؤں گی، بس تمہارے سسرال والے آکر بات چیت کر لیں۔" پھر کیف نے ایک آخری نظر امی پر ڈالی اور کہا، "امی، آپ فکر نہ کریں، میں جلدی واپس آجاؤں گی۔"

"اللہ تمہارا حافظ، بیٹا۔ بس تمہارا خیال رکھنا اور جلدی آنا۔" امی نے پیار سے کیف کا ہاتھ تھاما اور کہا۔ کیف نے سر ہلایا اور پھر باہر نکل گئی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی، جیسے وہ خود کو اس دن کے لئے تیار کر رہی ہو جس میں اسے اپنی زندگی کے بارے میں مزید فیصلہ کرنے تھے۔ اس کے لیے شاید ہر دن مشکل ہو رہا تھا لیکن اسے اللہ پر اور خود پر یقین تھا۔

کیف

بلیو کرتہ اور پاجامے میں ملبوس دفتر میں آئی تھی، اس کی ہیلز کی ٹک ٹک پورے دفتر میں گونج رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اندر آئی، سب کی نظر اس پر پڑی۔ اس کا اعتماد اور سکون بھرا چہرہ، ساتھ ہی وہ ہر قدم پر اپنی جگہ مضبوطی سے رکھتے ہوئے چل رہی تھی۔

سب نے اس کو سلام کیا سلام کا جواب دیتے ہوئے وہ اپنے آفس میں آئی تھی۔ کیف نے بالوں کو کیچر میں قید کیا اور بالوں کا جوڑا بنا کر اسے ترتیب سے سجا لیا۔ اس کا چہرہ اب مزید پُر سکون لگ رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے بالوں کا جوڑا مکمل کیا، وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھی اور کام میں دوبارہ مشغول ہو

گئی۔ کیف نے کام کرتے ہوئے جب بچے کی آواز سنی، تو وہ فوراً چونک گئی۔ اس نے سر اٹھایا اور آفس کے ماحول کو بغور جانچنے کی کوشش کی۔

"آفس میں بچہ؟ یہ تو نیا ہے..." کیف نے حیرانی سے سوچا۔ پھر اس نے اچھی طرح سے سنا اور معلوم کیا کہ یہ آواز کسی چھوٹی لڑکی کی تھی۔

"یہ کس کا بچہ ہو سکتا ہے؟" کیف نے دل میں سوال کیا اور فوراً اپنے آفس سے نکل آئی تھی۔ اور دیکھا تو چار پانچ سال کی لڑکی مسکراتے ہوئے سب کے ساتھ بات کر رہی تھی۔ کیف نے حیرت سے دیکھا، جو کھیلتے ہوئے آفس میں گھوم رہی تھی۔

"یہ کون ہے عالیہ؟" کیف نے سوال کیا، اور اپنی نظریں اس چھوٹی لڑکی پر مرکوز کر دیں۔

"یہ عالیان سر کے دوست کی بیٹی ہے، اس کا نام ام عمارہ ہے۔ عالیان سر نے کہا تھا کہ جب تک ان کا کام مکمل نہیں ہوتا، ام عمارہ کو کچھ وقت کے لیے یہاں لے آئیں گے۔" عالیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کتنی پیاری ہے یہ لڑکی، کتنی معصوم سی لگتی ہے۔" کیف نے ام عمارہ کو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"ہاں، یہ بہت خوش مزاج اور چنچل ہے۔ اب اسے آفس میں دیکھ کر سب کی تھوڑی دیر کے لیے ذہنی تھکاوٹ کم ہو جاتی ہے۔" عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

کیف نے ام عمارہ کے سوال کا جواب دیا، "میرا نام کیف ہے، اور آپ کا نام کیا ہے؟" پھر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس سے بات کرنے لگی، تاکہ اس سے بہتر بات کر سکے۔

"ام عمارہ۔" بچی نے معصومیت سے جواب دیا۔

"نائس نیم!" کیف مسکرا کر بولی۔

ام عمارہ نے پھر کیف کے گال پر پیار سے لب رکھے۔ جس پر کیف تھوڑی چونک گئی۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں!" ام عمارہ نے کیف کے گالوں کو پیار سے کھینچا اور پھر خوش ہو کر کہا، "آپ کی مسکراہٹ بہت پیاری ہے!"

کیف نے اسے گلے لگا لیا، "تم بہت پیاری ہو، ام عمارہ۔"

"یہ تو مجھے سب کہتے ہیں کہ ام عمارہ بہت پیاری ہے،" ام عمارہ نے مسکراتے ہوئے کہا، اور کیف نے پیار سے جواب دیا، "تم واقعی بہت پیاری ہو۔

"اچھا تو ام عمارہ، آپ کس کے ساتھ آئی ہو؟" پھر کیف نے پوچھا۔

"میں بابا کی ساتھ آئی ہوں، اور بابا عالیان چاچو کے ساتھ بزی ہیں،" ام عمارہ نے معصومیت سے جواب دیا۔

اسی دوران ایک ورکر آیا اور کیف کو بتایا۔ "مس کیف ملک، آپ کو عالیان سر نے بلایا ہے۔"

"اچھا عمارہ، میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔ ابھی آپ کے چاچو مجھے بلا رہے ہیں۔" کیف نے مسکرا کر کہا۔ پھر کیف عالیان کیانی کے دفتر میں داخل ہو گئی۔

"گڈ مارننگ سر!"

"گڈ مارننگ مس کیف ملک!"

کیف اندر آئی تھی لیکن اس نے صوفے پر بیٹھے شخص کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس شخص نے کیف کی آواز سنی، وہ ایک لمحے کے لیے تھم گیا۔ وہ آواز ایسی تھی، جسے وہ کروڑوں آوازوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔ جیسے ہی کیف نے قدم آگے بڑھائے، اس شخص نے ایک دم سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

وہ شخص حیرت کے سمندر میں ڈوبا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لیے دنیا تھم گئی تھی، اور اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ جو دیکھ رہا تھا وہ حقیقت ہے۔ اس کے لیے یہ لمحہ ایک انجان سی حقیقت بن چکا تھا، اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔

"کام تو کچھ بھی نہیں تھا، لیکن میں آپ کو اپنے دوست سے ملوانا چاہتا تھا۔ آج وہ اتنے ٹائم بعد آیا ہے، تو سوچا کہ یہی موقع صحیح رہے گا۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا، اس کے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن کیوں سر؟" کیف نے ذرا ناگواری سے جواب دیا، وہ دل ہی دل میں تذبذب کا شکار تھی، کیونکہ وہ کچھ عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔

عالیان نے ایک نظر کیف پر ڈالی اور پھر صوفے پر بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھیے، یہ وہی لڑکی ہے، جس کے بارے میں، میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس کی شکل تھوڑی بہت آپ جیسی لگتی ہے۔" عالیان نے اس شخص کو مخاطب کیا، لیکن کیف کی نظریں اس کی جانب اُٹھتے ہی ایک دم رک گئیں۔

وہ شخص، جو پہلے سے ہی کیف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی غیر متوقع حقیقت کو سامنے دیکھ رہا ہو۔ کیف کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پیروں سے زمین کھینچ لی گئی ہو، اور ہر لمحہ اتنا بھاری ہو چکا تھا کہ اس کے لیے اس صورتحال سے نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔

کیف کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، لیکن اس شخص سے سامنا نہ ہو۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی اور وہ خود کو بے حد غیر محفوظ محسوس کر رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بے شمار سوالات گونج رہے تھے، اور ہر سوال کے ساتھ اس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ وہ شخص اس سے پہلے کبھی اس طرح سامنے نہیں آیا تھا، لیکن اب جب وہ سامنے تھا، کیف کی آنکھوں میں ماضی کی تمام یادیں دوبارہ زندہ ہو گئیں تھیں۔ وہ ماضی کے وہ لمحے، وہ باتیں، وہ احساسات جنہیں وہ بھلا چکی تھی، اب جیسے ایک بار پھر اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیف نے ایک گہری سانس لی اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن وہ جانے کیوں خود کو بے حد کمزور اور بے بس محسوس کر رہی تھی۔ وہ اس لمحے سے بچنا چاہتی تھی، لیکن اس کا دل نہیں مان رہا تھا۔

عالیان نے اس کی خاموشی کو محسوس کیا اور سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا، جیسے وہ اس کے اندر کی کیفیت سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو، لیکن کیف نے فوراً اپنی نظریں نیچی کر لیں اور دل ہی دل میں اپنے جذبات کو چھپانے کی ناکام کوشش کی۔

"شاہ کہاں کھو گئے؟" عالیان نے صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص کو مخاطب کیا، اور اس کی آواز پر وہ چونکا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے پریشانی کا تاثر آیا، جیسے وہ کسی لمحے میں خود کو بے قابو محسوس کر رہا ہو۔

"کچھ نہیں۔۔" شاہ نے مختصر جواب دیا۔ اس کی آواز میں ایک خاموش سی شدت تھی، جیسے وہ اپنی حقیقت کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔

کیف نے اس کی آواز سنی، لیکن اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے آنکھیں سختی سے بند کر لیں، جیسے وہ چاہتی تھی کہ اس لمحے کو فوراً گزر جائے۔ وہ اس کی موجودگی سے بچنا چاہتی تھی، لیکن دل میں ایک گہرا احساس تھا کہ یہ لمحہ اس کے لیے آسان نہیں ہو گا۔

Clubb of Quality Content!

شاہ کی نظریں کیف پر ٹکی ہوئی تھیں، اور وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک شدت تھی، جیسے وہ کیف کو اپنی دنیا میں اتارنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ہر نگاہ میں ایک سوال تھا، ایک چھپا ہوا درد تھا، اور شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ کیف اس کے دل کی حالت کو سمجھ سکے۔

کیف نے اپنے دل کی دھڑکن کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ اس کے لیے ایک لمحہ بھی آرام دہ نہیں ہو گا۔ وہ اس کی نظروں میں پھنس چکی تھی، اور اس کی شدت کو محسوس کر رہی تھی۔ اس کی نظریں، اس کا سکوت، سب کچھ کیف کے اندر گہرے تاثرات چھوڑ رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کی نظریں کہیں اور ہوں، وہ چاہتی تھی کہ اس کا دل بے چین نہ ہو۔

"کہیں یہ تمہاری بچھڑی ہوئی بہن تو نہیں؟" عالیان نے شاہ سے سوال کیا۔

"نہیں، میری کوئی بھی بہن نہیں ہے اور نہ ہی میری بہن ہو سکتی ہے، اور نہ ہی میں چاہتا ہوں کہ میری بہن ہو۔" شاہ نے گہری سانس لی اور فوراً جواب دیا۔

شاہ کا جواب اتنی شدت سے آیا کہ اس کی آواز میں ایک قسم کا غصہ تھا جیسے اسے عالیان کی بات بری لگی ہو۔

"میں نے بس یوں ہی پوچھ لیا تھا، تم جانتے ہو میں ہمیشہ تمہاری سوچوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔" عالیان نے فوراً اپنا انداز نرم کیا اور کہا۔

کیف نے شاہ کو بغضِ توجہ سے دیکھا، اور اس کا دل ایک لمحے کے لیے رک سا گیا۔ وہ چاہتی تھی کہ کچھ کہے، لیکن شاہ کی غصے سے بھری ہوئی آنکھیں اس کے الفاظ کو روک رہی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا ماضی اور ان کے بیچ کی خاموشی میں کچھ ایسا تھا جسے وہ بیان نہیں کر سکتی تھی۔

"بابا، بابا۔" عمارہ اندر آئی تھی۔

"کیا ہوا عمارہ؟" شاہ نے نرمی سے پوچھا، اس کی آواز میں محبت اور خیال تھا۔

"بابا، گھر چلیں۔؟ دادی نے کہا تھا کہ ہم شام کو کہیں جا رہے ہیں اور بابا کو جلدی گھر لے کر آنا۔" عمارہ مسکراتی ہوئی ان کے قریب آئی اور کہا،

"ہاں بیٹا، بابا کو یاد ہے، ابھی ہم جائیں گے، ٹھیک ہے۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، اور عمارہ کو پیار سے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔

Clubb of Quality Content

کیف کی نظریں ان دونوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔ وہ شاہ اور عمارہ کے درمیان کی محبت اور تعلق کو دیکھ کر اندر ہی اندر ٹوٹ رہی تھی۔ اس کا دل جیسے ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہا تھا، ایک طرف شاہ کی موجودگی میں گزرے ہوئے لمحے اور دوسری طرف اس کی خاموشی اور درد۔ کیف نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن وہ جانتی تھی کہ اس لمحے میں وہ ان کے درمیان کہیں نہیں ہے۔

شاہ کا مسکراہٹ بھرا چہرہ اور عمارہ کی معصوم خوشی اس کے دل میں ایک تیز درد چھوڑ رہی تھی، جسے وہ بیان نہیں کر سکتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ خود کو اس لمحے سے نکالے، مگر یہ منظر اس کے ذہن میں بار بار آ رہا تھا۔

"اچھا عالیان، ہم چلتے ہیں، ہمیں شام کو کہیں جانا ہے تو پھر ملتے ہیں اور میری امی نے کہا ہے کہ آپ بھی کبھی ہماری طرف آؤ۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، اور عمارہ کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

عالیان نے سر ہلایا اور کہا۔ "ضرور، اگلی بار ہم آپ کے گھر آ کر ملیں گے۔" لیکن کیف کی طرف نظر ڈالتے ہوئے وہ کچھ سنجیدہ ہو گیا۔ کیف کے چہرے پر وہ خاموشی اور درد محسوس کر رہا تھا جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"رکو بابا۔" ام عمارہ نے شاہ کے ہاتھ کو چھوڑا اور بھاگ کر کیف کے پاس آئی۔

"کیف آپ بہت خوبصورت ہیں!" ام عمارہ نے کہا اور کیف کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا، کیف کا دل زوروں سے دھڑکا اور شاہ نے حیرت سے دیکھا۔ پھر وہ واپس شاہ کے پاس آئی۔

"اب چلیں بابا، اللہ حافظ!" ام عمارہ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کیف کو الوداع کہا اور شاہ کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے اس کے ساتھ جانے لگی۔

شاہ نے ایک نظر کیف پر ڈالی، اس کی آنکھوں میں ایک گہرا احساس تھا، جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہو لیکن لفظ اس کی زبان تک نہ آ سکے۔ پھر وہ خاموشی سے افس سے نکل گیا، اور کیف اسے جاتے ہوئے

دیکھتی رہی۔اس کی نظریں زخمی اور مضمحل تھیں، جیسے وہ ایک لمحے کی حقیقت کو قبول نہ کر پا رہی ہو۔

کیف کا دل ٹوٹ رہا تھا، لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی فیلنگز کو الفاظ میں نہیں ڈھال سکتی۔شاہ اور عمارہ کی مسکراہٹیں، ان کی محبت بھری موجودگی، اور کیف کے اندر کا درد، سب کچھ ایک ساتھ ٹکرا رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب جا رہے تھے، جبکہ کیف کے لیے یہ سب ایک دل دہلا دینے والی حقیقت بن چکی تھی۔

کیف نے اپنی آنکھوں میں آتی ہوئی نمی کو جھٹک کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔لیکن جب تک وہ انہیں دیکھتی رہی، اس کا دل تڑپتا رہا۔

"ضرار بھائی، آپ کہاں ہیں؟" ماہین ضرار کو آواز دیتی ہوئی جلدی جلدی بھاگ رہی تھی کہ اچانک کسی سے ٹکرا گئی۔جیسے ہی وہ گرنے لگی، ایک مضبوط ہاتھ نے اسے تھام لیا۔

گرنے کے خوف سے اس نے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔جب اس نے محسوس کیا کہ وہ زمین پر نہیں گری، تو آہستہ آہستہ ایک آنکھ کھول کر دیکھا۔سامنے زران کھڑا تھا، اور اس کی نظریں غصے سے بھرپور تھیں۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتیں؟" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

ماہین نے جلدی سے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔"میں... میں ضرار بھائی کو ڈھونڈ رہی تھی، وہ..."

"ضرار بھائی؟ تمہیں یہ نہیں لگتا کہ بھاگتے وقت کم از کم آس پاس دیکھ لینا چاہیے؟"زران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجیے، مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ..."ماہین نے جھجکتے ہوئے کہا، لیکن پھر ہمت کرتے ہوئے بولی،"لیکن آپ کو بھی دیکھنا چاہیے تھا نا!"

زران اس کی بات سن کر چند لمحوں کے لیے ٹھٹھک گیا۔اس کے چہرے پر حیرت اور خفیف غصے کے آثار تھے، جیسے وہ اس جواب کی توقع نہ کر رہا ہو۔

"مجھے؟ دیکھنا چاہیے تھا؟""میڈم، اگر میں نہ دیکھتا تو تم کب کی زمین پر ہوتی!"زران نے ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہاں، لیکن آپ کو بھی یہ اندازہ ہونا چاہیے کہ کوئی سامنے آ سکتا ہے!"ماہین نے جلدی سے جواب دیا۔

"دلچسپ! غلطی بھی تمہاری اور بحث بھی تم ہی کر رہی ہو۔"زران نے ایک لمحے کے لیے اسے غور سے دیکھا، پھر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ماہین نے لب بھینچ لیے، لیکن کچھ کہنے سے پہلے ہی زران نے ایک نظر اور ڈالی اور کہا۔"اگلی بار بھاگنے سے پہلے راستہ دیکھ لینا۔"اور پھر وہ تیز قدموں سے وہاں سے چلا گیا۔

ماہین نے غصے اور بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھا۔"کتنے مغرور ہیں!"خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ ضرار کو ڈھونڈنے کے لیے آگے بڑھ گئی۔

"ضرار بھائی اب ہمیں لے چلو نہ آپ نے کہا کہ ہمیں آئس کریم کھلانے کے لیے لے کر جاؤ گے۔" ماہین پنک فراک میں ملبوس ضرار کے کمرے میں آئی تھی۔

"ارے چھمک، چھلو آپ یہاں؟""وہ تو میں نے مذاق میں کہا تھا، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے آپ کو آئس کریم کھلانے کا۔"ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا؟آپ مذاق کر رہے تھے؟یہ تو زیادتی ہے، ضرار بھائی!آپ نے وعدہ کیا تھا۔"ماہین نے آنکھیں پھیلا کر حیرت سے ضرار کو دیکھا۔

"وعدہ؟کب؟کہاں؟مجھے تو یاد ہی نہیں۔"ضرار نے مزید شرارت کرتے ہوئے کہا۔

"اب میں خالہ کو جا کر بتاتی ہوں کہ آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا۔پھر خالہ آپ کی کلاس لیں گی!"ماہین نے ناک چڑھا کر کہا۔

"اوہو، اتنی بڑی دھمکی؟ اچھا ٹھیک ہے، چلتے ہیں۔ لیکن صرف آئس کریم کے لیے، اور کہیں اور جانے کا مطالبہ مت کرنا!" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے! میں تیار ہو کر آتی ہوں!" ماہین خوشی سے اچھلتے ہوئے بولی۔

"یہ چھوٹی چھمک واقعی خطرناک ہے!" ضرار نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

ماہین ____ نے اپنی بلیک فراک پہنی اور عمائرہ کو بھی تیار ہونے کے لیے کہا۔ عمائرہ جلدی سے اپنی پسندیدہ نیلی فراک پہن کر تیار ہو گئی۔ دونوں خوشی سے اچھلتی ہوئی ضرار کے پاس آئیں۔

"ضرار بھائی، ہم تیار ہیں! اب تو چلیں؟" ماہین نے پر جوش انداز میں کہا۔

"واہ، لگتا ہے آج شہر کی سب سے پیاری لڑکیاں میرے ساتھ جا رہی ہیں۔ ٹھیک ہے، آؤ چلیں۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا اور کہا۔

ماہین اور عمائرہ دونوں ضرار کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ راستے میں دونوں ہنسی مذاق کر رہی تھیں اور ائس کریم کے مختلف فلیورز پر بحث کر رہی تھیں۔

"میں چاکلیٹ لوں گی!" ماہین نے کہا۔

"نہیں، ونیلا سب سے اچھا ہے!" عمائرہ نے جواب دیا۔

"بس، آپ دونوں اپنا فیصلہ آئس کریم پارلر پہنچ کر کر لینا، ورنہ میرے کان پک جائیں گے۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

تینوں آئس کریم کھانے کے بعد خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ راستے میں ضرار نے ایک چھوٹے سے اسٹال پر گجرے دیکھے۔ اس نے گاڑی روکی اور دونوں بچیوں کے لیے گجرے خرید لیے۔

"یہ لو، آپ دونوں کے لیے۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے گجرے ان کی طرف بڑھائے۔

ماہین اور عمائرہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ "واہ! یہ تو بہت خوبصورت ہیں!" ماہین نے چمکتی آنکھوں سے کہا۔

"شکریہ، ضرار بھائی! آپ سب سے اچھے ہیں!" عمائرہ نے گجرے اپنے ہاتھوں میں پہنتے ہوئے کہا۔

"ارے، شکریہ کی ضرورت نہیں۔ غریبوں کے لیے گجرے لینا میرے لیے خوشی کی بات ہے۔ ضرار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ دونوں کے منہ کھل گئیں۔

"ضرار بھائی! یہ کیا کہہ دیا آپ نے؟" ماہین نے حیرت سے ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ہمیں غریب کہا؟ یہ تو بہت غلط بات ہے!" عمائرہ نے بھی اپنا گجرا اتارتے ہوئے احتجاج کیا۔

"ارے بھئی، مذاق کر رہا تھا! تم دونوں تو میری چھوٹی راجکماری ہو۔ غریب تو میں ہوں، جو تم دونوں کی فرمائشیں پوری کرتے کرتے کنگال ہو رہا ہوں!" ضرار نے دونوں کی شکلیں دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"آپ ہمیشہ ہمیں چڑاتے رہتے ہیں! دیکھ لینا، اگلی بار ہم آپ کو تنگ کریں گے!" ماہین نے غصے سے ضرار کو گھورا اور کہا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں، کہ تم لوگ خوش رہو اور مجھے تنگ کرتے رہو!" ضرار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اب جلدی گھر چلو بہت دیر ہو گئی ہے امی پھر ڈانٹیں گی۔" ضرار نے کہا دونوں نے ہاں میں سر ہلایا اور گاڑی روانہ ہو گئے۔

جیسے ہی وہ تینوں گھر پہنچے، زران دروازے پر کھڑا تھا اور خونخوار نظروں سے ضرار کو گھور رہا تھا۔

"یہ تم تینوں کہاں تھے؟" زران کی گرجدار آواز سن کر ماہین اور عمائرہ سہم گئیں۔

"ارے بھائی، اتنی بھی کیا سنجیدگی۔؟ ہم بس آئس کریم کھانے گئے تھے۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی۔

"آئس کریم؟ اور یہ سب؟" زران نے گجروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "تمہیں اندازہ بھی ہے کہ گھر میں سب تمہیں ڈھونڈ رہے تھے؟"

"بھائی، بس یہ دونوں ضد کر رہی تھیں، تو میں لے گیا۔ اور کیا۔؟" ضرار نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"تو ضد پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم انہیں گھر کے اصول بھلوا دو؟" زران نے سختی سے کہا۔

گجرے کتنے پیارے ہیں نا۔؟ دیکھیں، ضرار بھائی نے لے کر دیے ہیں!" ماہین نے فوراً بات بدلنے کی کوشش کی۔

"میں نے تم سے نہیں پوچھا ہے سواس لیے ہم دونوں بھائیوں کے بیچ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" زران نے دانت پیس کر کہا۔ خفت سے ماہین کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"بھائی یہ کیا کہہ رہے ہو۔؟" ماہین کے چہرے پر خفگی دیکھ کر ضرار نے کہا۔

"میں سوچ سمجھ کر ہی کہہ رہا ہوں نشہ نہیں کیا ہے تم دونوں جاؤ اپنے روم میں اور ضرار تم میرے روم میں آؤ۔۔" ماہین پر غصیلی نظر ڈالتے وہاں سے پلٹ گیا۔

ماہین سر جھکائے چپ چاپ عمائرہ کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی، جبکہ ضرار زران کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ زران کے کمرے میں پہنچتے ہی ضرار نے دروازہ بند کیا اور براہ راست زران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھائی، یہ سب کیا ہے؟ آپ اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں؟"

"یہ سب کیا تماشا ہے؟ تمہیں کوئی احساس نہیں ہے کہ گھر کے اصول کیا ہیں؟ وہ دونوں چھوٹے بچیاں نہیں ہیں اور اس طرح گھر سے باہر لے کر جانا اچھی بات بھی نہیں ہے سمجھیں۔ زران نے سخت نظروں سے ضرار کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بھائی میں نے انہیں کہا تھا کہ میں لے کر جاؤں گا اس لیے میں لے کر گیا تھا اب اس میں برائی کیا ہے۔؟"

"برائی یہ ہے کہ تم بنا کسی کو بتائے، یوں دونوں کو لے کر باہر گھوم رہے ہو، جیسے کوئی قانون ہی نہ ہو۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے، ضرار!" زران نے غصے سے کہا، اس کے ماتھے پر واضح تیور تھے۔

"بھائی، میں نے ان کی خوشی کے لیے کیا۔ اور میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے۔" ضرار نے گہری سانس لی اور پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

"مسئلہ تمہاری لاپرواہی ہے، ضرار۔ یہ بات صرف ان کی خوشی کی نہیں ہے؛ یہ ہماری عزت اور اصولوں کی ہے۔" زران نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"بھائی، اگر آپ کو یہ سب اتنا برا لگا تو آئندہ میں آپ سے اجازت لے کر ہی جاؤں گا۔ لیکن میری نیت صاف تھی، آپ اس بات کو اتنا بڑا مسئلہ کیوں بنا رہے ہیں۔؟ اور ہم اتنے سالوں بعد ملے ان کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا اب آپ ڈانٹ رہے ہیں۔" ضرار نے بے بسی سے کہا۔

"میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا، لیکن آئندہ خیال رکھو، لڑکیوں کے ساتھ ایسے فری نہیں ہوتے۔" زران نے قدرے سخت لہجے میں کہا، لیکن اس کے الفاظ میں بھائی ہونے کی فکر بھی جھلک رہی تھی۔

ضرار نے خاموشی سے اس کی بات سنی، پھر جواب دیا۔ "بھائی، میں سمجھتا ہوں آپ کی بات۔ لیکن میرا ان دونوں کے ساتھ کوئی غلط ارادہ نہیں تھا۔ وہ میرے لیے بہنوں جیسی ہیں، اور میں بس ان کی خوشی کے لیے لے گیا تھا۔"

"پتا ہے، لیکن دنیا ہمارے جذبات یا نیت کو نہیں دیکھتی۔ وہ صرف وہی دیکھتی ہے جو دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے محتاط رہو، اور اپنی حدود سمجھو۔" زران نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، بھائی۔ آئندہ ایسا کچھ کرنے سے پہلے میں آپ سے مشورہ کر لوں گا۔" ضرار نے نرمی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

زران نے اس کی بات پر ہلکا سا سر ہلایا، جیسے اسے اطمینان ہوا ہو کہ ضرار نے بات سمجھ لی ہے۔ "بس یہی چاہتا ہوں کہ تم سمجھداری سے کام لو۔"

جی اتنا کہتے ہوئے وہ کمرے سے نکل گیا۔ زران نے گہری سانس لی اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"وہ لڑکی کون تھی۔؟ کیا اسے جانتی ہو تم۔؟" عمارہ کو گاڑی میں بٹھا کر خود بھی بیٹھے ہوئے پوچھا۔

"نو بابا بس وہ مجھے بہت پیاری لگی۔ کیا آپ کو نہیں لگی۔؟" عمارہ کی بات پر وہ کچھ بول نہیں پایا۔

"بتاؤ نہ بابا آپ کو اچھی نہیں لگی۔؟" عمارہ نے پھر سے پوچھا۔

"نہیں وہ مجھے ایسی اچھی نہیں لگی۔ کیونکہ وہ ایسی نہیں تھی۔" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسی کیسی مطلب۔۔؟؟"عمارہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"بیٹا گھر جانا ہے۔؟"عمارہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"گڈ اب چپ ہو جاؤ اور مجھے ڈرائیونگ کرنے دو۔"

"بابا، کیا وہ آپ کی دوست تھیں؟ یا پھر آپ انہیں پہلے سے جانتے تھے؟"عمارہ نے کچھ دیر چپ رہنے کی کوشش کی لیکن اپنی معصومیت کے باعث خاموش نہ رہ سکی اور بولی۔

شاہ نے عمارہ کی بات پر ایک نظر آئینے میں ڈالی، جہاں عمارہ کے معصوم چہرے پر تجسس نمایاں تھا۔ اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا، وہ میری کوئی دوست نہیں تھی اور نہ ہی میں اسے جانتا ہوں۔"

"بابا، جھوٹ بولنا بری بات ہے۔ آپ کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی ہیں۔ آپ انہیں جانتے ہیں، بس بتانا نہیں چاہتے۔"عمارہ نے ناراضی سے کہا۔

"عمارہ، آپ بہت ہوشیار ہو رہی ہیں۔"شاہ نے بے بسی سے مسکرا کر کہا۔

"کیونکہ میں آپ کی بیٹی ہوں، بابا۔!"عمارہ نے فخر سے کہا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ کر خوشی سے پیر ہلانے لگی۔

شاہ نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔"چلو، اب گھر پہنچتے ہیں۔ دادی انتظار کر رہی ہوں گی۔ شاہ نے گاڑی چلاتے ہوئے بار بار عمارہ کی جانب دیکھا، جو معصومیت سے باہر کے مناظر میں کھوئی ہوئی

تھی۔ لیکن اس کا اپنا دماغ ماضی کی یادوں میں الجھا ہوا تھا۔ کیف کا چہرہ، اس کی آواز، اس کی موجودگی یہ سب کچھ ایک خواب سا لگ رہا تھا، مگر حقیقت کے قریب۔

"واؤ۔۔! آپی آپ تو جلدی آگئی۔" کیف کو آتے دیکھ کر مایا نے کہا۔

"آپی کیا ہوا ہے آپ کو۔۔؟؟" کیف کی خراب طبیعت کو دیکھ کر مایا نے فکر مندی سے پوچھا۔ لیکن کیف نے کوئی جواب نہ دیا اور کمرے کی طرف بھاگی۔۔مایا بھی پیچھے پیچھے آئی تھی۔

"پلیز آپی کیا ہوا ہے آپ کو۔۔؟" مایا نم لہجے میں پوچھنے لگی۔۔

"مایا میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہے مجھے سونے دیں۔" بہت سی نمی اندر اتارتے ہوئے کہا۔ درد سے ہیزل آنکھیں سرخ تھیں۔

"نہیں آپی مجھے پتہ ہے آپ کی طبیعت خراب نہیں ہے کچھ اور ہوا ہے کیا۔۔؟" مایا کے گلے لگ کر کیف ایک دم رونے لگی۔

"آپی پلیز بتاؤ نہ ہوا کیا ہے آپ تو ایسی کبھی نہیں روتیں۔"

"مایا، کچھ نہیں ہوا۔ بس دل بہت بوجھل ہے۔"

"آپی، آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔ پلیز بتاؤ، میں جانتی ہوں کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہے۔" مایا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مایا، کبھی کبھی کچھ چیزیں ہماری زندگی میں واپس آتی ہیں جنہیں ہم نے بہت پہلے پیچھے چھوڑنے کی کوشش کی ہوتی ہے۔ آج... آج کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔" کیف نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کس کی بات کر رہی ہو؟ مایا حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"مایا میں نے آج اسے دیکھا۔" اس کی آنکھیں پھر سے بھر آئی تھیں۔

"کس کو اور کون۔؟؟ کیا۔؟؟ آپ نے شاہ کو دیکھا۔؟؟" کیف کے ایسے حالت دیکھ کر اسے ایک دم سے یاد آیا تھا۔ کیف نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

"اوہ مائی گاڈ! لیکن کہاں۔؟"

"آفس میں، عالیان سر کے ساتھ..." کیف نے بمشکل جواب دیا۔ اس کی آواز لرز رہی تھی، اور وہ الفاظ ادا کرتے ہوئے تھوڑا کانپ گئی۔

"آفس؟ وہ وہاں کیا کر رہا تھا؟" مایا حیرت سے بولی۔

"عمارہ... وہ اس کی بیٹی ہے۔ وہ اسی کے ساتھ آیا تھا،" کیف نے رکتے ہوئے کہا۔ آنکھوں میں نمی پھر سے چمک اٹھی۔

"آپی، آپ کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی، میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ لیکن آپ کو مضبوط ہونا پڑے گا۔" مایا نے حیرانگی کے ساتھ کیف کا ہاتھ تھام لیا۔

Clubb of Quality Content

"مایا، میں نے سوچا تھا کہ میں نے اسے اپنی زندگی سے نکال دیا ہے، لیکن آج اسے دیکھ کر ایسا لگا جیسے سب کچھ پھر سے زندہ ہو گیا ہو۔ میں مضبوط نہیں ہوں مجھے آج پتہ چلا۔" کیف نے گہری سانس لی اور کہا۔

مایا نے کیف کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے گہرے جذبے سے کہا۔ "آپی، یہ کوئی کمزوری نہیں ہے۔ یہ محبت کی گہرائی ہے، جو کبھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوتی۔ آپ نے شاید خود کو بہلایا ہو، لیکن دل کی کچھ حقیقتیں وقت کے ساتھ بھی نہیں بدل پاتیں۔"

کیف نے آنکھوں سے بہتے آنسو پونچھے اور دھیمی آواز میں کہا۔ "مایا، مجھے لگا تھا کہ میں نے خود کو سنبھال لیا ہے۔ لیکن آج اس کی آنکھوں میں وہی شدت، وہی سوال دیکھ کر میرا دل پھر سے ٹوٹ گیا۔ جیسے وقت نے پلٹ کر مجھے اسی مقام پر لا کھڑا کیا ہو جہاں سب بکھرا تھا۔"

"آپی، آپ کو مضبوط ہونا پڑے گا۔ شاید اس کا سامنا ہونا قسمت کا حصہ تھا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ پھر سے اس درد میں خود کو گم کر دو۔" مایا نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"مایا، مضبوط ہونے کی کوشش کر رہی ہوں، لیکن شاہ کو دیکھ کر مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں اپنی ہی کہانی کے بھنور میں پھنس گئی ہوں۔" کیف نے آہ بھری۔

"آپی، آپ اکیلی نہیں ہیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں، ہمیشہ۔ آپ اس وقت کو بھی گزرنے دیں، اور جو بھی فیصلہ کریں، اپنے دل کی سنیں۔"

"آپی، بس آرام کریں اور کچھ دیر کے لیے سب بھول جائیں۔ میں ممی کو دیکھ کر آتی ہوں۔ وہ صبح سے محنت کر رہی ہیں، ان کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔" مایا نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، مایا۔ لیکن ممی سے کہنا کہ زیادہ نہ تھکیں۔" کیف نے تھکے ہوئے انداز میں سر ہلایا اور دھیمی آواز میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں، میں انہیں آرام کرنے کے لیے کہوں گی۔ آپ اپنا خیال رکھیں، میں ابھی آتی ہوں۔" مایا مسکراتے ہوئے بولی۔

مایا کمرے سے نکل گئی، اور کیف نے گہری سانس لے کر خود کو بستر پر گرا دیا۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے اپنی بے سکونی کو کم کرنے کی کوشش کی، لیکن شاہ کی موجودگی کا خیال اسے مسلسل پریشان کر رہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

شاہ بیگم اپنے کمرے میں آرام سے بیٹھی تھیں کہ بڑے شاہ نے دروازہ دھکیل کر اندر قدم رکھا۔ ان کے چہرے پر اضطراب اور غصے کے ملے جلے آثار تھے۔ بلیک شرٹ اور پینٹ میں ملبوس وہ اپنی مخصوص وقار کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے مگر ان کے چہرے پر الجھن صاف جھلک رہی تھی۔

"ممی، آپ نے بتایا نہیں کہ وہ عالیان کے آفس میں جاب کر رہی ہیں؟" ان کی آواز میں حیرت کے ساتھ ساتھ شکوہ بھی تھا۔

"کون؟" شاہ بیگم نے ناسمجھی سے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"وہ، ممی، جو آفس میں کام کرتی ہے۔ آپ کو نہیں پتہ کیا۔؟" بڑے شاہ نے قدرے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آرہی بیٹا، کون عالیان کے آفس میں جاب کر رہی ہے؟" شاہ بیگم نے دوبارہ وضاحت طلب کی۔

اتنے میں چھوٹے شاہ، نیلی شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس، کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔ "کیف کی بات کر رہے ہیں آپ، ممی۔"

شاہ بیگم کو جیسے بات سمجھ آئی۔ انہوں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "اچھا، کیف کی بات کر رہے ہو۔ ہاں، وہ جاب کرتی ہے لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ عالیان کے آفس میں کام کر رہی ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں اسی کی بات کر رہا ہوں؟" بڑے شاہ نے بھنویں اچکا کر چھوٹے شاہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اور کس کے بارے میں بات کریں گے آپ؟ کیف ہی ہے جو آپ نے عالیان کے آفس میں دیکھی ہو گی۔ وہاں ہمارے جاننے والے تو اور کوئی نہیں ہیں۔" چھوٹے شاہ نے سکون سے جواب دیا۔

بڑے شاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ ان کی آنکھوں میں سختی اور سوالات کی جھلک تھی۔

"تمہیں کب سے پتہ ہے کہ وہ وہاں ہے؟" ان کی آواز میں ایک سرد مہری تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دو سال سے، بھائی۔" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور تم نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا؟" بڑے شاہ کی آواز اونچی ہو گئی۔

"آپ نے پوچھا نہیں بھائی، اور مجھے یاد نہیں رہا۔" چھوٹے شاہ نے کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔

یہ جواب بڑے شاہ کے لیے ناقابلِ قبول تھا۔ ان کی مٹھیاں غصے سے بھینچ گئیں اور آواز میں ایک تلخی آ گئی۔

"ممی، انہیں جاب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ آپ نے انہیں روکا کیوں نہیں؟"

"بیٹا، کیف ایک خوددار لڑکی ہے۔ وہ کسی پر انحصار نہیں کرنا چاہتی۔ میں نے اسے کہا تھا کہ وہ تمہارے آفس میں کام کر لے، لیکن اس نے محبت سے منع کر دیا۔ اس کے انکار کے بعد دوبارہ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔" شاہ بیگم نے سکون سے جواب دیا۔

بڑے شاہ کا غصہ مزید بڑھ گیا۔ انہوں نے کمرے سے باہر جانے کے لیے قدم بڑھایا۔ چھوٹے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "لگتا ہے بھائی کی برداشت ختم ہو گئی ہے۔"

"اس کا دل اب بھی کیف کے لیے دھڑکتا ہے، لیکن یہ مانے گا نہیں۔" شاہ بیگم نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ غصہ زیادہ دیر تک چھپا نہیں رہنے والا، مما۔" چھوٹے شاہ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور بولا۔

بڑے شاہ اپنے کمرے میں جا کر دروازہ زور سے بند کر چکے تھے، اور کمرے میں ایک خاموشی چھا گئی تھی، لیکن اس خاموشی کے پیچھے جذبات کا ایک طوفان چھپا تھا۔

شام کا وقت تھا۔ کیف اور اس کی امی کچن میں موجود تھیں، اور ساری تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی تھیں۔ کھانے کی خوشبو پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ کچن کی میز پر مختلف ڈشز کی پلیٹیں سجی ہوئی تھیں۔ کیف جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی، کبھی سلاد کاٹتی، کبھی کسی ڈش کا حتمی ذائقہ چیک کرتی۔ اس کی پیشانی پر ہلکی سی پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

"امی، چکن روسٹ اوون میں رکھ دیا ہے، اور سالن بھی تیار ہے۔ کیا اور کچھ رہ تو نہیں گیا؟" کیف نے جلدی جلدی پوچھا۔

"نہیں بیٹا، بس برتن ٹرے میں سیٹ کر دو اور پھر تم بھی جا کر تیار ہو جاؤ۔ مہمان کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔" اس کی امی نے سکون سے جواب دیا۔

"جی امی، بس تھوڑی سی صفائی کر کے جاتی ہوں۔" کیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

دوسری طرف مایا اپنے کمرے میں تھی، گلابی فراک میں ملبوس، میز پر اپنی کتابیں پھیلائے پڑھائی میں مصروف تھی۔ اس کے ایگزامز قریب تھے، لیکن اس کا دھیان بار بار کچن کی جانب جا رہا تھا۔

"آپی اور امی نے کیا ماحول بنا رکھا ہے۔ لگتا ہے پورا ریسٹورنٹ کھلنے والا ہے!" وہ خود سے بڑبڑائی اور پھر کتابوں میں جھک گئی۔

کچن میں کیف جلدی جلدی کام نمٹا رہی تھی۔ امی نے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا اور کہا۔

"بیٹا، آرام سے کرو۔ سب کچھ ہو جائے گا۔ تم اپنی فکر کیا کرو، مہمانوں کے سامنے تھکی ہوئی مت لگنا۔"

"امی، بس تھوڑا سا رہ گیا ہے، پھر میں بھی تیار ہو جاؤں گی۔ آپ تو جانتی ہیں، مجھے ہر چیز پرفیکٹ چاہیے!" کیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

امی نے ہلکے سے سر ہلایا اور دعا کی کہ یہ شام سب کے لیے خوشگوار ہو۔ گھر مہمانوں کی آمد کے لیے تیار تھا۔

"اچھا امی، میں تیار ہو کر آتی ہوں۔ دیکھو، کام کرتے ہوئے میرے سارے کپڑے خراب ہو گئے ہیں!" کیف نے اپنی شرٹ پر لگی سالن کی ہلکی سی چھینٹ دکھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بیٹا، جاؤ۔ میں یہاں سب کچھ سنبھال لوں گی۔ تم جلدی سے چینج کر لو اور تیار ہو جاؤ۔ مہمان کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔" اس کی امی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کیف نے جلدی سے اپنے ہاتھ دھوئے، کچن کا ایپرن اتارا اور کمرے کی طرف دوڑ پڑی۔ راستے میں اس نے مایا کے کمرے کی جھلک دیکھی، جو اب بھی کتابوں میں مگن تھی۔

"مایا، تم تیار ہو۔؟" کیف نے زور سے پوچھا۔

"آپی، میرے پاس وقت کہاں ہے؟ امتحانات سر پر ہیں۔!" مایا نے کتاب سے نظر اٹھائے بغیر کہا۔

"ٹھیک ہے، مگر جلدی نیچے آ جانا۔ مہمان آئیں تو ان سے مل لینا۔" کیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مایا نے سر ہلایا اور دوبارہ پڑھائی میں مشغول ہو گئی۔ کیف اپنے کمرے میں داخل ہوئی، الماری سے ایک ہلکا گلابی سوٹ نکالا، جو خاص طور پر آج کے دن کے لیے رکھا تھا۔ اس نے جلدی جلدی چینج کیا اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر ہلکے سے لپ اسٹک اور کاجل لگایا۔

"بس ٹھیک ہے۔ مہمانوں کے سامنے تھکی ہوئی نہیں لگنا چاہیے۔" اس نے خود سے کہا اور بالوں کو سیدھا کرتے ہوئے نیچے جانے کے لیے تیار ہو گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں دروازے کی گھنٹی بجی، کیف کی امی نے دروازہ کھولا۔ سامنے شاہ بیگم، حسین شاہ، بڑے شاہ اور چھوٹے شاہ کے ساتھ کھڑی تھیں۔ شاہ بیگم ہمیشہ کی طرح ایک وقار اور شان کے ساتھ مسکرا رہی تھیں، جبکہ دونوں بھائی پر سکون اور سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔

"السلام علیکم!" شاہ بیگم نے خوش دلی سے کہا۔

"وعلیکم السلام! آئیں، آئیں، اندر آئیں۔" کیف کی امی نے مسکراتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا اور اندر آنے کا اشارہ کیا۔

شاہ بیگم کے پیچھے ان کے گھر کے ملازم بھی تھے، جو اپنے ہاتھوں میں گفٹس اور ڈھیر سارے پھلوں اور مٹھائی کے ٹوکروں سمیت دیگر سامان اٹھائے اندر آئے۔ انہوں نے ایک کے بعد ایک چیزیں ٹیبل پر رکھ دیں۔

"یہ سب کیا ضرورت تھی، شاہ بیگم؟" کیف کی امی نے ہلکی سی حیرانی اور مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ارے! یہ تو ہماری خوشی ہے۔ آپ لوگ ہمارے لیے بہت خاص ہیں۔ یہ سب صرف آپ کی محبت کا اظہار ہے، اور کچھ نہیں۔" شاہ بیگم نے نرمی سے جواب دیا۔

"آپ کی محبت اور توجہ ہمارے لیے کافی ہے۔ اتنا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔" کیف کی امی نے شکریہ کے طور پر مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف جلدی کرو مہمانوں کے لیے چائے لے کر آؤ۔ کیف کا نام سنتے ہی شاہ کی نظریں بے اختیار کچن کے دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ اس لمحے کا انتظار کر رہا تھا جیسے کوئی بے چینی اس کے دل میں بیدار ہو گئی ہو۔

"شاہ، بیٹا، کیا سوچ رہے ہو؟" شاہ بیگم نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں، مما۔" شاہ نے نظریں جھکا کر جواب دیا اور خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔

کیف نے جلدی سے چائے کی ٹرے تیار کی اور اپنے دل کو مضبوط کرتے ہوئے باہر آئی۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی، سب کی نظریں اس پر جم گئیں، خاص طور پر شاہ کی۔

"السلام علیکم۔" کیف نے دھیمی آواز میں کہا اور مہمانوں کو چائے پیش کرنے لگی۔

"وعلیکم السلام، بیٹا۔ ماشاءاللہ، تم نے کتنی جلدی سب کچھ تیار کر لیا۔ بہت سگھڑ ہو۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، لیکن اس کی نظریں نیچی تھیں۔ وہ شاہ کے دیکھنے کا شدت سے احساس کر رہی تھی، جو بغیر کچھ کہے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"چائے تو بہت مزیدار ہے، کیف۔" چھوٹے شاہ نے تعریف کی، جس پر کیف نے شکریہ کہہ کر سر ہلا دیا۔

Clubb of Quality Content

"کہاں ہے ہماری بہو۔؟" بیگم نے نظریں ادھر دوڑاتے ہوئے کہا۔

"جی وہ کمرے میں ہیں۔ جاؤ کیف مایا کو لے کر آؤ۔" امی نے کہا کیف نے ہاں میں سر ہلایا۔

"جی ممی میں لے کر آتی ہوں۔" کیف جلدی سے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے ہی وہ مایا کے کمرے میں داخل ہوئی، مایا کتابوں میں الجھی بیٹھی تھی۔

"مایا، چلو، سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" کیف نے نرمی سے کہا۔

"آپی، میں ابھی آتی ہوں، تھوڑی دیر رک جائیں۔" مایا نے کتاب سے نظریں اٹھا کر کیف کو دیکھا اور کہا۔

"نہیں، سب نے خاص طور پر تمہیں بلایا ہے۔ جلدی کرو، ممی بھی انتظار کر رہی ہیں۔" کیف نے مایا کی کتاب بند کرتے ہوئے کہا۔

مایا بادل ناخواستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "اچھا، چلو۔ لیکن اگر میرے ایگزام خراب ہوئے تو ذمہ دار آپ ہوں گی۔" مایا نے ہلکے پھلکے انداز میں شکوہ کیا۔

"ٹھیک ہے، ذمہ داری میری۔ لیکن ابھی چلو، سب مہمان تمہیں دیکھنے کے لیے بے چین ہیں۔" کیف مسکراتی ہوئی بولی۔

دونوں بہنیں کمرے سے باہر نکلیں۔ جیسے ہی وہ مہمانوں کے سامنے آئیں، شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا، "لو جی، ہماری بہو بھی آ گئی۔"

مایا شرماتے ہوئے ایک طرف کھڑی ہو گئی جبکہ کیف نے اس کے قریب کھڑے ہو کر اس کی ہمت بندھائی۔ شاہ کی نظریں ایک لمحے کے لیے کیف پر ٹھہر گئیں، لیکن فوراً دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ماشاءاللہ، بہت پیاری لگ رہی ہو، مایا۔" شاہ بیگم نے خوش دلی سے کہا۔ "اب سمجھ آیا کہ کیوں ہمارے شاہ کو تم پسند آ گئی ہو۔"

مایا حیرانی اور شرمندگی کے عالم میں ایک دم کیف کی طرف دیکھنے لگی، لیکن کیف کے چہرے پر خاموشی تھی۔

"آؤ بیٹھو کھڑی کیوں ہو۔۔؟" شاہ بیگم نے مایا کو کھڑے ہوتے دیکھ کر کہا۔مایا جھجکتے ہوئے شاہ بیگم کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔

"مایا بیٹا، اتنی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تمہارے ہی اپنے ہیں۔" شاہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور نرمی سے کہا۔

"جی، آنی۔" مایا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"آنی نہیں، اب تو مجھے ممی کہو۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی، ممی۔" مایا نے شرم سے سر جھکا لیا، اور دھیرے سے کہا۔

"مایا، آپ کی پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟" بڑے شاہ نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی، اچھی چل رہی ہے۔" مایا نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

"اور ایگزام کب ہے۔؟" حسین شاہ نے سوال کیا۔

"جی وہ دو دن بعد شروع ہونے والا ہے۔" مایا نے جواب دیا۔

"شاہ آپ کی بیٹی نہیں ائی۔؟" امی نے پوچھا۔

"جی ہاں وہ اپنی نانی کے ساتھ چلی گئی ہے۔" شاہ نے کہا۔

کیف کا دل ایک عجیب سی تکلیف میں ڈوبا ہوا تھا۔اس نے کوشش کی کہ اپنے جذبات پر قابو رکھے، لیکن امی کی بات نے اندر کی درد کو اور بڑھا دیا۔

کیف کی ہیزل آنکھوں میں ایک گہری شدت تھی، جیسے دل کی ہر ایک تکلیف وہ چہرے کے ذریعے بیان کرنا چاہ رہی ہو۔اس کی نظر شاہ کے چہرے پر ٹھہر گئی،اور جیسے ہی گرے آنکھوں کا تصادم ہوا، دونوں میں ایک عجیب سا سکوت چھا گیا۔

شاہ کی آنکھوں میں ایک جھلک تھی، جیسے وہ کیف کے دل کی ہر بات جاننا چاہ رہا ہو، لیکن اس نے خود کو قابو میں رکھا۔کیف کی نظریں جتنی مضبوط تھیں،اتنی ہی وہ خود بھی دکھاوے کے لیے مضبوطی دکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔لیکن دل کی گہرائی میں،وہ ان کی آنکھوں میں کوئی نہ کوئی سوال ڈھونڈ رہی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے،اور کیف کی سانس تھوڑی تیز ہو گئی۔اس نے جلدی سے نظریں جھکائیں، جیسے وہ خود کو کسی احساس کی لہر سے بچانا چاہ رہی ہو۔

"چھوٹے شاہ اور مایا کے نکاح کا کافی ٹائم ہو گیا ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ دونوں کی شادی ہو جائیں۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں اور اس لیے ہم آئے ہیں۔" حسین شاہ نے شاہ بیگم کی بات کی تائید کی۔

Clubb of Quality Content

"آپ کی امانت ہے جب چاہے لے جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔بیٹیاں جتنی جلدی رخصت ہو جائیں ماں باپ کے لیے خوشی کی بات ہوتی ہے۔" امی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں، بالکل۔جب بیٹیاں اپنی زندگی کے نئے سفر پر روانہ ہوتی ہیں، تو والدین کو دل سے سکون ملتا ہے۔" حسین شاہ نے کہا، اور ان کی باتوں میں ایک نرم سی محبت تھی۔

"ہماری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں،" "یہ نیا سفر تمہارے لیے خوشیوں سے بھرپور ہو۔" شاہ بیگم نے مایا کی طرف محبت سے دیکھا اور کہا۔

کیف کی آنکھوں میں ایک پل کے لیے اشک کی جھلک آئی، لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔وہ جانتی تھی کہ مایا کا یہ قدم اس کی زندگی کی ایک نئی شروعات ہے، اور اس کے دل میں اس کے لیے خوشی اور محبت تھی۔

مایا شرمیلی سی مسکرائی چھوٹے شاہ اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔وہ خوش تھا کہ آخرکار یہ دن دیکھنا پڑا۔

"اچھا تو پھر طے ہوا۔پیر کو مایا کے پیپرز ختم ہو جائیں گی۔جمعرات سے شادی کی تیاریاں شروع کرینگے۔۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی صحیح رہے گا۔" امی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے، تو سب کو اس کے مطابق تیاریاں شروع کرنی ہوں گی،" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا، اور سب نے سر ہلا کر اس بات کی تائید کی۔

Clubb of Quality Content

"مایا، تمہارے پیپرز ختم ہوتے ہی شادی کی تیاریوں میں تیزی لائیں گے۔" حسین شاہ نے محبت سے کہا۔

"اب ہمیں زیادہ وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے، جمعرات تک ہر چیز تیار ہونی چاہیے۔۔" شاہ بیگم نے مزید کہا۔ "اور پھر سب کچھ بہت اچھا ہو گا۔"

"آپ فکر نہ کریں، سب کچھ مکمل ہو جائے گا۔" امی نے کہا، اور کیف نے بھی سر ہلا کر اس بات کی تائید کی۔

"مایا کی تو شادی ہونے والی ہے کیف کے بھی ہاتھ پیلے کرو۔" شاہ بیگم نے کیف کی امی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ کیف کے چہرے پر خوف کا سایہ گزرا۔ شاہ نے ایک دم سے شاہ بیگم کو اور پھر کیف کو دیکھا۔

"کیف چاہتی ہے کہ جب تک مایا کی شادی نہ ہو اس کی شادی کی بات نہیں کی جائے گی۔" امی نے کیف کو مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے لیکن پھر بھی شادی کی کرنی ہے نا اور ابھی تم مایا کہ شادی ہو رہی ہے۔"

"ہاں، مایا کی شادی کا فیصلہ ہو چکا ہے، اور کیف کی شادی بھی تقدیر پر منحصر ہے،" کیف کی امی نے نرمی سے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔" چھوٹے شاہ نے کہا۔

"کیف جاؤ کچن میں کھانے کا ٹائم ہو گیا ہے۔" کیف نے سر ہلایا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ ہی دیر میں کھانا لگ گیا تھا۔سب ڈائیٹنگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔ہر طرح کے کھانے رکھے ہوئے تھے۔سب نے کھانے کا آغاز کیا۔کیف اور مایا دونوں خاموشی سے کھا رہے تھے۔شاہ کی نظریں کیف پر مرکوز تھیں، جیسے وہ اسے گہرائی سے دیکھ رہا ہو، لیکن کیف نے جان بوجھ کر نظر بچا کر کھانا جاری رکھا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ شاہ اس کے اندر کی کیفیت کو محسوس کرے۔

"ویسے کھانا بہت اچھا تھا، مزہ آگیا!" کھانا کھانے کے بعد شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا، اور پھر کیف کی طرف دیکھ کر کہا، "کیف، تم نے تو کمال کر دیا، کھانا بہت مزیدار تھا۔"

"شکریہ مامی، بس آپ لوگوں کا پیار ہے۔" کیف نے مسکرا کر جواب دیا۔

"کیف کی ہاتھوں کا کمال ہے!" کیف کی امی نے فخر سے کہا، "یہ تو ہمیشہ سے ہی بہت ہنر مند رہی ہے۔"

ہاں وہ تو ہے۔شاہ بیگم نے کہا۔

"بابا۔۔ بابا!" عمارہ کی آواز سن کر پورے کمرے میں ایک شور سا مچ گیا۔سب نے اسے دیکھا، سوائے کیف کے، جس نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ کسی درد یا تکلیف میں ہو۔

عمارہ خوشی سے دوڑتی ہوئی آئی، اور شاہ کی گود میں بیٹھ گئی۔"عمارہ، تم اتنی جلدی آگئی؟" شاہ نے محبت سے اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا۔

Clubb of Quality Content

"بابا، مجھے آپ کی یاد آرہی تھی، اس لیے نانی سے کہا کہ مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔اور نانی نے مجھے یہاں چھوڑ دیا، لیکن وہ خود اندر نہیں آئیں۔" عمارہ نے معصومیت سے جواب دیا۔

"کیوں" شاہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں بابا، انہوں نے کہا کہ وہ جلدی میں ہیں اور بعد میں آئیں گی۔" عمارہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں، تم تو آگئی ہو، یہی کافی ہے۔" یہ سن کر شاہ نے عمارہ کو گلے لگایا اور کہا۔

"ارے بابا، یہ تو کیفو ہے!" عمارہ نے خوشی سے چیخ کر کہا اور شاہ کی گود سے اتر کر بھاگتی ہوئی کیف کے پاس پہنچی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیفو۔!" عمارہ نے محبت سے پکارا اور بے ساختہ کیف کو گلے لگالیا۔ کیف ایک لمحے کے لیے ٹھٹک گئی، لیکن فوراً ہی خود کو سنبھالتے ہوئے عمارہ کو گلے لگالیا۔

"کیفو نہیں ہے، کیف ہے۔" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے عمارہ کی تصحیح کی۔

"نہیں، میرے لیے تو وہ کیفو ہے!" عمارہ نے گردن موڑ کر چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا اور معصومیت سے بولی۔

"چھوڑو نا، چھوٹے شاہ، بچوں کی باتیں ہیں۔" سب ہنس پڑے، اور کیف نے شرماتے ہوئے کہا۔ شاہ کی نظریں مسلسل کیف پر تھیں، جیسے وہ اس کے ہر ردِ عمل کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیفو، کیا یہ آپ کا گھر ہے؟" عمارہ نے معصومیت سے سوال کیا، اور اس کے نرم گال پر چھوٹے ہاتھ رکھ دیے۔

"ہاں، یہ میرا گھر ہے۔" کیف نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا۔

عمارہ کی آنکھیں چمک اٹھیں، "کیا میں یہاں روز آسکتی ہوں؟"

"ہاں آپ جب چاہیں یہاں آسکتی ہیں۔" کیف نے پیار سے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے، کیفو! میں روز آؤں گی!" عمارہ خوشی سے کیف سے لپٹ گئی۔

کیف نے اسے گلے لگایا، لیکن شاہ کی نظروں کا سامنا کرنے سے کتراتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔ شاہ کی نگاہوں میں ایک خاموش سوال تھا، جیسے وہ کیف کے دل میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہو۔

کھانے کے بعد سب نے ایک ساتھ چائے پی۔ گپ شپ کا ماحول گرم تھا، اور عمارہ اپنی معصوم باتوں سے سب کو ہنسا رہی تھی۔ خاص طور پر کیف اور مایا، جو اس کی باتوں پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھیں۔

عمارہ نے کبھی کسی بات پر ہنستے ہوئے اپنی گڑیا کا ذکر کیا تو کبھی بابا کے ساتھ ہونے والے کسی واقعے کو سنایا۔ کیف، جو زیادہ تر خاموش رہتی تھی، عمارہ کے چہرے کی معصومیت اور باتوں کی معصومیت میں کھو گئی۔

شاہ نے کیف کی طرف ایک نظر ڈالی اور اس کے ہلکے قہقہے سن کر اس کے چہرے مسکراہٹ آئی تھی۔

کچھ دیر بعد رات کے سونے کا وقت آ گیا۔ سب اپنے کمروں کی طرف روانہ ہونے لگے۔ عمارہ نے اچانک ضد کرتے ہوئے کہا۔

"بابا، میں آج کیفو کے ساتھ سونا چاہتی ہوں!"

"بیٹا، کیفو تھک گئی ہو گی۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بابا، میں تھوڑا سا بھی تنگ نہیں کروں گی، پلیز!" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

شاہ نے چند لمحے سوچا، پھر نرمی سے کہا۔

"ٹھیک ہے، لیکن عمارہ، تم وعدہ کرو کہ کیفو کو تنگ نہیں کرو گی۔"

"وعدہ بابا! میں بہت اچھی بچی ہوں!" عمارہ خوشی سے اچھل پڑی اور کیف کا ہاتھ تھام کر بولی۔

شاہ نے عمارہ کو پیار سے دیکھا اور کیف کی طرف ایک گہری نظر ڈالی، جس میں کچھ کہا بھی تھا اور کچھ چھپا بھی لیا تھا۔

عمارہ، کیف کا ہاتھ پکڑے، خوشی خوشی اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ شاہ وہیں کھڑے خاموشی سے انہیں جاتے دیکھتے رہے، جیسے ان کے اندر کی الجھنیں بڑھ رہی ہوں۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ عمائرہ بیڈ پر ٹانگیں پھیلائے چپس کھا رہی تھی، جبکہ ماہین کھڑکی کے پاس کھڑی باہر چاندنی رات کو دیکھ رہی تھی۔ عمائرہ کی شرارتی نظریں مسلسل ماہین پر تھیں، جو کسی گہری سوچ میں گم لگ رہی تھی۔

"ویسے ماہی، مجھے سچ سچ بتاؤ، زران بھائی کو اتنا کیوں دیکھ رہی تھی؟" عمائرہ نے چپس کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے شرارت سے کہا.

"کک... کیا؟ کیا مطلب؟" ماہین چونک کر عمائرہ کی طرف مڑی۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم زران بھائی سے پیار کرنے لگی ہو؟ وہ کیا کہتے ہیں نا، 'پہلی نظر والا پیار'۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے آنکھوں کو چھوٹا کیا اور طنزیہ انداز میں بولی۔

"پاگل ہوگئی ہو تم؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" ماہین نے گھبرا کر عمائرہ کو دیکھا اور جلدی سے کہا۔

"اچھا! ایسی کوئی بات نہیں؟ تو پھر جب وہ بول رہے تھے، تم نے اتنی توجہ سے کیوں سنا؟ اور جب وہ ہنس رہے تھے، تم اتنی مسکرائی کیوں۔؟" عمائرہ ہنستے ہوئے بولی۔

"عمائرہ، بس کرو۔ وہ بھائی ہیں، اور میں نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔" ماہین نے تھوڑا غصے سے کہا۔

"اچھا، بھائی؟ یہی بہانہ ہے؟ دیکھو ماہی، میں تمہیں بچپن سے جانتی ہوں۔ تمہارے چہرے پر سب لکھا ہوتا ہے، اور آج تو تمہارے چہرے پر پوری کہانی لکھی ہوئی تھی!" عمائرہ نے چپس کا ایک اور ٹکڑا اٹھاتے ہوئے کہا۔

ماہین نے شرمندگی سے رخ موڑ لیا اور کھڑکی کے پاس جا کر باہر دیکھنے لگی۔

"ماہی، مذاق کو چھوڑو، مجھے سچ سچ بتاؤ، تمہارے دل میں کیا ہے؟" عمائرہ نے چپس کا پیکٹ ایک طرف رکھا اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمائرہ، میں خود بھی نہیں جانتی کہ میرے دل میں کیا ہے۔ وہ اچھا انسان لگتا ہے، لیکن... لیکن یہ صرف ایک اچھی رائے ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" ماہین نے گہری سانس لی اور کہا۔

"ہاں، یہ اچھی رائے وقت کے ساتھ بدل کر محبت بھی بن سکتی ہے۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمائرہ، تم نا، حد سے زیادہ فلمی ہو۔ کچھ بھی سوچ لیتی ہو۔" ماہین نے اسے گھور کر کہا۔

"اور تم حد سے زیادہ سیدھی ہو۔ خیر، تمہاری قسمت، لیکن میری نظر سے کچھ نہیں چھپتا۔ زران بھائی بھی تمہیں دیکھ رہے تھے۔" عمائرہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا؟ کیا بکواس کر رہی ہو؟" ماہین نے حیرت سے کہا۔

"ارے ماہی، یہ تو ابھی شروعات ہے۔ دیکھ لینا، یہ کہانی آگے ضرور بڑھے گی!" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمائرہ، اگر تم نے یہ بات کسی اور کو بتائی نا، تو یاد رکھنا، میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔" ماہین نے ناراضگی سے کہا۔

"ڈیل! لیکن شرط یہ ہے کہ جب کچھ ہو گا، تو سب سے پہلے مجھے بتانا!" عمائرہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ماہین بے بسی سے مسکرا دی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ محض عمائرہ کی شرارت تھی یا واقعی اس کے دل میں کچھ تھا۔ لیکن چاندنی رات اور دل کی بے چینی نے اسے مزید الجھا دیا تھا۔

"امی میں آفس جا رہا ہوں۔" زران بلیک تھری پیس میں نک سک سا تیار نایاب بیگم کو کہا۔

"ماہین کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤ راستے میں اتار دینا کیونکہ ماہین نے کچھ بکس لینے ہیں۔" زران جیسے دروازے سے نکلنے والا تھا نایاب بیگم کی آواز سن کر رک گیا۔۔

"ممی مجھے دیر ہو رہی ہے مجھے کسی کو لے کر نہیں جانا۔" ماہین پر غصیلی نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اکیلی جانا چاہتی تھی لیکن میں نے روک دیا۔ اب گھر میں دو جوان بیٹے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اکیلے کیوں جائیں گی مگر خیر کوئی بات نہیں بیٹا تم جاؤ میں ضرار سے کہہ دوں گی۔" ماہین نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے زران کو دیکھا۔

"جلدی سے آؤ میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔" زران کو جیسے نایاب بیگم کی ضرار والی بات بری لگی تھی۔۔ اور پھر تیز قدموں کے ساتھ نکل گیا۔

نایاب بیگم کی بات سنتے ہی ماہین کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف دوڑی تاکہ تیار ہو سکے۔نایاب بیگم مسکراتے ہوئے سر ہلا کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

زران نے گاڑی اسٹارٹ کی اور بے صبری سے سیٹ پر بیٹھ کر گھڑی دیکھنے لگا۔چند لمحوں کے بعد ماہین ہلکی گلابی فراک میں، جس پر سفید دوپٹہ خوبصورتی سے رکھا ہوا تھا، جلدی جلدی باہر آئی۔

"بس دو منٹ، میں نے زیادہ دیر نہیں لگائی۔" ماہین نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

زران نے ایک نظر اس پر ڈالی، جیسے اسے کوئی دلچسپی نہ ہو۔"بیلٹ باندھو اور خاموشی سے بیٹھو۔مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

ماہین نے ہلکے سے سر ہلا کر بیلٹ باندھی۔

گاڑی سڑک پر دوڑنے لگی۔اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی، مگر ماہین کبھی کبھار باہر کے نظاروں کو دیکھ کر ہلکی مسکراہٹ بکھیر دیتی۔

"شاہ جی!ایک بات پوچھوں۔۔؟" ماہین نے خاموشی توڑی۔

شاہ کے نام سے زران نے حیرت سے ایک دم دیکھا جیسے یہ اس کے لیے غیر متوقع ہو۔

"آپ کو اجازت نہیں دیں گے چلو میں بتاتی ہوں ویسے آپ اتنے کھڑوس کیوں ہیں۔۔؟؟"

ماہین کی بات پر زران کے ماتھے پر تیوریاں چڑھ گئیں۔اس نے ایک لمحے کے لیے گاڑی کا اسٹیئرنگ مضبوطی سے تھام لیا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے غصے کو قابو میں کرنے کی کوشش کی۔

"شاہ جی؟ یہ تمہارا انداز ہے مجھ سے بات کرنے کا؟" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

ماہین نے معصومیت سے کندھے اچکائے اور کہا۔ "کیا کروں؟ آپ اتنے کھڑوس ہیں کہ نام سے بلانے کا بھی دل نہیں کرتا۔ ویسے، یہ کڑوسیت آپ نے کس سے سیکھی؟"

زران نے ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی۔ "اپنی حد میں رہو، لڑکی۔ اگر زیادہ باتیں کرنے کا شوق ہے، تو کسی اور سے کرو۔"

"تو مطلب آپ مانتے ہیں کہ آپ کھڑوس ہیں۔؟" ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

زران نے گہری سانس لی اور گاڑی کی رفتار بڑھادی۔ "لڑکی، مجھے تمہاری بکواس سننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بس اپنی منزل پر پہنچ کر گاڑی سے اتر جاؤ، اور خاموش رہو۔"

"ارے واہ! آپ کو غصہ دلانا تو اتنا آسان ہے۔ اچھا، سوری! آپ کو تنگ کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔" ماہین نے شرارت سے کہا۔

"ویسے آپ مسکراتے کیوں نہیں۔؟" ماہین نے پھر سے سوال کیا۔

زران نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔

"ارے، لیکن مسکرانے سے چہرے پر چمک آتی ہے، اور لوگ آپ کو کم کھڑوس سمجھتے ہیں۔" ماہین نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"مجھے لوگوں کے کیا سمجھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اور تمہیں بھی نہیں پڑنا چاہیے۔" زران نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے، لیکن مجھے فرق پڑتا ہے۔ آپ کے غصے والے چہرے کو دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ ہمیشہ لڑنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ کبھی تو خوشی دکھائیں۔" ماہین نے معصومیت سے کہا۔

زران نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا، جیسے وہ کچھ سخت بات کہنا چاہتا ہو، لیکن پھر چپ ہو گیا۔ گاڑی کے اندر خاموشی چھا گئی۔

چند لمحوں بعد، زران نے بے دلی سے کہا۔ "میری زندگی میں مسکرانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔" ماہین نے دھیرے سے کہا۔ "شاید آپ کو صحیح وجہ نہیں ملی۔ لیکن آپ دیکھئے، ایک دن ضرور کچھ ایسا ہو گا جو آپ کو مسکرانے پر مجبور کر دے گا۔" زران نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اچھا ایک بات تو بتاؤ۔" زران نے ایک دم گاڑی روکی تھی اور اسے اترنے کے لیے کہا۔

"اچھا سوری اب کچھ نہیں کہوں گی۔" ماہین نے التجا کی۔

"میں نے کہا گاڑی سے اترو۔ اگر نہیں اتری تو میں خود دھکا دے کے اتار دوں گا۔" زران نے غصے سے کہا۔

اپنے بے عزتی پر ماہین کو بہت غصہ آیا آنکھیں بھی بھر آئی تھیں لیکن ضبط کر کے وہ گاڑی سے اتری۔

ماہین نے دروازہ زور سے بند کیا اور زران کی گاڑی کو دور جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ اس کی آنکھوں میں غصہ اور بے عزتی کے آنسو تھے، لیکن اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"کتنا بد تمیز اور خود غرض انسان ہے،" اس نے خود سے کہا۔ "میری غلطی کیا تھی؟ بس اتنا کہ میں نے اس سے مسکرانے کی بات کی؟" اس نے خود سے کہا۔

وہ کچھ لمحے وہیں کھڑی رہی، ارد گرد کے لوگوں کی نظریں محسوس کرتے ہوئے، لیکن پھر اس نے اپنے جذبات پر قابو پایا اور چلنا شروع کر دیا۔

ماہین چلتے چلتے بک شاپ پہنچ گئی۔ شاپ کی خوشبو، کتابوں کی ترتیب، اور خاموش ماحول نے اس کے دل کو کچھ سکون دیا۔ وہ مختلف کتابوں کو دیکھتے ہوئے اپنے لیے چند منتخب کرنے لگی۔

"مجھے 'جنت کے پتے' اور 'پیر کامل' چاہیے تھیں،" اس نے شاپ کے مالک سے کہا۔

"جی، یہ رہی دونوں کتابیں۔" دکاندار نے مسکرا کر کتابیں اسے پکڑائیں۔

ماہین نے کتابوں کو غور سے دیکھا، اور ان کی جلد پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دل ہی دل میں خوش ہوئی۔

کتابیں ہمیشہ سے اس کی کمزوری رہی تھیں، اور ان کے صفحات میں کھو جانا اسے ہمیشہ سکون دیتا تھا۔

"کتنے پیسے ہوئے؟" ماہین نے پُر سکون لہجے میں پوچھا۔

"صرف پندرہ سو روپے۔" دکاندار نے جواب دیا۔

"ہمم او کے مجھے اور بھی بکس دیکھنی ہیں۔۔"ماہین اور بکس دیکھنے لگی۔

رومانوی ناولز کی شیلف پر اس نے "محبت کے رنگ "اٹھایا اور جلدی جلدی اس کے بیک کور پر لکھی تحریر پڑھنے لگی۔اگلی شیلف پر جا کر اس کی نظر ایک مشہور سیلف ہیلپ کتاب "زندگی کے راز "پر پڑی۔

"یہ کتاب بھی اچھی لگ رہی ہے۔"اس نے خود سے کہا اور اسے بھی اٹھا لیا۔اس کے بعد اس نے بچوں کے سیکشن میں جا کر عمائرہ کے لیے کہانیوں کی کتاب "جادوئی جنگل کے اسرار" بھی پسند کر لی۔

"کتابیں دیکھنے میں مزہ آرہا ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے خود سے بولی۔

"اور کتنی دیر کھڑی رہو گی اس شاپ میں۔؟"زران کی آواز پر اچھلی۔رخ موڑتے ہوئے زران کو دیکھا۔ماہین کا منہ کھلا کھلا رہ گیا۔

"آپ یہاں۔۔؟"ماہین نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں میں اب منہ بند کرو ایسا نہ ہو کہ مکھی گھس جائے۔"

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟آپ تو مجھے چھوڑ کر جا چکے تھے۔"ماہین نے فوراً اپنا منہ بند کیا اور گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"پھر گھر جا کے ممی سے شکایت کرو گے کہ بیچ راستے میں چھوڑ کے گئے تھے ہے نہ۔۔۔؟"

"میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔" ماہین نے خفت سے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں کہ کیسے لڑکی ہو اب جلدی کرو۔۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کو ممی کی وجہ سے واپس آنا پڑا؟" ماہین نے خفگی سے کہا۔

"ظاہر ہے، ورنہ میں تمہارے لیے اپنی مصروفیت چھوڑ کر تو نہیں آتا۔" زران نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

ماہین نے کوئی جواب نہیں دیا اور بکس دیکھنے لگی۔

"تم صرف ناولز خریدنے کے لیے یہاں آئی ہوں۔؟؟" ماہین کے ہاتھ میں بکس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو۔؟"

"اسے پڑھ کر تم صرف اپنا وقت ضائع کر رہی ہو۔"

"جب انسانوں نے ہمیں چھوڑا تو ہم کتابوں سے دل لگا بیٹھے۔ کبھی پڑھو تو مزہ نہ آیا تو نام بدل لینا۔۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس ایسی فضول چیزوں کے لیے وقت نہیں ہے۔۔" زران نے بے رخی سے جواب دیا۔

"جانتی ہوں آپ کی پاس بلکل ٹائم نہیں ہے۔نہ مسکرانے کے لیے، نہ بات کرنے کے لیے اور نہ ہی پڑھنے کے لیے۔ تو پھر بتائیں شاہ جی کہ آپ کی پاس کس چیز کے لیے ٹائم ہوتا ہے۔۔۔؟؟" ماہین نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ آپ لڑکی اور خبردار اگر آئندہ مجھے شاہ جی کہا تو زہر لگتا ہے مجھے۔" ذران نے دبی دبی غصے میں کہا۔

"واہ، زہر بھی لگتا ہے؟، شاہ جی!" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور میری بات کو مذاق میں مت لو۔" زران نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ کہوں۔۔؟" ماہین نے معصومیت سے کہا۔

زران دانت پیس کر رہ گیا۔

"اچھا مجھے یہ بکس لینے ہیں۔" دکاندار کے سامنے بکس رکھتے ہوئے کہا۔

دکاندار نے بل بنایا اس کے سامنے رکھ دیا۔

"ارے میرے پاس تو صرف پانچ ہزار تھے، بل تو ساڑھے چھ ہزار کا ہے۔" ماہین نے پریشان ہو کر بل کو دیکھا۔

زران جو قریب کھڑا تھا، اس نے دکاندار کو اشارہ کیا۔ "بل مجھے دے دو۔"

"نہیں، شکریہ۔ میں خود دیکھ لوں گی۔" ماہین نے فوراً کہا۔

"تمہارے پاس ہیں نہیں اور پھر بھی بحث کر رہی ہو؟" زران نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔

"میں بحث نہیں کر رہی، بس... آپ کو تکلیف دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

"تکلیف؟ تم پہلے ہی کافی دے چکی ہو۔ اب ایک بل ادا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔"

"دیکھیں بھائی صاحب، اس سے وہ بکس ہٹا دیں، مجھے بس پانچ ہزار کی بکس ہی لینی تھیں۔" ماہین نے دکاندار سے کہا اور جلدی سے بل کی طرف اشارہ کیا۔

دکاندار نے دو بکس ہٹائی اور پانچ ہزار کا نوٹ لے کر بکس ماہین کے حوالے کر دیا۔

"اگر میں پیسے دیتا میں غریب نہیں ہو جاتا۔" زران نے غصے سے کہا۔

"جی بالکل لیکن میں کسی کے احسان لینا نہیں چاہتی سمجھ گئے۔"

"واہ، خودداری کی زندہ مثال ہو تم۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ کبھی کبھی خودداری کے نام پر فضول ضد کرنا چھوڑ دینا چاہیے۔" زران نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔

"یہ فضول ضد نہیں ہے، یہ اصول ہیں۔ اور آپ کو ان کی سمجھ نہیں آئے گی، کیونکہ آپ کو عادت ہے ہر چیز خریدنے کی۔" ماہین نے آنکھیں تنگ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو، گاڑی میں بیٹھو۔ اگر یہ اصول کی جنگ ختم ہو گئی ہو۔" زران نے اس کے ہاتھ سے لیے اور کہا۔

مجھے خود اٹھانے آتے ہیں، آپ کی ضرورت نہیں۔" ماہین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بکس اس کے ہاتھ سے لیں۔

"بالکل، کیونکہ تم کسی کا احسان لینا پسند نہیں کرتی۔ ویسے یہ بکس لے کر اب کیا کروں؟ پڑھو گی یا اپنی ضد پر لیکچر لکھو گی؟" زران نے بیزاری سے کہا۔

"آپ گاڑی چلائیں، زبان نہیں۔!" ماہین نے جل کر کہا۔

"ویسی تم نے وہ دو کتابیں کیوں چھوڑ دیے۔" کچھ دیر بعد زران نے پوچھا۔۔

"کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں تھے اور میں پیسے لے کر وہ کتابیں خریدونگی۔"

"یہ عجیب خودداری کب سے شروع ہو گئی؟" زران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"یہ خودداری نہیں، اصول ہیں۔ جو چیز میں خود خرید سکتی ہوں، اس کے لیے کسی سے مدد نہیں لیتی۔" ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"تمہاری یہ باتیں کبھی سمجھ نہیں آئیں گی۔ اگر وہ کتابیں اتنی ہی ضروری تھیں، تو بتا دیتیں، میں لے دیتا۔" زران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"یہی تو فرق ہے آپ میں اور مجھ میں۔ آپ سب کچھ آسانی سے حاصل کرنے کے عادی ہیں، لیکن میں محنت کرنا چاہتی ہوں۔" ماہین نے سنجیدگی سے کہا۔

"محنت اور کتابیں؟ تم نے ان کتابوں کو پڑھ کر کیا دنیا بدلنی ہے؟"

"شاید دنیا نہ بدلے، لیکن کتابیں پڑھنے سے سوچ بدل جاتی ہے۔ اور سوچ ہی سب کچھ ہے، شاہ جی۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے کہا تھا، مجھے شاہ جی مت کہو۔!" زران نے غصے سے کہا۔

"اچھا، تو پھر آپ کو کیا کہوں؟ زران بھائی؟ یا زران صاحب؟" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کسی خاص نام سے مت پکارو، بس زران کہنا کافی ہے۔" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کو شاہ جی کہنا زیادہ اچھا لگتا ہے، اور ویسے بھی یہ نام آپ پر جچتا ہے۔" ماہین نے شوخی سے جواب دیا۔

"تم سے بات کرنا واقعی وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔" زران نے مایوسی سے سر پکڑ لیا۔

"ہاں، لیکن پھر بھی آپ بات کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو میری باتیں بری نہیں لگتیں، بلکہ شاید دلچسپ لگتی ہیں۔" ماہین نے شرارت سے کہا۔

"دلچسپ؟ خواب میں بھی نہیں۔" زران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اچھا، آپ خواب میں بھی مجھ سے بات کرتے ہیں؟ شاہ جی، یہ تو بہت بڑی بات ہے!" ماہین ہنس پڑی۔

"تمہیں واپس گھر چھوڑنے کے علاوہ میرے پاس اور کوئی آپشن نہیں۔" زران نے گہری سانس لیتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی اور کہا۔

"ویسے، شاہ جی، آپ کا غصہ ہمیشہ اتنا ہی تیز ہوتا ہے، یا آج خاص رعایت دے رہے ہیں؟" ماہین نے زران کے خاموش رویے کو توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے مجھے دوبارہ 'شاہ جی' کہا تو یاد رکھو، اگلی بار تمہیں پیدل گھر جانا ہوگا۔" زران نے ایک جھٹکے سے بریک لگائی، گاڑی کو سڑک کنارے روکا، اور سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ! اتنی سختی؟ آپ تو لگتا ہے غصے میں بھی کسی سپاہی جیسے ہیں۔" ماہین نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

زران نے چپ رہنے کو ترجیح دی، مگر ماہین نے بات جاری رکھی۔ "اچھا، ایک بات بتائیں، آپ کی زندگی میں خوشی کا مطلب کیا ہے؟"

"خاموشی۔" زران نے گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! تو آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کی خوشیوں کو تباہ کر رہی ہوں؟" ماہین نے قہقہہ لگایا۔

"لگتا نہیں، یقین ہے۔" زران نے سرد لہجے میں کہا۔

"چلیں، پھر تو میں یہی کام کرتی رہوں گی، کیونکہ آپ کو خوش رکھنا میری ذمہ داری ہے۔"

زران نے مایوسی سے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی اور زیر لب کہا۔ "اللہ مجھے صبر دے۔"

زران ماہین کو گھر کے سامنے چھوڑ اور خود آفس جانے کے لیے چلا گیا۔ ہاں زران اسے راستے میں چھوڑ کے آیا تھا لیکن اس کا دل بے چین تھا اسے اس طرح اکیلے چھوڑ اس لیے وہ دوبارہ ماہین کے پاس آیا تھا۔

"اوہو، تمہارے چہرے پر یہ مسکراہٹ کس کی دین ہے؟ زران بھائی کے ساتھ وقت اچھا گزرا، کیا؟" دوسری طرف، ماہین گھر کے اندر داخل ہوئی تو عمائرہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں، بہت اچھا وقت گزرا، لیکن ان کا غصہ اور ان کی باتیں بھی کسی پہیلی سے کم نہیں ہیں۔" ماہین نے شرارت سے جواب دیا۔

"لگتا ہے زران بھائی کا سخت رویہ تم پر کچھ خاص اثر نہیں کر رہا۔" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کچھ لوگ غصے میں بھی دلچسپ لگتے ہیں۔" ماہین نے مسکرا کر کہا۔

"ماہین ________________________________

کہاں ہو یار۔" ضرار ماہین کو ڈھونڈتے ہوئے کمرے میں آیا تھا لیکن سامنے عمائرہ کو دیکھ کے رک گیا جو نیلی فراک میں، کتابوں پر جھکی پین کو منہ میں لیے بیٹھی تھی۔ عمائرہ پڑھائی میں اتنی مگن تھی کہ ضرار کی موجودگی کا اسے ذرا بھی احساس نہ ہوا۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں بار بار اپنی لٹوں کو کان کے پیچھے کر رہی تھی، اور یہ معصومیت ضرار کو بے خود کر رہی تھی۔

"یہ لڑکی آخر کیوں اتنی مختلف ہے؟" ضرار نے دل ہی دل میں سوچا۔

"ماہین کہاں ہے؟" اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔

"آپ؟ ماہین تو شاید باہر ہیں۔ کیوں، کیا ہوا؟" عمائرہ نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کچھ نہیں، بس پوچھ رہا تھا۔" ضرار نے جلدی سے نظریں ہٹائیں اور کہا۔

"آپ کے لیے کوئی کام کر سکتی ہوں؟" عمائرہ نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں، تم اپنی پڑھائی کرو۔" ضرار نے نفی میں سر ہلایا اور کہا۔

لیکن اس کے قدم کمرے سے باہر جانے کے بجائے تھم سے گئے۔ وہ عمائرہ کو دوبارہ دیکھنے لگا۔

"آپ کو کچھ چاہیے کیا۔؟" عمائرہ نے سوال کیا۔

"ہاں وہ مجھے کافی پینی تھی وہ کافی اچھا بناتی ہے اس لیے۔"

"میں بنا سکتی ہوں اگر آپ چاہیں تو آپ کے لیے بناؤ۔؟"عمائرہ نے آفر دی۔

"یہ بھی پوچھنے والی بات ہے کیا۔؟"ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، لیکن کافی بنانے کے لیے آپ کو مجھ پر احسان کرنا ہو گا۔"عمائرہ نے شرارتی لہجے میں کہا۔

"احسان؟ کیسا احسان؟"ضرار نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کو وعدہ کرنا ہو گا کہ میری بنائی کافی کو سراہیں گے، چاہے کیسی بھی ہو!"عمائرہ ہنستے ہوئے بولی۔

"چلو ٹھیک ہے، وعدہ۔اب کافی جلدی بناؤ، میرا وقت ضائع مت کرو۔"ضرار کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

عمائرہ ہنستے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی، اور ضرار اسے جاتے دیکھتا رہ گیا۔اس کی مسکراہٹ اور معصومیت اس کے دل پر ایک اور نقش چھوڑ گئی۔

"ضرار بھائی یہ لو کافی۔"عمائرہ نے ضرار کو کافی کا کپ تھماتے ہوئے کہا۔

ضرار نے کافی کا کپ تھامتے ہوئے عمائرہ کو دیکھا اور ہلکے سے مسکرا کر کہا۔"شکریہ، دیکھتے ہیں تمہاری کافی واقعی تعریف کے قابل ہے یا نہیں۔"

"ابھی سے شک مت کریں، پی کر دیکھیں پھر بولیں۔" عمائرہ نے جھٹ سے جواب دیا۔

"ہمم... ٹھیک ہی ہے۔" ضرار نے ایک گھونٹ لیا اور تھوڑا توقف کے بعد بولا۔

"ٹھیک ہی ہے؟ مطلب کیا آپ کو پسند نہیں آئی؟" عمائرہ نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے کہا نا، ٹھیک ہے۔ ویسے تم کافی کے ساتھ کوئی میٹھا بھی دے سکتی تھیں، جیسے کیک یا بسکٹ۔" ضرار نے شرارت سے کہا۔

"لگتا ہے اگلی بار آپ کے لیے پورا بیکری کا انتظام کرنا پڑے گا۔" عمائرہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ویسے بھی تمہارے ہاتھ کی کافی پی لی ہے، اگلی بار کچھ اور بھی آزما لیں گے۔" ضرار ہنس کر بولا۔

"چلیں، اگلی بار کی شرط بھی پوری کر دوں گی، لیکن تب تک آپ اس کافی کا مزہ لیں۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ضرار کے لیے عمائرہ کی موجودگی میں وقت جیسے تھم گیا تھا۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی، ہاتھوں کے اشارے کر رہی تھی، اور کبھی کبھار اپنی لٹوں کو پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو بار بار اس کے چہرے پر آ رہی تھیں۔

ضرار نے کافی کا کپ میز پر رکھا اور گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

Clubb of Quality Content!

"تم ہمیشہ اتنی باتیں کرتی ہو یا صرف میرے سامنے؟"

"کیوں؟ آپ کو برا لگ رہا ہے؟" عمائرہ ایک دم رک گئی اور حیرانی سے اسے دیکھ کر بولی۔

"نہیں، برا تو بالکل نہیں۔ بس سوچ رہا ہوں کہ تمہاری باتیں سننے کے لیے وقت زیادہ نکالنا پڑے گا۔" ضرار نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر وقت نکالیں گے تو شاید آپ کو میری باتیں اچھی لگنے لگیں۔" عمائرہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"شاید، یا شاید تمہاری مسکراہٹ میری عادت بن جائے۔" ضرار نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جملہ سنتے ہی عمائرہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔

"آپ مزاق اچھا کر رہے ہیں"

"شاید ہاں، شاید نہ۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے کپ اٹھایا اور بولا۔

عمائرہ نے نظریں چراتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی، لیکن اس کے دل کی دھڑکن ضرار کی باتوں کے زیرِ اثر تیز ہو چکی تھی۔

عمارہ

کے سونے کے بعد کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی تھی، لیکن کیف کے دل میں طوفان مچا ہوا تھا۔

اس کی مدھم سسکیاں اس خاموشی کو توڑ رہی تھیں، جیسے دل کے اندر موجود درد باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہا ہو۔ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے، اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

کچن میں جاتے ہوئے ہر قدم ایک بوجھ کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے لیے چائے کا کپ بنایا اور سوچوں میں گم لان کی طرف چل دی۔ باہر رات کی ہوا میں ہلکی ٹھنڈک تھی۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا، اور جھولے پر بیٹھ کر اس نے ایک گہری سانس لی۔ چائے کے گرم کپ سے نکلتی بھاپ اس کے چہرے کو چھو رہی تھی، لیکن اس کے اندر کی اداسی کو کچھ بھی کم نہ کر پایا۔

کیف جھولے پر بیٹھی ماضی کی یادوں میں گم تھی، ان لمحوں کو یاد کر رہی تھی جو اسے آج تک چین سے جینے نہیں دے رہے تھے۔ اچانک، اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے تیزی سے پیچھے مڑ کر دیکھا، اور چائے کا کپ ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔ سامنے بڑے شاہ کھڑے تھے، ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی سنجیدگی اور چہرے پر گہری خاموشی تھی۔

"اتنی ٹھنڈ میں آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔؟" بڑے شاہ نے سوال کیا لیکن کیف نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہاں سے جانے لگی۔

"کیف رو کو۔" کیف کے قدم اپنے آپ رکے تھے۔

"کیا ہم تھوڑی دیر کے لیے بات کر سکتے ہیں۔؟" بڑے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی بتائیں کیا کہنا ہے۔؟" کیف نے رخ موڑتے ہوئے کہا۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

"زندہ ہوں۔۔ویسی کافی جلدی پوچھا آپ نے۔۔" کیف نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔؟" بڑے شاہ کیف کے طنزیہ جواب پر ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے، پھر گہری سانس لے کر بولے۔ کیف کا دل کیا کہ بہت کچھ سنا دے لیکن وہ خاموشی سے آگے بڑھنے لگی۔۔

"کیا آپ مجھ سے بات نہیں کریں گی۔؟" بڑے شاہ نے جیسی بے بسی سے کہا تھا۔

"نہیں بڑے شاہ ہمارے درمیان ایسی رشتہ ہے ہی نہیں کہ ہم بات کر سکے۔ ہم دونوں اجنبی ہے اور اجنبی لوگوں سے بس سلام تک ہی بات ہوتے ہیں جو کہ میرے خیال سے ہو چکا ہے اب مجھے چلنا چاہیے اور میں اجنبیوں سے زیادہ بات نہیں کرتی۔"

کیف کے تلخ اور دوٹوک الفاظ سن کر شاہ کی نظریں جھک گئیں۔ ہوا کی ہلکی سرسراہٹ اور خاموشی ان کے بیچ گونجنے لگی۔ چند لمحوں کے بعد شاہ نے سر اٹھایا۔ لیکن تب تک وہ جا چکی تھی۔ اور بڑے شاہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

کیف نے اپنے گھر کے میڈ سے ناشتہ بنانے کے لیے کہا تھا اور خود بغیر ناشتہ کیے آفس کے لیے نکلی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ آج بھی بڑے شاہ سے سامنا ہو۔

ناشتے کی میز پر سب موجود تھے۔ شاہ بیگم نے حسبِ معمول گھر کے معاملات پر بات کرتے ہوئے ایک لمحے کے لیے کیف کی غیر موجودگی کو محسوس کیا۔

"کیف کہاں ہے؟" انہوں نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ جلدی میں تھی، اس نے ناشتہ نہیں کیا۔ کہہ رہی تھی کہ آفس میں کچھ ضروری کام ہے، اسی لیے نکل گئی۔" امی نے سر اٹھا کر جواب دیا۔

"یہ لڑکی خود کا خیال کیوں نہیں رکھتی؟ ناشتہ تو کم از کم کر لیتی۔ سارا دن خالی پیٹ کام کیسے کرے گی؟" شاہ بیگم کے چہرے پر فکر مندی کے آثار نمایاں ہوئے۔

شاہ، جو خاموشی سے ناشتہ کر رہا تھا، نے ماں کی بات پر کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا، لیکن اس کے چہرے پر ایک گہری سوچ کی جھلک تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کیف کیوں جلدی نکل گئی ہے اور یہ بھی کہ وہ اس سے بچنا چاہتی ہے۔

"امی، آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سمجھدار ہے اور خود اپنی ذمہ داریاں نبھانا جانتی ہے،" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے بات کا رخ بدلنے کی کوشش کی۔

"سمجھدار ہونا اپنی جگہ، لیکن صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ خیر، میں شام میں اس سے بات کروں گی،" شاہ بیگم نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

شاہ خاموشی سے ناشتہ ختم کرنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدم بھاری تھے، اور دل میں بے چینی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ "کیا وہ ہمیشہ مجھ سے ایسے ہی دور رہے گی؟" یہ سوال اس کے دل و دماغ میں بار بار گونج رہا تھا۔

کیف آفس میں بیٹی کام کر رہی تھی جب اسے کال آئی۔ کیف چند لمحے ساکت ہو کر اسکرین کو دیکھا، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، اور ذہن میں طرح طرح کے خیالات آنا شروع ہو گئے۔

"کیا یہ واقعی وہی نمبر ہے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے جس کی کال کا وہ اتنے سالوں سے انتظار کر رہی تھی؟" ہاتھ کانپتے ہوئے اس نے فون اٹھایا، اور کال ریسیو کرنے سے پہلے ایک گہری سانس لی۔

"ہیلو؟" اس نے دھیرے سے کہا۔

"کیف میں ہوں۔" موبائیل سے آواز آئی تھی۔

"یہ بتائیں کیا کام ہے۔؟" کیف نے سرد لہجے میں پوچھا۔

Clubb of Quality Content!

"عمارہ رو رہی ہے اگر ہو سکے تو آپ گھر آئیں وہ آپ کو یاد کر رہی ہیں۔۔" بڑے شاہ نے فکر مندی سے کہا۔

"بڑے شاہ اگر آپ کو پتہ ہیں تو عمارہ آپ کی بیٹی ہے میری نہیں کہ میں اس کے لیے اپنے کام چھوڑ کر اسے خاموش کروانے کے لیے گھر آؤ مجھے اپنے کام کرنے ہیں اور اور مجھے دوبارہ فون کر کے ڈسٹرب نہ کرو۔۔" اتنا کہتے ہوئے اس نے فون کاٹا اور پاور آف کیا۔

کیف نے فون بند کرنے کے بعد ایک گہری سانس لی اور اپنی نظریں دوبارہ کمپیوٹر اسکرین پر جمادیں۔ لیکن اس کا دل بے سکون تھا۔ وہ جانتی تھی کہ عمارہ ایک معصوم بچی ہے، جس کا کوئی قصور نہیں، مگر بڑے شاہ سے جڑے ہر تعلق نے اس کے دل میں ایک سرد دیوار کھڑی کر دی تھی۔

"میں نے صحیح کیا۔" اس نے خود کو یقین دلانے کی کوشش کی۔ "یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔" مگر اندر ہی اندر ایک خلش محسوس ہو رہی تھی، جیسے کسی نے اس کے دل میں چپکے سے سوال رکھ دیا ہو۔

عمارہ کی روتی ہوئی آواز اور بڑے شاہ کی فکر مند لہجہ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

"یہ مسئلہ ان کا ہے، میرا نہیں۔" وہ اپنے آپ سے بات کرتے ہوئے کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ باہر سرد ہوا چل رہی تھی، مگر ماہین کے دل میں جذبات کی گرمی اور ٹھنڈک کا عجیب سا ملاپ ہو رہا تھا۔

"کیا وہ واقعی ٹھیک کر رہی تھی؟"

یہ سوال اسے بار بار ستا رہا تھا، مگر اس نے اسے جھٹکنے کی کوشش کی اور دوبارہ کام پر توجہ مرکوز کر لی۔ مگر سچ یہ تھا کہ عمارہ کی تصویر اس کے دماغ سے مٹ نہیں رہی تھی۔

"کیا ہوا بابا؟ وہ آ رہی ہے۔؟"

بڑے شاہ نے پہلے سوال کا جواب دینے کی کوشش کی، مگر جیسے الفاظ گلے میں پھنس گئے ہوں۔ انہوں نے عمارہ کی آنکھوں میں دیکھا، وہ آنکھیں جو امید اور بے یقینی کا امتزاج تھیں۔ ان کے چہرے کی خاموشی نے عمارہ کو مزید بے چین کر دیا۔

"بتائیں نہ بابا، چپ کیوں ہیں آپ۔۔؟" عمارہ نے ننھے ہاتھوں سے بڑے شاہ کا چہرہ پکڑ لیا، جیسے ان کے جواب نہ دینے کی وجہ وہ خود سمجھنا چاہتی ہو۔

"ہاں، وہ آ رہی ہے۔" بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور دھیرے سے کہا۔

عمارہ کے چہرے پر اچانک ایک چمک سی آ گئی۔ آنکھوں سے ٹپکتے آنسو ایک لمحے میں امید میں بدل گئے۔

"سچ میں بابا؟" اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے اور بڑے شاہ کی طرف دیکھا، جیسے ان کی بات کو پھر سے سننا چاہتی ہو۔

"ہاں گڑیا، لیکن اب رونا بند کردو، ورنہ وہ نہیں آئیں گی۔"

یہ کہہ کر بڑے شاہ نے اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ عمارہ ان کے کندھے پر سر رکھ کر خاموش ہوگئی۔

"بڑے شاہ، لگتا ہے آپ کی بیٹی کیف سے کچھ زیادہ ہی اٹیچڈ ہوگئی ہے، وہ بھی صرف ایک دن میں۔" کیف کی امی، جو اب تک اس تمام معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں، ہلکے سے مسکرائیں اور کہا۔

"ہاں، کیف ہے ہی اتنی اچھی کہ اس کے ساتھ کوئی بھی اٹیچڈ ہوجائے۔" چھوٹے شاہ نے کہا تھا۔

"کیف کی باتیں اور اس کا معصوم انداز ہر کسی کے دل کو چھولیتا ہے۔" یہ سن کر شاہ بیگم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔

"مما گھر چلیں۔۔؟؟" عمارہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے بڑے شاہ نے کہا۔۔

"بابا، آپ کو سمجھنا چاہیے۔ کیفو آئے گی، اور اگر ہم نہیں ہوں گے تو وہ ناراض ہوجائے گی۔" عمارہ، جو اپنی ضد پر قائم تھی۔

"ارے میری گڑیا، کیف ناراض نہیں ہوگی۔ وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے۔" اس کی بات سن کر شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پکی بات؟ کیفو ناراض نہیں ہوگی۔؟" عمارہ نے دادی کی بات پر شک بھری نظروں سے انہیں دیکھا اور کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بلکل پکی بات۔ لیکن تمھیں دادی کے پاس آکر بیٹھنا ہوگا۔" شاہ بیگم نے اس کی ناک پر پیار سے چٹکی لیتے ہوئے کہا۔

عمارہ نے بابا کی گود سے نیچے اترتے ہوئے شاہ بیگم کے پاس جا کر ان کی گود میں بیٹھنے کی کوشش کی۔

"دادی، جب کیفو آئے گی، تو میں اسے اپنا نیا گیم دکھاؤں گی، اور ہم دونوں مل کر کھیلیں گے۔"

"ضرور، میری گڑیا۔ تمہاری کیفو ضرور خوش ہوگی۔"

"سر کیا میں اندر آسکتی ہوں۔۔؟؟" کیف دروازے پر ناک کیے اجازت لینے لگی۔

"یس مس کیف۔" اندر سے عالیان کی آواز آئی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"اسلام علیکم سر!"

"وعلیکم السلام! کیسی ہے آپ مس کیف۔۔؟" عالیان نے خوش اخلاقی سے پوچھا تھا۔

"جی الحمدللہ سر میں ٹھیک ہوں۔"

"کل آپ طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔" عالیان نے فکرمندی سے کہا۔

"ہاں سر لیکن اب میں ٹھیک ہوں اور مجھے تو ویسے بھی گھر جلدی جانا تھا کل کیونکہ میرے بہن کے سسرال والے آرہے تھے۔" عالیان، جو اپنی فائلوں میں مصروف تھا، کیف کی بات سن کر رک گیا اور نرمی سے بولا،۔

"اچھا، امید ہے سب کچھ اچھے سے ہو گیا ہو گا؟"

"جی سر، الحمدللہ سب ٹھیک تھا۔ لیکن اسی وجہ سے مجھے آفس سے جلدی نکلنا پڑا۔" کیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل، فیملی کی ذمہ داریاں پہلے آتی ہیں۔ لیکن آپ کو اپنی طبیعت کا بھی خیال رکھنا چاہیے تھا۔ آپ کل کافی کمزور لگ رہی تھیں۔" عالیان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی سر، میں نے کوشش کی کہ آرام کر لوں، لیکن مصروفیات زیادہ تھیں۔" کیف نے ہلکا سا شرمندہ ہو کر جواب دیا۔

عالیان نے ایک لمحے کے لیے اسے غور سے دیکھا اور سنجیدگی سے کہا۔

"آپ بہت محنتی ہیں، مس کیف، لیکن یاد رکھیں کہ صحت سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگر آپ بیمار رہیں گی، تو نہ کام کر پائیں گی اور نہ ہی فیملی کی دیکھ بھال کر سکیں گی۔"

"جی سر۔۔

"اچھا سر، یہ وہ فائل ہے جو آپ نے مجھے دی تھی۔ کام مکمل ہو گیا ہے،" اس نے فائل ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، دیکھتے ہیں۔" عالیان نے فائل لیتے ہوئے سر ہلایا اور کہا۔

انہوں نے فائل کھولی اور صفحات کو غور سے دیکھنے لگے۔ ان کے چہرے پر اطمینان کی جھلک آ گئی۔

"مس کیف، آپ نے واقعی بہت اچھا کام کیا ہے۔میں نے جو پوائنٹس دیے تھے،وہ سب بالکل درست اور منظم انداز میں شامل کیے ہیں۔"

"شکریہ سر،میں نے کوشش کی کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔"

"یہ صرف کوشش نہیں،یہ بہترین کام ہے۔آپ کی محنت صاف دکھائی دے رہی ہے۔"اچھا،یہ فائل کل کے میٹنگ کے لیے بہت اہم ہے،اس کا ایک نرم کاپی بھی تیار کر کے ای میل کر دیں۔"عالیان نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"جی سر،ابھی کر دیتی ہوں۔"کیف نے نوٹ بک میں ہدایات لکھتے ہوئے جواب دے کر نکلنے لگی تھی جب عالیان کی آواز پر رک گئی اور مڑ کر دیکھا۔

جی سر کچھ اور کام ہے کیا۔؟؟

"کچھ پوچھنا تھا آپ سے۔"

"کیا سر۔۔؟؟"

"کیا آپ اِنگیجڈ ہے۔۔؟؟"کیف کی پیشانی پر ہلکی سی شکن نمودار ہوئی،مگر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا،

"نہیں سر،میں اِنگیجڈ نہیں ہوں۔لیکن...یہ سوال ؟"

Clubb of Quality Content

عالیان نے ایک لمحے کے لیے خاموش رہنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔"نہیں، کچھ خاص نہیں۔ بس یوں ہی معلوم کرنا تھا۔"

کیف نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا، مگر کچھ کہے بغیر پلٹ کر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

"مس کیف۔؟"عالیان کی آواز نے اسے ایک بار پھر روک دیا۔

"جی سر؟"اس نے مڑ کر جواب دیا۔

"اچھا، بس ایسے ہی پوچھا تھا، آپ برا مت مانیں۔"عالیان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"نہیں سر، برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔"کیف نے نرمی سے جواب دیا۔

یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئی، مگر اس کا دل مختلف خیالات میں الجھ گیا۔عالیان کا سوال بے وقت اور غیر متوقع تھا،اور وہ اس کے پیچھے چھپی وجہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔دوسری طرف، عالیان بھی اپنے سوال پر سوچ رہے تھے کہ کیا انہوں نے کچھ زیادہ کہہ دیا۔؟

اپنے آفس میں آتے ہوئے کیف کے دل میں عجیب سی ہلچل ہو رہی تھی۔اس کے قدم دھیرے دھیرے چل رہے تھے، جیسے وہ ہر قدم پر اپنے خیالات سے الجھ رہی ہو۔وہ اتنی ناسمجھ بھی نہیں تھی

کہ عالیان سر کے سوال کا مطلب نہ سمجھتی۔ ان کے لہجے کی جھجک اور آنکھوں میں موجود سنجیدگی نے بات کو مزید واضح کر دیا تھا۔

"یہ سوال اچانک کیوں؟" وہ دل ہی دل میں خود سے بات کرنے لگی۔ "کیا یہ محض اتفاق تھا، یا ان کے ذہن میں کچھ اور بات تھی؟"

کیف نے اپنی نشست پر بیٹھتے ہی اپنے کام میں مصروف ہونے کی کوشش کی، مگر عالیان سر کے سوال نے اس کے خیالات کو بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ وہ قلم ہاتھ میں لیے کاغذ پر کچھ لکھنے کی کوشش کر رہی تھی، مگر اس کے ذہن میں بار بار وہی سوال گونج رہا تھا۔

"کیا آپ انگیجڈ ہیں؟"

"یہ سب مجھے کیوں پریشان کر رہا ہے؟" کیف نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ "شاید انہوں نے بس ایسے ہی پوچھ لیا ہو۔ لیکن... ان کے لہجے میں وہ 'بس ایسے ہی' والی بات نہیں تھی۔"

اس نے گہری سانس لی اور پانی کا گلاس اٹھایا۔ وہ خود کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی کہ اسے اس بات کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ مگر دل تھا کہ بات کو بھولنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ سر..." اس نے خود کو روکا اور سر جھٹک کر سوچا، "نہیں، یہ صرف میرا وہم ہے۔"

لیکن اندر ہی اندر، اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ عالیان سر کی بات اور ان کے انداز نے کچھ ایسا چھوڑ دیا تھا جسے نظر انداز کرنا آسان نہیں تھا۔

"ارے بیٹا آپ آ گئے۔؟" عالیان کو آتے دیکھ کر حبیبہ بیگم (اس کی ماں) نے پوچھا۔

"جی امی میں میں آ گیا۔" حبیبہ بیگم کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا۔

"آج تو کافی خوش لگ رہے ہیں خیریت۔؟" عالیان کو مسکراتے ہوئے دیکھ حبیبہ بیگم نے پوچھا۔

عالیان نے ماں کی بات سن کر مسکراہٹ اور گہری کر لی۔ "امی، خوشی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں ہے، لیکن آپ کو دیکھ کر ہمیشہ خوشی محسوس ہوتی ہے۔"

حبیبہ بیگم نے محبت بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ "ماشاءاللہ، اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے، لیکن تمہاری مسکراہٹ سے لگ رہا ہے کہ کچھ خاص بات ہے۔ بتاؤ تو سہی، کیا بات ہے؟"

"وہ امی مجھے کوئی پسند ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" عالیان کی بات سن کر حبیبہ بیگم حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

"سچ؟ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے بیٹا! لیکن پہلے یہ بتاؤ، وہ کون ہے؟ اور آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی، میں آپ کو بتانے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا، اور آج لگا کہ آپ سے بات کرنے کا صحیح وقت ہے۔ وہ بہت خاص ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سے ملیں۔" عالیان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"بیٹا، اگر وہ اپ کو پسند ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اچھی ہو گی۔ لیکن یہ بتاؤ، کیا آپ نے اس سے بات کی ہے؟ وہ بھی آپ کو پسند کرتی ہے؟"

"نہیں امی یہ نہیں پتہ۔" عالیان کے چہرے پر اداسی آئی تھی۔

"اوہ مگر وہ ہے کون... کہاں پر دیکھا ہے.... کیا کرتی ہے.... خاندان کیسا ہے۔؟؟"

امی وہ میرے افس میں کام کرتی ہے۔ پچھلے تین سالوں کام کرتی ہے۔ وہ بہت اچھی ہے۔ نیک ہے۔ حیادار ہے۔ وہ الگ ہے باقی لڑکیوں سے۔۔ اگر آپ اس سے ملو گی نا آپ کو بھی پسند آئیں گی۔" عالیان جتنا اس کے بارے میں جانتا تھا سب بتا دیا۔ حبیبہ بیگم چپ چاپ سنتی رہیں۔

"ٹھیک ہے بیٹا ایڈریس دے دینا میں چلی جاؤں گی۔ اخر میں بھی تو دیکھوں کہ میری بہو کیسے دکھتی ہے۔" عالیان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"امی، آپ کو یقین آئے گا جب آپ اس سے ملیں گی۔ میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کو ضرور پسند آئے گی،" عالیان نے خوشی سے اپنی ماں کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، تمہاری خوشی میری سب سے بڑی خوشی ہے۔ اللہ کرے کہ وہ لڑکی تمہارے لیے ہمیشہ خوشیاں لے کر آئے۔ لیکن یہ فیصلہ کرنے سے پہلے، میں خود اسے دیکھنا چاہوں گی۔"

"جی امی، میں آپ کو ایڈریس دے دوں گا۔ آپ جس دن چاہیں، اس سے ملنے جا سکتی ہیں،" عالیان نے جوش سے کہا۔

"بیٹا، ایک بات یاد رکھو، شادی ایک بہت بڑا فیصلہ ہوتا ہے۔ صرف پسندیدگی کافی نہیں ہوتی، دونوں کے خیالات اور زندگی کے اصول بھی ملنے چاہئیں۔ حبیبہ بیگم نے غور سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ عالیان نے سر ہلایا۔

"ویسے لڑکی کا نام کیا ہے؟" حبیبہ بیگم نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کیف۔" عالیان نے دھیرے سے کہا، جیسے اس نام کا ہر حرف اس کے دل پر نقش ہو۔

"نام تو پیارا ہے۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امی، لڑکی بھی پیاری ہے!" عالیان نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا، لگتا ہے میرا بیٹا دل دے بیٹھا ہے۔" حبیبہ بیگم نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔

"امی، دل کیا... سب کچھ دے دیا ہے! وہ واقعی بہت خاص ہے،" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

"چلو پھر، مجھے جلدی سے ایڈریس دو تاکہ میں خود دیکھ سکوں کہ میرا بیٹا کس پر اتنا فخر کر رہا ہے،" حبیبہ بیگم نے کہا۔

"امی، آپ یقین کریں، آپ بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوں گی،" عالیان نے امید بھری نظروں سے ماں کی طرف دیکھا۔

"اللہ کرے کہ سب اچھا ہو، بیٹا،" حبیبہ بیگم نے دعا دی۔

عالیان نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ ماں نے اس کے فیصلے کو قبول کر لیا۔

شام ہو رہی تھی، آسمان پر سرخی مائل نارنجی روشنی پھیل رہی تھی۔ پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ رہے تھے، اور ہلکی ٹھنڈی ہوا درختوں کی شاخوں کو ہلکا ہلا رہی تھی۔ فضاء میں ایک عجیب سی خاموشی تھی، جو شام کی گہرائیوں کو مزید بڑھا رہی تھی۔

زران ابھی تھکا ہارا سا آیا تھا اور فریش ہو کر نیچے آیا۔ صوفے پر بیٹھ کر سکون کا سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک ماہین کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"یہ لو چائے، شاہ جی۔" ماہین نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں پینی چائے، لے کر جاؤ۔" زران نے کپ کی طرف دیکھا اور بے زاری سے بولا۔

"کیوں نہیں پینی؟ آپ کو تو چائے پسند ہے۔" ماہین نے حیرت سے کہا اور پھر اس نے کپ پھر سے اس کے سامنے کر دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہانہ، نہیں پینی۔اور تمہارے ہاتھ کی تو بلکل نہیں۔ سمجھ گئی؟"اس کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔زران کی نظریں سخت ہو گئیں۔

"یقین کریں، شاہ جی، میں نے اس میں کچھ بھی نہیں ملایا۔دیکھیں، میں خود پی کر دکھاتی ہوں۔"یہ کہتے ہوئے اس نے چائے کی ایک سپ لی اور مسکرا کر بولی۔"دیکھا؟زہر نہیں ہے۔"

،"پی لو زران، اتنی پیار سے بنائی ہے اس نے۔"اسی لمحے نایاب بیگم آئی تھی اور ماہین کی حالت دیکھ کر بولیں۔

"امی، آپ کو پتہ ہے، مجھے کسی پر آسانی سے بھروسہ نہیں ہوتا۔خاص طور پر..."اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور چائے کی طرف دیکھا۔زران نے نایاب بیگم کی طرف ناگواری سے دیکھا اور سخت لہجے میں کہا۔

"بس، زران۔ایک کپ چائے ہے، کوئی زندگی بھر کا فیصلہ نہیں۔تھوڑا نرم دل ہو جاؤ۔"نایاب بیگم نے اسے گھور کر دیکھا اور کہا۔

"آپ کی مرضی، لیکن میں نے دل سے بنائی تھی۔"ماہین نے زران کی بے اعتنائی پر گہری سانس لی اور دھیرے سے کہا۔

زران نے ایک لمحے کے لیے کپ کی طرف دیکھا اور ناچار ہو کر اسے اٹھالیا۔"ٹھیک ہے، پی لیتا ہوں۔لیکن صرف امی کی بات مان کر۔"

نادل کلب
Clubb of Quality Content!

ماہین کی مسکراہٹ دیکھ کر زران نے ناچاہتے ہوئے بھی چائے کا ایک اور سپ لیا۔اسے واقعی احساس ہوا کہ چائے کافی اچھی تھی۔ماہین کی نظریں مسلسل زران پر جمی تھیں، جیسے وہ اسے آخری بار دیکھ رہی ہو۔

زران نے اپنے چہرے پر اس کی نظریں محسوس کیں تو اس کی طرف دیکھا۔دونوں کی نظریں ملی تھیں،اور چند لمحوں کے لیے وقت تھم سا گیا۔ماہین کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جو زران کو الجھا رہا تھا شاید کوئی ادھوری بات، کوئی ان کہی کہانی۔

ماہین زران کی نظروں کی شدت برداشت نہ کر سکی اور نظریں جھکا لیں۔ جلدی سے آگے بڑھی اور زران کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے بولی۔"میں یہ کچن میں رکھ آتی ہوں۔"اس کا لہجہ کانپ رہا تھا۔ کچن کی طرف جاتے ہوئے وہ بھاگنے کے انداز میں گئی، جیسے خود کو زران کی نظروں سے چھپانا چاہتی ہو۔زران نے تب تک اسے دیکھا،جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔

رات کا وقت تھا،اور ڈائننگ روم میں ایک خوشگوار ماحول چھایا ہوا تھا۔میز پر مختلف اقسام کے کھانے سجائے گئے تھے۔کباب، بریانی، چکن روسٹ،اور سلاد کے ساتھ ساتھ مختلف میٹھے پکوان بھی موجود تھے۔

نایاب بیگم اور عائشہ بیگم اپنی جگہوں پر بیٹھی تھیں، جبکہ ان کے ساتھ ماہین اور عمائرہ موجود تھیں۔

عمائرہ اپنی پلیٹ میں کھانے کو بڑی معصومیت سے دیکھ رہی تھی، جیسے سوچ رہی ہو کہ کہاں سے شروع کرے۔

سامنے زران اور ضرار بیٹھے تھے۔ زران نے سنجیدہ انداز میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا، جبکہ ضرار کھانے کے دوران ہلکی پھلکی باتوں سے ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ماہین، تم نے آج بریانی بنائی۔؟" نایاب بیگم نے ماہین سے پوچھا۔

"جی، خالہ۔" ماہین نے سر جھکاتے ہوئے ہلکے سے مسکرا کر جواب دیا۔

"بریانی بہت زبردست بنی ہے۔ واقعی تعریف کے لائق ہے۔" عائشہ بیگم نے بھی تعریف کی۔

زران نے خاموشی سے اپنی پلیٹ میں بریانی لی اور ایک چمچ کھانے کے بعد نظر اٹھا کر ماہین کو دیکھا۔

ماہین کی نظریں پہلے ہی اس کی جانب تھیں، لیکن جیسے ہی زران نے دیکھا، وہ جلدی سے نظریں جھکا کر پانی کا گلاس اٹھانے لگی۔

"ماہین، تم کھاؤ نہ، تمہارے لیے بھی بریانی ہے۔" عمائرہ نے کہا۔

"کھا رہی ہوں، عمائرہ۔" ماہین نے مسکرا کر اسے جواب دیا۔

ضرار نے زران کی طرف دیکھتے ہوئے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔ "لگتا ہے آج بریانی نے سب کا دل جیت لیا ہے، خاص طور پر زران بھائی کا۔"

زران نے کوئی جواب نہیں دیا، بس اپنی پلیٹ پر توجہ مرکوز رکھی، لیکن ضرار کی بات پر میز پر موجود سب مسکرا دیے۔

ماہین نے ضرار کی بات سن کر شرمندگی سے سر جھکا لیا اور جلدی سے پانی کا گلاس اٹھا لیا، جیسے خود کو مصروف دکھانے کی کوشش کر رہی ہو۔ نایاب بیگم نے ماحول کو سنبھالنے کے لیے بات بدلی۔

"ضرار، کھانے پر توجہ دو، یہ چھیڑنے کا وقت نہیں ہے۔" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امی، میں تو صرف حقیقت بیان کر رہا تھا۔ زران بھائی کا ذائقہ کبھی اتنا خوش نظر نہیں آیا جتنا آج ہے۔" ضرار نے مذاق جاری رکھا۔

زران نے اس بار گہری سانس لی اور ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ضرار، اگر تمہارا دل بھر چکا ہو تو باقی کھانے کو چھوڑ دو، ہم سب کے لیے کچھ باقی رکھو۔"

"اوہ، زران بھائی! آپ کے اس جواب سے تو لگتا ہے کہ آپ واقعی خوش ہیں۔" ضرار نے قہقہہ لگایا اور بولا۔

ماہین نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے عمارہ کی پلیٹ میں کھانے کا اضافہ کرنا شروع کیا۔ "عمارہ، تم نے سبزی نہیں لی۔ آؤ، میں ڈال دوں۔"

"ماہین، بریانی واقعی شاندار ہے۔ تمہیں آئندہ بھی ہمیں اپنے ہاتھ کے مزید کھانے کھلانے ہوں گے۔" عائشہ بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی، ضرور۔" ماہین نے دھیرے سے جواب دیا۔

زران نے ایک لمحے کے لیے ماہین کو دیکھا، پھر دوبارہ اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمائرہ نارنجی رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ڈوپٹے کو گلے میں ڈالے جھولے پر بیٹھی کہانی کی بک پڑھ رہی تھی جو ماہین نے اسے دیا تھا۔ اتنے میں ضرار بلیک شرٹ اور بلیک ہی جینز میں آ کر جھولے کو پکڑتے ہوئے پیچھے دھکیلا اور پھر چھوڑ دیا۔

"آہ۔۔!" عمائرہ کے منہ سے چیخ نکلی تھی وہ ایک دم سے جھولے سے اتری تھی۔ اس نے جلدی سے دوپٹے کو سر پہ ڈالا تھا۔ ضرار اس کے قریب آیا عمائرہ دل پر ہاتھ رکھے سانس بحال کر رہی تھی۔

"ضرار بھائی!" عمائرہ چلائی تھی۔

"سوری مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم ڈر جاؤ گی۔" ضرار نے اپنے کان پکڑے تھے۔

"ایسے کون کرتا ہے ضرار بھائی۔؟" عمائرہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے صرف ضرار کہہ سکتی ہوں۔" عمائرہ کے منہ سے بھائی لفظ اچھا نہیں لگا تھا۔

"کیوں نہ کہوں۔۔؟ آپ تو بڑے ہیں نہ پھر۔۔؟ اوہ تو آپ چاہتے ہیں کہ مما مجھے ڈانٹے۔۔؟"

"اففف نہیں عمائرہ میں کیوں ایسا چاہوں گا۔؟ بس مجھے تمہارے منہ سے بھائی سننا اچھا نہیں لگتا۔"

"ہاں تو اچھا لگواؤ۔ میں تو کہوں گی۔"

ضرار نے اپنی جیب سے کچھ نکالتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا، اگر میں یہ چاکلیٹ تمہیں دے دوں تو کیا تم مجھے بھائی کہنا چھوڑ دو گی؟"

عمائرہ نے حیرت سے ضرار کو دیکھا، پھر جلدی سے چاکلیٹ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ بات تو آپ پہلے بھی کر سکتے تھے۔ لیکن بھائی نہ کہنا؟ یہ تو مشکل ہے۔"

"تب تک نہیں دوں گا جب تک وعدہ نہ کرو کہ بھائی نہیں کہو گی۔" ضرار نے چاکلیٹ ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ضرار بھائی، آپ ایسے بلیک میل کرتے ہیں؟" عمائرہ نے خفگی سے کہا۔

"ہاں، بلیک میلنگ میری خاصیت ہے۔" ضرار نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ٹھیک ہے۔ میں سوچتی ہوں۔" عمائرہ نے تیز نظروں سے ضرار کو دیکھا اور کہا۔

"سوچنے کی ضرورت نہیں۔ یا تو ہاں، یا تو چاکلیٹ گئی۔" ضرار نے چاکلیٹ واپس جیب میں ڈالنے کا ڈرامہ کیا۔

"اوکے، ٹھیک ہے! صرف ایک دن کے لیے۔" عمائرہ نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

ضرار نے چاکلیٹ اس کی طرف بڑھائی اور مسکراتے ہوئے کہا۔ "ایک دن؟ ٹھیک ہے، کل پھر ڈیل کریں گے۔"

عمائرہ نے چاکلیٹ لیتے ہوئے مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی، مگر ناکام رہی۔

"آپ واقعی بچوں جیسے ہیں، ضرار۔"

"اور تم بھی، عمائرہ۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا اور دونوں لان کی طرف چل پڑے۔

"ویسے آگے کیا پڑھنے کا ارادہ ہے۔؟" چلتے چلتے ضرار نے عمائرہ سے پوچھا۔

"ماہی چاہتی ہے کہ میڈیکل پڑھو۔"

"اور تم کیا چاہتی ہو..؟"

"میں چاہتی ہوں کہ آرٹس پڑھوں۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو پھر آرٹس پڑھو۔۔"

"نہیں میں ماہی کو ناراض نہیں کرنا چاہتی۔" ضرار نے رک کر عمائرہ کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں گہری سنجیدگی تھی۔

"عمائرہ، اپنی زندگی کے فیصلے خود کرو۔ ماہی تم سے ناراض نہیں ہو گی اگر تم اسے سمجھاؤ گی کہ تمہارے دل کی خواہش کیا ہے۔ وہ تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہے، نہ کہ کسی ایسے راستے پر جس میں تمہارا دل ہی نہ لگے۔"

"لیکن ضرار بھائی، ماہی نے ہمیشہ میرے لیے سب کچھ کیا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میری کسی بات سے وہ مایوس ہو۔" عمائرہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

ضرار مسکرا کر دوبارہ چلنے لگا۔ "یہی تو مسئلہ ہے، عمائرہ۔ تم اسے مایوس سمجھ رہی ہو، جبکہ حقیقت میں وہ خوش ہوگی اگر تم اپنے دل کی بات اس سے کرو۔ دیکھو، ماہی تم سے بہت محبت کرتی ہے، اور وہ کبھی ایسا نہیں چاہے گی کہ تم کسی ایسی چیز میں جاؤ جو تمہیں خوش نہ کرے۔"

"لیکن اگر وہ نہ مانی تو؟" عمائرہ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں بات کروں گا۔ آخر میں ہوں تمہارا... اوہ سوری، صرف ضرار۔" ضرار نے ہنس کر کہا۔

"شکریہ، لیکن میں خود کوشش کروں گی۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوئی نہ بات!" ضرار نے مسکرا کر کہا۔ "اور ہاں، آرٹس بہترین انتخاب ہے۔ دنیا کو تخلیقی لوگ بہت پسند آتے ہیں۔"

"آپ واقعی ہر بات کو آسان کر دیتے ہیں،" عمائرہ ہلکا سا ہنس پڑی اور بولی۔

"کیونکہ زندگی کو مشکل بنانا میرا کام نہیں ہے، عمائرہ۔" ضرار نے معنی خیز لہجے میں کہا اور دونوں خاموشی سے چلتے رہے۔

"ویسے آپ کو بھائی نہ بولو تو اور کیا بولو ہاں.؟"

"تم مجھے صرف ضرار کہہ سکتی ہوں، یا پھر..." ضرار نے شرارتی انداز میں کہا۔

"یا پھر کیا؟" عمائرہ نے حیرت سے پوچھا۔

"یا پھر کچھ بھی ایسا جو بھائی نہ ہو۔ مثلاً دوست، ساتھی، یا صرف نام لے کر بلاؤ۔" ضرار نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"لیکن بھائی تو آپ ہیں۔ اس حقیقت کو کیسے بدلا جا سکتا ہے؟" عمائرہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"رشتے دل سے بنائے جاتے ہیں، عمائرہ۔ بھائی تو میں خون کے رشتے سے ہوں نہیں، اور دل سے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے صرف ضرار بلائیں۔" ضرار نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔

" چلیں، ٹھیک ہے۔ آئندہ سے آپ کو صرف ضرار کہوں گی، لیکن اگر کبھی غلطی سے بھائی کہا، تو ناراض مت ہونا۔" عمائرہ نے لمحے بھر کے لیے سوچا اور پھر ہنس کر کہا۔

"ہاہاہا چلیں یہ بھی صحیح ہے۔" دونوں چلتے چلتے اندر پہنچ گئے عمائرہ نے ایک نظر ضرار پر ڈالی اور کمرے میں چلی گئی اور ضرار اسے دیکھتا رہا۔

شام کا وقت تھا، اور عمارہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔ گھر کی فضا میں اداسی کی گہری چادر چھائی ہوئی تھی۔ شاہ، جو عمارہ کو مسلسل بہلانے کی کوشش کر رہے تھے، بے بسی محسوس کر رہے تھے۔

"بابا، کیفو کیوں نہیں آئیں؟ آپ نے کہا تھا وہ آئیں گی!" عمارہ نے آنکھوں میں آنسو لیے ضدی لہجے میں پوچھا۔

"گڑیا، وہ آئیں گی، بس تھوڑا صبر کرو۔" شاہ نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"لیکن کب بابا؟" عمارہ نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے ایک بار پھر اس کے آنسو پونچھے اور اسے دلاسہ دینے کی کوشش کی۔ لیکن عمارہ تھی کہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔

اسی وقت دروازے سے کیف کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ شاہ نے عمارہ کی طرف دیکھا اور جلدی سے کہا، "دیکھو، گڑیا، کیفو آ گئیں!"

عمارہ کی آنکھیں امید سے چمک اٹھیں، اور وہ دوڑتی ہوئی کیف کے پاس پہنچی۔ "کیفو!" وہ چیختے ہوئے کیف سے لپٹ گئی۔

کیف نے اس کے ننھے وجود کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ اس کے دل میں ایک کسک تھی کہ وہ وقت پر نہ پہنچ سکی، اور عمارہ کا یہ حال دیکھ کر اسے مزید افسوس ہو رہا تھا۔

"میں آپ سے ناراض ہوں۔!" عمارہ نے کیف کے گرد اپنی گرفت مزید مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

کیف نے اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔ "سوری بچہ، میں جلدی آنا چاہتی تھی، لیکن کام بہت زیادہ تھا۔"

"کون سا کام تھا؟ آپ کو آنا چاہیے تھا! بابا نے کہا تھا آپ آ رہی ہیں، لیکن آپ نہیں آئیں۔" عمارہ کے لہجے میں خفگی اور اداسی واضح تھی۔

کیف نے عمارہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکراتی ہوئی کہا۔ "اچھا، اگر میں آپ کے لیے چاکلیٹ لے کر آئی ہوں، تو کیا پھر بھی ناراض رہو گی؟"

"کون سی چاکلیٹ؟" عمارہ نے فوراً چونک کر پوچھا۔

"یہ دیکھو!" کیف نے اپنے پرس سے چاکلیٹ نکالتے ہوئے کہا۔

عمارہ نے چاکلیٹ فوراً جھپٹ لی اور خوشی سے کھانے لگی۔ کیف نے اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ "اور یہ دیکھو، میں تمہارے لیے کھلونے بھی لے کر آئی ہوں!"

کھلونے دیکھ کر عمارہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ فوراً کھلونے لے کر بھاگتی ہوئی شاہ بیگم، کیف کی امی، اور پھر شاہ کو دکھانے لگی۔

گھر کی اداسی لمحے بھر میں خوشی اور قہقہوں میں بدل گئی۔

"آپ نے آکر گھر میں خوشی واپس لا دی۔ عمارہ کے لیے آپ کی اہمیت کا اندازہ مجھے آج اور بھی زیادہ ہو گیا ہے۔" چھوٹے شاہ نے کیف کی طرف دیکھ کر شکریہ ادا کرنے والے انداز میں کہا۔

"کیف بیٹی، تم نہ صرف عمارہ بلکہ ہم سب کے دل میں جگہ بنا چکی ہو۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔"

شاہ بیگم، جو یہ سب دیکھ رہی تھیں، خوش ہو کر بولیں۔

"جاؤ کیف فریش ہو کر آؤ پھر کھانا کھا لینا۔" کیف کی امی نے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی امی۔" اتنا کہتے ہوئے اس نے ایک نظر شاہ کو دیکھا پھر وہاں سے چل دی۔

فریش ہو کر وہ نیچے آئی تو کھانے کی میز پر سب موجود تھے۔ عمارہ نے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر کیف کو کھینچتے ہوئے کہا۔ "یہاں بیٹھیں، کیفو!"

کیف مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ شاہ نے ایک لمحے کے لیے کیف کی طرف دیکھا اور پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیف بیٹی، آپ کو عمارہ کے ساتھ رہنا اچھا لگتا ہے نا؟" شاہ بیگم نے محبت سے پوچھا۔

"جی آنی، بہت اچھا لگتا ہے۔ وہ اتنی پیاری ہے کہ کوئی بھی اسے دیکھ کر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔" کیف نے جواب دیا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

چھوٹے شاہ تو بس پیار سے مایا کو دیکھ رہا تھا۔ جو شرمیلی سے مسکراہٹ لیے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔۔

"کھاؤ نہ دیدار بعد میں کرنا۔" کیف نے چھوٹے شاہ کو کہنی مار کر کہا۔

چھوٹے شاہ نے کیف کی بات سنی اور فوراً اپنی نظر مایا سے ہٹاتے ہوئے ہلکا سا مسکرا دیا۔ "اچھا اچھا، بس کھا رہا ہوں!" اس نے شوخی سے کہا اور چمچ اٹھا لیا۔

مایا، جو اپنی شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی، کیف کی بات سن کر تھوڑی سی شرمندہ ہو گئی، لیکن کیف کی بے تکلفی نے اس کی شرمندگی کو دور کر دیا۔ وہ پھر سے مسکرائی۔

عمارہ خود کم اور زیادہ کیف کو کھلا رہی تھی۔ کیف ہلکی مسکراہٹ سے اس کے ہاتھ سے کھاتی رہی۔

"بڑے شاہ آپ کی بیٹی بدل گئی ہے۔ دیکھو آپ کو بھی نہیں کھلایا ہو گا جتنا کیف کو کھلا رہی ہے۔" چھوٹے شاہ نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کیف کی طرف اشارہ کیا۔ کیف عمارہ سے تھوڑا دور ہوئی تھی اور بڑے شاہ نے عمارہ اور پھر کیف کی طرف دیکھا۔ اور پھر گھور کے چھوٹے شاہ کو دیکھا۔

شاہ بیگم اور کیف کی امی مسکرائیں۔

"نہیں، نہیں، میں تو بس کہہ رہا تھا کہ دیکھو بڑے شاہ، آپ کی بیٹی میں کتنی محبت ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ وہ اتنی جلدی کیف کی فین بن گئی ہے کہ ہمیں تھوڑا سا اپنی جگہ دوبارہ بنانی پڑے گی!" چھوٹے شاہ نے ایک مرتبہ پھر کیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں آپی ہے ہی اتنی پیاری کہ کسی کو بھی پسند آسکتی ہے۔" مایا نے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس طرح سب کے سامنے کہتے ہوئے وہ جھینپ گئی اور سر جھکائے جلدی جلدی کھانا کھانے لگی۔

"ہاں، وہ تو ہے۔" بڑے شاہ نے کچھ لمحے بعد اپنی نظریں کیف کی طرف کر کے کہا، جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

کیف نے تھوڑی سی بے چینی محسوس کی اور پھر اپنے خیالوں کو جھٹک کر کھانے پر توجہ مرکوز کی۔ لیکن ان کی نظریں مسلسل اس پر تھیں، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتے ہوں مگر الفاظ تلاش نہ کر پاتے۔

بساطِ عشق پہ جو چال دل نے چل دی۔

شطرنج ہاری، مگر جاں بازی نکل دی۔

"آپی یہ لو چائے۔" مایا کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

" جزاک اللہ خیر۔" مایا کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے کہا۔

"آپی، آپ روئی ہو؟ کچھ تو بتاؤ۔" مایا نے کیف کی آنکھوں میں سوجن اور خاموشی دیکھ کر فوراً اس کے قریب جا کر کہا۔

کیف نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا، مگر اس کی مسکراہٹ میں تکلیف کی جھلک تھی۔

"نہیں تو، میں کیوں روؤں گی۔؟" کیف نے تھوڑا ہنستے ہوئے جواب دیا، لیکن اس کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی جو مایا کو بے چین کر گئی۔

" مجھے بتاؤ نہ آپی آج تک آپ نے ہر بات مجھ سے شیر کیا ہے اب کیا ہو گیا ہے ایسا کہ آپ روئی۔؟؟" مایا نے فکر مندی سے کہا۔

" پتہ ہے آپ کو کہ کیوں میں نے ان گزشتہ چھ سالوں میں اپنا نمبر چینج نہیں کیا۔؟" مایا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے ان چھ سالوں میں اس لیے چینج نہیں کیا کہ شاید وہ مجھے کال کرے، یا میسج کرے اگر میں نمبر چینج کروں تو پھر اسے کیسے پتہ چلے گا پھر وہ کیسے مجھ سے رابطہ کرے گا لیکن اس نے مجھے ایک بار بھی کال نہیں کی میسج نہیں کیا لیکن آج اس نے مجھے کال کیا صرف اپنی بیٹی کے لیے کہ میں اس کی بیٹی کے لیے گھر آؤ کیونکہ وہ رو رہی ہے۔" کیف کی آواز بھر آئی تھی۔اور رونے لگی۔

"پلیز آپی ایسے مت روئیں مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" مایا نے اس کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے اسے خود سے لگایا اس کے رونے میں مزید اضافہ ہوا۔

"سب کہتے ہیں کہ میں پتھر دل کی ہوں۔میں شاید کبھی روئی نہیں لیکن کوئی میرے بارے میں نہیں جانتا کہ مجھ پہ کیا گزری ہے۔مجھے اب تک لگا تھا کہ میں مضبوط ہوں لیکن نہیں میں بہت کمزور ہوں۔"

"پلیز آپی، آپ اتنی مضبوط ہیں آپ کو ان سب باتوں سے زیادہ خود کی قدر کرنی چاہیے۔جو آپ کی تقدیر ہے، وہ آپ کو ضرور ملے گا، بس تھوڑا صبر کرو۔" مایا نے اسے گہرا پیار دیا اور پھر اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔

"میں نے اتنا صبر کیا ہے اور نہیں کر سکتی۔میں تھک گئی ہوں۔میں ان چھ سالوں میں اس سے دور رہی ہوں۔تا کہ میں نے جتنا خود کو سنبھالا ہے دوبارہ نہ بکھیر و لیکن مجھ سے اور نہیں ہوتا۔مجھے بہت

Clubb of Quality Content

تکلیف ہوتی ہے میرے سینے میں درد اٹھتا ہے میں کیا کروں مایا میں کیا کروں۔؟" کیف کے آنسو میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

"پلیز آپی، آپ کی تکلیف کا احساس مجھے بہت ہوتا ہے، لیکن خود کو ان حالات میں کھونا نہیں چاہیے۔ میں جانتی ہوں کہ آپ نے اتنا صبر کیا ہے اور بہت کچھ برداشت کیا ہے، مگر خود کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔" مایا نے کیف کو اپنے قریب کھینچ لیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا، جیسے اسے ساری دنیا کی محبت دینے کی کوشش کر رہی ہو۔

"مگر مایا، میں اسے کیسے بھولوں؟ چھ سال، چھ سال تک میں نے اپنے دل کو سنبھالا، اپنے جذبات کو کچلا، پھر بھی وہ مجھے یاد نہیں کرتا۔ اب جب وہ میری بیٹی کی وجہ سے مجھے یاد کر رہا ہے تو دل میں ایک خلش سی ہے۔ میں کس طرح اس سب کو اپنی تقدیر کا حصہ مانوں؟"

"آپ کی تکلیف کو سمجھنا آسان نہیں، لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو آپ نے گزارا ہے، وہ آپ کی طاقت ہے۔ وہ جو نہیں آیا، اس سے آپ کا رشتہ ختم نہیں ہوتا۔ آپکے اندر وہ ساری محبت ہے جو کسی کے لیے آپ نے رکھی۔ لیکن آپ کی زندگی تمہاری ہے، اور آپ نے خود کو پہلے رکھنا ہو گا، کیونکہ آپ ہی سب سے اہم ہو۔" مایا نے کیف کو اور قریب کر لیا اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں پتا، مایا، مجھے نہیں پتا کہ میں کیا کروں، مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔" کیف نے گہری سانس لی اور پھر آہستہ سے کہا۔

"جو آپ ساتھ ہوا وہ تکلیف دہ ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ خود کو اس میں گم کر لو۔ آپ کو اپنا دل مضبوط رکھنا ہے، آپ کو اپنے خوابوں کو پورا کرنا ہے، اور آپ کو خود سے محبت کرنی ہے۔ آپ کی تقدیر ابھی باقی ہے، اور وہ آپ کے لیے سب کچھ لے کر آئے گی۔" مایا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

کیف نے مایا کی باتوں پر سر ہلایا اور اس کا دل تھوڑا سکون پانے لگا۔ شاید ابھی تکلیف کم نہیں ہوئی تھی، مگر مایا کی محبت نے اسے حوصلہ دیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو دوبارہ ایک نئی سمت دے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

بساطِ عشق پہ ہم نے سب کچھ ہار دیا،

جسے جان کہا تھا، اُسی نے مار دیا۔

چلے تھے روشنی کی تلاش میں مگر،

محبت نے ہر خواب کو تاریک کر دیا۔

"اچھا تو شادی کر رہے ہو۔" چھوٹے شاہ کو روم میں آتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں جی! اب آپ کی طرح کنوارہ نہیں تو نہیں رہوں گا اور نہ جس سے پیار ہوا سے چھوڑ دو۔"

چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟؟"

"اتنے بھی بھولے مت بنو بھائی میں سب جانتا ہوں۔مانتا ہوں کہ آپ بڑے ہیں میرے بارے میں سب پتہ ہے لیکن بھولنا مت آپ بھی میرے بھائی ہیں اور مجھے پتہ چلتا ہے۔"

"کیا پتہ ہے زرا بتاؤ۔؟" بڑے شاہ نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔

"وہ سب جو آپ نے کیا تھا اپنی محبت چھوڑ دی تھی یہ بھی پتہ ہے کہ کیوں لیکن آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ خیر گزرے وقت کو تو نہیں لاسکتا لیکن ابھی بھی آپ کے پاس موقع ہے۔" چھوٹے شاہ نے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں تو جھوٹ بول رہے ہو تمہیں کچھ نہیں پتہ۔" بڑے شاہ کو لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں بھائی......مجھے سب پتہ ہے لیکن ایک بات کہوں۔۔؟؟" چھوٹے شاہ نے سوال کیا۔

"ہمم کہو۔" بڑے شاہ نے ہنکارا ابھرا۔

"آپ نہ کیف سے شادی کریں اور ویسے بھی عمارہ بھی کیف کو کافی پسند کرتی ہے۔" عمارہ کے لیے کیف سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

بڑے شاہ نے چھوٹے شاہ کی بات سن کر گہری سانس لی اور پلٹ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ باہر کے منظر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"اس کی بات مت کرو، وہ ماضی کا حصہ ہے۔ میں نے جو فیصلہ کیا تھا، وہ صحیح تھا اور آج بھی اس پر قائم ہوں۔"

"بھائی، کچھ فیصلے وقت کے ساتھ بدلنے چاہئیں۔ زندگی ہر کسی کو دوسرا موقع نہیں دیتی، اور جب دیتی ہے، تو اسے ضائع کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ کیف آج بھی آپ کے دل میں ہے، اس سے انکار نہ کریں۔" چھوٹے شاہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے مڑ کر چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا، چہرے پر دکھ اور بے بسی کے آثار نمایاں تھے۔

"تم سمجھتے ہو کہ یہ اتنا آسان ہے؟ میں نے اس کو چھوڑا اس کے بھلے کے لیے، اور اب وہ اپنی زندگی میں خوش ہے۔ میں اس کی زندگی میں دوبارہ کیوں مداخلت کروں؟"

"خوش؟ کیا آپ نے اسے دیکھا ہے؟ کیا وہ واقعی خوش ہے؟ بھائی، عمارہ کی بات چھوڑیں، خود اپنے دل سے پوچھیں۔ کیا آپ خوش ہیں؟" چھوٹے شاہ نے گہری نظروں سے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ کچھ لمحے خاموش رہا، جیسے چھوٹے شاہ کی باتوں پر غور کر رہا ہو۔ پھر اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"کیف اب میری دنیا سے دور ہے، اور شاید یہی بہتر ہے۔"

چھوٹے شاہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"یہ آپ کی دنیا کی بات نہیں ہے، بھائی۔ یہ عمارہ کی دنیا کی بات ہے، وہ کیف کو اپنی ماں کی جگہ دیکھتی ہے۔ اور اگر سچ کہوں تو میں نے آج تک آپ کو کیف کے علاوہ کسی اور کے بارے میں اتنے جذباتی نہیں دیکھا۔"

بڑے شاہ نے نظریں جھکا لیں، جیسے اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تمہیں غلط لگ رہا ہے، یہ سب ماضی ہے۔ اب اس پر بات کرنا بے کار ہے۔"

"بھائی، ماضی کو ماضی میں رہنے دیں، لیکن اگر ماضی آپ کے دل کا حصہ بن چکا ہو، تو اسے دوبارہ زندگی دینے میں کوئی برائی نہیں۔" چھوٹے شاہ اٹھ کھڑا ہوا اور کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے کچھ نہ کہا، بس کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا، اور چھوٹے شاہ کمرے سے نکل گیا۔ ماحول پر خاموشی چھا گئی، لیکن بڑے شاہ کے دل میں ایک طوفان اٹھ رہا تھا۔

یہ عشق کی بازی ہے، سمجھ کر کھیلو،

یہاں شاہ بھی گرے، تو غلام کہلاتا ہے۔

صبح کے ماحول میں ہلکی ٹھنڈک تھی۔ کیف جلدی سے تیار ہو کر نیچے آئی، جہاں ڈائننگ ٹیبل پر سب ناشتے میں مصروف تھے۔ وہ جلدی جلدی کھانے لگی، جیسے وقت اس کے ہاتھوں سے پھسل رہا ہو۔

"آرام سے کھاؤ بیٹا، کھانا بھاگا نہیں جا رہا۔" امی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امی، لیٹ ہو رہی ہوں۔ آج کام بہت زیادہ ہے، کل بھی کافی پینڈنگ ہے۔" کیف نے جلدی سے جواب دیا۔

"آپی، آتے ہوئے میرے لیے نوٹس لے کر آنا پلیز، کل کی تیاری کرنی ہے۔" مایا نے اپنی پلیٹ سے نظر اٹھائی اور کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوکے، بس مجھے میسج کر دینا، تاکہ یاد رہے۔" کیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

مایا نے ہاں میں سر ہلایا اور دوبارہ کھانے میں مشغول ہو گئی۔ کیف نے جلدی سے ناشتہ ختم کیا، اور اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے بولی۔ "امی، دعا کریں آج سب کچھ آرام سے ہو جائے۔"

"ہمیشہ دعا کرتی ہوں، بیٹا۔ اللہ تمہیں کامیاب کرے۔" امی نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

کیف دروازے کی طرف بڑھ گئی، اور باہر نکل گئی۔ سامنے سے سورج کی روشنی کیف کے چہرے پر پڑی، اور وہ دل میں آنے والے دن کی تیاری کرتے ہوئے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر آفس کے لیے روانہ ہو گئی۔

عالیان آج معمول سے ہٹ کر بہت جلدی آفس پہنچا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی کے آثار واضح تھے، اور وہ بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں مسلسل دروازے کی طرف تھیں، جیسے کسی خاص شخص کا شدت سے انتظار کر رہا ہو۔

"کیا بات ہے، سر؟ آج کچھ زیادہ ہی جلدی آ گئے۔" سیکرٹری نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔

عالیان نے نظریں گھڑی سے ہٹائے بغیر جواب دیا، "بس کچھ کام تھا۔" لیکن اس کے لہجے سے واضح تھا کہ اس کا ذہن کسی اور طرف ہے۔

آفس میں معمول کے مطابق کام شروع ہو چکا تھا، لیکن عالیان کا دھیان کہیں اور تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا اور کیف اندر داخل ہوئی، عالیان کی بے چینی کچھ کم ہوئی۔

کیف نے سلام کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی، لیکن عالیان نے اسے روک لیا۔ "کیف، اگر آپ کے پاس وقت ہو تو، کچھ بات کرنی ہے۔"

کیف نے حیرانی سے عالیان کی طرف دیکھا۔ "جی سر، ضرور۔" وہ اس کے ساتھ کانفرنس روم کی طرف چل پڑی۔

عالیان نے دروازہ بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میں کافی دنوں سے آپ سے بات کرنا چاہ رہا تھا، لیکن موقع نہیں ملا۔"

"جی سر، کہیں۔" کیف نے قدرے الجھن میں کہا۔

ویسے کیف کیا آپ کسی کو پسند کرتی ہیں۔؟ مطلب ایسا کوئی جس سے آپ چاہے کہ شادی ہو جائے۔؟؟" عالیان نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب سر۔؟" کیف کے چہرے پر ناگواری چھائی تھی۔

عالیان نے کیف کے چہرے کے تاثرات دیکھے اور ایک لمحے کے لیے خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔

"میرا مطلب تھا کہ... کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا ہے جسے آپ پسند کرتی ہیں؟ کوئی خاص؟" عالیان نے نرمی سے وضاحت کی۔

کیف نے کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھا، پھر سنجیدگی سے بولی۔

"سر، یہ ذاتی سوال ہے، اور میرے خیال میں یہ ہمارے کام کی نوعیت کے مطابق نہیں ہے۔"

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں، لیکن یہ سوال میں نے کسی غلط نیت سے نہیں کیا۔ دراصل..." وہ رک گیا اور گہری سانس لی..

"سر یہ ذاتی سوال تھا لیکن میری زندگی میں ایسا کوئی بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔ آئندہ ایسے سوال نہ کریں پلیز۔" اتنا کہتے ہوئے وہ وہاں سے نکلی اور اپنے آفس چلی گئی۔

عالیان کیف کے جواب پر خاموش کھڑا رہ گیا، جیسے اس کے الفاظ کا وزن اسے زمین سے باندھ رہا ہو۔ اس نے گہری سانس لی اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ کیف کے لہجے کی سختی اور واضح جواب نے اسے یہ سمجھا دیا تھا کہ اس نے حد پار کی تھی۔

"شاید میں نے غلط وقت پر بات کی،" عالیان نے خود سے کہا اور آفس کی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ باہر دیکھتے ہوئے اس کے ذہن میں کیف کی باتیں گونج رہی تھیں۔

دوسری طرف، کیف اپنے آفس میں آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کا دل اب بھی تھوڑا بے چین تھا، لیکن اس نے خود کو کام پر مرکوز رکھنے کی کوشش کی۔ اس نے گہری سانس لی اور اپنے سامنے رکھے کاغذات پر نظریں جمالیں۔

"یہ سب کیا تھا؟ عالیان سر نے ایسا کیوں کہا۔؟" کیف کے ذہن میں یہ سوال بار بار اٹھ رہا تھا، لیکن وہ انہیں جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ادھر، عالیان نے کافی دیر تک خود کو سنبھالا، پھر میز پر موجود اپنی فائلز کی طرف بڑھا۔

"شاید مجھے جلد بازی نہیں کرنی چاہیے تھی۔" وہ خود سے بولا، لیکن اس کے چہرے پر اداسی کے آثار واضح تھے۔

شاہ آفس کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کا چہرہ الجھن اور تھکن کی عکاسی کر رہا تھا۔ دو دن کی غیر حاضری کے بعد بھی وہ کسی طور سکون محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس کا دل عجیب بے چینی میں مبتلا تھا، جیسے کوئی خلاء تھا جو بھرنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

آفس میں داخل ہوتے ہی اس نے میز پر رکھے کاغذات کی طرف نظر دوڑائی، مگر وہ ان میں دلچسپی لینے سے قاصر تھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے اپنی پیشانی کو ہاتھوں سے سہارا دیا اور گہری سانس لی۔

"کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟ کیوں میرا دل کسی بھی چیز میں نہیں لگ رہا؟" شاہ نے زیر لب خود سے سوال کیا۔

اسی دوران اس کے سیکریٹری نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"سر، میٹنگ کا وقت ہو چکا ہے۔"

شاہ نے آنکھیں بند کر کے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر آہستہ سے کہا۔ "تم جاؤ، میں آتا ہوں۔"

مگر اس کا دل ابھی بھی میٹنگ یا کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا اور باہر شہر کے ہجوم کو دیکھنے لگا۔ ہر چیز معمول کے مطابق چل رہی تھی، مگر شاہ کی دنیا میں کچھ بھی معمول پر نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شاہ نے دروازہ کھول کر کانفرنس روم میں قدم رکھا تو وہاں موجود تمام افراد نے احتراماً کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ کمرے کی فضا رسمی مگر تھوڑی متجسس تھی، کیونکہ سب جانتے تھے کہ شاہ دو دن کی غیر حاضری کے بعد آیا تھا اور آج کل کچھ مختلف نظر آ رہا تھا۔

"بیٹھ جائیں۔" شاہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اپنی نشست کی طرف بڑھا۔

اس کے ماتھے پر گہری سوچوں کی لکیریں واضح تھیں۔ وہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے فائل کھولنے لگا، مگر اس کے ہاتھ تھوڑے سست معلوم ہو رہے تھے۔ ٹیم کے چند افراد نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، جیسے وہ شاہ کی حالت کے بارے میں بات کرنے کے لیے اشارے کر رہے ہوں۔

شاہ نے ایک گہری سانس لی اور سر اٹھا کر سب کی طرف دیکھا۔ "میٹنگ شروع کرتے ہیں۔"

پہلا اسپیکر کھڑا ہوا اور پروجیکٹ کی تازہ صورتحال کے بارے میں بات کرنے لگا۔ شاہ بظاہر توجہ دے رہا تھا، لیکن اس کی نظریں بار بار کانفرنس روم کے شیشے کے پار خلا میں جا ٹھہرتیں۔ وہ کسی اندرونی کشمکش میں مبتلا لگ رہا تھا، جیسے اس کی سوچیں یہاں موجود نہ ہوں۔

"سر؟" اسپیکر کی آواز نے اسے خیالات کی دنیا سے واپس کھینچ لیا۔

"جی؟" شاہ نے جلدی سے کہا، اپنی توجہ بحال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے۔

"آپ کی رائے چاہیے تھی کہ ہم اس پروپوزل کو آگے کیسے لے کر جائیں۔؟" اسپیکر نے وضاحت کی۔

شاہ نے سر ہلایا اور کچھ لمحوں تک فائل میں دیکھنے کے بعد مختصر جواب دیا۔ "جیسا آپ سب نے تجویز کیا ہے، ویسے ہی آگے بڑھیں۔ تفصیلات بعد میں طے کر لیں گے۔"

ٹیم کے ارکان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، شاہ کی غیر معمولی خاموشی ان کے لیے حیران کن تھی۔

میٹنگ ختم ہونے کے بعد شاہ نے گہری سانس لی اور اپنی کرسی سے اٹھا۔ "مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دو،" اس نے سیکریٹری کو ہدایت دی اور کانفرنس روم سے باہر نکل گیا۔ اس کے قدموں میں بے چینی تھی، اور دل میں سوالات کا طوفان اٹھ رہا تھا۔

"جی مما۔" کال آتے ہی شاہ نے موبائل کو کان سے لگایا اور کہا۔

"جی ممی میں کر لوں گا آپ فکر نہ کریں۔۔" دوسری جانب کیا کہا گیا تھا کہ اس کے جواب میں کہا۔

"کیا۔؟" شاہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

"ممی آپ ایسا کریں کہ آپ چھوٹے شاہ کے ساتھ اس کے آفس بھیج دیں اور پھر آتے ہوئے میں گڑیا کو اپنے ساتھ لے کر آؤں گا۔"

"جی جی اللہ حافظ!" موبائل رکھ دیا۔

بڑے شاہ کے لیے اب عمارہ کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا اب اس کی زبان پر کیف کا نام تھا اور اب بھی وہ رو رہی تھی کہ اسے کیف کے پاس جانا ہے۔ شاہ نے مشکل سے عمارہ کو بہلا پسلا کر اپنے ساتھ گھر لے کر گیا تھا اور آج وہ پھر سے کیف کا ورد کر رہی تھی۔

کیف آفس میں بیٹھی کام کر رہی تھی۔ جب دروازہ کھلا تھا اور عمارہ گرین فراک میں دو پونیاں کیے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔ عمارہ کو آفس میں دیکھ کر کیف حیران ہوئی تھی۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھ کے جھکتے ہوئے عمارہ کو گود میں اٹھایا۔ عمارہ نے اس کے گال پر لب رکھے۔

"تم یہاں۔؟ اور کس کے ساتھ آئی ہو۔؟" کیف نے سوال کیا۔

"میں چاچو کے ساتھ آئی ہوں وہ مجھے چھوڑ کے گئے۔" عمارہ نے خوشی سے کہا۔

کیف نے عمارہ کو گود میں لے کر میز پر بیٹھایا اور اس کے ننھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"تو تمہیں میرے پاس آنے کا دل کر رہا تھا؟" کیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، کیفو۔ مجھے آپ کی بہت یاد آ رہی تھی۔ بابا بھی کہہ رہے تھے کہ آپ کام میں بہت مصروف ہو، اس لیے میں نے خود ہی آنا ٹھیک سمجھا۔" عمارہ نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کیف کو مضبوطی سے گلے لگایا۔

کیف نے ایک گہری سانس لی۔ عمارہ کی معصوم باتوں نے اس کے دل کو پگھلا دیا تھا۔

"لیکن عمارہ، تمہیں پتہ ہے نا یہ جگہ بچوں کے لیے نہیں ہے؟" کیف نے نرمی سے سمجھایا۔

"مجھے کچھ نہیں پتہ۔ میں بس آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ آپ تو ہمیشہ کہتی ہیں کہ آپ مجھے کبھی ناراض نہیں کریں گی۔" عمارہ نے معصومیت سے جواب دیا۔

کیف نے ہلکی سی ہنسی لی اور عمارہ کے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے، آج تم میرے ساتھ رہ سکتی ہو، لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ جب میں کام کروں، تو تم خاموشی سے بیٹھو گی۔"

"وعدہ!" عمارہ نے فوراً سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے بولی۔

"تو پھر یہ لو، تم میرے کاغذات کو رنگین پینسل سے سجاؤ جب تک میں اپنا کام ختم کروں۔" کیف نے اپنی میز سے ایک رنگین پینسلز کا ڈبہ نکال کر عمارہ کو دیا۔

عمارہ خوشی سے رنگ کرنے لگی، اور کیف دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر کام کرنے لگی۔ لیکن اس کی نظریں بار بار عمارہ پر جا ٹھہرتیں، جیسے وہ خود بھی اس معصوم بچی کی محبت کے سحر میں کھو چکی ہو۔

چند لمحوں بعد دروازہ دوبارہ کھلا، اور شاہ بلیک کپڑوں میں آستینوں کو فولڈ کیے اندر داخل ہوا۔ کیف نے سر اٹھا کر دیکھا، اور ان کی نظریں ملتے ہی کمرے میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔۔

"میں نے سوچا کہ عمارہ کو دیکھ کے آ ؤں تاکہ تسلی ہو جائے۔" شاہ نے ہلکے لہجے میں کہا۔

"آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کال پر تسلی کر لیتے اور دوبارہ مت آنا میں اسے خود گھر لے آؤں گی۔۔" کیف نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا۔

شاہ نے ایک لمحے کے لیے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن پھر خاموش ہو گیا۔اس کی نظریں عمارہ پر جا ٹھہریں، جو اپنی دنیا میں مگن تھی۔

"میں بس عمارہ کی خوشی کے لیے آیا ہوں۔۔"، شاہ نے آہستہ سے کہا اور پلٹ کر واپس جانے لگا۔

کیف نے اسے روکا نہیں، لیکن اس کے دل میں ایک ہلکی سی چبھن محسوس ہوئی۔

"ہاں وہ میرے لیے کیوں آئیگا وہ تو صرف بیٹی کے لیے آتا ہے۔" کیف نے تلخی سے سوچا تھا۔

جب سے ماہین کو پتہ چلا تھا کہ زران نے گھر میں لائبریری بنائی ہے اس کی کوئی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ لیکن لائبریری میں جا کر اسے کافی مایوسی ہوئی تھی۔اسے لگا تھا کہ شاید اردو ناول کی کتابیں ہو گی لیکن وہ سارے انگلش کی کتابیں تھیں۔اور یا تو اسلامیک بکس تھیں۔

منہ پھلا کے وہ زران کے پاس آئی تھی جو لان میں بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ رکھے کام کر رہا تھا اور ضرار اسکے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔

"شاہ جی یہ کیا ہے ؟" ماہین نے زران کے پاس آتے ہی اپنے بازو سینے پر باندھے اور تھوڑا سا جھک کر غصے سے کہا۔

"کیا مطلب ؟ کیا ہوا؟" زران نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائیں اور حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

Clubb of Quality Content!

"آپ نے کہا تھا کہ گھر میں لائبریری بنوائی ہے۔ لیکن وہ لائبریری ہے یا کوئی انگلش کورس کی کلاس؟" ماہین کی آواز میں خفگی نمایاں تھی۔

"آپ نے تو بھائی کی محنت پر پانی پھیر دیا۔" ضرار، جو زران کے برابر بیٹھا تھا، ہنس پڑا اور بولا۔

"میں نے محنت کی بات نہیں کی، ضرار بھائی۔ لیکن آپ یہ بتائیں شاہ جی، کہ ایک بھی اردو ناول کیوں نہیں رکھا؟" ماہین نے اپنا رخ دوبارہ زران کی طرف کیا۔

"واہ شاہ جی اچھا نام ہے۔" ضرار نے شرارت سے کہا۔ زران نے گھورا۔

"کتنی بار کہا ہے۔ ڈونٹ کال می شاہ جی سمجھ کیوں نہیں آتا۔؟؟"

"اچھا تو زران صاحب یہ بتائیں کہ ایک بھی اردو ناول نہیں ہے کیوں۔۔؟" ضرار نے قہقہہ لگایا۔

زران نے غصے سے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا اور اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

"دیکھو لڑکی۔" زران نے انگلی اٹھائی۔

"اس لڑکی کا نام ماہین ہے۔" ماہین نے ہاتھ سے اس کی انگلی نیچے کی۔

"جو بھی ہو لیکن سن لو میں نے تمہارے لیے لائبریری نہیں بنائی ہے۔ خود کے لیے بنائی ہے۔ اور آئندہ وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

Clubb of Quality Content

"اوہ، تو یہ بات ہے؟ صرف اپنی پسند کے لیے لائبریری بنائی؟ اور میرا کیا؟ میں تو یہاں بس آپ کے گھر کی دیواروں کو دیکھنے آئی ہوں؟" ماہین نے حیرت سے زران کو دیکھا، پھر اپنا ہاتھ کمر پر رکھ کر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"لڑکی، میں نے لائبریری سب کے لیے بنائی تھی، لیکن ظاہر ہے، اپنی ترجیحات کے مطابق۔" زران نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور گہری سانس لی۔

"بھائی، اگر ماہی کی پسند کا بھی خیال رکھ لیتے تو شاید آج یہ جنگ نہ ہوتی۔" ضرار نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مذاق کیا۔

"تم خاموش رہ سکتے ہو۔؟" زران نے ضرار کو گھور کر دیکھا اور کہا۔

"شاہ جی، میں نے کوئی بہت بڑی بات نہیں کی۔ میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ وہاں میری پسند کی چند کتابیں بھی ہوں۔ اگر آپ کے لیے ممکن نہیں ہے تو میں خود جا کر لے آؤں گی۔"

"تم ہوتی کون ہو جس کے مرضی کی کتابیں رکھو۔؟؟" زران کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

"ضرار بھائی یہ دیکھ مجھے ہی بھول گئے کہ میں کون ہوں۔؟ ارے میں آپ کی خالہ کی بیٹی ہوں ماہین۔" ضرار کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"اچھا ہے کہ میں نہیں جانتا تم کون ہو اور نہ ہی جاننا چاہتا ہوں۔اور میں نے کہا ہے کہ وہ لائبریری میری پسند کی ہے،اور ویسی ہی رہے گی۔اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو اپنی لائبریری بنالو۔"زران نے سخت لہجے میں کہا۔

"واہ! شاہ جی،آپ کی باتیں سن کر لگتا ہے کہ آپ واقعی خود غرض ہیں۔چلو،ٹھیک ہے،میں اپنی لائبریری خود بنالوں گی۔ماہین نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔اور پھر پیچ کے چلی گئی۔

"ٹکر کے ملی ہے بھائی آپ کو جو آپ کے سامنے نام تک نہیں بول سکتے تھے آج ماہین آپ کو برابر جواب دے رہی ہے ماننا پڑے گا۔۔"زران نے ضرار کو گھورا۔اور غصے کے ساتھ لیپ ٹاپ دوبارہ کھولا اور خود کو کام میں مصروف کرلیا،جبکہ ضرار کے قہقہے لان میں گونجنے لگے۔

"آپی ایک بات کہوں۔۔؟؟"عمائرہ،ماہین کے ساتھ بیٹھی تھی جب عمائرہ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"دو کہو۔"ماہین نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا۔

"آپی مجھے آرٹس لینا ہے۔۔مجھ سے میڈیکل نہیں پڑھا جائیگا میں پھر پڑھتے پڑھتے تھک جاؤں گی۔"

"یہ اچانک آرٹس کا خیال کہاں سے آیا؟ماہین نے عمائرہ کی بات سن کر اسے غور سے دیکھا۔

عمائرہ نے نظریں جھکا کر کہا۔ "آپی، میں نے سوچا تھا کہ میڈیکل پڑھنا آسان ہو گا، لیکن جتنا زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں، اتنا ہی مشکل لگتا ہے۔اور پھر میرا دل بھی نہیں لگتا۔مجھے لگتا ہے کہ میں اپنی صلاحیتیں کسی اور فیلڈ میں زیادہ بہتر انداز میں استعمال کر سکتی ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے کہ تمہیں اپنی دلچسپی کا احساس ہو گیا ہے۔ لیکن عمائرہ، ہر شعبے میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ یہ تو بتاؤ، آرٹس میں کیا خاص چیز تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے؟" ماہین نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"مجھے لکھنا پسند ہے، پینٹنگ بھی، اور میں تاریخ اور ادب میں بہت دلچسپی رکھتی ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ ان سب چیزوں کے ساتھ میں خوش رہ سکتی ہوں اور کامیاب بھی ہو سکتی ہوں۔"

"یہ تو واقعی اچھی بات ہے، عمائرہ۔ زندگی میں وہی کام کرنا چاہیے جس میں تمہارا دل لگے۔ لیکن یہ فیصلہ لینے سے پہلے ایک بار امی سے بھی مشورہ کر لو اور انہیں اپنا نقطہ نظر سمجھاؤ۔" ماہین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے ساتھ بات کریں گی؟ مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ میری بات نہیں مانیں گی۔" عمائرہ نے گہری سانس لی اور کہا۔

"تم فکر مت کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم مل کر ان سے بات کریں گے اور تمہاری خواہش کو سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن یاد رکھو، جو بھی فیصلہ لو، اس کے لیے محنت کرنا کبھی مت چھوڑنا۔" ماہین نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"شکریہ آپی، آپ ہمیشہ میری سب سے بڑی سپورٹ رہی ہیں۔" عمائرہ نے خوش ہو کر ماہین کو گلے لگا لیا۔

"اور ہمیشہ رہوں گی۔ بس تمہیں اپنے فیصلے پر یقین ہونا چاہیے۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی آپی عمائرہ خوش ہو کے چلی گئی اور ماہین کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

"آپ کو پتہ ہے ضرار بھائی۔ میرا مطلب ضرار۔؟؟" عمائرہ نیلی کپڑوں میں ملبوس ڈوپٹے کو سر پہ ڈالی مسکراتے ہوئے ضرار کے پاس آئی تھی جو کہ لان میں پڑھ رہا تھا ایک دو کتابیں اس کے ہاتھ میں تھی اور باقی اس کے سامنے رکھی ٹیبل پر تھیں۔

ضرار نے کتاب بند کر کے بغور اس کو دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے کھڑی تھی۔ ضرار ایسے ہی دیکھتا رہ گیا لیکن عمائرہ کے بازو ہلانے پر وہ ہوش میں آیا تھا۔

"جی جی بتائیں۔" ضرار نے بمشکل اس سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میں نے ماہی سے بات کرلی اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میں جو پڑھنا چاہتی ہوں وہ میں پڑھ سکتی ہوں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے پہلے مجھے لگا تھا کہ شاید وہ غصہ کریں گے لیکن اچھا ہوا اس نے بات مانی۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، عمائرہ! میں نے کہا تھا نا کہ آپ جو چاہیں گی، وہی ہوگا۔ماہی باجی کو بھی آپ کی خوشی عزیز ہے۔" ضرار نے عمائرہ کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

عمائرہ نے سر ہلایا اور خوشی سے بولی۔

"جی، لیکن پھر بھی میں بہت ڈر رہی تھی۔ مجھے لگتا تھا کہ شاید وہ نہ مانیں۔"

ضرار نے اس کے چہرے پر پھیلی خوشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈرنا نہیں چاہیے تھا، آپ کا حق ہے اپنی پسند سے پڑھنے کا۔اور ماہی باجی تو ہمیشہ آپ کے بھلے کے بارے میں ہی سوچتی ہیں۔"

"تو کیا یہ مان لیں کہ آپ کو میری باتوں پر پورا یقین تھا؟" عمائرہ نے شرارت سے پوچھا۔

"بالکل، کیونکہ آپ کی باتوں میں ہمیشہ وزن ہوتا ہے۔اور ویسے بھی، آپ کی خوشی سب کے لیے اہم ہے، خاص طور پر میرے لیے۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ تو باتوں باتوں میں تعریف کر جاتے ہیں، ضرار۔" عمائرہ نے اس کی بات پر ہلکا سا سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

"تعریف نہیں، حقیقت بیان کر رہا ہوں۔"ضرار نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ویسی عمر کیا ہے۔۔؟"ضرار نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"سولہ سال۔"اس نے مختصر جواب دیا۔

"ہمم مطلب ابھی چھوٹی ہو۔"ضرار مسکرایا۔

"کیا مطلب۔۔؟"عمائرہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"ویسے اگر کوئی لڑکا آپ کو یہ کہہ دے کہ وہ آپ سے پیار کرتا ہے آپ کا کیا جواب ہوگا۔؟"

"لیکن مجھے کسی نے نہیں بتایا ہے پھر کیسے۔۔؟"عمائرہ الجھی تھی۔

"ارے بھئی، یہ تو ایک مثال دی ہے، ویسے ہی پوچھ رہا ہوں کہ آپ کا ردِ عمل کیا ہوگا؟"ضرار نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا.

Clubb of Quality Content

"پہلے تو مجھے سمجھ ہی نہیں آئے گا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔اور اگر سمجھ آگیا، تو شاید میں اسے نظرانداز کر دوں، کیونکہ ایسے معاملات کے بارے میں ابھی نہیں سوچتی۔"عمائرہ نے کچھ لمحے کے لیے سوچتے ہوئے کہا.

"بہت اچھا جواب دیا، عمائرہ۔ لیکن اگر وہ لڑکا سنجیدہ ہو اور آپ کے لیے اپنی نیت ظاہر کرے؟"

"پہلی بات تو یہ کہ میں ایسے کسی بھی معاملے میں دلچسپی نہیں رکھتی۔اور دوسری بات، یہ سب باتیں میرے لیے ابھی بہت عجیب ہیں۔مجھے اپنی پڑھائی اور ماہی کی توقعات پر پورا اترنا ہے،اس کے علاوہ کچھ اور سوچنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔"عمائرہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت سمجھداری کی بات کی آپ نے۔لیکن اگر زندگی میں کبھی ایسا لمحہ آئے، تو دل کی بات کو نظر انداز مت کیجیے گا۔"ضرار نے اس کی بات سن کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو لڑکیوں کے معاملے میں کافی تجربہ لگتا ہے، ضرار!"عمائرہ نے شرارتی انداز میں کہا۔

"ارے نہیں، میں تو صرف آپ کے خیالات جاننا چاہ رہا تھا۔"ضرار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ویسے آپ نے مجھے چھوٹی کہہ کر کیا مطلب نکالا تھا؟"عمائرہ نے شکایتی انداز میں کہا۔

"چھوٹی مطلب معصوم، ناسمجھ اور پیاری۔"ضرار نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"آپ ہمیشہ باتوں کو گھما دیتے ہیں!"عمائرہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"نہیں، بس آپ کی معصومیت کا ذکر کر رہا تھا۔"

"اچھا، اب اپنی کتابیں پڑھیں اور مجھے تنگ نہ کریں۔"عمائرہ نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو حکم آپ کا!"ضرار نے مسکرا کر کہا۔

دونوں کی باتوں کے دوران ایک ہلکی سی ہنسی اور بے تکلفی کا ماحول بن گیا، اور عمائرہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ واپس چلی گئی۔اور ضرار اسے دیکھتا رہا۔

ضرار

لان میں بیٹھا کتاب پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن اس کی نظریں بار بار کتاب کے الفاظ سے ہٹ کر کسی اور منظر کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ خود کو بار بار جھنجھوڑتا، مگر عمائرہ کا چہرہ اس کے ذہن سے اوجھل ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟" ضرار نے خود سے کہا، کتاب بند کرتے ہوئے۔ وہ بے چینی سے اپنی کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گیا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا، جیسے جواب تلاش کر رہا ہو۔

"آج پہلی بار ایسا کیوں ہو رہا ہے؟" وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ عمائرہ کی مسکراہٹ، اس کی معصوم باتیں اور آنکھوں کی چمک، سب کچھ اسے الجھا رہے تھے۔

"کیا یہ صرف ایک اتفاق تھا یا میرے دل میں کچھ اور چل رہا ہے؟" ضرار نے اپنی کنپٹی کو سہلاتے ہوئے کہا۔

وہ اٹھ کر لان میں چہل قدمی کرنے لگا، لیکن عمائرہ کے خیال نے اسے مکمل طور پر گھیر رکھا تھا۔ ہر قدم کے ساتھ اس کے دل میں ایک نیا سوال جنم لے رہا تھا۔

"عمائرہ... یہ نام اتنا اہم کیوں لگنے لگا ہے؟ اور اس کی معصومیت... یہ مجھے کیوں اپنی طرف کھینچ رہی ہے؟"

ضرار نے گہری سانس لی اور خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جتنا وہ اپنے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، اتنا ہی وہ مزید الجھ رہا تھا۔

"شاید یہ صرف وقتی بات ہے۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

لیکن دل میں ایک چھپی ہوئی خواہش نے سرگوشی کی۔ "کیا واقعی یہ صرف وقتی بات ہے؟"

"خالہ، میں اندر آ سکتا ہوں؟" ضرار، گرے شرٹ اور بلیک جینز پہنے، شرٹ کی آستینوں کو فولڈ کیے ہوئے عائشہ بیگم کے کمرے میں داخل ہوا۔

"جی، جی بیٹا، آ جاؤ۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ضرار آ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیسے ہیں آپ، خالہ؟"

"میں ٹھیک ہوں، الحمدللہ۔ تم سناؤ؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں، خالہ۔"

کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد ضرار نے جھجھکتے ہوئے کہا، "خالہ، ایک بات کہنی ہے۔"

"ہاں، کہو بیٹا۔"

"آپ ناراض تو نہیں ہوں گی؟" ضرار نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"ارے، میں کیوں ناراض ہوں گی؟" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"خالہ، مجھے آپ سے کچھ مانگنا ہے۔" ضرار نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا چاہیے، بیٹا؟" عائشہ بیگم نے ضرار کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

"خالہ، عمائرہ چاہیے۔ میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز، منع مت کیجیے گا۔" ضرار نے عائشہ بیگم کے ہاتھ تھامتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

عائشہ بیگم حیرت زدہ رہ گئیں۔ ان کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ کچھ لمحوں تک وہ خاموش رہیں، جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ ضرار واقعی سنجیدہ ہے یا مذاق کر رہا ہے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ پتہ ہے نہ کہ عمائرہ ابھی چھوٹی ہے اور پڑھ رہی ہے ایسے میں کیسے۔۔؟؟"

"جانتا ہوں خالہ بس ہمارا نکاح کرادے۔ دس بیس سال تک شادی نہ کرادینا۔ کوئی مسئلہ نہیں بس نکاح کے لیے مان جائیں۔ مجھے عمائرہ سے پیار ہے۔"

عائشہ بیگم ضرار کی بات سن کر ششدر رہ گئیں۔ ان کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات تھے۔ انہوں نے کچھ لمحے خاموشی سے ضرار کو دیکھا، جیسے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ ضرار واقعی سنجیدہ ہے یا مذاق کر رہا ہے۔

"ضرار، بیٹا، یہ جو بات تم نے کہی ہے، یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ عمائرہ ابھی صرف سولہ سال کی ہے۔ وہ اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے، اور تم کہتے ہو کہ نکاح کر لیں؟" عائشہ بیگم نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"خالہ، میں سمجھتا ہوں کہ عمائرہ ابھی چھوٹی ہے، لیکن میں اس سے سچی محبت کرتا ہوں۔ میں نے کبھی اپنی زندگی میں اس طرح کسی کے بارے میں محسوس نہیں کیا۔ نکاح کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس کی پڑھائی یا خوابوں میں رکاوٹ بنوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے تمام خواب پورے کرے، اور جب وہ تیار ہو، تب ہم شادی کریں۔" ضرار نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بیٹا، یہ سب اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ عمائرہ کی ذمہ داری مجھ پر ہے، اور مجھے سوچنا ہو گا کہ اس کے لیے کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔" عائشہ بیگم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"خالہ، میں جانتا ہوں کہ یہ ایک مشکل فیصلہ ہے، لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں عمائرہ کا ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ یہ نکاح صرف ایک وعدہ ہو گا کہ میں ہمیشہ اس کے ساتھ ہوں گا اور اس کی حفاظت کروں گا۔" ضرار نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

عائشہ بیگم نے گہری سانس لی اور کہا۔ "بیٹا، مجھے کچھ وقت دو۔ یہ فیصلہ صرف میرا نہیں ہے، بلکہ عمائرہ کا بھی ہے۔ میں اس سے بات کروں گی اور پھر کوئی فیصلہ کروں گی۔"

"ٹھیک ہے خالہ، لیکن پلیز، عمائرہ کو میری محبت اور نیت کے بارے میں بتائیں۔ میں واقعی اس سے دل سے پیار کرتا ہوں۔" ضرار نے اپنی بات ختم کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

عائشہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا، لیکن ان کے چہرے پر الجھن کے آثار نمایاں تھے۔ ضرار کمرے سے باہر چلا گیا، لیکن عائشہ بیگم ابھی تک اپنی جگہ پر بیٹھی سوچتی رہیں، جیسے ان کے دل اور دماغ کے درمیان ایک جنگ چل رہی ہو۔

آج وہ آفس کا کام جلدی ختم کر کے گھر لوٹ آیا تھا۔ فریش ہو کر کمرے سے نکلا اور سیدھا اپنی ماں کے کمرے کا رخ کیا۔

"امی، آپ کہاں ہیں؟" عالیان نے آواز دی اور کمرے میں داخل ہوا۔

"ارے، آج تو جلدی آ گئے!" وہ اٹھیں اور محبت سے عالیان کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ حبیبہ بیگم نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی امی، آج آفس میں زیادہ کام نہیں تھا، اس لیے جلدی آ گیا۔" عالیان نے جواب دیا اور قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چلو، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" حبیبہ بیگم نے خوشی سے کہا۔

"امی، میں نے کیف سے بات کی ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ کسی سے پیار نہیں کرتی۔" عالیان نے ایک لمحے کے لیے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تو؟ پھر تم کیا چاہ رہے ہو؟" حبیبہ بیگم نے سنجیدگی سے بیٹے کی طرف دیکھا۔

"امی، کل اتوار ہے۔ آپ ان کے گھر جا کر ان سے مل لیں۔ پلیز، امی، منع مت کرنا۔" عالیان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

حبیبہ بیگم نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے، میں کل جا کر ان سے مل لوں گی۔ لیکن یہ بہت اہم فیصلہ ہے، اور جلدی کرنے کی ضرورت نہیں۔ پہلے سب کچھ اچھی طرح سمجھنا ہو گا۔"

"جی، امی۔ میں بس چاہتا ہوں کہ آپ کیف کو دیکھیں اور بات کریں۔ باقی فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔" عالیان نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، بیٹا۔ اللہ بہتر کرے گا۔" حبیبہ بیگم نے دعا دیتے ہوئے کہا، اور عالیان کے چہرے پر سکون چھا گیا۔ "اچھا امی، مجھے بھوک لگی ہے، کھانا ملے گا کہ نہیں؟" عالیان نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے ہنستے ہوئے جواب دیا، "ہاں، کھانا تیار ہے۔ چلو، آؤ کھاتے ہیں۔"

"کیا بنایا ہے؟" عالیان نے اشتیاق سے پوچھا۔

"تمہاری پسند کا قورمہ اور پلاؤ۔" حبیبہ بیگم نے جواب دیا۔

"واہ، امی! آج تو دن بن گیا!" عالیان خوش ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور ماں کے ساتھ کچن کی طرف چل دیا۔

کھانے کی خوشبو کچن سے آ رہی تھی، اور عالیان نے پلیٹ بھرتے ہوئے کہا، "امی، آپ کے ہاتھ کا کھانا دنیا میں سب سے بہترین ہے۔"

"تم خوش ہو تو میرے لیے یہی سب سے بڑی بات ہے۔" حبیبہ بیگم نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن امی، آپ کی خوشی بھی میرے لیے سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ خوش تو آپ کا بیٹا بھی خوش۔" عالیان نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

حبیبہ بیگم نے اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "بیٹا، ماں کی خوشی تو اولاد کی خوشیوں میں ہی ہوتی ہے۔ تم خوش رہو، یہی میرے لیے کافی ہے۔"

"امی، آپ ہمیشہ میرے لیے سب سے زیادہ اہم رہی ہیں۔ آپ کی دعا اور محبت کے بغیر میں کچھ بھی نہیں ہوں۔" عالیان نے جذباتی ہو کر کہا۔

"اور تمہارے بغیر میری زندگی ادھوری ہے، عالیان۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔" حبیبہ بیگم نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔ "اچھا امی، میں ذرا شاہ کو کال کرتا ہوں، کچھ ڈسکس کرنا ہے۔" عالیان نے فون اٹھاتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے بیٹا، آرام سے بات کر لو۔ کھانے کے بعد کچھ وقت میرے ساتھ بھی گزار لینا، بس تمہاری باتیں سن کر دل خوش ہو جاتا ہے۔"

"جی امی، ضرور۔ آپ کی باتیں بھی میرے لیے سب سے زیادہ اہم ہیں۔" عالیان نے مسکرا کر جواب دیا۔ اور یہ کہہ کر وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اور حبیبہ بیگم اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

کیف عمارہ کے ساتھ گھر آئی تھی۔ چھوٹے شاہ اسے لینے کے لیے آیا تھا لیکن عمارہ رونے لگی تھی کہ اسے نہیں جانا تو کیف نے کہا کہ عمارہ اس کے ساتھ جائیں گی۔ اور صبح لینے آنا تو چھوٹے شاہ نے، بڑے شاہ کو بتایا اور اس نے کہا کہ صحیح ہے کیونکہ عمارہ بہت ضدی تھی اور جو وہ کہتی پھر سب کو ماننا پڑتا تھا۔

"آپی یہ کہاں سے آئی۔؟" مایا، عمارہ کو دیکھتے ہوئے کیف سے پوچھا۔

لیکن ماہی نے جواب نہیں دیا اور عمارہ کو اپنے کمرے میں چھوڑ کر نیچے آئی۔

پھر سب مایا کو بتا دیا۔ وہ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"ایسی کیا دیکھ رہی ہو ہاں۔؟" کیف نے مایا کو ہلکی تھپڑ دی۔

"کچھ نہیں آپی۔" آؤ کھانا تیار ہے۔۔

"امی کہاں ہے۔؟" کیف نے پوچھا۔

"وہ سو رہی ہے۔" مایا نے جواب دیا۔

"کیوں...امی کی طبیعت خراب تھی۔؟" کیف نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ہاں امی ٹھیک ہے وہ بس سونا چاہتی تھیں تو اس لیے سو گئیں۔"

"اچھا پھر ٹھیک ہے کھانا کھایا تھا امی نے۔۔؟" مایا نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اور آپ نے۔۔؟؟"

"جی میں نے بھی۔"

"اچھا میرے لیے کھانا اوپر بھیج دیں میں اور عمارہ ساتھ میں کھائیں گی۔"

"جی آپی میں لے کر آتی ہوں۔" اتنا کہتے ہوئے وہ کچن میں چلی گئی اور کیف روم میں آئی تھی۔

تو عمارہ کمرے کے ہر چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔ کیف مسکرائی اور عمارہ کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔

"کیفو آپ کا کمرہ بہت زیادہ اچھا ہے لیکن بابا کا سب سے اچھا ہے۔" عمارہ نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن کیف مسکرا بھی نہیں سکی۔

Clubb of Quality Content

کیف عمارہ کی معصوم بات پر ایک پل کے لیے خاموش رہی، لیکن جلد ہی اس نے اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لا کر کہا، "ہاں بیٹا، بابا کا کمرہ تو سب سے اچھا ہو گا، کیونکہ وہ شاہ ہے۔"

"ہاں، بابا میرے سب سے اچھے دوست ہیں، اور آپ بھی!" عمارہ خوشی سے بولی۔

"اور تم میری سب سے پیاری گڑیا ہو۔" کیف نے اسے گود میں اٹھا کر کہا۔

"آپی، یہ لیں آپ کا اور عمارہ کا کھانا۔" اتنے میں مایا کھانے کی ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

"شکریہ ماہی۔" کیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرے بیڈ پر رکھی۔

"کیفو، آپ میرے ہاتھ سے کھائیں گی یا میں خود کھاؤں؟"عمارہ نے خوشی سے کھانے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ارے تم خود کھاؤ، اور پھر اگر دل کرے تو مجھے بھی کھلانا۔"کیف ہنس پڑی۔

"آپی، آپ کے پاس تو واقعی جادو ہے۔ عمارہ آپ کے ساتھ اتنی خوش ہے، جیسے کوئی پریوں کی دنیا میں آگئی ہو۔"مایا یہ سب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"یہ بچی ہے ہی ایسی، جو سب کے دل جیت لیتی ہے۔"کیف نے پیار سے عمارہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آپی، میں نیچے جا رہی ہوں، اگر کوئی کام ہو تو مجھے بلائیے گا۔"مایا نے کچھ دیر ان دونوں کو دیکھا اور پھر بولی۔

"ٹھیک ہے، آپی۔"کیف نے کہا اور مایا کمرے سے چلی گئی۔

"کیفو، آپ مجھے روز اپنے ساتھ رکھیں گی؟"عمارہ نے کھاتے کھاتے کہا۔

"جب بھی تم آنا چاہو، یہ گھر اور یہ کمرہ تمہارا ہے۔"کیف نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

عمارہ نے خوش ہو کر سر ہلایا اور پھر جلدی سے اپنا کھانا ختم کرنے لگی۔

کھانا کھانے کے بعد کیف نے عمارہ کو سلایا اور خود آفس کا کام کرنے لگی۔

Clubb of Quality Content

کیف کام کرنے میں مصروف تھے جب اس کے موبائل پر کال آئی تھی۔ سکرین پر نمبر دیکھتے ہوئے اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ پھر کال کو اگنور کیا اور کام کرنے لگی۔ کال کٹ گئی۔ پھر سے کال آئی۔ پھر سے اگنور کیا۔ آخر غصے میں آکر اس نے پانچویں بیل پر کال اٹھائی۔

"ہیلو؟"کیف نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں ہوں کیسی ہے آپ۔۔؟؟"دوسری جانب شاہ کی آواز سنائی دی۔

الحمدللہ زندہ ہوں اور جانتی ہوں عمارہ کے والد ہیں آپ۔اور فکر نہ کرے وہ صحیح سلامت ہیں میں اسے نقصان نہیں پہنچ جاؤں گی۔کیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ اسے نقصان نہیں پہنچاؤ گی اور یہ بھی پتہ ہے کہ عمارہ آپ کی ساتھ خوش ہو گی۔۔"شاہ کے لہجے میں محبت تھی۔

"عمارہ سے بات ہو سکتی ہے۔؟؟"

"وہ سو رہی ہے شاہ صاحب اگر ضروری بات کرنی ہو تو میں اٹھا دوں۔؟"عمارہ کو ایک نظر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں نہیں اسے سونے دو۔"شاہ کی آواز آئی تھی۔

"او کے اللہ حافظ۔!"کیف جیسے کال کاٹنے والی تھی جب شاہ کی آواز سنی۔

بات سنیں۔

"جو پوچھنا تھا آپ نے اپنے بیٹی کے بارے میں وہ آپ پوچھ چکے ہیں پھر میں کیا سنوں۔۔؟" کیف نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا تھا۔

"میں نے کال آپ کے لیے کیا تھا بس ایسے ہی عمارہ کا پوچھا۔" کیف کی نظریں موبائل کی اسکرین پر جم گئیں، جیسے اس نے جو سنا وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ لمحے بھر کے لیے خاموشی چھا گئی تھی۔ شاہ کی باتوں نے کیف کے دل میں ہلچل مچا دی تھی۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن الفاظ ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

"اور آپ میرے لیے کال کیوں کرو گے۔؟"

"کیوں نہیں کر سکتا کیا۔۔؟"

"کیف، ہر تعلق ختم ہونے کے بعد بھی کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتا ہے۔" شاہ کی آواز میں نرمی تھی، جیسے وہ کسی بکھری چیز کو جوڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ "شاید میری کال کا کوئی جواز نہ ہو، لیکن دل نے کہا تو میں نے کر لی۔"

"دل نے کہا؟" کیف نے ایک تلخ ہنسی کے ساتھ کہا۔ "شاہ صاحب، دل کی باتیں سننے میں بہت دیر کر دی آپ نے۔ اب یہ باتیں مجھے متاثر نہیں کرتیں۔"

شاہ نے ایک لمحہ توقف کیا، جیسے اپنے الفاظ چن رہا ہو۔ "شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، لیکن کیا ایک موقع نہیں دیا جا سکتا؟"

"موقع؟" کیف نے حیرت سے کہا۔ "شاہ صاحب، کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے جانے کے بعد میں نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟"

"میں جانتا ہوں، کیف، اور شاید اسی لیے خود کو معاف نہیں کر پایا۔"

کیف نے اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے اور گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔ "شاہ صاحب، معاف کرنے اور بھول جانے میں فرق ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے، لیکن میں کچھ بھی بھول نہیں سکتی۔"

شاہ کی آواز میں ملال تھا۔ "اگر میں کہوں کہ میں بھی کچھ بھول نہیں پایا، تو کیا تم یقین کرو گی؟"

"شاہ صاحب، بات یقین کی نہیں ہے، بات اس زخم کی ہے جو وقت کے ساتھ بھی نہیں بھرتا۔"

کیف کی آواز میں تھکن جھلک رہی تھی۔ "آپ نے کال کی، یہ آپ کی ہمت تھی۔ لیکن میرے پاس آپ کے سوالوں کے جواب نہیں ہیں۔"

"میں تم سے جواب مانگنے کے لیے کال نہیں کی، کیف۔ بس یہ جاننا چاہتا تھا کہ تم ٹھیک ہو۔"

کیف نے گہری سانس لی اور فون کاٹ دیا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا، لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ اس دروازے کو دوبارہ نہیں کھول سکتی۔

شاہ کو عمارہ کے بغیر نیند نہیں آتی تھی، لیکن آج عجیب طور پر اس کے دل میں سکون تھا۔ وہ بیڈ پر لیٹا چھت کو گھورتا رہا، لیکن اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ وجہ صرف ایک تھی: عمارہ کیف کے پاس تھی۔

صبح کی

روشنی کمرے کی کھڑکی سے اندر جھانک رہی تھی، نرم سی ہوا کے ساتھ پردے ہلکے سے سرک رہے تھے۔ کیف نے آنکھیں کھولیں تو عمارہ کو اپنے ساتھ لپٹے ہوئے پایا۔ عمارہ کے معصوم چہرے کو دیکھ کر کیف کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔ اس نے نرمی سے عمارہ کے بالوں کو ٹھیک کیا اور آہستگی سے بستر سے اٹھ کر واش روم چلی گئی۔

چند لمحوں بعد، وہ گرے رنگ کے کپڑوں میں تیار ہو کر باہر نکلی۔ تب تک عمارہ بھی جاگ چکی تھی اور اپنے ننھے ہاتھوں سے آنکھیں مسل رہی تھی۔ کیف کو دیکھ کر وہ خوشی سے مسکرا دی۔

"میرا بچہ اٹھ گیا؟" کیف نے پیار سے پوچھا۔ عمارہ نے جواب میں سر ہلایا اور تیزی سے کیف کے گلے جا لگی۔

"چلو، اب ہاتھ منہ دھو لو اور کپڑے بدل لو۔" کیف نے نرمی سے کہا اور اسے واش روم لے جا کر تیار کر دیا۔ عمارہ نے گلابی فراک پہن رکھی تھی، جس میں وہ کسی گڑیا جیسی لگ رہی تھی۔ کیف نے اسے دیکھ کر پیار سے اس کے گال تھپتھپائے اور نیچے لے آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نیچے آتے ہی باورچی خانے سے تازہ کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔ ناشتہ میز پر لگ چکا تھا۔ کیف نے عمارہ کو کرسی پر بٹھایا اور اس کے لیے دودھ کا گلاس بھر دیا۔ دونوں نے ساتھ ناشتہ کیا۔ کیف بار بار عمارہ کو دیکھتی رہی، جیسے وہ اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے قید کرنا چاہتی ہو۔

ناشتہ ختم ہوتے ہی کیف نے عمارہ کے جوتے پہنائے اور اس کے بالوں میں ربن باندھتے ہوئے کہا۔

"چلو، اب ہمیں شاہ مینشن جانا ہے۔" عمارہ نے معصومیت سے کیف کی طرف دیکھا، جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ وہ کیف کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔

گاڑی میں بیٹھتے وقت بھی عمارہ نے مضبوطی سے کیف کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ راستے بھر کیف نے اس سے باتیں کیں، لیکن عمارہ زیادہ تر خاموش رہی، بس کبھی کبھار ہلکی سی مسکراہٹ دیتی۔

شاہ مینشن پہنچتے ہی چھوٹے شاہ باہر موجود تھے، ان کی نظریں کیف اور عمارہ پر ٹھہر گئیں۔ عمارہ نے بے اختیار کیف کا ہاتھ اور زور سے تھام لیا۔

"عمارہ، ضدمت کرو۔ یہ تمہارا گھر ہے، اور میں ہمیشہ تمہارے لیے ہوں۔" کیف نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

عمارہ نے کچھ دیر کیف کی طرف دیکھا، اور پھر چھوٹے شاہ کی طرف، جیسے فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اور پھر چھوٹے شاہ آگے بڑھ کر عمارہ کو گود میں اٹھایا اور کیف کو اندر آنے کے لیے کہا مگر

کیف نے منع کیا اور وہاں سے تقریباً بھاگتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی اور چلی گئی جب تک بڑے شاہ باہر نکلتا وہ جا چکی تھی۔

"بابا۔" عمارہ نے شاہ کو آواز دی۔ اور چھوٹے شاہ کے گود سے اتر گئی۔

جب بڑے شاہ نے اسے گود میں اٹھایا اور "بابا" کہا تو عمارہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، لیکن وہ بہت جلد آنسوؤں میں بدل گئی۔

"بابا، کیفو چلی گئی۔" عمارہ کی آواز میں ایسا درد تھا جیسے کوئی بہت عزیز چیز کھو گئی ہو۔ بڑے شاہ نے فوراً اس کے آنسو پونچھے اور اسے گلے لگا لیا۔

"آپ کو بابا کی یاد نہیں آئی؟" بڑے شاہ نے نرمی سے پوچھا، لیکن عمارہ نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔

یہ دیکھ کر چھوٹے شاہ ہنسا اور کہا۔ "گڑیا تو بڑی نالائق نکلی، بابا کو یاد بھی نہیں کیا۔"

بڑے شاہ نے اس کی طرف ایک تیز نظر ڈالی، اور چھوٹے شاہ فوراً خاموش ہو گیا۔ "یہ مذاق کا وقت نہیں ہے،" بڑے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

عمارہ نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے بڑے شاہ کے کندھے پر سر رکھ دیا، جیسے دنیا کی ساری باتوں سے بے نیاز ہو۔

"میری جان، اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بڑے شاہ نے اسے آہستگی سے اندر لے جاتے ہوئے کہا۔

"شاہ بیگم نے اپنی نرم اور پر شفقت مسکراہٹ کے ساتھ عمارہ کو دیکھا اور بازو پھیلا دیے۔ عمارہ نے بڑے شاہ کی گود سے آہستہ سے نیچے اترتے ہوئے شاہ بیگم کی طرف قدم بڑھائے۔ اس کے معصوم قدموں کی آہٹ اور ہچکچاہٹ ان لمحوں کی گواہ تھی۔

"آجا، گڑیا۔"

پھر آہستگی سے چلتی ہوئی شاہ بیگم کے قریب پہنچی۔ اگلے ہی لمحے وہ ان کے بازوؤں میں چھپ گئی، جیسے ایک پرندہ اپنے آشیانے میں واپس آیا ہو۔

"میری گڑیا! مجھے تو لگا تھا کہ تم مجھے بھول گئی ہو۔" شاہ بیگم نے عمارہ کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں محبت کے ساتھ ایک ہلکا سا گلہ بھی تھا۔

عمارہ نے ان کی گردن کے گرد بازو ڈال دیے اور دھیمی آواز میں بولی۔

"دادی، میں بھولی نہیں، بس... کیفو کے ساتھ تھی۔"

یہ سن کر شاہ بیگم نے بڑے شاہ کی طرف معنی خیز نظر ڈالی اور پھر عمارہ کے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔ "کیفو بھی ٹھیک ہے، لیکن دادی کے بغیر رہنا آسان نہیں، ہے نا؟"

عمارہ نے سر ہلایا، لیکن اس کی آنکھوں میں کیف کی یادوں کا عکس جھلک رہا تھا۔ شاہ بیگم نے یہ محسوس کیا، لیکن اس لمحے کچھ نہ کہا۔

بڑے شاہ نے دور سے یہ منظر دیکھا اور دھیرے سے مسکرا دیے۔

"چلو، اب دادی تمہیں کچھ مزیدار کھانے کے لیے لے کر جاتی ہے۔"

"گلاب جامن۔؟" عمارہ نے فوراً مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، گلاب جامن بھی اور جو تم چاہو۔" شاہ بیگم ہنس دیں۔

اور بڑے شاہ نے عمارہ کی خاموشی نوٹ کی تھی وہ جانتے تھے کہ عمارہ کیوں خاموش ہے ورنہ عمارہ اور خاموش یہ تو کوئی اٹھواں عجوبہ ہوتا۔

"آپی، آپ آ گئیں؟ عمارہ کو گھر پہنچا دیا آپ نے؟" کیف نے ہاں میں سر ہلایا اور صوفے پر بیٹھ کر سر پشت سے ٹکا لیا۔

"کیف بیٹا، کیا ہوا؟" امی نے فکرمندی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں، امی، بس سونا چاہتی ہوں۔ کام وغیرہ بعد میں کر لوں گی،" کیف نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹا، تم جاؤ آرام کرو۔"

"جی امی،" کہتے ہوئے کیف کمرے کی طرف جانے لگی۔

اسی لمحے باہر گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔ کیف رکی اور پلٹ کر امی کی طرف دیکھا۔

"کون ہو سکتا ہے؟" امی نے کیف کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں، امی۔" کیف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، تم جاؤ آرام کرو، میں دیکھتی ہوں۔"

"جی، امی،" کہتے ہوئے کیف اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اسی دوران ایک خاتون اندر داخل ہوئیں۔ وہ دیکھنے میں کافی امیر لگ رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کی چوڑیاں اور انگوٹھیاں تھیں، اور چہرے پر ایک وقار تھا۔ ان کے ساتھ دو لڑکیاں بھی تھیں، جن کے ہاتھ میں کچھ سامان تھا۔

مایا اور امی دونوں ان کے قریب آئیں۔

"السلام علیکم،" خاتون نے دونوں کو دیکھ کر سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" امی اور مایا نے جواب دیا۔

"یہ کیف کا گھر ہے نا؟" خاتون نے سوال کیا۔

"جی،" مایا نے جواب دیا۔

"کیا آپ کیف ہیں؟" خاتون نے مایا کو دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں، وہ میری بہن ہیں۔" مایا نے ناسمجھی سے جواب دیا۔

"اوہ، اچھا۔" خاتون نے اپنے ساتھ آئی لڑکیوں کو مخاطب کیا، "یہ سامان سامنے ٹیبل پر رکھ دو۔"

دونوں لڑکیاں آگے بڑھیں، سامان رکھا اور پیچھے ہٹ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آئیں، بیٹھیں، "امی نے کہا۔

خاتون مسکراتے ہوئے بیٹھ گئیں۔

"معاف کیجئے گا، ہم نے آپ کو پہچانا نہیں۔اور یہ سب کیا ہے؟"امی نے حیرانی سے پوچھا۔

"جی، میں بھی آپ کو نہیں جانتی۔ہم پہلی بار مل رہے ہیں۔مجھے کیف سے ملنا ہے۔کیا میں ان سے مل سکتی ہوں؟"خاتون نے نرمی سے کہا۔

"جی، جی، کیوں نہیں۔مایا، جاؤ کیف کو بلا لاؤ۔"

"جی، امی۔"

کیف لیٹنے ہی والی تھی کہ مایا کمرے میں آئی۔

"آپی، کوئی آپ سے ملنے آئی ہیں۔"

"کون؟"

"پتہ نہیں، مگر وہ آپ کا ہی پوچھ رہی ہیں۔آپ نیچے آئیں۔"

"ٹھیک ہے۔"کیف نے جلدی سے دوپٹہ سر پر لیا اور مایا کے ساتھ نیچے آئی۔اس نے خاتون کو دیکھ کر سلام کیا، اور خاتون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جی، آپ کون؟"کیف نے محتاط انداز میں سوال کیا۔

"ماشاءاللہ..."خاتون نے کیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب Clubb of Quality Content

"ویسے، آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے۔امی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی جی، سب یہی کہتے ہیں۔" کیف کی امی نے دھیمی آواز میں کہا۔

"جاؤ، مایا، مہمان کے لیے کھانے کا انتظام کرو،" امی نے مایا کو دیکھتے ہوئے کہا۔مایا نے اثبات میں سر ہلایا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

"کیف، میرے پاس بیٹھو،" خاتون نے نرمی سے کہا۔کیف نے ہچکچاتے ہوئے ان کے قریب بیٹھنے کی جگہ لی، لیکن اس کا دل الجھنوں میں گھرا ہوا تھا۔

خاتون نے اپنی جگہ سیدھی کرتے ہوئے بات شروع کی، "جانتی ہوں، آپ سب سوچ رہے ہوں گے کہ میں کون ہوں۔میں آپ کو بتا دیتی ہوں۔میرا نام 'حبیبہ کیانی' ہے، اور میں اپنے بیٹے کے لیے کیف کا رشتہ مانگنے آئی ہوں۔"

Clubb of Quality Content

کیف نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔یہ نام سنتے ہی اس کے ذہن میں عالیان کی تصویر ابھری، اس کا باس، اور وہ تمام باتیں جو وہ کہتا رہا تھا۔لیکن کیف نے سر جھٹک کر خود کو سنبھالا۔

"کیا؟" امی نے حیرت سے کہا۔

"جی، اور میرے بیٹے کو تو آپ جانتی ہوں گی، عالیان، کیف کا باس۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی۔

کیف کو یہ سن کر غصہ تو آیا، لیکن اس نے خود پر قابو رکھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایسی باتوں کا جواب جذبات میں آکر دینا مناسب نہیں ہوگا۔ اس نے خاموشی سے اپنے ہاتھ کی انگلیاں مروڑتے ہوئے خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کی۔

امی نے ناسمجھی سے حبیبہ بیگم کو دیکھا اور پھر کیف کی طرف دیکھا، جو اپنی جگہ پر ساکت بیٹھی ہوئی تھی۔ ماحول میں خاموشی چھا گئی تھی، جسے صرف کچن سے آتی برتنوں کی ہلکی آوازیں توڑ رہی تھیں۔

حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کیف کی طرف دیکھا اور بولیں۔ "آپ سوچ رہی ہوں گی کہ میں اپنے بیٹے کی تعریف کر رہی ہوں، مگر یقین کریں، میرا بیٹا ہر لحاظ سے بہترین ہے۔ وہ شادی کے لیے کبھی راضی نہیں تھا، لیکن کل اس نے مجھ سے کہا کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے، اور وہ بھی کیف سے۔ اسی لیے آج میں یہاں ہوں۔"

کیف نے ان کی بات سنی تو اس کے دل میں بے چینی بڑھ گئی۔ عالیان کا ذکر اور اس کی نیت کیف کے لیے ناقابلِ یقین تھی، لیکن وہ خاموش رہی، نظریں جھکائے اپنی جگہ بیٹھی رہی۔

"جی جی، ہمیں پتہ ہے کہ وہ بہت اچھا ہوگا، لیکن بیٹی کی زندگی کا سوال ہے۔ ہمیں سوچنے کے لیے تھوڑا وقت چاہیے۔ پھر ہم آپ کو جواب دیں گے۔" امی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے نرمی سے سر ہلایا۔ "بالکل، میں سمجھ سکتی ہوں۔ یہ ایک اہم فیصلہ ہے، اور آپ کو سوچنے کا پورا حق ہے۔ لیکن میری خواہش ہے کہ یہ رشتہ جتنی جلدی ممکن ہو، طے ہو جائے۔ عالیان کو اپنی پسند پر پورا یقین ہے، اور مجھے بھی۔"

کیف نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ "آپ کو شکریہ کہنا چاہیے کہ آپ نے اتنا سوچ کر یہ فیصلہ کیا، لیکن..." وہ رک گئی، جیسے اپنے الفاظ تول رہی ہو۔

"جی، ہم جلدی فیصلہ کر کے آپ کو اطلاع دیں گے۔" امی نے فوراً بات سنبھال لی۔ کیف نے گھورا۔

حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا، لیکن ان کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ جواب جلدی چاہتی ہیں۔ اتنے میں مایا ٹرے میں چائے لے کر آئی، جس میں بسکٹ اور ڈرائی فروٹ بھی تھے۔

"یہ لیں،" مایا نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی۔ حبیبہ بیگم نے خوش دلی سے چائے کا کپ اٹھایا اور مایا کی طرف دیکھ کر مسکرائیں۔

"بہت شکریہ، بیٹا۔ یہ سب کچھ تو بہت اہتمام سے لگایا گیا ہے،" حبیبہ بیگم نے تعریف کی۔

مایا نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، "کوئی بات نہیں، یہ تو ہمارا فرض ہے۔"

کیف اپنی جگہ خاموش بیٹھی رہی، حبیبہ بیگم کی ہر حرکت کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"چائے بہت مزیدار ہے، واقعی۔ آپ لوگوں کا ذوق کمال کا ہے۔" حبیبہ بیگم نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے امی کی طرف دیکھا اور بولیں۔

"شکریہ۔" امی نے مسکرا کر جواب دیا، لیکن ان کے چہرے پر ابھی بھی ہچکچاہٹ تھی۔ چائے ختم کرنے کے بعد حبیبہ بیگم جانے کے لیے اٹھیں۔

"چلیں، اب ہم اجازت چاہتے ہیں۔ لیکن امید ہے کہ جلد ہی آپ کی طرف سے مثبت جواب ملے گا،" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا بیگ اٹھایا۔

"جی، ہم آپ کے کہنے پر ضرور غور کریں گے اور جلد آپ کو اطلاع دیں گے۔" امی نے مہذب لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، میں انتظار کروں گی۔ عالیان کی خوشی کے لیے یہ رشتہ میرے لیے بہت اہم ہے۔" حبیبہ بیگم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیف اپنی جگہ خاموش بیٹھی رہی، لیکن اس کے دل میں بے چینی مزید بڑھ گئی تھی۔ امی نے حبیبہ بیگم کو دروازے تک رخصت کیا اور کہا، "آپ کی آمد کا شکریہ، ہم جلد رابطہ کریں گے۔"

"شکریہ، اللہ حافظ۔" حبیبہ بیگم نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئیں۔

دروازہ بند کرنے کے بعد امی نے گہری سانس لی اور کیف کی طرف دیکھا۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھی تھی، جیسے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہو۔

"کیف،" امی نے نرمی سے اسے پکارا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی، جب میں منع کر رہی تھی، تو آپ نے مجھے منع کرنے کیوں نہیں دیا؟" کیف کی آواز میں ناراضگی اور دکھ صاف جھلک رہا تھا۔

"اتنا اچھا رشتہ ہے، کیوں منع کرنے دیتی؟" امی نے الجھن میں کہا۔

"امی، مجھے شادی نہیں کرنی۔" کیف نے اپنے ہاتھ مروڑتے ہوئے سر جھکایا اور دھیمے لہجے میں کہا۔

"اور کیوں نہیں کرنی؟ مایا کی شادی ہونے والی ہے، تم بھی کرو تاکہ میں مروں تو سکون سے مروں۔" امی نے حیرت سے اسے دیکھا اور سخت لہجے میں بولیں۔

"امی۔!" کیف ایک دم چیخی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ بے بس اور ٹوٹا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

"امی نے فوراً کیف کو اپنے گلے لگا لیا اور اسے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگیں۔

"کیف، بیٹا، بس کرو۔ ایسا کیا ہو گیا ہے؟ کیوں اتنا پریشان ہو؟"

لیکن کیف کا رونا اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہ اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنی اندرونی تکلیف کو بھی باہر نکال رہی تھی۔

مایا حیران اور پریشان کھڑے تھے۔ مایا نے آگے بڑھ کر کیف کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"آپی، کیا ہوا؟ ایسے تو نہ روئیں۔

"بس! مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی۔ آپ لوگ کیوں نہیں سمجھ رہے؟" کیف نے روتے ہوئے کہا۔

امی نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا اور نرمی سے بولیں۔

"بیٹا، ہم تمہارے لیے زبردستی کچھ نہیں کریں گے۔ بس ہمیں معقول وجہ بتاؤ۔"

"مجھے وقت چاہیے، امی میں ابھی تیار نہیں ہوں۔" کیف نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، بیٹا۔ ہم تمہیں وقت دیں گے۔ لیکن اپنا دل صاف رکھو اور ہمیں بھی اپنی فکر کرنے دو۔" کیف نے ہاں میں سر ہلایا۔

"بیٹا، کیف کو کمرے میں لے جاؤ اور اسے آرام کرنے دو،" امی نے نرمی سے کہا۔

مایا فوراً کیف کے پاس گئی، اس کے کندھے کو سہارا دیا، اور آہستہ سے کہا، "آپی، چلیں، کمرے میں چلتے ہیں۔"

کیف نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور خاموشی سے اٹھ کر مایا کے ساتھ چل دی۔ راستے میں مایا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپی، کیا ہوا؟ آپی آپ کیوں رو رہی ہے کچھ ہو سکے کیا۔؟"

کیف نے رک کر ایک نظر مایا کی طرف دیکھا اور پھر التجا بھری آواز میں کہا، "مایا، پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"جی آپی، آپ آرام کریں۔ میں باہر ہوں، جب ضرورت ہو تو مجھے آواز دے دینا۔" مایا نے فوراً سر ہلایا۔

یہ کہہ کر مایا خاموشی سے کمرے سے نکل گئی اور دروازہ بند کر دیا۔

کیف نے بیڈ پر گرنے کے انداز میں خود کو لیٹا دیا۔ اس کا دل عجیب سی گھٹن سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اپنی تکلیف کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی اور خود سے برداشت بھی نہیں ہو رہا تھا۔

آنکھوں سے آنسو بے قابو ہو کر بہہ رہے تھے۔ وہ تکیے میں منہ چھپا کر رونے لگی، جیسے اپنے دکھ اور بے بسی کو دنیا سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ دل میں ہزار سوالات، الجھنیں، اور ماضی کے درد ایک ساتھ جاگ اٹھے تھے۔

"کیوں؟" اس نے خود سے دھیمی آواز میں کہا۔ "یہ سب میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟"

کمرے میں خاموشی اور اس کے آنسوؤں کی آواز گونج رہی تھی۔ وہ اس وقت بس ایک ہی چیز چاہتی تھی..... تنہائی اور سکون۔

"ارے آپ آئیں، آئیں، آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔" شاہ نے عالیان کو اپنے گھر میں آتے دیکھ کر خوش دلی سے کہا۔ عالیان، جو کہ بلیک کپڑوں میں ملبوس اور پر وسٹ کوٹ پہنے، مسکراتا ہوا اندر آیا۔

بڑے شاہ جو کہ کریم کپڑوں میں تھا عالیان کے گلے لگا۔

"میں نے سوچا کہ آج ذرا آپ سب سے مل لوں اور وقت گزاروں۔"

"بہت اچھا کیا، آئیں، بیٹھیں۔" شاہ نے اسے ڈرائنگ روم کی طرف اشارہ کیا۔

شاہ بیگم بھی باہر آئیں اور عالیان کو دیکھ کر خوش ہوئیں۔

"ارے عالیان بیٹا، تم تو بہت دنوں بعد آئے ہو۔ سب خیریت تو ہے؟"

"جی آنٹی، سب خیریت ہے۔ بس کام کے سلسلے میں مصروف تھا، اس لیے آنے کا موقع نہیں ملا۔"

عالیان نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں کوئی بات نہیں بیٹا آج کل ہر کوئی مصروف ہیں۔ امی کیسی ہیں۔؟"

"ہاں الحمدللہ ٹھیک ہے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"چلیں شکر ہے آپ دونوں باتیں کریں میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔"

"جی شکریہ۔!" شاہ بیگم دونوں کو چھوڑ کر کچن میں آ گئیں۔

"خیریت علی کچھ زیادہ ہی مسکرا رہے ہو۔" بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ بس ہمیں میرے لیے لڑکی دیکھنے گئی ہے۔"

"اچھا جی لڑکی دیکھنے پر ایسی مسکراہٹ ارینج میرج پر کون اتنا مسکراتا ہے۔۔؟"

"کس نے کہا ارینج ہے۔؟" عالیان نے آنکھ ماری تھی۔

"مطلب۔۔؟" شاہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ وہ مجھے پسند ہے اور ممی ان کو دیکھنے گئی ہے۔بس دعا کرنا کہ وہ ان کے گھر والے مان جائیں۔پھر میں شادی کروں گا۔"

"کیا؟کب سے پسند ہے۔؟"شاہ حیران ہوئے۔

"دو سال سے۔"

"اور آپ نے بتایا نہیں۔"شاہ کو دکھ ہوا تھا۔

"بتانے لگا تھا۔"

"کب جب شادی کرتے.؟"بڑے شاہ نے گھورا۔

"ابھی تو بتایا نہ۔خیر چھوڑو اس باتوں کو یہ بتاؤ آپ کب کروگے شادی۔۔؟"

"کیوں میں نے تو کی تھی شادی اور بیٹی بھی ہے۔"شاہ نے نظریں چرائی تھیں۔

"وہ پتہ ہے شاہ لیکن دوسری شادی کرلو آپ کی بیٹی کو ایک ماں کی ضرورت ہے۔"

شاہ نے عالیان کی بات سن کر گہری سانس لی اور صوفے پر ٹیک لگالی۔

"مجھے ابھی ضرورت نہیں ہے اگر مجھے لگا کہ ضروری ہے تو میں کرلوں گا اور میرا نہیں خیال کہ عمارہ کو ماں کی ضرورت ہے کیونکہ میں اس کا خیال رکھ رہا ہوں اور ممی بھی۔۔"

عالیان نے گہری سانس لی اور شاہ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاہ، میں تمہاری بات سمجھتا ہوں کہ تم اور ممی عمارہ کا بہت خیال رکھ رہے ہو، لیکن ایک ماں کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ عمارہ شاید تمہارے سامنے کچھ نہ کہے، لیکن بچوں کے دل میں ماں کی کمی ہمیشہ رہتی ہے، چاہے وہ کتنا ہی پیار کیوں نہ پالیں۔"

"ہاں جانتا ہوں مگر میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ میں نے خود اپنے ساتھ برا کیا ہے اور اسی کی سزا بھگت رہا ہوں۔ خیر یہ بتائیں کہ لڑکی کون ہے اور خاندان کیسا ہے۔؟"

"ملک فیملی ہے اور کافی اچھے لوگ ہے۔" ملک فیملی سن کر شاہ تھوڑا حیران ہوا تھا لیکن یہ سوچ کر ملک فیملی کوئی بھی ہو سکتی ہے تھوڑا سا اطمینان ملا۔

"اور وہی لڑکی ہے جو اس دن...... عالیان جو بات کرنے والا تھا فون کی گھنٹی بجنے پر فون کو دیکھا ممی نام پڑھ کر دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ کال ریسیو کر کے کان سے لگایا۔

"جی ممی اوکے آرہا ہوں۔" کہتے ہوئے کال کاٹ دیا۔

"کیا ہوا علی۔؟" شاہ نے تجسس سے پوچھا۔

"ممی کو وہ پسند آگئی ہے اور کہا ہے کہ باقی باتیں بعد میں تو میں گھر جا رہا ہوں۔ ممی انتظار کر رہی ہے میں شام کو ملتا ہوں آپ سے۔" عالیان کافی خوش لگ رہا تھا۔

"ارے واہ، یہ تو بڑی خوشخبری ہے! خالہ کو پسند آنا سب سے مشکل کام ہوتا ہے، تم نے وہ بھی کر دکھایا۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عالیان ہلکا سا ہنسا۔"ہاں یار، ممی تو بس کہہ رہی تھیں کہ لڑکی بہت سلجھی ہوئی اور پیاری ہے۔اب باقی معاملات طے کرنے کے لیے مجھے فوراً گھر جانا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے، پھر شام کو تفصیل سے بات کریں گے۔جاؤ،اور ممی سے میرا اسلام کہنا۔"شاہ نے خوشدلی سے کہا۔

"ضرور،اور دعا کرنا سب ٹھیک ہو جائے۔"عالیان نے جاتے ہوئے کہا۔

"ہمیشہ، علی۔سب کچھ بہترین ہو گا،ان شاءاللہ۔"شاہ نے دل سے دعا دی اور عالیان کے جانے کے بعد تھوڑا مسکراتے ہوئے کچن میں گیا جہاں پر شاہ بیگم ملازمہ کو چائے ٹرے میں رکھوانے کا کہہ رہی تھی۔

"ارے بیٹا آپ یہاں کیا کر رہے ہیں جاؤ عالیان کے ساتھ بیٹھ۔"شاہ کو کچن میں دیکھ کر کہا۔

"ماما وہ چلا گیا۔"

"مگر ایسے کیوں۔۔؟"شاہ بیگم کو دکھ ہوا تھا۔

"کیونکہ اس کی امی علی کے لیے لڑکی دیکھنے گئی تھی اور اس سلسلے میں علی کو بلایا تو وہ چلا گیا۔"

"کیا ادھر آؤ میرے ساتھ..."شاہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے وہ کچن سے نکل کر لان میں آئی تھی۔

"مطلب عالیان شادی کرے گا۔؟"شاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بہت خوب اب وہ شادی کرے گا مگر تم مت کرنا اور کیا کہا تھا کہ عالیان بھی تو نہیں کر رہا میں نے بھی نہیں کرنا اب تو کرو گی نہ شادی۔۔؟"

"بالکل نہیں ماں۔" شاہ بیگم نے گہری سانس لی اور شاہ کی طرف سنجیدگی سے دیکھا۔

"بیٹا، یہ ضد کب تک چلے گی؟ دیکھو، میں جانتی ہوں کہ تمہیں ابھی کسی کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی، لیکن یہ تمہاری بیٹی کی زندگی کا بھی سوال ہے۔ وہ تمہارے ساتھ خوش ہے، لیکن ماں کا جو مقام ہے، وہ کوئی اور نہیں لے سکتا۔"

"ماما، میں نے کہا نہ، عمارہ کے لیے میں کافی ہوں۔ اور جہاں تک میری بات ہے، میں اس وقت ایسی کسی ذمہ داری کے لیے تیار نہیں ہوں۔" شاہ نے نرمی سے جواب دیا۔

"یہ تمہارا خیال ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہم سب انسان ہیں، اور ہمیں اپنے لیے بھی سوچنا چاہیے۔ تم نے اپنی زندگی کو روک دیا ہے، اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔" شاہ بیگم نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ماما، پلیز، اس بات کو یہیں ختم کریں۔ جب مجھے لگا کہ یہ قدم اٹھانا ضروری ہے، میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ ابھی اس بحث کو مت بڑھائیں۔" شاہ نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ سال پہلے میں نے کہا تھا کہ کیف سے شادی کر لیں اگر آپ نے کیا کہا کہ آپ سے چھ سال چھوٹی ہے۔ عمر کا کیا ہے میں آپ کے باپ سے سات سال چھوٹی ہوں لیکن ابھی تک ہماری خوشگوار

زندگی گزر رہی ہے الحمدللہ۔اور آج میں ان سے بات کروں گی کیف کے لیےاور دیکھو نا عمارہ بھی کیف کے ساتھ کتنی خوش ہے،اگر آپ نے کیف سے شادی کرلی تو عمارہ بھی خوش ہو جائیگی۔"اس بار شاہ نے کچھ نہیں کہا وہ خاموش ہو گیا کیونکہ اتنے سالوں میں شاہ بیگم نے شادی کی بات کی تھی نہ کہ کیف سے شادی کے بارے میں۔

"میں نے کہا ہے کہ میں ابھی شادی نہیں کروں گا تو مجھے فورس نہ کیا کریں۔"شاہ بیگم نے گہری سانس لی اور شاہ کی طرف دیکھا،ان کے چہرے پر نرم مسکراہٹ اور آنکھوں میں شفقت تھی۔

"بیٹا،میں تمہیں فورس نہیں کر رہی، صرف سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔دیکھو،زندگی میں کئی بار ہم جو نہیں چاہتے،وہی ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے۔کیف سے تمہاری شادی کا مطلب صرف تمہاری زندگی میں ایک نیا آغاز نہیں ہو گا بلکہ عمارہ کے لیے ایک مکمل گھر بھی ہو گا۔"

"ماما،میں نے کہا نہ،ابھی میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔یہ سب سوچ کر مجھے الجھن ہوتی ہے۔"شاہ نے اپنے لہجے کو قابو میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اور یہ الجھن کب ختم ہو گی؟"شاہ بیگم نے محبت بھرے مگر مضبوط لہجے میں کہا۔

"ماما،پلیز...مجھے تھوڑا وقت دیں۔میں اس بارے میں ضرور سوچوں گا،لیکن ابھی نہیں۔"شاہ نے آہستہ سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

شاہ بیگم نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور دل ہی دل میں دعا کی۔"یا اللہ، میرے بیٹے کو ہدایت دے اور اس کی زندگی کو آسان کریں۔

"امی، ایک بات کرنی ہے،"ضرار نے نایاب بیگم کے کمرے میں آتے ہی کہا۔جہاں زران پہلے سے موجود تھا۔

"ضرور کوئی بات منوانی ہوگی، ورنہ اتنے اچھے تو نہیں ہوتے یہ۔"زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مما، بھائی کو دیکھیں نہ!"ضرار نے زران کی بات پر جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، بتاؤ کیا بات کرنی ہے؟"نایاب بیگم نے مسکرا کر ضرار کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"میں عمائرہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"نایاب بیگم اور زران دونوں حیرت سے بول اٹھے۔

"ہاں، مما، وہ مجھے پسند ہے اور میں صرف عمائرہ سے ہی شادی کروں گا۔آپ پلیز خالہ سے بات کریں،"ضرار نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ وہ ابھی چھوٹی ہے! میں کیسے اس کی شادی کی بات کر سکتی ہوں؟"نایاب بیگم نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"میں ابھی تھوڑی کہہ رہا ہوں، مما۔ دس سال بعد میری شادی کروا دینا۔ بس نکاح کر کے اسے میرے نام کر دیں۔"

"واہ، ضرار! تم تو بہت آگے کا سوچ رہے ہو۔" زران نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ ایسے فیصلے وقت اور حالات دیکھ کر کیے جاتے ہیں۔" نایاب بیگم نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مما، پلیز، صرف خالہ سے بات کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ عمائرہ کو ہمیشہ خوش رکھوں گا،" ضرار نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، میں سوچوں گی، لیکن ابھی اس بارے میں کوئی بات نہیں ہو گی۔ یہ معاملہ وقت پر چھوڑ دو۔"

"وقت پر کیوں، مما؟ میں نے خالہ سے بات کی ہے، اور وہ سوچ رہی ہیں۔ آپ بھی سوچیں،" ضرار نے سنجیدگی سے کہا۔

یہ سن کر نایاب بیگم کا چہرہ سخت ہو گیا۔ "کیا؟ تم نے خالہ سے بات کر لی؟"

"کتنے کم عقل ہو تم، ضرار! پہلے مما سے بات کرنی چاہیے تھی۔"

"ضرار، یہ کس قسم کی حرکت ہے؟ اتنی بڑی بات کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ بھی نہیں لیا؟ تمہیں اندازہ ہے کہ ایسی باتوں سے کتنے مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں؟" نایاب بیگم نے گہری سانس لی اور غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا۔

"مما، میں نے غلط کیا، مگر میں صرف اپنے دل کی بات کہہ رہا ہوں۔ میں عمائرہ کو اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اور خالہ کو یہ بات سمجھنی چاہیے،" ضرار نے عاجزی سے جواب دیا۔

"دل کی بات اپنی جگہ، لیکن ہر بات کا وقت اور طریقہ ہوتا ہے، ضرار۔ ایسے معاملات میں جذبات سے زیادہ عقل سے کام لینا پڑتا ہے۔" نایاب بیگم کی آواز میں ناراضگی نمایاں تھی۔

"مما، پلیز، مجھے غلط نہ سمجھیں۔ میں صرف اپنا حق مانگ رہا ہوں۔"

"جی مما!" ضرار یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"مما، ضرار بہت ضدی ہے۔ آپ بابا سے بات کریں اور پھر خالہ سے بھی۔ عمائرہ تو بہت اچھی لڑکی ہے، اور ضرار کا انتخاب کافی اچھا ہے۔" نایاب بیگم نے تھوڑی دیر سوچا ہی تھا کہ زران نے کہا۔

، "اچھا جی؟ اور آپ کی پسند کیسی ہے؟" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔

"میری کوئی پسند نہیں ہے، مما، اور میں تو شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔" زران نے فوراً سنجیدہ ہو کر کہا۔

لیکن یہ کہتے ہوئے زران کے ذہن میں ماہین کا چہرہ کسی جھماکے کی طرح آیا۔اس نے فوراً سر جھٹک کر خیال کو پرے دھکیل دیا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا، بیٹا۔" نایاب بیگم نے زران کی جھجک کو محسوس کرتے ہوئے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"وقت کچھ نہیں بتائے گا، مما۔ آپ بس ضرار کی شادی کی فکر کریں۔" زران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو، دیکھتے ہیں۔ لیکن تمہارے چہرے پر کچھ اور ہی کہانی لکھی نظر آرہی ہے۔"

"مما، پلیز!" زران شرمندہ ہو کر وہاں سے اٹھ گیا، اور نایاب بیگم ہنستے ہوئے اسے جاتے دیکھتی رہیں۔

"ویسے ضرار بھائی آپ اتنے اچھے ہیں آپ مزاق کرتے ہیں ہنستے ہیں اور شاہ جی کتنا کھڑوس کیوں ہے۔۔؟؟" ماہین اس وقت بلیک فراک میں تھی جو اس کے پیروں تک تھا دوپٹے کو سر پر اوڑھ رکھا تھا اور ضرار ڈارک گرین کپڑوں میں ملبوس صوفے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جب ماہین کے سوال پر ضرار نے قہقہہ لگایا تھا۔

وہ کھڑوس نہیں ہے بس بات کم کرتے ہیں۔

"لیکن شاہ جی کو بات کرنے کا طریقہ نہیں آتا وہ ایسے بولتے ہیں جیسے منہ سے آگ نکل رہا ہے اور غصہ تو ناک پر ہوتا ہے اس سے بات کرتے ہوئے بندے کو دس بار سوچنا پڑے گا۔"

"مگر تم تو سوچتی ہی نہیں جو منہ میں آتا ہے بول دیتی ہو ہے نہ۔؟" ضرار نے ماہین کے پیچھے زران کو دیکھا تھا وہ جو کچھ اور بھی بولنے والا تھا زران نے چپ ہونے کو کہا۔

"ایسے لوگوں کو صحیح کرنا ماہین کا کام ہے۔" ماہین نے گردن اونچی کرتے ہوئے کہا۔ زران نے ائی برواچکا کر ماہین کی پشت کو دیکھا۔

"تو مطلب بھائی کو بھی آپ نے ٹھیک کرنے کی ٹھان لی ہے؟ یہ تو بڑا مشن ہے!" ماہین کی بات پر ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں؟ ایسے کھڑوس لوگوں کو ٹھیک کرنا میرا ہی کام ہے۔۔" ماہین نے گردن اکڑاتے ہوئے فخر سے کہا۔

"ماہین، اگر تم بھائی کو ٹھیک کر لو تو یقین کرو، دنیا کا کوئی بھی کام تمہارے لیے مشکل نہیں رہے گا۔" ضرار نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہا۔

"اچھا کل کی آئی لڑکی مجھے سیدھا کرے گی۔؟" زران کی گرجدار آواز سن کر ماہین ایک لمحے کو ٹھٹھک گئی، مگر فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"بس، یہاں کچھ باتیں ہو رہی تھیں، بھائی۔ آپ آرام سے بیٹھیں، چائے پییں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چائے پینے کا وقت نہیں ہے میرے پاس۔ یہ بتاؤ، میرے بارے میں اتنے دلچسپ تبصرے کون کر رہا تھا؟" زران نے ضرار کو سخت نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"شاہ جی، ہم آپ کی تعریف کر رہے تھے۔ آپ تو ویسے ہی بہت خاص ہیں۔" ماہین نے ہلکی سی کھانسی کرتے ہوئے کہا۔

"تعریف؟ میرے بارے میں؟ یقین نہیں آتا۔ اور تم، ضرار، اپنی باتوں کے لیے مشہور ہو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سارا قصہ تم نے ہی شروع کیا ہوگا۔" زران نے بھنویں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھائی، یہ سب تو ماہین کا کارنامہ ہے۔ میں تو بس چائے پی رہا تھا۔"

"اور تم، لڑکی، اگر تمہیں میرے بات کرنے کا طریقہ پسند نہیں، تو مت کرو بات۔ سمجھ گئیں؟" زران نے ماہین کی طرف دیکھا، جو اب نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

"جی، شاہ جی۔ میں بس مذاق کر رہی تھی۔" ماہین نے جلدی سے سر ہلایا۔

"مذاق کی بھی حد ہوتی ہے۔ اگلی بار سوچ سمجھ کر بات کرنا۔"

"ماہین، تم نے واقعی بڑی بہادری دکھائی، لیکن تمہیں دیکھنا چاہیے تھا کہ تمہارا چہرہ کیسا ہو گیا تھا!" زران کے کمرے سے نکلتے ہی ضرار نے زور کا قہقہہ لگایا۔

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا! اب آپ دیکھنا، آپ کے بارے میں بھی کوئی بات کروں گی، وہ بھی شاہ جی کے سامنے!" ماہین نے ضرار کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ماہین، اگر بھائی کو ٹھیک کرنے کا خواب دیکھ رہی ہو تو بہتر ہے خواب سے باہر آ جاؤ۔ وہ ٹھیک نہیں ہوں گے، بلکہ تمہیں خود ٹھیک کر دیں گے !" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔ ماہین ضرار کو گھورتے وہاں سے چلی گئی۔

"ارے کہاں جا رہی ہیں۔؟" عمائرہ کو کچن میں جاتے دیکھ کر نایاب بیگم نے پوچھا۔

"خالہ میں ممی کے لیے چائے بنا رہی ہو آپ پییں گی۔؟"

"ہاں کیوں نہیں میرے بھی بنا کر ان کے کمرے میں لے کر آؤ۔"

"جی.." خالہ کہتے ہوئے وہ چائے بنانے لگی اور نایاب بیگم وہاں سے چلی گئی۔

"اتنے میں ضرار کچن میں آیا تھا۔ میرے لیے بھی بنا دو چائے عمائرہ۔" ضرار کی آواز سن کر اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

"آپ یہاں۔؟"

"ہاں جہاں تم وہاں میں کیوں تم کو اعتراض ہے۔؟ اگر ہے بھی تو مجھے پروا نہیں ہے۔" عمائرہ نے گھورا۔

"دیکھو مجھے تنگ نہ کرو مجھے مما اور خالہ کے لیے چائے لے کر جانا ہے اور ہٹو یہاں میرے سامنے سے۔"

"اب تو تمہارے ہر راستے مجھ سے ہی ہونے ہیں پھر ہر جگہ میں ہی ملوں گا تب کیا کرو گی۔۔؟؟"

"م۔مطلب۔؟"ضرار کی بات پر وہ ہڑبڑائی تھی۔

"مطلب یہ کہ میں آپ سے جلد ہی نکاح ہونے والا ہے۔۔"عمائرہ ضرار کی بات سن کر پل بھر کے لیے رک گئی، جیسے اس نے سنا نہ ہو، یا شاید وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ کیا واقعی ضرار نے یہ کہا ہے۔

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

"وہی کہہ رہا ہوں جو حقیقت ہے۔ تمہیں جلد ہی میرے نام کی مہریں لگنے والی ہیں، عمائرہ۔اب چاہو یا نہ چاہو، تمہیں مجھ سے ہی واسطہ پڑے گا۔"

عمائرہ نے جلدی سے نظریں جھکائیں اور چائے کے کپ پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی،"یہ مذاق بند کریں،اور راستہ دیں، مجھے خالہ اور مما کے لیے چائے لے کر جانا ہے۔"

"مذاق؟ عمائرہ، میں مذاق نہیں کر رہا۔اگر میری بات پر یقین نہیں کرتیں، تو خالہ سے پوچھ لیجیے گا۔وہ اور مما پہلے ہی بات کر چکی ہیں۔"ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔"عمائرہ کے ہاتھ کانپنے لگے، چائے کا کپ تقریباً گرنے ہی والا تھا۔

"جھوٹ؟ تم خود خالہ سے پوچھ لینا، اور ہاں، میرے لیے بھی چائے بنا دیں۔ ویسے بھی، میری ہونے والی بیوی کو میرے لیے چائے بنانی تو پڑے گی، نہ؟" ضرار نے اپنی مخصوص لاپرواہی کے انداز میں کندھے اچکائے۔

"دیکھیں، مجھے نہیں معلوم کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، لیکن یہ سب ابھی نہیں ہو سکتا۔ اور برائے مہربانی، میرا پیچھا چھوڑیں!" عمائرہ نے غصے اور گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے، عمائرہ، ابھی تو میں جا رہا ہوں، لیکن یاد رکھنا، یہ بات زیادہ دیر تک مذاق نہیں رہے گی۔" ضرار نے ایک گہری سانس لی اور مسکرا کر کہا۔

ضرار کے جانے کے بعد عمائرہ نے گہری سانس لی اور چائے کے کپ کو میز پر رکھا۔ اس کا دل اب بھی تیز دھڑک رہا تھا، اور ذہن میں ضرار کی باتیں گونج رہی تھیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ خود سے بڑبڑائی، لیکن پھر جلدی سے چائے کے کپ اٹھائے اور خود کو سنبھال کر مما اور نایاب بیگم کے کمرے کی طرف چل دی۔

"میں جانتی ہوں کہ عمائرہ ابھی چھوٹی ہے لیکن ضرار کی ضد ہے ابھی بس نکاح ہو گا شادی اس کے پڑھائی کے بعد ہو گا ہم عمائرہ کو منع نہیں کر رہے۔" نایاب بیگم نے تو بات کر لی تھی عائشہ بیگم خوش بھی تھی لیکن وہ شادی کو لے کر تھوڑا پریشان تھی۔ نایاب بیگم نے اسے یہ کہتے ہوئے تسلی دی۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اتنے میں عمائرہ ٹرے میں چائے لیے اندر آئی تھی اور دونوں کو چائے دی۔ وہ جانے لگی تو عائشہ بیگم نے روکا۔

"آؤ بیٹا بات کرنی ہے آپ سے۔" عمائرہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"بیٹا ہم نے آپ کا اور ضرار کا رشتہ طے کیا ہے اپ کو کوئی اعتراض نہیں۔" عائشہ بیگم نے عمائرہ کے چہرے کو غور سے دیکھا، جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"بیٹا، یہ فیصلہ ہم نے سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ ضرار بہت اچھا لڑکا ہے اور آپ کا بہت خیال رکھے گا۔ ابھی صرف نکاح ہوگا، باقی سب کچھ آپ کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہوگا۔"

"جی مما، جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" عمائرہ نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"ماشاءاللہ، عمائرہ بیٹی بہت سمجھدار ہے۔ ضرار کی قسمت اچھی ہے جو اسے آپ جیسی شریکِ حیات ملے گی۔" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ رشتہ آپ کی زندگی کی خوشیوں کا آغاز ہوگا۔" عائشہ بیگم نے ہلکی سی مسکراہٹ دی اور عمائرہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

عمائرہ نے کوئی جواب نہ دیا، بس خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اس کے دل میں ہزاروں سوالات اور الجھنیں تھیں، لیکن وہ جانتی تھی کہ اپنے بڑوں کے فیصلے پر یقین کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

"جاؤ بیٹا، خیال رکھنا۔" عائشہ بیگم نے کہا۔ عمائرہ نے سر ہلایا اور کمرے سے نکل گئی۔

"دیکھیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ عمائرہ سمجھدار لڑکی ہے، اور ضرار اسے بہت خوش رکھے گا۔ آپ فکر نہ کریں۔" نایاب بیگم نے مطمئن ہو کر کہا۔

"جی، امید تو یہی ہے۔ اللہ سب کچھ بہتر کرے گا۔"

نایاب بیگم نے تسلی دیتے ہوئے کہا، "فکر نہ کریں، بہن۔ عمائرہ میری بیٹی کی طرح ہے، اور میں اس کی خوشیوں کا پورا خیال رکھوں گی۔"

Clubb of Quality Content

عائشہ بیگم نے شکر گزار نظروں سے نایاب بیگم کو دیکھا اور بولیں، "آپ کے اعتماد سے دل کو سکون ملا۔ دعا ہے کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لیے باعث برکت ہو۔"

آمین! دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"واہ امی عمائرہ کا رشتہ طے کر لیا اور مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔؟" جب سے ماہین کو پتہ چلا تھا کہ ضرار اور عمائرہ کا رشتہ طے ہو گیا ہے اسے دکھ ہوا تھا کہ کسی نے اسے خبر تک نہیں دی۔

"بیٹا ہم تجھے بتانے والے تھے سب جلدی میں ہوا پتہ ہی نہیں چلا۔" عائشہ بیگم نے پیار سے کہا۔

"سب جلدی میں ہوا، اور پتہ ہی نہیں چلا؟ واہ امی! کم از کم مجھے تو خبر دے دیتیں، آخر میں بھی عمائرہ کی بہن ہوں۔" ماہین نے خفگی سے کہا۔

"اچھا نا، بیٹا! تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تمہاری بہن کا رشتہ اتنی اچھی جگہ طے ہوا ہے۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خوش ہونا چاہیے؟ امی، خوشی تو تب ہوتی جب مجھے اس خوشی کا حصہ بنایا جاتا۔ آپ لوگوں نے سب کچھ خود ہی طے کر لیا اور مجھے آخر میں خبر دی گئی!"

"ماہین، بیٹا! تم ہماری بیٹی ہو، تمہاری خوشی ہمارے لیے سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ سب اتنا جلدی ہوا کہ ہمیں موقع ہی نہیں ملا کہ تم سے بات کریں۔ لیکن یقین کرو، ہم نے تمہاری بہن کے لیے بہترین فیصلہ کیا ہے۔" عائشہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

"جی، میں دیکھ رہی ہوں کہ میری خوشی کتنی اہم ہے۔ بہر حال، اب تو فیصلہ ہو چکا ہے، مجھے کیا کہنا!"

"ماہین، رشتہ طے ہونا خوشی کی بات ہے۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ تم بھی اس خوشی میں شریک ہو۔ عمائرہ کا گھر بسانا ہم سب کا خواب ہے۔" نایاب بیگم جو کمرے میں آ رہی تھیں، بولیں۔

"خالہ، مجھے بھی خوشی ہے کہ عمائرہ کا گھر بسے گا، لیکن بس یہ بات دل کو کھٹکتی ہے کہ سب کچھ مجھ سے چھپایا گیا۔" ماہین نے نایاب بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آئندہ وعدہ ہے، بیٹا، کوئی بات تم سے چھپائیں گے نہیں۔ اب تو خوش ہو جاؤ؟" عائشہ بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں خوش ہوں، امی! ضرار سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے ہماری عمائرہ کے لیے؟" ماہین نے پرجوش انداز میں کہا۔ پھر خالہ کی طرف متوجہ ہو کر بولی، "اچھا خالہ، یہ بتائیں کہ نکاح کب ہے؟ ہمیں تیاری بھی کرنی ہے اور شاپنگ بھی!"

"کل تمہارے خالو آ رہے ہیں۔ وہ فیصلہ کریں گے کہ نکاح کس دن کو کرنا ہے۔" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"زبردست! بس جلدی سے دن طے کریں تاکہ ہم خوب تیاری کریں۔ عمائرہ کے لیے سب کچھ بہترین ہونا چاہیے!"

"بالکل، نکاح کی تیاری میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔ آخر کار ہماری بیٹی کی زندگی کا سب سے بڑا دن ہو گا۔" عائشہ بیگم نے بھی مسکرا کر کہا۔

"اچھا ممی، میں جاتی ہوں! مجھے لہنگا سلیکٹ کرنا ہے۔ ماہین پرجوش انداز میں کہتے ہی وہ کمرے سے بھاگ گئی۔

Clubb of Quality Content

"بہت جذباتی لڑکی ہے!"

"اور پیاری بھی۔ اللہ نظرِ بد سے بچائے۔" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عائشہ بیگم نے دل سے آمین کہا، اور دونوں نے نکاح کی باقی تیاریوں پر بات چیت شروع کردی۔

ماہین بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی، جلدی میں اسے دھیان ہی نہیں رہا کہ سامنے کوئی کھڑا ہے۔ اچانک وہ کسی مضبوط چٹان جیسے وجود سے ٹکرا گئی اور خود کو سنبھالتے ہوئے حیرت سے اوپر دیکھا۔

"اوہ، شاہ جی!" ماہین نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟ تم دیکھ کر نہیں چل سکتی؟" زران نے گھورتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں تو جلدی میں تھی۔ اور ویسے بھی، آپ جیسے چٹان نما انسان کو ہٹانا تو مشکل ہے۔" ماہین نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا، لیکن زران نے سن لیا۔

"کیا کہا؟" زران کی آواز گرجدار تھی۔

"کچھ نہیں!" ماہین نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا اور جلدی سے راستہ بدلنے لگی۔

"ٹھہر جاؤ!" زران کی سخت آواز پر وہ رک گئی اور مڑ کر انہیں دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا نکاح کی تیاریوں میں دوڑنے کی ضرورت ہے؟ تمہیں پتہ بھی ہے کہ یہ گھر کسی ریسنگ ٹریک کا میدان نہیں ہے!"

"جی جی، بالکل، لیکن میں ہی کیوں ہر بار آپ کے غصے کی زد میں آتی ہوں؟ آپ کو کبھی مسکرانا آتا بھی ہے؟" ماہین نے ہنسی چھپاتے ہوئے کہا۔

"میری مسکراہٹ کے لیے وقت ضائع مت کرو۔ اپنے کمرے میں جاؤ، ورنہ دوبارہ ٹکرانے کی نوبت نہ آئے!" زران کی تیوری مزید چڑھ گئی

"جی، حکم کی تعمیل ہو گی، جنابِ شاہ جی!" اور جلدی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی، پیچھے مڑ کر ہنسی دباتے ہوئے۔ ماہین نے جلدی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بے وقوف لڑکی!" لیکن ان کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آ ہی گئی، جو انہوں نے فوراً چھپانے کی کوشش کی۔ زران نے سر جھٹکا اور بڑبڑائے۔

شاہ

آئینے کے سامنے کھڑا تھا، بالوں سے پانی کے قطرے تولیے میں جذب کرتے ہوئے ایک لمحے کو رک کر بیڈ کی طرف دیکھا۔ وہاں عمارہ معصومیت سے سو رہی تھی، اس کے چہرے پر سکون کا سایہ تھا۔ شاہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، جیسے اس منظر نے اس کی ساری تھکن مٹا دی ہو۔

پھر تیار ہو کے نیچے آیا تھا۔ شاہ بیگم اور چھوٹے شاہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے دونوں کو سلام کرتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔

"عمارہ نہیں ہے ساتھ میں۔؟" شاہ بیگم نے سوال کیا۔

کل رات طبیعت خراب ہو گئی تھی اس کی اور ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔ ابھی سو رہی ہے اگر آج میرے امپورٹنٹ میٹنگ نہ ہوتی تو میں نے نہیں جاتا اور میٹنگ اٹینڈ کر کے میں جلدی آؤں گا اس کا خیال رکھیں۔ ناشتہ کرتے ہوئے شاہ نے جواب دیا تھا۔

"کیا ہوا تھا بڑے شاہ۔؟" چھوٹے شاہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"بخار۔" یک لفظی جواب دیا تھا۔

کیا بخار۔؟" اوہ، اللہ خیر کرے۔ آپ کو بتانا چاہیے تھا، ہم بھی ساتھ چلتے یا کچھ مدد کر سکتے تھے۔" شاہ بیگم نے فکر مندی سے کہا، ان کی آنکھوں میں اپنی پوتی کے لیے محبت صاف جھلک رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے، ممی۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں، بس تھوڑا ریسٹ کروائیں۔" شاہ نے ناشتہ کرتے ہوئے تسلی دی۔

"لیکن بڑے شاہ، بچوں کا بخار کبھی معمولی نہیں ہوتا۔ آپ نے صحیح وقت پر ہاسپٹل لے جا کر اچھا کیا، لیکن آج آپ میٹنگ سے جلدی نکل کر گھر آ جائیں۔ عمارہ کو آپ کی ضرورت ہو گی۔" چھوٹے شاہ نے مشورہ دیا۔

"ہاں، یہی پلان ہے میرا۔" شاہ نے مختصر جواب دیا، لیکن اس کی پیشانی پر ہلکی سی فکر کی لکیر واضح تھی۔

"میں عمارہ کے پاس جا کر دیکھتی ہوں۔ تم جلدی آ جانا، اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً بتانا۔" شاہ بیگم نے ناشتہ مکمل کیا اور بولیں۔

"جی، ممی۔" شاہ نے سر ہلایا اور ناشتے کے بعد تیزی سے تیار ہو کر نکل گیا تھا۔

چھوٹے شاہ آج کورٹ میں ایک اہم کیس کی پیروی کر رہے تھے۔ کیس ایک بے سہارا خاتون، مسز ثانیہ کا تھا، جو اپنے سسرال سے جائیداد میں حق مانگ رہی تھی۔ ان کے شوہر کی وفات کے بعد سسرال والوں نے نہ صرف انہیں گھر سے نکال دیا تھا بلکہ جائیداد میں سے ان کے اور ان کی بیٹی کے حصے سے بھی انکار کر دیا تھا۔

عدالت کے کمرہ نمبر 4 میں کیس کی سماعت جاری تھی۔ مخالف وکیل نے دعویٰ کیا کہ مرحوم نے جائیداد کا کوئی حصہ اپنی بیوی یا بیٹی کے نام نہیں کیا تھا، اور ان کے مطابق یہ جائیداد صرف ان کے بھائیوں کی ملکیت ہے۔

چھوٹے شاہ نے پر اعتماد انداز میں عدالت میں اپنی بات جاری رکھی۔

"می لارڈ، میں نے اپنی تحقیق کے دوران چند اہم شواہد حاصل کیے ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ میرے مؤکلہ کے شوہر نے اپنی زندگی میں جائیداد کو تقسیم کیا تھا۔یہ وہ دستاویزات ہیں جنہیں جان بوجھ کر چھپایا گیا ہے تاکہ ان کی بیوہ اور بیٹی کو ان کے جائز حق سے محروم رکھا جا سکے۔"

انہوں نے عدالت کے سامنے کچھ اہم دستاویزات پیش کیں اور کہا۔

"یہ قانونی کاغذات ظاہر کرتے ہیں کہ مسز ثانیہ کے شوہر نے اپنی زندگی میں ان کے اور ان کی بیٹی کے نام ایک حصہ مختص کیا تھا۔ان دستاویزات کو تصدیق کے لیے پیش کیا جا سکتا ہے۔مزید برآں، ہمارے پاس ایک عینی شاہد بھی موجود ہے جو مرحوم کے ارادوں اور تقسیم کے عمل کا گواہ ہے۔"

چھوٹے شاہ نے عینی شاہد کو عدالت میں طلب کیا، جو مرحوم کا ایک پرانا دوست تھا۔اس نے عدالت میں بیان دیا۔

Clubb of Quality Content

"جی ہاں، میں اس وقت موجود تھا جب مرحوم نے اپنی جائیداد تقسیم کرنے کی بات کی اور اپنی بیوی اور بیٹی کے لیے حصہ مختص کیا۔انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ ان کی بیٹی کا مستقبل محفوظ ہونا چاہیے۔"

چھوٹے شاہ نے جج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"می لارڈ، یہ نہ صرف قانونی مسئلہ ہے بلکہ اخلاقیات کا بھی سوال ہے۔ایک بیوہ اور یتیم بچی کو ان کے حق سے محروم کرنا معاشرتی اور مذہبی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ میں عدالت سے گزارش کرتا ہوں کہ انصاف فراہم کیا جائے اور میرے مؤکلہ کو ان کا جائز حق دیا جائے۔"

عدالت میں موجود لوگ چھوٹے شاہ کی دلیلوں اور ان کے حوصلے کی تعریف کرنے لگے تھے۔ جج نے شواہد کا بغور جائزہ لینے کے بعد کیس کو اگلی سماعت کے لیے ملتوی کر دیا اور مخالف فریق کو مزید شواہد پیش کرنے کی ہدایت کی۔ چھوٹے شاہ کے مضبوط دلائل نے مقدمے کو ان کے حق میں جھکا دیا تھا۔

کوٹ اتارے وہ باہر آیا تھا کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ چھوٹے شاہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مسز ثانیہ ہاتھ جوڑے تشکر بھری نظروں سے کھڑی تھیں۔

"شاہ صاحب، میں آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں؟ آپ نے میرا کیس اس دلجمعی سے لڑا، جیسے یہ آپ کا اپنا معاملہ ہو۔اللہ آپ کو جزا دے۔"

"مسز ثانیہ، آپ کا شکریہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ میرا فرض ہے کہ مظلوم کی مدد کروں۔ آپ پریشان نہ ہوں، ان شاءاللہ عدالت آپ کے حق میں فیصلہ کرے گی۔" چھوٹے شاہ نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"میرے شوہر کا خواب تھا کہ ان کی بیٹی کا مستقبل محفوظ ہو۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ آپ کو ہمیشہ کامیاب کرے۔" مسز ثانیہ کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن وہ خوشی اور سکون کے تھے۔ انہوں نے کہا۔

"بس آپ دعا کریں کہ انصاف ہو۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔ آپ گھر جائیں اور سکون سے اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزاریں۔"

مسز ثانیہ نے دعا دیتے ہوئے رخصت لی، اور چھوٹے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے گاڑی کی طرف قدم بڑھایا۔ ان کی آنکھوں میں اطمینان تھا کہ وہ ایک مظلوم کو انصاف دلانے کے قریب ہیں۔

کیف آج معمول سے پہلے آئی تھی اسے تھوڑا بخار بھی تھا لیکن پھر بھی وہ آفس میں تھی تا کہ عالیان سے بات کر سکے۔ آج وہ عالیان سے صاف بات کرنا چاہتی تھی کہ وہ کسی سے شادی نہیں کرنا چاہتی اور اس کی طرف سے انکار ہے۔

کیف آفس کے دروازے سے نکل کر عالیان کی آفس میں آئی۔ عالیان کیانی ہمیشہ کی طرح پروفیشنل انداز میں بیٹھا تھا، اس کا سیاہ تھری پیس سوٹ اور بالوں کا اسٹائل اسے بہت شاندار بناتا تھا۔ اس کے ایک گال پر پڑتا ڈمپل اس کی شخصیت کو مزید دلکش بنا رہا تھا۔

کیف کی نظریں چند لمحوں کے لیے اس پر رک گئیں۔عالیان کی موجودگی میں ایک عجیب سا کشش تھا، مگر کیف نے اپنی توجہ مرکوز رکھی۔

"سر، مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" کیف نے نرمی سے کہا، لیکن اس کی آواز میں اتنی سنجیدگی تھی کہ عالیان نے فوراً سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے مس کیف ملک؟" عالیان نے نرمی سے پوچھا، گویا وہ جانتا تھا کہ کیف کی حالت کچھ خاص نہیں تھی۔

"آپ نے میرے رشتہ کیوں بھیجا تھا۔؟"

"رشتہ کس لیے بھیجے جاتے ہیں۔؟" عالیان نے الٹا سوال کیا۔

"یہ تو آپ بتائیں گے سر کہ آپ نے کیوں بھیجا تھا۔؟"

"شادی کے لیے۔"

"اور آپ کو مجھ سے کیوں شادی کرنی ہے۔؟"

"کیا ہو گیا ہے آپ کو مس کیف ملک اتنا نہیں سمجھتے اپ کہ میں نے کس لیے رشتہ بھیجا ہو گا۔؟"

"مجھے نہیں پتہ سر۔" کیف نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"کیونکہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں میں نے اس لیے رشتہ بھیجا تھا میں ان مردوں کی طرح نہیں جو صرف محبت کے دعوے کرتے ہیں میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی اگر آپ کو میں کہتا تو آپ مجھے غلط سمجھتی اس لیے میں نے رشتہ بھیجا۔"

"سر یہ غلط ہے اگر کسی کو پتہ چل گیا تو سب یہی سوچیں گے کہ میرا آپ کے ساتھ افیئر تھا۔"

"آپ تو ایسی نہیں ہے کہ لوگوں کے بارے میں سوچیں۔"

"سر اگر بات عزت پہ ہو تو سوچنا پڑتا ہے اور میں لوگوں کو ایسی موقع نہیں دینا چاہتی کہ وہ میرے کردار پہ بات کریں اور یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔" عالیان نے گہری سانس لی۔

"آپ سمجھنے کی کوشش کریں آپ تو سب جانتی ہے کہ میں کیسا ہوں اور مجھے بھی آپ کے بارے میں سب پتہ ہے کہ آپ کیسی ہیں لوگوں کی پروامت کرو لوگوں کا کام ہے باتیں بنانا اور میں ہوں نہ ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے۔ پلیز مجھ سے شادی کے لیے مان لیں۔"

کیف کی آنکھوں میں الجھن اور پریشانی واضح تھی۔ وہ چند لمحوں تک خاموش کھڑی رہی، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر اس نے گہری سانس لی اور مضبوط لہجے میں کہا۔

"سر، یہ آپ کے لیے اتنا آسان ہو سکتا ہے، لیکن میرے لیے نہیں۔ میں نے اپنی زندگی ہمیشہ خود اپنے اصولوں پر گزاری ہے، اور میں نہیں چاہتی کہ میری عزت یا کردار پر کوئی حرف آئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اچھے انسان ہیں، لیکن میں اس دباؤ میں آکر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"کیف، میں تمہیں کسی دباؤ میں نہیں ڈال رہا۔ میری محبت خالص ہے اور میری نیت صاف۔ عالیان نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

اگر میں تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ ایک مستقبل دیکھتا ہوں۔ لیکن میں تمہاری مرضی کے بغیر کچھ بھی کرنے کا خواہاں نہیں ہوں۔"

"کیف نے نگاہیں نیچے جھکا لیں۔ "سر، محبت اور عزت دونوں میرے لیے اہم ہیں۔ لیکن مجھے وقت چاہیے۔ میں اپنے جذبات کو سمجھنا چاہتی ہوں اور اپنی زندگی کے لیے بہترین فیصلہ لینا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے کیف۔ میں تمہیں وقت دوں گا، لیکن صرف اتنا یاد رکھو، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اور اگر تمہیں لگے کہ میں اس لائق نہیں تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا۔" عالیان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، سر۔" کیف نے دھیرے سے سر ہلایا اور کہا پھر وہ پلٹی اور اپنے دفتر کی طرف بڑھ گئی، دل میں ایک نئی کشمکش لیے ہوئے۔

شاہ آفس میں تھا وہ فائیل تھامے غصے سے سامنے کھڑی امپلائے کو دیکھ رہا تھا جس نے فائیل مکمل نہیں کیا تھا۔

"پتہ ہے نہ آج کی میٹنگ کتنی ضروری ہے؟اور تم نے یہ فائل مکمل نہیں کی!"شاہ کی آواز میں غصہ اور مایوسی دونوں جھلک رہے تھے۔"ایک کام دیا تھا اور وہ بھی وقت پر نہیں ہوا۔آخر تم لوگ اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہو؟"

"سر،وہ..."ایمپلائے نے ہچکچاتے ہوئے کچھ بولنے کی کوشش کی، لیکن شاہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"مجھے بہانے نہیں سننے۔اگر یہ کام آدھے گھنٹے تک مکمل نہ ہوا،تو اپنی جگہ کسی اور کو ڈھونڈ لینا۔سمجھ گئے؟"

"جی،سر۔میں آج ہی کام مکمل کر دوں گا۔معافی چاہتا ہوں، سر۔"ایمپلائے نے جلدی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اور کام کرو۔اور دوبارہ ایسی غلطی برداشت نہیں کروں گا۔"شاہ نے گہری سانس لی،اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ایمپلائے فوراً وہاں سے نکل گیا،اور شاہ نے اپنے سر کو تھام لیا۔

شاہ نے گھڑی پر ایک نظر ڈالی میٹنگ شروع ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی تھا۔اس نے گہری سانس لی اور اپنے ڈیسک پر پھیلی کاغذات اور فائلوں کو ترتیب دینے لگا۔

Clubb of Quality Content!

فائلز چیک کرتے ہوئے، اس نے اپنے سیکریٹری کو انٹرکام پر بلایا۔"میٹنگ کے شرکاء کے لیے کانفرنس روم تیار کرواور چائے یا کافی کا انتظام بھی کرواؤ۔"

"جی سر، ابھی کروا دیتی ہوں۔"سیکریٹری نے فوراً جواب دیا۔

شاہ نے اپنے لیپ ٹاپ پر پریزنٹیشن کا جائزہ لیا۔ ہر سلائیڈ کو باریک بینی سے چیک کیا کہ کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ یہ میٹنگ اہم تھی، اور وہ چاہتا تھا کہ سب کچھ پرفیکٹ ہو۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا، اور ہر لمحہ قیمتی تھا۔

"مس کیف ملک چلیں۔"عالیان نے کیف سے کہا کیونکہ ان کے کسی کمپنی میں میٹنگ تھی اور میٹنگ میں آدھا گھنٹہ رہ چکا تھا وہ جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔

عالیان نے جب کیف کو پیچھے بیٹھتے دیکھا، تو اس کے ذہن میں ایک پل کے لیے یہ سوال آیا کہ کیا وہ اسے آگے بیٹھنے کی پیشکش کرے گا؟ مگر پھر اس نے سوچا کہ شاید کیف کو پیچھے بیٹھنا زیادہ آرام دہ لگے گا۔

کیف نے اپنی سیٹ بیلٹ باندھی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ عالیان بار بار فرنٹ مرر سے کیف کو دیکھ رہا تھا، اس کی نظریں کسی لمحے بھی کیف سے ہٹ نہیں پائیں۔ کیف اس کی نظر انداز کرتی ہوئی باہر کی طرف دیکھ رہی تھی، لیکن عالیان کی مسلسل نظر اسے بے چین کر رہی تھی۔ عالیان اور کیف

گاڑی سے اترے۔ کیف نے فوراً ماسک پہنا تاکہ اس کی شناخت نہ ہو سکے۔ عالیان نے اس کی طرف ایک نظر ڈالی، لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔

"ویلکم سر۔" کسی نے اس کو پھولوں کا بوکے دیا تھا۔

"اسلام علیکم شاہ۔!" عالیان شاہ کے گلے لگا تھا۔

"وعلیکم السلام! اینڈ ویلکم ٹو سپارک ایکس کمپنی (spark x)۔" شاہ کی آواز سن کر کیف نے جیسے ہی نظریں اٹھائیں، اپنے سامنے بڑے شاہ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا اور وہ فوراً عالیان کے پیچھے ہو گئی، جیسے اس سے چھپنا چاہتی ہو۔ لیکن بڑے شاہ کی آنکھوں میں غصہ اور سوالات بھرے ہوئے تھے، جو کیف کو بے چین کر رہے تھے۔

عالیان نے جب کیف کو پیچھے ہوتے دیکھا، تو اس نے پلٹ کر بڑے شاہ کو دیکھا اور پھر کیف کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا بات ہے کیف؟" اس نے نرمی سے پوچھا، لیکن کیف کا چہرہ واضح طور پر نروس تھا۔ بڑے شاہ نے گہری نظر سے کیف کو دیکھا، اور اس کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

"کچھ نہیں۔" کیف نے گہری سانس لی۔

اندر آیئے۔ کیف پر نظر ڈالتے ہوئے عالیان سے کہا عالیان نے کیف کو اشارہ کیا اور اندر چلے گئے۔

کیف کو الجھن ہو رہی تھی وہ خود کو کوس رہی تھی کہ وہ یہاں کیوں تھی۔

بڑے شاہ نے دونوں کو ایک روم میں بٹھایا۔اور خود بھی بیٹھ گیا اس کی نظر مسلسل کیف پر تھی شاہ کو غصہ آرہا تھا لیکن وہ ضبط کیے بیٹھا تھا اور عالیان سے میٹنگ کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔اور کیف خاموشی سے بیٹھی تھی۔

"سر سب آچکے ہیں آپ بھی آئیں۔"ایک ایمپلائی نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"چلیے علی میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔"شاہ کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوئے ساتھ میں عالیان اور کیف بھی کھڑے ہوئے۔تینوں ایک ساتھ کانفرنس روم میں آئے تھے جہاں پر سب پہلے سے ہی انتظار میں بیٹھے تھے۔کیف نے ہیلز پہنے تھے ہیلز کی ٹک ٹک پوری کانفرنس روم میں گونج رہی تھی سب کی نظریں اب کیف پر تھیں۔کیف نے ایک نظر شاہ پر ڈال کر چیئر پر بیٹھ گئی ساتھ میں عالیان بھی بیٹھ گئے۔

Clubb of Quality Content

شاہ نے گہری سانس لی اور میٹنگ سٹارٹ کی۔

"میں میٹنگ کا آغاز اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور میں اس ذات کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اتنی عزت دی مجھے سب کچھ دیا جس کی چاہ بہت لوگ کرتے ہیں۔آج کے ہمارے میٹنگ میں میرے دوست میرے ہم نواز اور میرے بچپن کے دوست عالیان کیانی موجود ہیں۔اور آج پہلی بار ہم دونوں نے ایک ساتھ کام کرنا شروع کیا ہے اور میں بہت خوش ہوں اس سے ہماری کمپنی کو بھی فائدہ ہو گا اور عالیان کیانی کو بھی۔تو میٹنگ سٹارٹ کرتے ہیں۔"شاہ نے بارعب آواز سے کہا۔

شاہ کی گہری اور بارعب آواز کانفرنس روم میں گونج رہی تھی۔ ہر کوئی خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔ عالیان مسکراتے ہوئے شاہ کی طرف دیکھ رہا تھا، جبکہ کیف کی نظریں ٹیبل پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کی غیر معمولی خاموشی شاہ کی توجہ بار بار کھینچ رہی تھی، مگر وہ خود کو قابو میں رکھے ہوئے تھا۔

"تو آج کی میٹنگ کے اہم نکات ہم سب کے سامنے رکھے جائیں گے، اور ہمیں اس پروجیکٹ کو بہترین طریقے سے مکمل کرنا ہے،" شاہ نے فائل کھولتے ہوئے کہا۔

عالیان نے آگے بڑھ کر پروجیکٹ کی پریزنٹیشن شروع کی۔ ہر کوئی دھیان سے سن رہا تھا، لیکن شاہ کی نظریں کبھی کبھار کیف کی طرف اٹھ جاتیں، جو کہ حد درجہ پرسکون اور خاموش بیٹھی تھی۔

"کیا ہم سب کا اتفاق ہے اس ڈیل پر؟" عالیان نے سوال کیا۔

سب نے اثبات میں سر ہلایا، لیکن شاہ کی توجہ اب کیف پر تھی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیا ردعمل دیتی ہے۔ کیف نے بے تاثر چہرے کے ساتھ اپنے نوٹس پر نگاہ ڈالی اور سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے، تو یہ پروجیکٹ آفیشلی اسٹارٹ کر دیا جائے گا۔" شاہ نے کہا اور میٹنگ ختم کرنے کا اعلان کیا۔

جیسے ہی سب لوگ اٹھنے لگے، شاہ نے کیف اور عالیان کو روکا۔ "عالیان، ایک منٹ رکیے گا۔" "ہمیں کچھ خاص تفصیلات پر بات کرنی ہے۔" دونوں نے چونک کر اسے دیکھا، اور شاہ نے مسکرا کر کہا۔

کیف کو شاہ کی نظروں سے بے چینی محسوس ہونے لگی، مگر وہ خاموش رہی۔ عالیان نے بات آگے بڑھائی، "جی شاہ، ہم تیار ہیں۔"

"یہ پروجیکٹ ہماری دونوں کمپنیوں کے لیے بہت اہم ہے، اور مجھے امید ہے کہ ہم بہترین کارکردگی دکھائیں گے۔ لیکن..." شاہ نے میز پر ہاتھ رکھ کر دونوں کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

اس نے جان بوجھ کر کیف کی طرف دیکھتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا، شاہ؟" عالیان نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یہی کہ ذمہ داریوں کو سنبھالنے کا حق ہر ایک کو ملنا چاہیے۔" اس کی نظر کیف کے چہرے پر تھی، جو غیر آرام دہ محسوس کر رہی تھی۔

"بالکل،" عالیان نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "کیف اس پروجیکٹ کی جان ہے، آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔"

"مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔" شاہ نے ایک بار پھر گہری نظروں سے کیف کو دیکھا اور کہا۔

"چلیں، کھانا کھلاتا ہوں آپ کو۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، جیسے ہی میٹنگ ختم ہوئی اور سب لوگ کمرے سے باہر جانے لگے۔

عالیان نے قہقہہ لگایا۔ "واہ شاہ! آج آپ کا موڈ کچھ زیادہ ہی اچھا لگ رہا ہے۔" شاہ نے کندھے اچکائے۔

"دوست کو خوش رکھنا بھی تو ضروری ہے،اور ساتھ میں اپنے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا بھی

"کیف، آپ بھی چلیں۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر، مجھے جانا ہے اور ویسے بھی مجھے بھوک نہیں لگی ہے۔" کیف نے مؤدب لہجے میں جواب دیا۔

شاہ، جو قریب کھڑا یہ سب سن رہا تھا، اچانک بول پڑا۔ "یہ کوئی بہانہ نہیں ہوا، بھوک نہ بھی ہو تو ساتھ دینا چاہیے۔ یہ کام کی ٹیم ہے،اور کھانے پر باتیں کرنا بھی پروفیشنلزم کا حصہ ہوتا ہے۔"

"جی سر، لیکن مجھے واقعی کچھ کام ہے۔ آپ لوگ کھائیں، میں بعد میں جوائن کر لوں گی۔" کیف نے نظریں جھکا کر کہا۔

شاہ کی نظریں کیف پر جمی تھیں، مگر اس نے کچھ نہیں کہا اور صرف ہلکا سا سر ہلا دیا۔ جیسے ہی کیف کمرے سے باہر نکلی، شاہ نے ایک گہری سانس لی اور عالیان کی طرف دیکھا، "یہ لڑکی بہت اصول پسند ہے، لیکن اصول کب تک توڑے نہیں جائیں گے، یہ وقت بتائے گا۔"

"شاہ، تم کبھی نارمل بات نہیں کر سکتے کیا؟" عالیان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں ہمیشہ نارمل بات کرتا ہوں، بس سمجھنے والے غیر معمولی ہوتے ہیں۔" شاہ نے مسکرا کر کہا۔

عالیان اور شاہ نے کانفرنس کے بعد ایک ریسٹورنٹ جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ دونوں ایک ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھے،اور آرڈر دیا۔

"یار شاہ، کام کی باتیں چھوڑو، ذرا آرام سے کھاتے ہیں۔ تمہاری سنجیدگی دیکھ کر کبھی کبھی لگتا ہے کہ تمہاری زندگی میں مزاح نام کی کوئی چیز نہیں۔"

"تمہیں لگتا ہے میں مزاح نہیں کرتا؟ مجھے تو تمہاری فضول باتیں ہی مزاح لگتی ہیں۔" عالیان ہنس پڑا۔ شاہ نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

کھانے کے دوران دونوں نے کام کے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی باتیں بھی کیں۔ عالیان نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شاہ کو ہلکے پھلکے مزاح میں الجھانے کی کوشش کی، لیکن شاہ نے اپنی مخصوص سنجیدگی برقرار رکھی۔

"شاہ، تمہارے ساتھ کھانا کھانا بھی ایک طرح کی میٹنگ جیسا ہی لگتا ہے۔ لیکن خیر، یہ بھی مزہ دیتا ہے۔" آخر میں، عالیان نے کہا۔

"تمہارے ساتھ بیٹھ کر کھانے کا مطلع ہے کہ میں کام کے بعد بھی کام کر رہا ہوں۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

دونوں نے قہقہہ لگایا اور ریسٹورنٹ سے باہر نکلے۔

چھوٹے شاہ گھر جا رہا تھا راستے میں ٹریفک ہونے کے وجہ سے گاڑی رکی ہوئی تھی اچانک اسے لگا کہ سامنے ٹیکسی والے کے ساتھ مایا کا گمان ہوا وہ گاڑی سے اترا اور اس کے پاس آیا تو وہ مایا ہی تھی جو کالج

کے یونیفارم میں تھی۔ مایا جس کا آج پہلا پیپر تھا اور پیپر ہونے کے بعد وہ گھر جا رہی تھی جب اس نے چھوٹے شاہ کی آواز سنی اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟" چھوٹے شاہ نے حیرت سے سوال کیا۔

مایا نے چھوٹے شاہ کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے حیرت سے پلکیں جھپکائیں، پھر سنبھلتے ہوئے بولی،

"جی، میں گھر جا رہی ہوں۔ آج میرا پہلا پیپر تھا، ابھی ختم ہوا ہے۔"

"آپ کو ٹیکسی میں دیکھ کر لگا کہ شاید نظر کا دھوکہ ہو۔ لیکن یہ کیا؟ تم اکیلی ہو؟" چھوٹے شاہ نے کچھ لمحے کے لیے اسے غور سے دیکھا، پھر ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں صبح آپی کے ساتھ آئی تھی ابھی وہ مصروف ہے کام میں نہیں آسکتی اس لیے اب میں جا رہی ہوں۔"

"مایا، تم اکیلے سفر کر رہی ہو؟ اور وہ بھی اس وقت؟ یہ بالکل مناسب نہیں۔ آئیں، میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔" چھوٹے شاہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں، شکریہ۔ میں خود چلی جاؤں گی، آپ پریشان نہ ہوں۔" مایا نے فوراً انکار کرتے ہوئے کہا۔

چھوٹے شاہ نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور سخت لہجے میں کہا، "مایا، ضد نہ کریں۔ یہ شہر محفوظ نہیں ہے، اور مجھے سکون نہیں ملے گا جب تک آپ کو خود گھر نہ چھوڑ دوں۔"

Clubb of Quality Content!

مایا نے چند لمحے سوچا، پھر ٹیکسی ڈرائیور کو اجازت دی کہ وہ جا سکتا ہے۔ چھوٹے شاہ نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور کہا۔ "آئیں، بیٹھیں۔"

"آپ کو واقعی زحمت دینے کا ارادہ نہیں تھا، لیکن آپ کے اصرار کے آگے ہار گئی۔" مایا گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولی۔

چھوٹے شاہ نے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "مایا، حفاظت زحمت نہیں ہوتی، اور تم یہ بات سمجھ جاؤ گی۔ ویسے، پیپر کیسا ہوا؟"

"الحمدللہ، بہت اچھا ہوا۔ بس دعا کریں باقی پیپرز بھی ایسے ہی ہوں۔" مایا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دعا بھی کروں گا اور پیپر کے بعد تمہیں ایسے اکیلے نہ چھوڑوں گا۔"

"آپ تو جیسے میرے گارڈین بننے کا مکمل ارادہ رکھتے ہیں۔" مایا نے شرارتاً کہا۔

"شوہر تو ہوں، یہ گارڈین بننا بھی برا نہیں لگے گا۔"

مایا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ اس نے نظریں جھکا کر سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش کی، لیکن چہرے کی مسکراہٹ کو چھپا نہ سکی۔

"آپ ہمیشہ ایسے ہی باتیں کرتے ہیں، یا آج خاص دن ہے؟" مایا نے اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہا،"مایا، خاص تو تم ہو، دن تو بس ویسے ہی گزر رہا ہے۔" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

مایا نے اس کی بات پر سر جھٹکا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ چھوٹے شاہ کی نظروں میں ایک گہری مسکراہٹ تھی، لیکن وہ مزید کچھ نہ بولا۔ گاڑی خاموشی سے منزل کی طرف بڑھتی رہی۔

گھر کے سامنے گاڑی روک کر مایا اتر گئی۔

"آپ اندر آئیں نہ اگر ممی کو پتہ چلا کہ اپ آئے ہیں اور ان سے ملے بغیر چلے گئے تو ناراض ہو جائیں گی۔"

چھوٹے شاہ نے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے مایا کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔"اگر تم کہہ رہی ہو تو پھر چلنا ہی پڑے گا، ورنہ تمہاری ممی سے ناراضگی برداشت نہیں ہو گی۔"

مایا نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"ویسے تمہیں دیکھ کر لگتا ہے، تم اپنی ممی کی چہیتی بیٹی ہو۔" چھوٹے شاہ نے چلتے ہوئے کہا۔

"جی بالکل! اور آپ کو بھی یہ بات جلد سمجھ آ جائے گی۔" مایا نے پیچھے مڑ کر جواب دیا۔

دونوں ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ممی، جو لاونج میں بیٹھی تھیں، ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر مسکرائیں۔

"ارے چھوٹے شاہ! آپ آئے اور مجھے اطلاع بھی نہیں دی؟" ممی نے خوش ہو کر کہا۔

"نہیں آنی، مایا نے زبردستی روک لیا، ورنہ آپ کی ناراضگی کا ڈر تھا۔" چھوٹے شاہ نے شرارت سے کہا۔

"اچھا کیا بیٹا! آئندہ بغیر ملے جانے کی کوشش مت کیجیے گا۔ بیٹھیں، میں چائے بنواتی ہوں۔"

مایا نے جلدی سے کہا، "ممی، میں بنا دیتی ہوں۔ آپ آرام کریں۔"

"اگر مایا چائے بنائے گی تو یقیناً خاص ہو گی، میں انتظار کرتا ہوں۔" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مایا نے شرما کر کچن کی طرف رخ کیا، اور ممی نے چھوٹے شاہ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "مایا نے صحیح کیا کہ آپ کو روک لیا، ورنہ میں واقعی ناراض ہو جاتی!"

اتنے میں مایا دو کپ چائے لے کر آئی، ایک کپ چھوٹے شاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔ "یہ لیجیے، آپ کی اسپیشل چائے!"

چھوٹے شاہ نے مایا کے ہاتھ سے چائے لی اور پینے لگا۔

"میں جانتا ہوں کہ مایا کے ہاتھ کی چائے ہمیشہ سپیشل ہوتے ہیں کیونکہ مایا بھی تو سپیشل ہے نا۔"

"یہ بتاؤ، چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو چاہیے یا چائے کافی ہے؟""

"آنی، مایا کی چائے کے بعد کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔"

"خوش رہو بیٹا۔ آپ دونوں باتیں کریں، میں آتی ہوں۔" ممی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئیں۔

"ویسے تم خوش تو ہو نہ شادی سے۔؟" چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

مایا نے چند لمحوں کے لیے سوچا اور پھر سر اٹھا کر چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا۔ "شادی؟" پھر مسکراتے ہوئے جواب دیا، "ہاں، خوش ہوں۔ لیکن شادی تو بہت ساری تبدیلیوں کا نام ہوتا ہے۔ ایک نئی زندگی کا آغاز، نئے لوگ، نئی ذمہ داریاں۔"

"میں جانتا ہوں، شادی ایک بہت بڑی بات ہوتی ہے۔ لیکن تمہاری خوشی سب سے اہم ہے۔"

"آپ کے لیے خوشی کی باتیں تو سچ میں بہت بڑی ہو گئی ہیں، چھوٹے شاہ!"

"خوشی کا ہر لمحہ بڑی بات ہوتا ہے، چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شادی کی باتیں تو بعد میں، ابھی چائے پیتے ہیں۔" مایا نے چائے کا کپ اٹھایا اور کہا۔

"چلو یہ بھی صحیح ہے۔۔" دونوں ایک ساتھ چائے پینے لگی۔

چائے کا کپ دونوں کے ہاتھوں میں تھا اور خاموشی کا ایک خوبصورت لمحہ تھا۔ مایا کی موجودگی میں سکون محسوس ہوتا تھا، جیسے وقت رک سا گیا ہو۔ چھوٹے شاہ کی نظریں مایا پر ٹکی ہوئی تھیں، دل میں ایک خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی کہ کچھ دنوں میں وہ اس کی زندگی کا حصہ بننے والی ہے۔

"اچھا میں چلتا ہوں مما انتظار کر رہی ہو گی۔"

"کھانا تو کھا لیں نہ۔"

"بھوک نہیں لگی ہے اگر بھوک تھی تو آپ کے بتانے سے پہلے میں کھانے کے لیے کہتا۔"

"اچھا ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا۔"

"تم بھی۔" چھوٹے شاہ آگے بڑھتے ہوئے مایا کے ماتھے پر لب رکھا مایا نے آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو محسوس کیا۔

مایا نے لبوں پر مسکراہٹ رکھتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور چھوٹے شاہ کو جاتے ہوئے دیکھا۔اس کا دل تیز دھڑک رہا تھا، وہ لمحہ کچھ خاص تھا۔ چھوٹے شاہ نے دروازہ کھولا اور مڑ کر کہا، "پھر ملیں گے۔"

"ہاں، پھر ملیں گے۔" مایا نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔

چھوٹے شاہ دروازے کے باہر نکل گیا، اور مایا کچھ لمحے خاموشی سے دروازے کو دیکھتی رہی، دل میں عجیب سی خوشی اور سکون محسوس ہو رہا تھا۔

خالو گھر

آ چکے تھے اور انہوں نے سب کے مشورے پر دو دن بعد نکاح کا کہا۔ دو دن بعد جمعہ تھا، اور سب نے

اس دن کو مبارک سمجھتے ہوئے اتفاق کیا۔ گھر میں نکاح کی تیاریوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ عمائرہ اور ماہین نے شاپنگ لسٹ بنانا شروع کر دی۔

نایاب بیگم اور عائشہ بیگم نے بھی انتظامات کی ذمہ داری سنبھال لی تھی۔ گھر میں خوشی کا ماحول تھا، ہر طرف گہما گہمی اور تیاریوں کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ضرار تو اپنی خوشی چھپائے نہیں چھپا رہا تھا، اور زران اُسے چھیڑنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔

"دیکھ لینا، نکاح کے دن خوشی میں رونا پڑے گا ضرار۔۔!" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہنسی کی باتیں چھوڑیں، کام پر دھیان دیں۔۔!" ضرار نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا، لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ واضح تھی۔

"ویسے عمائرہ میں نے کہا تھا کہ جب میری منگنی ہو رہی ہوگی تو میرا ڈریس گرے ہوگا تو اب بتائیں کہ میں کون سے کلر کا لہنگا لے لوں۔؟ ہاں یاد آیا میں ایسا کرتی ہوں کہ میں ساڑھی لیتی ہوں کیسا رہے گا۔؟" ماہین نے چہکتے ہوئے کہا۔

"چلو ساڑھی بھی صحیح ہے۔ اور کون سے کلر کا پہنو گی۔؟" عمائرہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

ءبلیک یا ریڈ وائن دونوں میں سے کونسا بیسٹ رہے گا۔؟"

"بلیک یا ریڈ وائن؟ دونوں ہی تم پر اچھے لگیں گے، مگر مجھے لگتا ہے ریڈ وائن زیادہ خوبصورت لگے گا۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ریڈ وائن ساڑھی تو واقعی کمال لگے گی، اور پھر اس پر سلور جیولری... واہ!" ماہین نے خود ہی تصور کرتے ہوئے خوشی سے کہا۔

"لیکن ماہین! ساڑھی سنبھالو گی کیسے؟ تم تو ہر وقت بھاگتی پھرتی ہو۔" عمائرہ نے شرارت سے چڑاتے ہوئے کہا۔

"ایسے باتیں نہ کرو، عمائرہ بی بی! تم دیکھنا، نکاح والے دن سب کی نظریں مجھ پر ہوں گی، اور کوئی مجھے بھاگنے کا موقع بھی نہیں دے گا۔" ماہین نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا، جس پر دونوں نے ایک ساتھ ہنسنا شروع کر دیا۔

"اور زران بھائی تو دیکھتا رہ جائے گا ہے نہ۔؟" عمائرہ نے اس کے کندھے پر کندھا مارتے ہوئے کہا۔

"چپ کرو اگر کسی نے سن لیا تو برا ہو جائیگا۔" زران کے نام پر ماہین کا دل دھڑکا تھا۔

"اچھا میں نہ ڈیسائیڈ کیا ہے میں ریڈ وائن کلر لوں گی۔۔"

"ریڈ وائن کلر تو بہت خوبصورت لگے گا، خاص کر نکاح کی تقریب میں۔" عمائرہ نے پرجوش ہو کر کہا۔ "اور ویسے بھی، یہ کلر تمہارے اوپر بہت سوٹ کرے گا۔ میں تو پہلے ہی اندازہ لگا سکتی ہوں کہ سب کی نظریں تم پر ہی ہوں گی۔"

"اور میک آپ بھی ریڈ وائن ڈریس کے حساب سے کرواؤں گی۔ ہلکی جیولری اور اوپر سے ساڑھی کی پلیٹس بھی پرفیکٹ سیٹ کروں گی۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل! اور اگر ریڈ وائن کے ساتھ سلور یا گولڈن کانٹراسٹ رکھو گی تو تمہارا لک پورا شاہی لگے گا۔" عمائرہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، گولڈن جیولری تو میں نے پہلے ہی سوچ رکھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہلکی سا میک اپ، بس لائٹ پنک لپ کلر اور کاجل، کیا خیال ہے؟"

"پرفیکٹ!" عمائرہ نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"ویسے زران بھائی بھی تو حیران رہ جائیں گے نا تمہیں دیکھ کر؟" عمائرہ نے شرارت سے پوچھا۔

"بس کرو! تمہارے باتیں ختم نہیں ہوتیں، کہیں سن لیا تو قیامت آجائے گی!" ماہین نے شرماتے ہوئے کہا اور کمرے سے اٹھ کر جانے لگی، لیکن اس کے چہرے کی مسکراہٹ سب کچھ بیان کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content!

نکاح کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ پورا گھر روشنیوں اور خوبصورت پھولوں سے سجا ہوا تھا۔ دروازے پر جھالر والے فانوس اور رنگ برنگے پھولوں کی سجاوٹ نے ماحول کو دلکش بنا دیا تھا۔ دیواروں پر Fairy Lights کی جھلملاہٹ نے ایک الگ ہی رونق بکھیر دی تھی۔

گھر کے ہر کونے میں کام ہوتا نظر آرہا تھا۔خواتین کچن میں پکوان بنانے میں مصروف تھیں،تو کچھ خواتین نکاح کی رسومات کے انتظامات میں لگی ہوئی تھیں۔لڑکیاں گانے گاتے اور ڈھولک بجاتے ہوئے خوشیوں میں رنگ بھر رہی تھیں۔

نکاح کے کارڈز خوبصورت ڈیزائن کے ساتھ چھپ کر لوگوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔کارڈز کی سادگی اور نفاست سب کو بہت پسند آئی تھی۔

"بھائی،چل ہمارے ساتھ شاپنگ پر۔ہمارا نکاح ہے،کچھ آپ بھی دیکھ لو۔"ضرار نے زران کو راضی کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں تم لوگ جاؤ۔مجھے ویسے بھی ایسی جگہوں پر جانا پسند نہیں۔"زران نے ایک نظر ضرار پر ڈالی اور بیزاری سے کہا۔

"کتنا کھڑوس ہے بندہ!"ماہین نے دھیرے سے کہا لیکن زران نے سن لیا۔وہ گھورتے ہوئے بولا،

"کیا کہا۔؟"

"کچھ نہیں شاہ جی،میں تو بس عمائرہ سے بات کر رہی تھی۔"ماہین نے فوراً بات بدلی اور عمائرہ کے پیچھے چھپ گئی۔

ضرار ہنستے ہوئے بولا۔"چھوڑو،مت آنا۔لیکن بعد میں یہ نہ کہنا کہ مجھے کچھ پتا نہیں چلا۔"

Clubb of Quality Content

"ویسے بھی مجھے کسی چیز کا شوق نہیں ہے۔" زران نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

آخر کار ضرار، عمائرہ اور ماہین شاپنگ کے لیے روانہ ہو گئے۔

"پہلے تو میں اپنے لیے ساڑھی دیکھوں گی۔" ماہین نے چہکتے ہوئے کہا۔

"ہم یہاں اپنے شاپنگ کے لیے آئے ہیں، تمہاری نہیں۔" ضرار نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

"تو کیا ہوا؟ ساتھ میں میری بھی ہو جائے گی، ویسے بھی میں بہن ہوں۔" ماہین نے ناک چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں کون سا کلر پسند ہے؟ تمہارا نکاح ہے، تمہیں سب سے زیادہ خوبصورت لگنا چاہیے۔" ضرار نے عمائرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"وائٹ اور گولڈن، بہت نفیس لگتا ہے۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔

تینوں اس وقت پشاور کے بڑے مال میں تھے۔ شاپنگ کے لیے آئی ہوئی بھیڑ تھی، لیکن ان تینوں کی باتوں اور ہنسی مذاق نے ماحول کو مزید خوشگوار بنا دیا تھا۔

"پہلے میں اپنی ساڑھی دیکھوں گی!" ماہین نے ضدی انداز میں کہا اور کپڑوں کی دکان کی طرف بڑھ گئی۔

Clubb of Quality Content

"ہمارا نکاح ہے، اور تمہاری اپنی شاپنگ ختم نہیں ہو رہی!" ضرار نے اسے چڑاتے ہوئے کہا۔

"ارے ضرار بھائی، میں تو اپنی بہن کے نکاح میں سب سے زیادہ خوبصورت لگوں گی، اس لیے یہ تو میرا حق ہے!" ماہین نے گردن اکڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ہاں چڑیل ہی لگو گی۔" ضرار نے قہقہہ لگایا۔

ماہین نے گھورا۔

"اچھا یہ چھوڑو کپڑے لیتے ہیں۔"

پھر تینوں ایک مشہور بوتیک کے اندر چلے گئے۔

زران کو اچانک مال میں دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔

"یہاں کیسے؟" ضرار نے حیرت سے پوچھا۔

"زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں ممی، بابا اور خالہ کے لیے کپڑے لینے آیا ہوں۔ میرے تو ویسے ہی بہت سے کپڑے ہیں۔" زران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اچھا جی، مطلب ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔؟" ماہین نے شرارتی انداز میں کہا۔

"بالکل، کیونکہ فرق پڑنے کے لیے تمہیں میرے بارے میں سوچنا پڑے گا۔" زران نے جواب دیا، جس پر ماہین کا چہرہ غصے اور شرمندگی سے سرخ ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی، آپ نے صحیح وقت پر انٹری دی ہے، ویسے آپ کو شاپنگ کرتے ہوئے دیکھ کر عجیب سا لگ رہا ہے۔" عمائرہ ہنستے ہوئے بولی۔

"کیوں؟ کیا میں انسان نہیں ہوں۔؟" زران نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

ضرار نے قہقہہ لگایا۔ "زران بھائی کو شاپنگ کرتے دیکھنا واقعی کسی فلم کے سین کی طرح ہے!"

"تم لوگ باتیں کم کرو اور مجھے کپڑے لینے دو۔" زران نے انہیں گھورتے ہوئے کہا اور ایک اسٹور کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ شاہ جی جہاں بھی جاتے ہیں، غصے والا انداز ساتھ لے کر جاتے ہیں!" ماہین نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ کہا تم نے؟" زران نے مڑ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں تو! میں تو عمائرہ سے بات کر رہی تھی۔" ماہین فوراً سنبھل گئی۔

عمائرہ اور ضرار نے اپنی ہنسی دبائی، اور زران کی سنجیدگی کو نظرانداز کرتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔

"عمائرہ، دیکھو نا، یہ ساڑھی کتنی خوبصورت ہے!۔" ماہین نے پرجوش انداز میں کہا۔

زران نے ایک نظر ماہین پر ڈالی جو ساڑھی کو اپنے ساتھ لگا کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔

"ساڑھی تو خوبصورت ہے، لیکن پہننے والی کو بھی سنبھل کر چلنا چاہیے، ورنہ گر گئی تو پورا گھر ملے گا۔" زران نے ہلکے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شاہ جی، آپ کو ہر بات پر تبصرہ کرنا ضروری ہے کیا۔؟" ماہین نے غصے سے زران کی طرف دیکھا۔

"صرف سچ بولتا ہوں۔" زران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"بھائی، آپ تو ہر بار لڑنے کا موقع ڈھونڈتے ہیں۔" عمائرہ نے ہنسی دبائی اور بولی۔

ماہین نے ساڑھی واپس ہینگر پر رکھی اور زران کو گھورتے ہوئے بولی، "آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں ساڑھی میں بھی آپ سے زیادہ بہتر لگوں گی۔"

"چلو پھر، دیکھتے ہیں۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"یہ شاہ جی کہیں بھی ہوں، بس اپنی بات کرنی ہے۔" ماہین نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ان کی باتوں کی عادت ہونی چاہیے، ویسے تم ساڑھی میں واقعی بہت اچھی لگو گی۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

ماہین نے آئینے میں خود کو دوبارہ دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولی، "دیکھنا، نکاح کے دن سب کی نظریں مجھ پر ہوں گی، خاص کر شاہ جی کی!" ماہین نے بڑی خوشی کے ساتھ ریڈ وائن ساڑھی پسند کی، جو نرم ریشمی کپڑے میں جڑاؤ بارڈر کے ساتھ نہایت دلکش لگ رہی تھی۔ ساتھ ہی اس نے اسی رنگ کی ہم رنگ چوڑیاں بھی خرید لیں، جو ساڑھی کے ساتھ مکمل میچ کر رہی تھیں۔ ضرار نے عمائرہ کے لیے نہایت خوبصورت وائٹ اور گولڈن شرارہ خریدا، جس پر باریک گولڈن زری کا کام تھا، جو اسے

نہایت دلکش بنا رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے عمائرہ کے لیے ہم رنگ گولڈن جیولری بھی پسند کی، جس میں جھمکے اور ایک نفیس سا ماتھا پٹی شامل تھی۔

"یہ تمہارے لیے پرفیکٹ ہے، عمائرہ۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا، جس پر عمائرہ نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔

خود کے لیے ضرار نے وائٹ کرتہ اور پاجامہ خریدا، جو اس کی شخصیت پر بہت جچ رہا تھا۔

"بھئی، نکاح میں دولہا بھی کسی سے کم نہیں لگنا چاہیے۔" اس نے شرارت سے کہا۔

زران، جو زیادہ تر خاموش رہا تھا، اس نے اپنے لیے ایک سادہ مگر کلاسک بلیک کرتہ اور پاجامہ پسند کیا۔

"زران بھائی، آپ کا رنگ تو ہمیشہ بلیک ہی ہوتا ہے۔ کبھی چینج کر لیا کریں!" ضرار نے شوخی سے کہا۔

"بلیک میری پہچان ہے، اور مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے۔" زران نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ویسے، شاہ جی بلیک کرتے میں آپ اور بھی زیادہ کھڑوس لگیں گے!" ماہین نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زران نے اسے گھورا، لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔ ضرار اور عمائرہ نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا، جبکہ ماہین نے ہنستے ہوئے کہا، "کچھ بھی ہو، نکاح میں سب کا ڈریس کمال کا ہوگا!"

شاپنگ کے بعد چاروں کیفے میں آکر بیٹھ گئے تھے۔ کیفے کی روشنیوں میں ایک خوبصورت سی خاموشی چھائی ہوئی تھی، مگر ان چاروں کے درمیان چہل پہل عروج پر تھی۔

"یار، کتنی شاپنگ کروائی ہے تم لوگوں نے!" ضرار نے تھکن زدہ انداز میں کہا، لیکن چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔

"ضرار بھائی، آپ کو تو شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہم نے آپ کی جیب کا پورا خیال رکھا!" ماہین نے شرارت سے کہا، جس پر عمائرہ نے بھی ہنسی دبالی۔

"ہاں، اور آپ لوگوں نے جیب کے ساتھ میرا دماغ بھی ہلکا کر دیا ہے۔" ضرار نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

زران خاموشی سے اپنا آرڈر کرتے ہوئے بیٹھا رہا، مگر ماہین نے موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

"شاہ جی، آپ کافی چپ کیوں ہیں؟ شاپنگ کا اثر ہے یا کیفے کا ماحول اتنا سنجیدہ ہے کہ آپ بھی موڈ میں آ گئے؟"

"خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے، ورنہ تمہارے ساتھ بحث کرنی پڑ جائے گی۔" زران نے ایک نظر ماہین کو دیکھا اور کہا۔

"ارے، شاہ جی بحث سے ڈر گئے؟" ماہین نے چیلنجنگ انداز میں کہا۔

"ڈرنے کا سوال ہی نہیں۔ بس، میں فضول باتوں پر وقت ضائع نہیں کرتا۔" زران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اب باتیں کرنا بھی فضول ہو گیا؟ ضرار بھائی، دیکھ لو اپ کے بھائی کتنے سخت ہیں!" ماہین نے ضرار کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"آرڈر کیا کیا جا رہا ہے؟ مجھے تو بہت بھوک لگی ہے۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے بات بدلی۔

"سب کے لیے کچھ نہ کچھ آرڈر کر دیتا ہوں۔ آج کا بل تو زران بھائی دیں گے!" ضرار نے جھٹ سے کہا۔

"کیوں؟" زران نے فوراً پوچھا۔

"کیونکہ آپ سب سے سنجیدہ ہیں اور سنجیدہ لوگ ہمیشہ امیر ہوتے ہیں۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

ماہین اور عمائرہ ہنسنے لگیں، جبکہ زران نے ایک گہری سانس لے کر کہا، "آ جاؤ، تم سب کا کھانا میں ہی کھلاتا ہوں۔"

"یہ ہوئی نا بات!" ضرار نے خوش ہو کر کہا۔

کیفے میں ہنسی اور قہقہوں کا شور بڑھ گیا، اور چاروں نے شاپنگ کی تھکن بھول کر ایک ساتھ وقت کا خوب لطف اٹھایا کھانا کھانے کے بعد چاروں ہنسی مذاق کرتے ہوئے کیفے سے نکلے اور گاڑی میں بیٹھ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں بھی ماہین اور ضرار کے درمیان نوک جھونک چلتی رہی جبکہ زران ڈرائیونگ کرتے ہوئے خاموش رہا، کبھی کبھار ماہین کی باتوں پر ہلکا سا مسکرا دیتا۔

گاڑی گھر کے سامنے رک گئی۔ سب نے ایک ساتھ اتر کر اندر قدم رکھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی عائشہ بیگم اور نایاب بیگم نے انہیں دیکھ کر کہا۔

"آ گئے تم لوگ؟ کیسی رہی شاپنگ؟"

"بہت مزے کی رہی خالہ، اور ضرار بھائی نے پورا دن ہمارے نخرے اٹھائے۔" ماہین نے شرارت سے کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے، خالہ۔ یہ تو بس میرے سر پر سوار تھیں۔" ضرار نے دفاع کیا۔

"چلو، اب سب اپنے اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ کل بہت کام کرنا ہے نکاح کی تیاریوں کا۔" نایاب بیگم نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

سب ہنستے مسکراتے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔ گھر میں نکاح کا جوش اور خوشی ہر طرف محسوس ہو رہی تھی۔

آج نکاح کا دن تھا، پورا گھر خوشیوں سے جھوم رہا تھا۔ ہر طرف گہما گہمی تھی، تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ عمائرہ کے کمرے میں اسے تیار کیا جا رہا تھا۔ سفید اور سنہری شرارے میں وہ بے حد حسین

لگ رہی تھی۔اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اور گھبراہٹ دونوں موجود تھیں۔ماہین اس کے ساتھ کھڑی اس کا دوپٹہ سنوار رہی تھی۔

"عمائرہ، تم اتنی خوبصورت لگ رہی ہو کہ ضرار بھائی تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔" ماہین نے شرارت سے کہا۔

"بس کردو، ماہین۔" عمائرہ نے شرماتے ہوئے کہا اور نظریں جھکا لیں۔

دوسری طرف ضرار بھی اپنے کمرے میں سفید کُرتے اور پاجامے میں تیار ہو رہا تھا۔زران نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا،

"ضرار، آج تو لگ رہا ہے کہ تم واقعی دلہا ہو۔ویسے نروس تو نہیں ہو؟"

"نروس؟ میں؟ بالکل نہیں۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن اس کی آنکھوں میں کچھ اور ہی کہانی تھی۔

ماہین اپنے کمرے میں آئی تھی اور تیار ہو رہی تھی اس نے الماری کھولی تو اس میں ساڑھی نہیں تھی اس نے پورے روم میں چیک کیا لیکن ساڑھی نہیں تھی اچانک اس کی نظر گرے ڈریس پر پڑی تھی اس نے جلدی سے اٹھایا اور دیکھا تو وہ خوبصورت گرے رنگ کا فراک تھا۔اور یہ وہی فراک تھا جس کو لینے کا آرمان تھا لیکن ماہین نے فراک کو بیڈ پر رکھ کر کمرے سے نکل آئی اور ہر کسی سے پوچھنے لگی

ہر جگہ تلاش کیا لیکن اسے ساڑھی کہیں نہیں ملی تھک ہار کر اپنے کمرے میں آئی تھی اور وہی فراک کو دیکھا اور پہننے کا فیصلہ کیا اس نے دیکھا کہ سیم چوڑیاں بھی تھیں اور ہیلز بھی۔

ماہین نے گرے رنگ کا فراک پہنا اور سیم چوڑیاں اور ہیلز بھی لگا لیں۔ جب اس نے آئینے میں خود کو دیکھا تو وہ دنگ رہ گئی، فراک نے اس کی شخصیت کو نکھار دیا تھا اور وہ خود کو بہت خوبصورت محسوس کر رہی تھی۔ اس کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

خود پر الودائی نظر ڈالتے ہوئے وہ کمرے سے نکل آئی اور ماہین عمائرہ کے کمرے میں آئی اور دروازہ کھولتے ہوئے کہا، "کیسی لگ رہی ہوں؟" اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی اور چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ عمائرہ نے سر اٹھایا۔

"بہت خوبصورت لیکن آپ کو ساڑھی نہیں ملی۔؟؟" ماہین نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر یہ ڈریس کہاں سے آیا۔؟"

"میں نہیں جانتی کہ یہ کہاں سے آیا لیکن مجھے لگتا ہے شاپ میں رہ گئی ہو گی۔"

"تو پھر یہ کہاں سے آیا۔؟"

"یہی تو مجھے نہیں پتا لیکن خیر جو بھی ہے یہ بھی اچھا ہے۔" ماہین گول گول گھومنے لگی۔

زران بلیک کرتے اور پاجامے میں آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے بالوں کو احتیاط سے سیٹ کیا تھا، جو اوپر کی طرف اسٹائل کیے گئے تھے۔ ہلکی داڑھی اور نفاست سے ترشی ہوئی مونچھیں اس کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وجیہہ چہرے کو مزید نمایاں کر رہی تھیں۔ گہرے سرخ آنکھیں اس کے سنجیدہ اور باوقار انداز کو مزید گہرا کر رہی تھیں۔

وہ آئینے میں خود کو غور سے دیکھ رہا تھا، جیسے یہ یقینی بنانا چاہتا ہو کہ آج وہ کسی بھی لحاظ سے کم نہ لگے۔

ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی، جو پل بھر میں غائب ہو گئی۔

"بس، سب تیار ہے..." زران نے خود سے کہا اور ایک آخری بار اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو ٹھیک کرتے ہوئے باہر نکلنے کے لیے دروازے کی طرف بڑھا۔

گھر کے صحن میں نکاح کا انتظام کیا گیا تھا۔ سفید پھولوں کی سجاوٹ اور سنہری روشنیوں نے ماحول کو دلکش بنا دیا تھا۔ سب مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

نایاب شاہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔ "دلہن تیار ہوئی کہ نہیں؟" ان کے ساتھ عائشہ بیگم بھی تھیں، جن کے چہرے پر خوشی اور آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔

عائشہ بیگم نے آگے بڑھ کر عائرہ کو محبت سے گلے لگا لیا۔ عائرہ کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں، چہرے پر حیا کی سرخی تھی۔ اس نے وائٹ اور گولڈن رنگ کا خوبصورت شرارہ پہنا تھا، جو اس پر قیامت ڈھا رہا تھا۔ شرارے کے ساتھ سرخ جالی دار دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، جس کے کناروں پر نفیس کڑھائی اور درمیان میں "ضرار کی دلہن" سنہری دھاگوں سے لکھا ہوا تھا۔

نایاب شاہ نے عمائرہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا، "ماشاءاللہ، میری بیٹی تو چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔"

عائشہ بیگم نے عمائرہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا، "میری دعا ہے کہ یہ مسکراہٹ ہمیشہ تیرے چہرے پر رہے۔"

"اچھا اب چلیے، دلہن کو نیچے لے جانے کا وقت ہے۔" نایاب بیگم نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

عمائرہ کے دائیں جانب عائشہ بیگم اور بائیں جانب ماہین کھڑی تھیں۔ دونوں نے اسے نرمی سے سہارا دیا اور اٹھایا۔ عمائرہ کے چہرے پر شرم وحیا کی لالی تھی، نظریں جھکی ہوئی تھیں، قدم آہستہ آہستہ بڑھ رہے تھے۔ نایاب بیگم آگے آگے چل رہی تھیں، جبکہ باقی لڑکیاں چادر تھامے ان کے پیچھے چل رہی تھیں۔ وہ چادر نہایت خوبصورت تھی، جس پر نفیس کام کیا گیا تھا اور نیچے عمائرہ اپنی چمکتی ہوئی زیورات اور لباس میں کسی پری جیسی لگ رہی تھی۔

ہر قدم پر ہلکی ہلکی گونجتی ہنسی اور دعائیں عمائرہ کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ عائشہ بیگم نے عمائرہ کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا اور آہستگی سے کہا۔

"میری بچی، اللہ تجھے ہر خوشی دے۔" ماہین، جو ساتھ چل رہی تھی، بار بار محبت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

عمائرہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔ہال میں موجود سب کی نظریں دلہن کی جانب اٹھ گئیں،ماحول پر ایک خوبصورت سی خاموشی چھاگئی تھی۔ضرار کی نظریں دور سے عمائرہ کو تلاش کر رہی تھیں۔اگرچہ وہ چہرہ واضح طور پر نہیں دیکھ پایا تھا،لیکن پھر بھی اس کے لبوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ آگئی تھی،جیسے اس نے دل ہی دل میں تسلیم کرلیا ہو کہ یہ لمحہ اس کی زندگی کا سب سے خاص لمحہ ہے۔

زران،جو ایک طرف کھڑا تھا،کی نظر اچانک ماہین پر پڑی۔وہ گرے فراک میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔زران نے غیر ارادی طور پر اسے سر سے پیر تک دیکھا اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔یہ مسکراہٹ اتنی غیر متوقع تھی کہ ماہین نے حیرت سے اسے دیکھا۔زران کی نظریں جب اپنی طرف اس طرح ٹکی ہوئیں دیکھیں تو وہ مزید حیران رہ گئی۔

ماہین نے جلدی سے نظریں جھکالیں،دل کی دھڑکنوں کو قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے۔وہ لمحہ ایک پل کے لیے دونوں کے درمیان ایک خاموش مکالمے جیسا تھا،جس میں بہت کچھ کہنے اور سننے کو باقی تھا،مگر دونوں ہی خاموش تھے۔زران نے نظریں ہٹائے بغیر اپنی مسکراہٹ برقرار رکھی،جیسے ماہین کی الجھن اس کے لیے مزید دلچسپی کا باعث بن رہی ہو۔

مولوی آچکے تھے ان کے ساتھ یاسر شاہ(ضرار کے والد) بیٹھے تھے۔ہال میں ایک خاص خاموشی چھائی ہوئی تھی،جسے صرف مولوی صاحب کی سنجیدہ آواز اور قرآن کی تلاوت کا سکون بخش لہجہ توڑ

رہا تھا۔ سفید پردے کے پیچھے ضرار اور عمائرہ آمنے سامنے بیٹھے تھے، دونوں کے درمیان وہی جالی دار پردہ تھا، جسے سفید اور گولڈن لائٹس نے مزید حسین بنا دیا تھا۔ اس کے ارد گرد پھولوں کی سجاوٹ نے اس لمحے کو مزید دلکش بنا دیا تھا۔

ضرار کی نظریں سامنے موجود جالی دار پردے سے اس پار عمائرہ کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا سکون تھا، ایک اطمینان کہ وہ لمحہ قریب ہے جب وہ ہمیشہ کے لیے عمائرہ کا ہو جائے گا۔

دوسری طرف عمائرہ اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے بیٹھی تھی، ہتھیلیوں پر سجی مہندی میں ضرار کا نام واضح دکھائی دے رہا تھا۔ دل کی دھڑکنیں تیز تھیں مگر چہرے پر شرمیلی سی خاموشی طاری تھی۔

یاسر شاہ، جو نکاح کی گواہی دینے کے لیے بیٹھے تھے، بہت مطمئن اور خوش دکھائی دے رہے تھے۔

مولوی صاحب نے ضرار کی طرف رخ کرتے ہوئے نکاح کے کلمات شروع کیے۔

بیٹھے سب کی آنکھوں میں خوشی جھلکنے لگی۔ عمائرہ نے اپنی جگہ دل کی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کی۔

تین بار کلمات دہرائے گئے، اور ہر بار ضرار اور عمائرہ نے مضبوطی اور شرمگیں انداز میں جواب دیا۔

نکاح مکمل ہونے پر ہال تالیوں اور دعاؤں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ سفید پردے کے پار دونوں کی زندگی کا نیا سفر شروع ہو چکا تھا۔

"کافی اچھی لگ رہی ہو میرے رنگ میں۔" زران جو ساری کاروائی میں ماہین کے پیچھے کھڑا تھا اس کے مزید قریب آتے ہوئے کہا۔

ماہین نے رخ موڑتے زران کے جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ تھا۔ماہین کا دل دھڑکا تھا۔"ایک جب بھی یہ بندہ سامنے ہوتا ہے جو دل قابو میں نہیں ہوتا۔" ماہین کے دل نے سرگوشی کی تھی۔

"کیا مطلب آپ کا رنگ۔؟" ماہی دھڑکتے دل کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ کافی اچھی لگ رہی ہو۔" زران نے پھر سے کہا۔ماہین نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"شاہ جی آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔؟ کہی بخار تو نہیں چڑھا۔؟" ماہین کو یقین نہیں آرہا تھا کہ زران اس کی تعریف کر سکتے ہیں۔

"طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے، لیکن لگتا ہے تمہیں یقین کرنے میں مسئلہ ہو رہا ہے۔" زران نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ ماتھے سے ہٹایا۔ماہین نے خجل ہو کر فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور نظریں چُرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"شاہ جی، آپ مذاق کر رہے ہیں، نا؟" ماہین نے سنجیدہ لہجے میں کہا، مگر اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"مذاق کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جو حقیقت ہے وہی کہہ رہا ہوں۔" زران نے جھک کر ماہین کو بغور دیکھا۔ "ویسے بھی سچ بات کہنے کی عادت ہے مجھے۔"

ماہین نے غصے سے زران کی طرف دیکھا، مگر اس کی نظریں زیادہ دیر تک زران کی آنکھوں کا سامنا نہ کر سکیں اور وہ فوراً رخ پھیر کر بولی، "آپ کا سچ بہت خطرناک ہے۔ آئندہ ایسی باتیں نہ کریں۔"

"کیوں؟ سچ سے ڈر لگتا ہے تمہیں؟" زران نے شرارت سے پوچھا۔

"نہیں، سچ سن کر لوگ غلط سمجھتے ہیں۔" ماہین نے سنجیدگی سے کہا اور تیزی سے وہاں سے جانے لگی۔

"ماہی!" زران نے پہلی بار اسے نام سے پکار کر آواز دی۔

"اب کیا ہے؟" حالانکہ پہلی بار اس کے منہ سے اپنا نام سن کر اسے اپنا نام بہت پیارا لگا تھا۔ ماہین نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

"اگلی بار بھی تمہیں اپنے رنگ میں ہی دیکھنا چاہوں گا۔" زران نے پھر سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہین نے ایک لمحے کو حیران ہو کر زران کو دیکھا اور پھر تیزی سے قدم بڑھا لیے۔ اس کا دل بے قابو ہو رہا تھا، اور زران کی مسکراہٹ اس کے دماغ میں گونج رہی تھی۔

عمارہ اب کافی بہتر ہو چکی تھی۔ وہ ایسی تھی کہ بیمار ہونے کے باوجود بھی آرام سے نہ لیٹتی بس پورے گھر میں گھومتی رہتی تھی۔ اب بھی وہ بضد تھی کہ اسے کیفو کے پاس جانا ہے اگر وہ نہیں جاسکتی تو کیفو کو یہاں بلالیں مگر یہ ممکن نہ تھا کیونکہ کیفو تو بیزی تھی اور عمارہ بیمار تھی۔ چھوٹے شاہ ابھی گھر آئے تھے عمارہ کو ایسے منہ پھولاتے دیکھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا میری جان اتنی اداس کیوں ہے۔؟" چھوٹے شاہ نے اس کے ننھے سے گال کھینچے تھے۔ اس کے سرخ گال عمارہ کو مزید کیوٹ بنارہی تھی۔ عمارہ نے بلیک فراک پہنا تھا اور دو چھوٹے چھوٹے پونی کیے ہوئے تھے۔

"مجھے کیفو کے پاس جانا ہے کوئی مجھے نہیں لے کر جارہے۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔" عمارہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اچھا سنو ایک کام کرو پھر کیف ہمیشہ کے لیے ادھر آجائیں گی کرو گی۔۔؟؟"

"کیا چاچو۔؟" عمارہ نے چہکتے ہوئے کہا۔

"بابا سے کہو کہ کیفو سے شادی کریں کیفو آپ کی ممی بن جائی گی اور وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی۔"

"کیا سچ میں کیفو اور میری ممی۔؟" چھوٹے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"واہ چاچو آپ بہت اچھے ہیں۔" عمارہ نے چھوٹے شاہ کے گال چومتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"میری پیاری عمارہ بھی بہت خوبصورت ہے۔"

"اچھا چاچو میں بابا کو کہہ دوں گی اور بابا بات مانیں گے۔؟"عمارہ کو اب یہ بات ستانے لگی۔

"بابا عمارہ کی بات نہیں ٹالتے۔"چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پتہ ہے بابا کل سے تو مجھے سکول بھی جانا ہو گا۔"عمارہ نے خوشی سے کہا تھا۔

"ہاں بیٹا پتہ ہے اب آپ پانچ سال کی ہو اور سکول تو جانا پڑے گا۔پڑھنا پڑے گا پھر آپ نے بڑی ہو کر ڈاکٹر بننا ہے اور اپنے چاچو کا مفت میں علاج کرنا ہے۔"

"ہاہا، بالکل مفت میں علاج کروں گی، لیکن تب آپ کو چاکلیٹ دینی پڑے گی۔"عمارہ نے شوخی سے کہا اور چھوٹے شاہ نے قہقہہ لگایا۔

"چاکلیٹ تو روزانہ ملے گی، میری ڈاکٹر صاحبہ۔"چھوٹے شاہ نے محبت سے کہا اور عمارہ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

"لیکن چاچو، بابا کو منانا مشکل ہے، وہ ہمیشہ سیریس رہتے ہیں۔"عمارہ نے فکر مند ہو کر کہا۔

"ارے نہیں، آپ بس بابا کے پاس جا کر بات کرنا، وہ ضرور مانیں گے۔"چھوٹے شاہ نے اسے یقین دلایا۔

"پکا؟"

"بلکل پکا، شرط لگا لو!"چھوٹے شاہ نے مزاحیہ انداز میں کہا، جس پر عمارہ ہنسنے لگی۔

"ٹھیک ہے، آج بابا سے بات کروں گی۔ بابا نے ہاں کردی تو کیفو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔"
عمارہ کی خوشی دیدنی تھی۔

چھوٹے شاہ نے محبت سے عمارہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بولا، "میری جان سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم بابا سے بات کرو، باقی میں دیکھ لوں گا۔"

عمارہ نے خوش ہو کر چھوٹے شاہ کو دوبارہ چوم لیا، جیسے آج اس نے ایک بڑا راز جان لیا ہو۔ "چاچو، آپ دنیا کے سب سے اچھے چاچو ہیں۔"

"اور میری عمارہ دنیا کی سب سے پیاری بچی ہے۔" چھوٹے شاہ نے محبت سے کہا۔

دونوں کی باتوں سے گھر میں خوشگوار سی رونق آگئی تھی۔ عمارہ اب پر جوش تھی کہ وہ کیفو کو ہمیشہ کے لیے اپنے پاس لے آئے گی۔

Clubb of Quality Content

کیف نے جیسے ہی گھر میں قدم رکھا، وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی اور دروازہ بند کر لیا۔ وہ غصے اور بے بسی سے کانپ رہی تھی۔ آج وہ خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی۔ جتنا مضبوط اور خوددار چہرہ وہ دنیا کے سامنے لے کر چلتی تھی، آج وہ نقاب جیسے گر گیا تھا۔

اس نے اپنی چادر اور بیگ ایک طرف پھینکا اور زمین پر بیٹھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جنہیں وہ روکنا چاہتی تھی، مگر نہ روک سکی۔

"کیوں؟ ہمیشہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟" وہ خود سے سوال کرنے لگی۔

گزشتہ سالوں میں جتنا اس نے خود کو سنبھالا تھا، ایک ایک ٹوٹے ہوئے حصے کو جوڑ کر چلنا سیکھا تھا، آج وہ ریت کے ذروں کی طرح بکھر گئی تھی۔ وہ مضبوطی جس پر وہ ناز کرتی تھی، آج اس کا مذاق بن رہی تھی۔

وہ گھٹنوں پر سر رکھے رو رہی تھی۔

دروازہ ناک ہونے پر اس نے جلدی سے آنسو پونچھے تھے اور موبائیل نکال کر عالیان کے نمبر پر میسج کیا۔

"آپی آپ اتنی جلدی آگئی خیریت۔؟" مایا اندر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ سر میں درد تھا اس لیے جلدی آگئی۔"

"کھانا لے کر آؤ۔؟"

"نہیں بھوک نہیں ہے۔"

"چائے۔؟"

"نہیں ابھی کچھ کھانے کو دل نہیں کر رہا بس سونا چاہتی ہوں۔" کیف نے گہری سانس لی۔

"اچھا یہ بتاؤ پیپر کیسا تھا۔؟"

"بہت ہی زبردست۔" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"چلو شکر ہے کل کے پیپر کے لیے بھی تیاری کرو۔"

"جی آپی چلیں آپ آرام کریں میں تھوڑا پڑھ لیتی ہوں۔" مایا اٹھ کر کھڑی ہوئی اور کمرے سے جانے لگی۔

کیف نے گہری سانس لی اور بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں موندے گئی۔

کیف کا دل بوجھل تھا، اور اس کی آنکھوں میں ایک ایسی مایوسی تھی جسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل تھا۔ وہ خود سے سوال کر رہی تھی، لیکن اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کی زندگی میں ایک بار پھر وہ لمحہ آیا تھا جب سب کچھ بکھر رہا تھا، اور وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"کیا میں ہمیشہ اسی طرح تکلیفوں میں گھری رہوں گی؟" کیف نے خود سے کہا، اور پھر اس نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے۔ اس کی ہمت کا قلعہ بھی آج ٹوٹ چکا تھا، لیکن پھر بھی وہ خود کو سمجھاتی رہی کہ اسے آگے بڑھنا ہے۔ اسے کسی کے لیے نہیں، بلکہ اپنے لیے لڑنا ہے۔

شاہ جیسے ہی گھر آیا، عمارہ فوراً اس کے پاس دوڑ کر آئی۔ اس کے چہرے پر خوشی کی جھلک تھی، جیسے وہ کسی بڑی خوشخبری کا انتظار کر رہی ہو۔

"بابا! بابا!" عمارہ نے خوش ہو کر کہا اور شاہ کی طرف لپک کر اس کی ٹانگوں کو پکڑ لیا۔

"کیا ہوا میری جان، آج اتنی خوش کیوں ہو؟" شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھایا اور گود میں بٹھا لیا۔

"کیونکہ میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔"

"کیا بات کرنی ہے میری گڑیا کو۔؟"

"بابا آپ نہ پہلے کھانا کھالیں پھر آرام سے بات کریں گے۔" عمارہ نے بڑوں کی طرح کہا تھا بڑے شاہ اپنے مسکراہٹ کو دبا نہیں پایا۔

"ہاں، ہاں، پہلے کھانا کھالیتا ہوں، پھر تمہاری بات سنوں گا، میری بیٹی!" شاہ نے ہنستے ہوئے کہا اور عمارہ کو گود میں اُٹھا کر کمرے کی طرف چل پڑا۔

عمارہ نے خوش ہو کر کہا، "چلیں بابا، جلدی سے کھائیں، پھر میں آپ کو سب کچھ بتاؤں گی!" اس کی آنکھوں میں چمک تھی جیسے وہ کوئی بڑی بات کرنے والی ہو۔

شاہ نے اس کی معصومیت کو دیکھتے ہوئے کہا، "اچھا تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہاری بات بہت اہم ہے؟" وہ تھوڑا سا چمکتے ہوئے بولا۔

"جی بابا، بہت اہم ہے!" عمارہ نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا، جس پر شاہ مزید ہنسا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلیں پھر، پہلے کھانا کھاتے ہیں اور پھر میری بڑی بیٹی کی بڑی بات سنیں گے!" شاہ نے اسے مزید گود میں اُٹھا کر کھانے کی طرف روانہ ہونے سے پہلے اس کی پیشانی پر پیار کیا۔ شاہ بیگم اور چھوٹے شاہ بھی کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔

بڑے شاہ، آپ نے عمارہ کو بہت خوش کر دیا ہے۔"

چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا۔

"وہ خوش رہتی ہے تو مجھے بھی سکون ملتا ہے۔" بڑے شاہ نے اس کی بات سنی اور مسکرا کر جواب دیا۔

"بابا پلیز آپ جلدی کھانا کھالیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔" بڑے شاہ کو باتیں کرتے دیکھ کر عمارہ نے خفگی سے کہا۔

"اچھا اچھا کھا تو رہا ہوں میری گڑیا۔" بڑے شاہ کھانا کھانے لگے۔

"ایسی کون سی بات ہے جو صرف بابا کو بتانی ہے ہمیں نہیں۔؟" شاہ بیگم نے عمارہ سے پوچھا۔

"دادی میں آپ کو بتاؤں گی لیکن پہلے بابا کو بتانا ضروری ہے۔"

"چلیں ٹھیک ہے اب تم بھی کھانا کھالو اور بابا کو بھی کھانے دو۔" عمارہ نے ہاں میں سر ہلایا اور کھانے لگے۔ کچھ ہی دیر میں سب نے کھانا کھایا تھا۔

بڑے شاہ نے عمارہ کو گود میں اٹھا کر اپنے کمرے میں آیا اور اس کو بیڈ پر بٹھا کر خود بھی بیٹھ گئے۔

Clubb of Quality Content

"اچھا اب بتاؤ میری گڑیا آپ کو مجھ سے کیا بات کرنی تھی۔؟"

"بابا آپ کیفو سے شادی کریں اور کیفو کو میری ممی بنادے۔"

بڑے شاہ کا دل ایک لمحے کے لیے رک گیا، اور وہ حیرانی سے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگے۔اس کی بات نے اس کے اندر ایک عجیب سی کیفیت پیدا کر دی تھی۔

"یہ کس نے کہا آپ سے۔؟ چاچو نے۔؟" عمارہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا چھوٹے شاہ نے اسے منع کیا تھا کہ اس کا نام نہیں لے گی ورنہ پھر بابا بات نہیں مانیں گے۔

"دیکھو میری گڑیا میری بات سمجھنے کی کوشش کرو یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔۔"

"کیوں آسانی نہیں ہے بابا ان کے گھر جائیں اور کیفو کو یہاں لے کر آئیں اس طرح وہ میری ممی بن جائیں گی اور ہمیشہ کے لیے یہاں رہے گی۔" عمارہ نے جیسے اسے حل بتایا۔

بڑے شاہ نے عمارہ کی بات سنی اور پھر اسے پیار سے گود میں اُٹھا کر کہا۔

"بیٹا، تم بہت ذہین ہو، لیکن کچھ باتیں ہیں جو وقت کے ساتھ سمجھنی پڑتی ہیں۔ زندگی میں کچھ فیصلے فوری نہیں ہوتے، ان کے لیے کچھ وقت چاہیے ہوتا ہے۔"

عمارہ نے سر ہلایا، مگر پھر بھی وہ ضدی تھی۔ "بابا، آپ کو کیفو سے شادی کرنی چاہیے۔ وہ بہت اچھی ہیں، اور میں انہیں اپنی ممی بنانا چاہتی ہوں۔"

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا، "بیٹا، میں جانتا ہوں کہ کیف تمہیں بہت پسند ہیں اور تمہاری دل کی خواہش ہے کہ وہ تمہاری ممی بنیں، مگر زندگی میں کچھ فیصلے دو لوگوں کے بیچ ہوتے ہیں۔ مجھے اور کیف کو خود فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔"

"تو پھر آپ کیفو سے بات کیوں نہیں کرتے؟" عمارہ نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔

بڑے شاہ نے اسے پیار سے گود میں اُٹھالیا اور کہا، "ہم سب کو اپنے فیصلے سوچ سمجھ کر کرنے ہوتے ہیں۔ تمہاری خوشی میرے لیے سب سے اہم ہے، اور میں تمہیں کبھی بھی دکھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اور سب سے اہم بات کہ وہ مجھ سے شادی کے لیے کبھی نہیں مانیں گی۔

"مگر کیوں بابا آپ تو اتنے اچھے ہیں۔"

"کوئی ان سے جاکر پوچھے کہ میں کتنا اچھا ہوں۔۔" بڑے شاہ بڑبڑائے تھے۔

عمارہ نے بڑے شاہ کی بات سنی اور پھر سر جھکایا۔

"مگر بابا، کیفو کو تو آپ بہت پسند کرتے ہیں، پھر کیوں وہ نہیں مانیں گی؟"

"بیٹا، کچھ باتیں ہیں جو ہم شاید فوراً نہیں سمجھ پاتے، لیکن وقت کے ساتھ سب کچھ واضح ہو جاتا ہے۔

بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور عمارہ کو پیار سے گود میں اُٹھایا۔

عمارہ نے پھر بھی کچھ نہ کہا، بس اپنے بابا کی گود میں سر رکھ کر خاموش ہوگئی۔

بڑے شاہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"تم بہت پیاری ہو میری گڑیا، لیکن ہمیں اپنی خوشی کے فیصلے خود کرنے ہوں گے، کبھی کبھی دوسروں کی خوشی کے لیے ہمیں خود قربانی دینی پڑتی ہے۔"

"تو آپ مجھے وعدہ کریں گے کہ آپ کیفو سے بات کریں گے ؟"عمارہ نے نظر اٹھا کر بڑے شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم دیکھیں گے، لیکن تمہیں یہ سمجھنا ہو گا کہ زندگی میں سب کچھ فوراً نہیں ہوتا،اور ہر چیز کے لیے وقت چاہیے ہوتا ہے۔" بڑے شاہ نے مسکرا کر کہا۔

عمارہ نے سر ہلایا اور پھر دوبارہ اپنی آنکھیں موند کر آرام سے لیٹ گئی، جیسے کہ وہ تھوڑا سمجھ گئی ہو، لیکن دل میں پھر بھی ایک امید چھپی ہوئی تھی کہ ایک دن اس کا خواب حقیقت بنے گا۔

"کس کی کال تھی ممی۔۔؟"شاہ بیگم کو کال پر باتیں اور کال کاٹتے دیکھ کر بڑے شاہ نے پوچھا۔

کیف کی ماں تھی۔ کیف کا نام سن کر وہ سیدھا بیٹھ گیا۔

"کیا کہا۔؟"

"میں نے سوچا تھا کہ آپ ہاں کرو گے تو میں آپ کے لیے کیف کی بات کروں گا لیکن آپ ہر بار منع کرتے رہے میں نے بھی آخر خاموشی اختیار کی۔" بڑے شاہ حیرت میں تھے کہ ممی نے ایسا سوچا تھا۔

"ممی آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔؟"زران نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"یہی کہ کیف کے لیے رشتہ آیا ہے اور لوگ بہت اچھے ہیں اس کی امی راضی ہے بس کیف ہاں کردے تو بات پکی ہو جائیگی۔" شاہ بیگم نے بات مکمل کی تو کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ بڑے شاہ کی نظریں کسی ایک جگہ جم گئیں جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہے ہوں۔ وہ ایک دم سکتے میں آگیا تھا۔اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔

اس نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ یہ دن بھی آئیگا۔

ہاں وہ بھول گیا تھا کہ اس کی بھی شادی ہو گی۔

"رشتہ؟" اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا، لیکن آواز مدھم تھی۔

"ہاں بیٹا، اور لڑکا بھی اچھا ہے۔" شاہ بیگم نے بات دہرائی۔

بڑے شاہ کی سانسیں بھاری ہو رہی تھیں۔اس کا دل جیسے مٹھی میں آگیا تھا۔وہ کیف کو کسی اور کے ساتھ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ایک لمحے کے لیے اسے لگا جیسے وہ سب کچھ کھو دے گا، جو کچھ بھی اس کے دل کے قریب ہے۔

"کیف نے ہاں کی۔۔؟" بڑے شاہ نے دھیرے سے سوال کیا، نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں۔

"نہیں، ابھی نہیں۔ لیکن شاید وہ ہاں کہہ دے۔" بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور کھڑا ہو گیا۔

اس کے دل و دماغ میں طوفان مچا ہوا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" شاہ بیگم نے حیرانی سے پوچھا۔

"کام ہے کچھ... باہر جا رہا ہوں۔" بڑے شاہ نے بمشکل جواب دیا اور کمرے سے نکل گیا۔

اپنے کمرے میں آکر وہ دروازہ بند کر کے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ گہری سانسیں لیتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ دل جیسے مٹھی میں آگیا تھا، دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں۔ آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ کسی اپنے پیارے کو کسی اور کا دیکھنا کتنا مشکل ہے۔

"نہیں... آپ کسی کی نہیں ہو سکتی... میں آپ کو کسی کا ہونے نہیں دوں گا!"

وہ بے اختیار بڑبڑایا، اس کے ہاتھ مٹھیوں میں بند تھے اور آنکھوں میں ایک عجیب سی وحشت تھی۔

وہ کمرے میں بے چینی سے ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا، جیسے کسی سوچ سے جنگ کر رہا ہو۔

"کیف... آپ صرف میری ہیں، ہمیشہ سے۔ میں نے اپنی غلطی سے آپ کو دور جانے دیا، لیکن اب نہیں... اب اور نہیں۔"

اس کے لفظوں میں جنون جھلک رہا تھا۔ وہ اپنے دل میں اٹھتے طوفان کو مزید روک نہیں پا رہا تھا۔

اچانک وہ رکا، اس کی سانسیں تیز چل رہی تھیں۔

"مجھے کچھ کرنا ہوگا، ابھی... فوراً۔ ورنہ وہ مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گی۔"

یہ سوچ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اگر آج وہ نہ گیا، اگر آج اس نے اپنی محبت کا اعتراف نہ کیا، تو وہ زندگی بھر پچھتائے گا۔

بساطِ عشق پہ دل کا وزیر قربان ہوا،

محبت کی جنگ میں ہر آرمان بے جان ہوا

چلے تھے جیتنے وفا کی بازی مگر،

قسمت کے ہاتھوں ہر خواب ویران ہوا۔

"کیف بیٹا عالیان کی ممی نے مجھے دو بار کال کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ میں انہیں کیا بتاؤں۔؟" کھانا کھانے کے بعد کیف کی امی نے کیف کو مخاطب کیا۔

"امی پلیز مجھے ٹائم دے دو مجھے سوچنے کی ضرورت ہے اپ انہیں بتائیں کہ سوچنے میں ٹائم لگتا ہے۔"

"ٹھیک ہے بیٹا، جیسا تم چاہو۔" کیف کی امی نے نرمی سے کہا اور کیف کو غور سے دیکھنے لگیں۔

"لیکن یہ بات ہمیشہ کے لیے ٹالنے والی نہیں ہے، جلد یا بدیر فیصلہ تو کرنا ہوگا۔"

کیف نے سر جھکا لیا۔

"امی، پلیز... ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ مجھے کچھ وقت چاہیے۔"

اس کی آواز میں تھکن اور الجھن واضح تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ دل و دماغ کی یہ جنگ کب ختم ہوگی۔

"ٹھیک ہے، میں انہیں یہی کہہ دوں گی کہ آپ سوچ رہی ہیں۔" امی نے اسے تسلی دی۔

کیف نے سر ہلایا اور خاموشی سے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ بند کرتے ہی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ کیف کے آنسو اس کی پلکوں پر لرز رہے تھے، اور اس کے الفاظ دعا بن کر لبوں سے نکل رہے تھے۔

"یا اللہ! تُو ہی دلوں کے حال جانتا ہے، تُو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ مجھے ہدایت دے، مجھے سکون دے، اور میرے دل کو مضبوط کر دے۔"

وہ ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی تھی، جیسے اپنی ساری بے بسی اپنے رب کے حوالے کر رہی ہو۔

"یا اللہ، اگر یہ راستہ میرے لیے بہتر نہیں تو مجھے دور کر دے، اور اگر بہتر ہے تو میرے دل کو قبول کرنے کا حوصلہ دے۔"

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں۔؟" مایا دروازے کو ناک کرتے ہوئے کہا کیف نے جلدی سے آنسو پونچھے اور اسے آنے کے لیے کہا۔

مایا اندر آتے ہوئے کیف کو دیکھ کر رک گئی۔ "آپی، آپ ٹھیک ہیں؟"

کیف نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "ہاں، میں ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ، کچھ کام تھا؟"

مایا نے غور سے اسے دیکھا، "آپی، آپ کی آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں؟ کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں، بس تھوڑی نیند نہیں آئی تھی۔" کیف نے نظریں چرا کر جواب دیا۔

مایا نے آہستہ سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا، "آپی، مجھ سے مت چھپائیں۔ آپ رو رہی تھیں نا۔؟"

کیف نے گہری سانس لی اور اس کا ہاتھ تھام کر نرم لہجے میں کہا، "کبھی کبھی انسان کے دل میں بس تھوڑی سی گھٹن ہوتی ہے، کچھ نہیں ہوتا۔ فکر مت کرو، میں ٹھیک ہوں۔"

"میں جانتی ہوں آپی آپ اس رشتے سے خوش نہیں ہیں لیکن عالیان تو آپ سے محبت کرتے ہیں تو آپ اس سے شادی کر لیں نا وہ آپ کو خوش رکھے گا۔۔"

"مایا میں ایسی نہیں ہو کہ پیار کسی اور سے اور شادی کسی اور سے کروں۔ میں بس ایک شخص کی پابند رہنا چاہتی ہوں۔ میں صرف اس کا رہنا چاہتی ہوں۔ میں ایک شخص کی ہو جانا چاہتی ہوں۔ مجھ سے نہیں ہو گا کسی اور کا ہو جانا مجھ سے نہیں ہو گا۔"

میں جانتی ہو کہ اسے مجھ سے محبت نہیں تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اسے چھوڑ دوں۔"

مایا نے حیرانی اور دکھ سے کیف کو دیکھا۔ "آپی، کیا محبت کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی روک لیں؟ کسی ایسے شخص کے لیے جو شاید آپ کی قدر نہیں کرتا؟"

کیف نے گہری سانس لی اور نظریں جھکا لیں۔ "محبت کا مطلب قربانی ہے، مایا۔ محبت یہ نہیں کہ آپ بدلے میں کچھ چاہیں۔ وہ شخص میری محبت تھا، ہے، اور ہمیشہ رہے گا، چاہے وہ مجھے چاہے یا نہ چاہے۔"

مایانے جذباتی ہو کر کہا، "لیکن آپ کو بھی تو خوش رہنے کا حق ہے۔ عالیان آپ کو خوش رکھے گا، وہ آپ کی قدر کرتا ہے۔ کیا آپ اپنی زندگی کو یوں ضائع کرنا چاہتی ہیں۔۔؟"

کیف نے مدھم آواز میں کہا، "مایا، یہ میرے لیے ضائع نہیں ہے۔ میں خود کو اس رشتے میں باندھ چکی ہوں۔ یہ میری اپنی چوائس ہے، میری محبت ہے۔ میں کسی اور کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔ وہ میرا نصیب نہ بن سکا، یہ الگ بات ہے، لیکن میں خود کو کسی اور کا نہیں کر سکتی۔"

مایانے بے بسی سے کیف کا ہاتھ تھام لیا۔ "آپی، یہ آپ کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کب تک اس درد کے ساتھ زندہ رہیں گی۔؟"

"کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں، مایا، جو بنا نام کے بھی دل میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ میں بس اسی محبت میں خوش ہوں۔" کیف نے ایک اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

مایا کی آنکھیں نم ہو گئیں، لیکن وہ جانتی تھی کہ اس وقت کیف کو سمجھانا ناممکن ہے۔

"ٹھیک ہے آپی میں آپ کے لیے چائے لے کر آتی ہوں اللہ آپ کو صبر دیں۔" کہتے ہوئے وہ کمرے سے نکلی تھی۔ کیف نے گہری سانس لی اور لیپ ٹاپ نکال کر کام کرنے لگی۔

بساط عشق پر ہم نے یہ راز پایا ہے،

کہ دل کی گہرائیوں میں چھپے ہیں دریا کی لہریں،

عشق کی بازی میں ہم نے اپنا آپ کھو دیا،

لیکن یہ بساط ہمیں کبھی نہ ملے گی واپس۔

ہزاروں خواہشیں دل میں دبی رہ گئیں،

مگر بساط عشق نے ہمیں دل کی سچائی سکھائی،

جہاں محبت کے داغ نہ ہوں، وہاں امن نہیں،

اور جہاں درد ہو، وہاں بھی محبت کا رنگ چمک رہا ہے۔

یہ بساط عشق ہے، جو کبھی نہیں ختم ہوتی،

چاہے ہم ہاریں یا جیتیں، یہ ہمیشہ چلتی ہے،

ایک لمحہ میں ہم سب کچھ کھو سکتے ہیں،

مگر عشق کا سفر ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح ہو چکی تھی ہر چیز معمول پر آ چکی تھی۔آج جب کے اتوار تھا تو سب گھر پر موجود تھے۔عائشہ بیگم نے اپنے گھر جانے کا کہا لیکن نایاب بیگم ناراض ہونے لگی تھیں وہ اپنی بہن کو ناراض نہیں کرنا چاہتیں اس لیے کچھ دن تک رک گئی تھیں۔

سب نے ناشتہ کیا ہوا تھا ماہین ضرار کے ساتھ بیٹھی نکاح کے تصویریں دیکھ رہی تھی اور زران تھوڑا فاصلے پر بیٹھا تھا وہ بظاہر موبائل میں مصروف تھا مگر ماہین کی باتوں کی طرف متوجہ تھا۔نایاب بیگم

اور عائشہ بیگم دونوں آپس میں بات کر رہی تھیں اور یاسر شاہ سو رہے تھے۔اور عمائرہ شرم سے کمرے میں تھی۔

"تصویریں تو اچھی بنائی ہے تم نے کمال۔" ضرار نے تصویروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں نہ اس لیے تو سب مجھے فوٹو گرافر کہتے ہیں۔" ماہین نے ایک ادا سے بال پیچھے کیے تھے۔

"ہاں، واقعی! لیکن یہ دیکھو، یہ تصویر ذرا الگ سی ہے، جیسے تم زران کو دیکھ رہی ہو۔" ضرار نے ہنستے ہوئے ایک تصویر پر اشارہ کیا، جس میں ماہین کی نظر زران کی طرف تھی۔

ماہین نے فوراً تصویر چھین کر دیکھی اور شرماتے ہوئے بولی، "یہ بس اتفاق تھا، ورنہ میری توجہ کہیں اور تھی۔!"

"ہاں، ہاں، ہم سمجھ گئے۔" ضرار نے شرارتی انداز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زران، جو موبائل میں مصروف نظر آرہا تھا، ہلکا سا مسکرادیا لیکن کچھ بولا نہیں۔

ماہین نے جان بوجھ کر ضرار کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے دوسری تصویر دکھائی، "یہ دیکھو، عمائرہ اور آپ کی کتنی اچھی تصویر بنی ہے۔ تم دونوں ایسے لگ رہے ہو جیسے کسی فلم کے ہیر و اور ہیر وئن ہو۔"

ضرار نے تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا، "ہاں، واقعی، لیکن ہیر وئن کا کریڈٹ عمائرہ کو جاتا ہے۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ میری نظریں ہٹ ہی نہیں سکیں۔"

ماہین نے ہنستے ہوئے کہا، "اچھا، اچھا! اب یہ سب اپنے دلہن کے سامنے کہنا، میرے سامنے نہیں۔۔!"

زران نے چپکے سے ماہین کی طرف ایک نظر ڈالی اور دل ہی دل میں مسکرایا۔

"اسلام علیکم بھابھی۔۔!" گھر میں کوئی خاتون آئی تھی اور اس کے ساتھ بیٹی بھی تھی۔

"وعلیکم السلام شائستہ!" نایاب بیگم اٹھ کے گلی لگی تھیں۔

"آپ کیسی ہیں بھابھی۔؟" شائستہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں اور تم بتاؤ ردا کیسی ہو؟" نایاب بیگم نے ان کی بیٹی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں تائی آپ کیسی ہیں۔؟" ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکر الحمداللہ آئیں بیٹھیں۔" شائستہ اور ردا سب سے ملیں۔ اور پھر زران کے پاس آئی زران اس کے لیے اٹھ کر کھڑا ہوا اور خوش اخلاقی سے ملنے لگا۔

ماہین کو پہلے نظر میں اس لڑکی سے نفرت ہوئی تھی جس کے ساتھ زران مسکراتے ہوئے بات کر رہا تھا۔

"کیسے ہو زران؟" ردا نے بے تکلفی سے پوچھا۔ ماہین کم دیکھ اور گھور زیادہ رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں۔"

"میں بھی ٹھیک۔" زران نے فوراً جواب دیا۔

"تم کافی بدل گئے ہو زران۔" ردا کی بات پر زران ہنسا تھا۔

"اچھا وہ کیسے۔؟" زران نے ردا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں لیکن تم پہلے جیسے نہیں ہو۔" ردا نے کہا تھا۔

"میں ویسا ہی ہوں جیسے پہلے تھا لیکن پتہ نہیں تم کو کیوں چینج لگ رہا ہوں۔"

"ہاں شاید۔" ردا نے کندھے اچکائے۔

"ضرار بھائی یہ کون ہے۔؟" ماہین نے ضرار کے کان میں کہا۔

"ہمارے چچا کی بیٹی ہے ردا اور زران بھائی کی بچپن کی دوست ہے اس لیے اتنا فری ہے۔"

اوہ! ماہین کو بہت عجیب لگ رہا تھا۔اسے غصہ بھی آرہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس سے قیمتی چیز کھو رہی ہے۔

"مجھے معاف کر دے بھابی ہم نکاح پر نہیں پائیں کیونکہ آپ کو تو پتہ ہے کہ ان کے والد کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اور وہ زیادہ دور تک سفر نہیں کر سکتا اور ہم پاکستان آئے ہیں کل اور ردا کے والد ہسپتال میں ہیں تو ہم نے سوچا کہ نکاح پر تو نہیں گئے تو اب مبارکباد دینے کے لیے جائیں۔

"شائستہ بیگم معذرت کرنے لگی۔

"کوئی بات نہیں آپ ابھی آئی ہیں یہ ہمارے لیے بہت ہیں اور بھائی صاحب کیسے ہیں۔؟" نایاب بیگم نے پوچھا۔

Clubb of Quality Content!

"الحمدللہ، اب پہلے سے بہتر ہیں، مگر اب بھی کمزوری بہت ہے۔ ڈاکٹرز نے آرام کا مشورہ دیا ہے۔" شائستہ بیگم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اللہ صحت دے، ہم ان کے لیے دعا کریں گے۔" نایاب بیگم نے ہمدردی سے کہا اور چائے لانے کے لیے آواز دی۔

ماہین خاموشی سے ایک طرف بیٹھی تھی، مگر اس کا دھیان زران اور ردا کی باتوں پر ہی تھا۔ زران کی مسکراہٹ اور دوستانہ انداز نے ماہین کے دل میں بے چینی پیدا کر دی تھی۔

"آپ کتنے دن کے لیے آئی ہیں؟" نایاب بیگم نے شائستہ سے پوچھا۔

"بس کچھ دن کے لیے، زیادہ وقت نہیں رک سکتے۔ بابا کی طبیعت ایسی نہیں کہ زیادہ دیر کے لیے سفر کر سکیں۔" ردا نے جواب دیا۔

"چلو، تم لوگوں نے آنے کا وقت نکالا، یہ ہی کافی ہے۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہین کا دل جلنے لگا۔ وہ مزید برداشت نہ کر پائی اور بہانہ بنا کر کچن میں چلی گئی۔

ماہین کچن میں جا کر گہری سانسیں لینے لگی۔

"یہ ہے کون جو اتنے آرام سے زران کے ساتھ بات کر رہی ہے؟ اور شاہ جی کو دیکھو وہ بھی اسے اتنی توجہ دے رہا ہے۔" وہ خود سے بڑبڑائی تھی۔

Clubb of Quality Content

ماہین کچن کے دروازے سے جھانک کر دیکھ رہی تھی زران نے اچانک سر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا، شاید کسی کو تلاش کر رہا تھا۔اس کی نظریں کچن کی طرف گئیں، لیکن ماہین فوراً پیچھے ہو گئی۔

"زران، تم ٹھیک ہو؟" ردا نے اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، ٹھیک ہوں۔ بس ذرا تھکا ہوا ہوں۔" زران نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، لیکن وہ مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچی۔

ماہین نے جلدی سے چائے کے کپوں کو ٹرے میں رکھا، ساتھ ہی کچھ بسکٹ بھی رکھ دیے۔اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی، لیکن اس نے خود کو سنبھالا۔

"مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ وہ ردا کے ساتھ کتنے فری ہیں، میں یہ صرف مہمان نوازی کے لیے کر رہی ہوں۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

جب وہ ٹرے لے کر ڈرائنگ روم میں پہنچی، تو زران نے ایک نظر اس پر ڈالی۔اس کی نظریں لمحہ بھر کے لیے ماہین کے چہرے پر ٹک گئیں، اور ماہین نے اپنی نظریں جھکا لیں۔

"چائے لے آئیں؟ بہت اچھا کیا۔" نایاب بیگم نے خوش ہو کر کہا۔

ماہین نے سب کے سامنے چائے کے کپ رکھے۔جب وہ زران کے پاس پہنچی

"شاہ جی چائے۔" اس کے ہاتھ میں ہلکی سی لرزش تھی۔

"شکریہ،" زران نے آہستہ سے کہا، اور ماہین نے جواب دیے بغیر اپنا کام جاری رکھا۔

"زران یہ کون ہے۔؟"ردا نے ایک نظر ماہین پر ڈالی اور پھر زران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ میری پیاری بہن اور سالی۔"زران کی جگہ ضرار نے جواب دیا۔

"اوہ! ویسے ضرار آپ کی دلہن کہاں ہے۔؟"ردا نے پوچھا۔

"کمرے میں ہے۔ جاؤ ماہی عمائرہ کو لے کر آؤ۔"عائشہ بیگم نے کہا۔

"جی ممی۔"کہتے ہوئے وہ عمارہ کے پاس چلی گئی۔

کمرے میں آتے ہوئے ماہین بہت غصے میں تھی غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"کیا ہوا۔؟"عمائرہ اسے کمرے میں ٹہلتے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"مجھے غصہ آرہا ہے۔۔؟"

"کیوں۔۔؟"

"مجھے غصہ آرہا ہے کہ وہ ردا کیا سمجھتی ہے خود کو؟ شاہ جی کے سامنے اتنا فری ہونا ضروری ہے کیا؟"
ماہین نے جھنجھلا کر کہا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کون ردا۔؟"

"وہی جو نیچے آئی ہوئی ہے۔؟"ماہین نے کافی غصے سے کہا۔

"آپ جیلیس ہو رہی ہیں۔"عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اور جیلیس؟ ہونہہ، خواب میں بھی نہیں!"ماہین نے نخوت سے سر جھٹک دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عمائرہ ہنستے ہوئے بولی، "ماہی، یہ غصہ اور یہ جذبات کچھ اور ہی کہانی سنا رہے ہیں۔"

ماہین نے گھور کر عمائرہ کی طرف دیکھا، "کچھ نہیں، میں بس کہہ رہی ہوں کہ شاہ جی کی عزت کرنی چاہیے، اور یہ ردا بی بی حد سے زیادہ فری ہو رہی ہیں۔"

"ہاں ہاں، عزت کی فکر ہے یا شاہ جی کی؟" عمائرہ نے چھیڑتے ہوئے کہا۔ "یہی کہ آپ کو زران بھائی سے محبت ہو گئی ہے،" عمائرہ نے تھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

پھر فوراً اپنی بات کو سنبھالنے کے لیے بولی۔ "پاگل ہو گئی ہو کیا؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" ماہین چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"اچھا؟ تو پھر یہ غصہ، یہ بے چینی، اور یہ ردا کے لیے اتنی جلن کیوں۔؟" عمارہ نے شرارت سے کہا۔

"تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہو۔ یہ کوئی محبت وغیرہ کا معاملہ نہیں ہے!" ماہین نے عمائرہ کو گھور کر دیکھا۔

"آپ لاکھ انکار کریں، لیکن آپ کے چہرے پر سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ بس ایک دن مان لیں گی کہ آپ کو زران بھائی سے محبت ہے!" عمائرہ نے ہنس کر کہا۔

"چلو، نیچے چلتے ہیں، ورنہ سب کو لگے گا کہ ہم یہاں گپیں مارنے میں مصروف ہیں۔" ماہین نے عمائرہ کی بات نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "چلو چلتے ہیں، لیکن بھولنا مت کہ آپ کو زران بھائی سے محبت ہے،" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماہین کے کندھے پر شرارت سے ہاتھ رکھا۔

"ایک بار اور یہ بات کی تو میں تمہیں نیچے چھوڑ کر خود واپس آ جاؤں گی۔" ماہین نے اسے گھور کر کہا۔

عمائرہ نے قہقہہ لگایا۔ "اچھا اچھا، نہیں کہتی، لیکن دل کی بات تو دل میں رہے گی نا۔"

"اللہ مجھے صبر دے، یہ چھوٹی بہنیں بھی نا، قیامت ہیں۔" ماہین نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہا۔

دونوں ہنستے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئیں اور نیچے چلی آئیں۔ نیچے پہنچ کر ماہین نے اپنی جذباتی کیفیت پر قابو پانے کی پوری کوشش کی، لیکن زران کو ردا کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھ کر اس کے چہرے پر بے اختیار سختی آ گئی۔

Clubb of Quality Content

"آپی، مسکرا لیں، سب نوٹ کر رہے ہیں۔" عمائرہ نے اسے کہنی ماری اور کہا۔

"ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔" شائستہ بیگم نے عمائرہ کو آنے کے لیے کہا۔ عمائرہ جھجکتے ہوئے بیٹھ گئی۔ ضرار کی نظریں اب مسلسل عمائرہ پر تھی۔

"ماشاءاللہ، کافی خوبصورت بہو ہے آپ کی،" شائستہ بیگم نے نایاب بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ شائستہ، اللہ کی مہربانی ہے۔ عمائرہ بہت اچھی بچی ہے، ہم سب اس سے بہت خوش ہیں،" نایاب بیگم نے فخر سے جواب دیا۔

عمائرہ نے شرماتے ہوئے نظریں جھکا لیں، جبکہ ضرار کی نظریں مسلسل اس پر تھیں۔ وہ بے اختیار اس کی معصومیت اور خوبصورتی میں کھویا ہوا تھا۔

"ماشاءاللہ!" عائشہ بیگم نے دل میں کہا تھا۔ ماہین زران کو ردا کے ساتھ بات کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کے دل میں عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔ وہ نظریں زران سے ہٹا نہیں پا رہی تھی، اور ایک ہی سوال اس کے دماغ میں گونج رہا تھا۔

"کیا مجھے سچ میں شاہ جی سے محبت ہو گئی ہے؟"

اس نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو جھٹکنے کی کوشش کی۔

"نہیں، یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ محبت کیسا خیال میرے دل میں آ گیا؟" ماہین نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی، مگر دل کا سکون جیسے کہیں کھو گیا تھا۔

زران کی مسکراہٹ اور ردا کے ساتھ بے تکلفی اسے بار بار یہ احساس دلا رہی تھی کہ اس کے جذبات کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہے ہیں۔ اس نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے گہری سانس لی۔

"یا اللہ! اگر یہ محبت ہے تو مجھے شاہ جی دلا دے ان کو میرے علاوہ کسی اور کا مت ہونے دینا۔ اور شاہ جی کے دل میں بھی میرے لیے جگہ بنا دے،" ماہین دل ہی دل میں دعا کرنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خود کو ماہین کی نظروں کی حصار میں دیکھ کر زران نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا، اور اس کی آنکھیں ملی تھیں۔ ماہین جلدی سے نظریں جھکا کر وہاں سے ہٹ گئی، لیکن اس کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ زران کو ہلکا سا مسکرایا اور ردا سے باتوں میں مصروف ہوا۔

رات کی خاموشی اور کمرے کی خاموش فضا میں زران کی آمد نے ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔

ماہین کی نگاہیں دروازے پر موجود زران پر جمی تھیں، جو سیاہ کرتے میں، ملبوسات کو بے پروا انداز میں پہنے، ہاتھوں کی آستینیں موڑتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اس کے ماتھے پر جھکے بال اور نظریں، جن میں ایک عجیب سی کشش تھی، ماہین کے دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر رہی تھیں۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں۔؟" زران کی بھاری آواز نے ماحول کی خاموشی کو توڑ دیا۔

ماہین نے جلدی سے اپنا ناول بند کر کے ایک طرف رکھا اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "شاہ جی، آپ یہاں؟" اس کی آواز میں حیرت اور جھجک دونوں تھے۔

"کیوں، میں اندر نہیں آسکتا کیا؟" زران نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں، نہیں، ایسا نہیں ہے۔ آپ آئیں، ضرور آئیں۔ لیکن... کوئی خاص بات تھی؟"

زران نے کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھا، جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو، لیکن پھر خاموشی سے شاپر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو۔"

"یہ کیا ہے، شاہ جی؟" ماہین نے حیرت سے شاپر کو دیکھا، پھر زران کو۔

"خود دیکھ لو۔" زران نے سنجیدگی سے کہا۔

ماہین نے شاپر کھول کر اندر دیکھا۔ جیسے ہی اس کی نظر وائن ریڈ ساڑھی پر پڑی، وہ حیرت زدہ ہو گئی۔

"یہ... یہ تو وہی ہے!" "یہ آپ کے پاس کیسے آئی۔؟"

"میں نے لیا تھا۔" زران نے مختصر جواب دیا۔

ماہین نے حیرت سے کہا، "مگر کیوں، شاہ جی؟"

"کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ نکاح کے دن کے لیے یہ مناسب نہیں۔ اسی لیے میں نے تمہارے لیے دوسرا لباس خریدا تھا۔" زران نے سکون سے کہا۔

"شاہ جی، آپ نے یہ چوری کی تھی۔؟"

"نہیں، اسے چوری نہیں کہتے۔ میں نے تمہیں وہ لوٹا دیا جو تمہارا تھا۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ نے ایسا کیوں کیا؟" ماہین نے الجھن سے پوچھا۔

"میں بتا چکا ہوں، میں تمہیں اپنے رنگ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ماہین کا دل جیسے رک گیا ہو۔اس کی نظریں زران پر جمی رہ گئیں، جو اپنی جگہ پر کھڑا، گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"شاہ جی، آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟" اس نے دھیمی آواز میں پوچھا، جیسے اپنے سوال کا جواب سننے سے ڈر رہی ہو۔

"مجھے خود نہیں پتہ کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔اور تمہیں بھی زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔" زران نے ایک قدم اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

ماہین نے نظریں جھکا لیں۔اس کا دل بے قابو دھڑک رہا تھا، جیسے ہر دھڑکن ایک نئی الجھن کو جنم دے رہی ہو۔

"لیکن، شاہ جی..." وہ کہنا چاہتی تھی، لیکن زران کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جو اسے خاموش کروا گیا۔

"یاد رکھنا، وقت سب بتا دے گا، اور شاید وہ وقت جلد ہی آئے۔" زران نے ایک آخری نظر اس پر ڈالی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔دروازے پر رکتے ہوئے پلٹا اور کہا۔

یہ کہہ کر وہ چلا گیا، اور ماہین وہیں کھڑی رہی، دل کی دھڑکنیں بے قابو اور ذہن میں زران کے الفاظ گونجتے ہوئے۔

"یااللہ! مجھے کیا ہو رہا ہے؟ میرا دل کیوں بے قابو ہو رہا ہے؟" ماہین نے بیڈ پر بیٹھ کر اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

کیف آفس کے لیے تیار ہو چکی تھی۔ اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی گاڑی سٹارٹ کر رہی تھی، لیکن وہ سٹارٹ نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے کئی بار کوشش کی لیکن سٹارٹ نہیں ہو رہا تھا۔ اب کیف کو غصہ آنے لگا وہ پہلے سے ہی لیٹ تھی مزید لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"میں کیا کروں اللہ میری مدد کرو۔ ہاں ایک راستہ ہے۔۔" کچھ سوچتے ہوئے اس نے موبائیل نکالا اور عالیان سر کو کال کی۔ جو پہلی بیل پر اٹھالی گئی۔

"اسلام علیکم سر! آپ کہاں ہے۔؟" کیف نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام! راستے میں ہوں خیریت۔؟"

"سر آپ مجھے ڈراپ کر سکتے ہیں وہ کیا ہے کہ میری گاڑی خراب ہو گئی ہے اور مجھے دیر بھی ہو رہی ہے۔ اور میں ٹیکسی میں بھی نہیں آسکتی۔"

"اوکے میں آتا ہوں ڈونٹ وری۔"

"شکریہ سر۔" کہتے ہوئے اس نے کال کاٹی۔

کچھ ہی دیر میں عالیان پہنچے تھے۔ اس نے ہارن بجائی کیف گہرا سانس لے کر باہر آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آگے بیٹھو پلیز۔" کیف کو پیچھے بیٹھتے دیکھ کر عالیان نے کہا۔

کیف انکار نہیں کر پائی اور چپ چاپ آگے آکر بیٹھ گئی۔

اور یہ منظر دو آنکھوں نے دیکھا تھا۔

" تھینکس سر۔" گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

" تھینکس بول کے آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں مس کیف ملک۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر، ایسا کچھ نہیں۔ بس شکریہ ادا کرنا میری عادت ہے۔" کیف نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔

"تو پھر اپنی عادت بدل لیجیے، کیونکہ اب میں آپ کا باس ہی نہیں، بلکہ ہمارا ایک اور رشتہ بھی بننے والا ہے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف اب کے بار کچھ نہیں بولی لیکن اس کی نظر گاڑی کے شیشے سے پیچھے کھڑی گاڑی پر پڑی تھی جس میں بڑے شاہ بیٹھے تھے۔ کیف کا ایک سانس اوپر دوسرا نیچے کا نیچے رہ گیا۔

شاہ جو کیف سے بات کرنے آیا تھا عالیان کی گاڑی کو اس کے گھر کے سامنے اور اس پہ تضاد کیف کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہوا تھا۔ خون سمٹ کے جیسے اس کے چہرے پر آیا تھا۔

کیف کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہونے لگی۔اسے یوں لگا جیسے وقت تھم گیا ہو،اوراس کی ہر حرکت بڑے شاہ کی تیز نظروں کے نیچے تھی۔عالیان کے الفاظ بھی اب اسے سمجھ نہیں آرہے تھے اس کا پورادھیان گاڑی کے شیشے سے بڑے شاہ کی طرف تھا،جو چہرے پر غصے کی شدت لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

"مس کیف؟"عالیان کی آواز پر کیف چونکی۔

"جی؟"اس نے فوراً نظریں ہٹالیں اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"میں کچھ کہہ رہا تھا،لیکن آپ کا دھیان کہیں اور ہے۔سب ٹھیک ہے؟"عالیان نے نرمی سے پوچھا۔

"ہاں سر،سب ٹھیک ہے۔"کیف نے زبردستی مسکرا کر جواب دیا،مگر اس کی نظریں بار بار پیچھے کی جانب جارہی تھیں۔

بڑے شاہ نے اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے ایک گہری سانس لی اور گاڑی کا سپیڈ بڑھاتے آگے بڑھ گیا۔کیف نے گہری سانس لی۔

دونوں ایک ساتھ آفس پہنچے تھے عالیان گاڑی سے اترا اور دوسری جانب آکر کیف کے لیے دروازہ کھولا ماہین گاڑی سے اتر اندر گئی۔دونوں کو ایک ساتھ آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر سب کے

چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ کیف نے کوشش کی کہ خود کو پر سکون ظاہر کرے، مگر عالیان کی موجودگی اور سب کی نظریں اسے بے چین کر رہی تھیں۔

ریسیپشن پر کھڑے چند ملازمین آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔

"یہ دونوں ایک ساتھ؟ کہیں کچھ چل تو نہیں رہا؟"

"ہاں، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ کیف تو عام طور پر اکیلے آتی ہے۔"

عالیان نے ان سرگوشیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"سب لوگ اپنے کام پر دھیان دیں، یہاں افواہوں کے لیے وقت نہیں ہے۔"

کیف نے ایک جھجکتی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور جلدی سے اپنے کیبن چلی گئی۔ عالیان نے اسے جاتے ہوئے دیکھا، پھر اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"کیف، صبح کے قصے تو خاصے دلچسپ ہیں۔ کوئی خاص بات ہے جو ہم نہیں جانتے؟" اتنے میں ایک کولیگ عالیہ جو اس کی دوست بھی تھی، اس کے قریب آ کر شرارتی انداز میں بولی۔

"بس گاڑی خراب ہو گئی تھی، عالیان سر نے مدد کی۔ اور کچھ نہیں۔" کیف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو کچھ اور بھی لگ رہا ہے۔"

Clubb of Quality Content

"بس کرو عالیہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں یہ فضول باتیں سنو پلیز جاؤ یہاں سے۔" کیف کو غصہ آرہا تھا۔

"اچھا غصہ تو نہ کرو جاتی ہوں۔" عالیہ کمرے سے نکل گئی۔ اتنے سالوں میں پہلی بار وہ عالیان کے ساتھ آئی تھی وہ بھی کسی کی نظروں میں آچکی تھی۔ اسے بہت غصہ آرہا تھا۔

کیوں وہ وہاں تھے کیا کرنے آئے تھے آپ کو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اب وہ بڑے شاہ کو کوس رہی تھی۔ یا اسے یہ فکر تھی کہ وہ غلط نہ سمجھے۔

"سوچنے دو جو وہ سوچتا ہے مجھے فرق نہیں پڑتا وہ ہوتے کون ہے جسے میں صفائی دیتی رہوں گی۔" گہری سانس لے کر اپنا کام کرنے لگی۔

بڑے ___

شاہ آفس میں داخل ہوا تو اس کی آنکھوں میں غصے کی شدت صاف جھلک رہی تھی۔ وہ تیز قدموں سے اپنے آفس کی طرف بڑھا، راستے میں ملنے والے ملازمین نے اسے سلام کیا، لیکن وہ کسی کو جواب دیے بغیر آگے بڑھتا گیا۔

دروازہ زور سے کھول کر اندر آیا اور دھڑام سے بند کر دیا۔

اس نے کوٹ اتار کر کرسی پر پھینکا اور میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سختی اور آنکھوں میں غصہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" وہ خود سے بولا۔

"کیف... عالیان کے ساتھ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" اس کا دماغ جیسے گرم لوہے کی طرح دھک رہا تھا۔

اس نے میز پر رکھے کاغذات کو ایک طرف دھکیلا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس نے فون اٹھایا اور کیف کا نمبر ڈائل کرنے لگا، لیکن پھر رک گیا۔

"نہیں، یہ بات فون پر نہیں ہو گی۔ مجھے خود اس سے مل کر بات کرنی ہو گی۔"

بڑے شاہ کرسی پر بیٹھے، انگلیاں مٹھی میں بھینچتے، بار بار گہری سانس لیتے رہے، لیکن غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ ان کی نظریں میز پر پڑے کاغذات پر تھیں، مگر دماغ کیف اور عالیان کے گرد گھوم رہا تھا۔

اتنے میں اسے کال آئی بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور کال اٹھایا۔

ہیلو! دوسری جانب آواز ابھری تھی۔

جی بتائیں۔

"وہ آپ کی بیٹی بہت زیادہ رو رہی ہے پلیز آپ سکول آئیں۔" وہ سکول کے پرنسپل تھے۔

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جی، آپ عمارہ کو فون دیں۔"

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی، پھر عمارہ کی ہلکی سی ہچکیوں کی آواز سنائی دی۔

"بابا..." عمارہ کی آواز لرز رہی تھی۔

"گڑیا، کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟" بڑے شاہ نے نرمی سے پوچھا، لیکن ان کے لہجے میں پریشانی جھلک رہی تھی۔

"بابا، وہ... انہوں نے مجھے مارا ہے اور کہا کہ میں نے کچھ غلط کیا ہے، لیکن میں نے کچھ نہیں کیا!" عمارہ نے روتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ کی گرفت فون پر سخت ہو گئی، لیکن انہوں نے خود پر قابو رکھا۔

"گڑیا، پریشان نہ ہو۔ میں آرہا ہوں۔ تم وہاں آرام سے بیٹھو اور کسی بات کی فکر نہ کرو، ٹھیک ہے؟"

"جی بابا..." عمارہ نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

"اچھا، میں بس پہنچ رہا ہوں۔" بڑے شاہ نے فون بند کیا، اپنی کرسی سے اٹھے، اور فوراً جیکٹ پہننے لگے۔

چند ہی منٹوں میں بڑے شاہ سکول کے راستے پر تھے۔

سکول پہنچ کر وہ تیز قدموں کے ساتھ پرنسپل کے آفس کی طرف بڑھے، چہرے پر بلا کی سختی تھی۔

آفس میں جاتے عمارہ جو آفس میں تھی بھاگ کر بڑے شاہ کے ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

بڑے شاہ نے فوراً جھک کر عمارہ کو گلے لگالیا۔اس کے معصوم چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے،اور وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔

"بابا،میں نے کچھ نہیں کیا...میں نے بس کہا کہ کھانا شئر کرتے ہیں اس لڑکی نے مجھے مارا اور پھر میم کو شکایت کی اور میم نے بھی مجھے مارا۔"

عمارہ،بابا یہاں ہے۔سب ٹھیک کردے گا۔"بڑے شاہ نے عمارہ کے آنسو صاف کیے اور نرمی سے کہا۔

اس نے عمارہ کو گلے سے لگا کر تسلی دی،لیکن اس کے چہرے کی سختی ختم نہیں ہوئی تھی۔وہ فوراً سیدھا ہوا اور پرنسپل کی طرف دیکھا،جو ان کے رویے سے پریشان بیٹھے تھے۔

"میری بیٹی کے ساتھ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟اور آپ کی اسٹاف نے اسے مارا؟کیا یہ آپ کے اسکول کے اصول ہیں۔؟"بڑے شاہ کی آواز میں ایسا دبدبہ تھا کہ آفس میں موجود ہر شخص ساکت ہوگیا۔

"دیکھیں پرنسپل صاحب میری اکلوتی بیٹی ہے میں نے کبھی اپنی بیٹی کو پیار سے بھی نہیں ڈانٹا ہے آج میری بیٹی کا پہلا دن ہے اور پہلے ہی دن پر مجھے میری بیٹی روتے ہوئے ملی پتہ نہیں آگے کیا ہوگا۔"

بڑے شاہ کی باتوں نے پرنسپل کو بھی شرمندہ کردیا۔وہ نرمی سے بولیں۔

"مسٹر شاہ،مجھے آپ کی تکلیف کا اندازہ ہے،اور میں تہہ دل سے معذرت چاہتا ہوں کہ عمارہ کو یہ سب برداشت کرنا پڑا۔اور آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔اور جس ٹیچر نے بھی کیا ہے میں بات کروں گا۔"

"ضرورت نہیں ہے ان سے بات کرنے کی لیکن سمجھا دینا۔"

"جی جی بلکل۔" پرنسپل نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔

"بابا مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے۔" عمارہ کے معصوم جملے نے بڑے شاہ کو لمحے بھر کے لیے نرم کر دیا۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

"بیٹا، بابا ابھی یہاں نہیں جا سکتا۔ آپ کو اسکول میں پڑھنا ہے، سب سے اچھی بننا ہے۔ لیکن اگر کچھ بھی ہو تو فوراً مجھے بتانا، ٹھیک ہے؟"

"نہیں بابا مجھے اپ کے ساتھ جانا ہے۔" عمارہ ضد پر تھی۔

"ٹھیک ہے چلو۔" عمارہ کو گود میں اٹھا کر باہر جانے لگا۔

ب "ابا میرا بیگ اندر ہے۔" بڑے شاہ نے عمارہ کی بات سنتے ہی ایک لمحے کے لیے رک کر پرنسپل کی طرف دیکھا اور کہا، "اس کا بیگ لے کر آئیں۔"

پرنسپل نے فوراً اسٹاف کو اشارہ کیا، اور ایک خاتون جلدی سے عمارہ کا بیگ لے آئیں۔ بڑے شاہ نے بیگ تھام لیا اور عمارہ کو گود میں اٹھائے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے عمارہ نے خوشی سے کہا۔

"بابا، آپ کے ساتھ رہنا ہمیشہ اچھا لگتا ہے۔"

بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے، لیکن یہ روز کا بہانہ نہیں چلے گا، سمجھی؟ کل سے آپ کو اسکول جانا ہو گا۔"

عمارہ نے سر ہلا دیا، "ٹھیک ہے بابا، لیکن کل آپ مجھے چھوڑنے آئیں گے؟"

بڑے شاہ نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا، "ضرور، میری گڑیا۔" گاڑی تیزی سے افس کی طرف بڑھ گئی۔

بڑے شاہ عمارہ کو اپنے ساتھ آفس لے آئے۔ عمارہ ان کی گود میں بیٹھی تھی اور خوشی سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ آفس پہنچتے ہی شاہ نے اپنی سیکریٹری کو ہدایت دی۔

"کسی کو میرے آفس میں مت بھیجنا جب تک میں نہ کہوں۔"

Clubb of Quality Content

عمارہ نے آفس میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ "بابا، آپ کا آفس تو بہت بڑا اور خوبصورت ہے!"

"ہاں اب آپ صوفے پر بیٹھ جاؤ تب تک میں کام کرتا ہوں پھر گھر جاتے ہیں اوکے۔"

عمارہ صوفے پر موبائل میں کارٹون دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔ بڑے شاہ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا، اس کے معصوم چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی جیسے خواب میں بھی وہ خوش ہو۔

شاہ نے اپنے کام کو روک کر آرام سے اٹھا، عمارہ کے پاس جا کر اس پر ایک نرم کمبل ڈال دیا جو آفس میں رکھا تھا۔ وہ دیر تک اسے دیکھتے رہے، پھر دھیرے سے مسکرائے اور واپس اپنی کرسی پر آ کر کام میں مصروف ہو گئے۔

چھوٹے

شاہ کورٹ کے دروازے سے نکلتے ہی اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھے بغیر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی، اور دل خوشی سے لبریز تھا۔ آج کا دن اس کے لیے خاص تھا۔ ایک اور مظلوم کو انصاف دلانے کے بعد اس کی روح کو سکون ملا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے اپنا فون نکالا اور مایا کو کال ملائی۔

"ہیلو، مایا؟" اس نے فون پر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

مایا کی خوشگوار آواز دوسری جانب سے آئی، "ہیلو، چھوٹے شاہ! آپ کورٹ سے فارغ ہو گئے؟"

"جی ہاں، اور آج بھی جیت ہماری ہوئی۔ تم تیار ہو؟ تمہارے کالج پہنچنے والا ہوں۔"

"جی، بس پانچ منٹ دیں، بس دوستوں سے مل کے آتی ہوں۔" مایا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

چھوٹے شاہ نے گاڑی اسٹارٹ کی اور مایا کے کالج کی طرف بڑھنے لگا۔ راستے بھر وہ آنے والے دنوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ کل سے شادی کی تیاریاں شروع ہونے والی تھیں۔ دل میں خوشی کی ایک عجیب سی لہر دوڑ رہی تھی۔

مایا کے کالج کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی گھڑی دیکھی۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد مایا گلابی رنگ کے لباس میں باہر نکلی۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور خوشی تھی، جیسے کسی بڑی ذمہ داری سے آزاد ہو گئی ہو۔

مایا کو دیکھ کر چھوٹے شاہ گاڑی سے باہر نکلا اور مسکراتے ہوئے بولا، "تو میڈم کا آخری پیپر بھی ہو گیا۔ کیسا رہا۔؟"

"شکریہ، آپ کے دعا کے بغیر ممکن نہیں تھا۔" مایا نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"دعا تو ہمیشہ ساتھ رہے گی، لیکن آج تمہیں جیت کی خوشی میں آئسکریم کھلانے لے جاؤں گا،" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

مایا نے ہلکے سے قہقہہ لگایا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اور پھر دونوں ایک ساتھ ائس کریم پارلر آئے تھے۔

"تو، میڈم، کون سا فلیور پسند کریں گی؟" چھوٹے شاہ نے پارلر کے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

مایا نے ہنستے ہوئے کہا، "چاکلیٹ ہمیشہ سے میری پسند ہے، لیکن آج اسٹرابیری بھی آزما لیتی ہوں۔"

"واہ، تو آج تجربات کا دن ہے!" چھوٹے شاہ نے شرارت سے کہا اور دونوں نے اپنی پسندیدہ آئس کریم آرڈر کی۔

آئس کریم آتے ہی وہ دونوں ایک کونے میں بیٹھ گئے، جہاں زیادہ رش نہیں تھا۔مایاآئس کریم کھاتے ہوئے بار بار مسکرا رہی تھی،اور چھوٹے شاہ اسے دیکھ کر مطمئن ہو رہا تھا۔

مایانے ایک لمحے کے لیے چھوٹے شاہ کی طرف دیکھااور کہا، "آپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسے ہی رہیں گے نا؟"

چھوٹے شاہ نے سنجیدہ انداز میں کہا، "مایا، یہ سوال کبھی مت کرنا۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، ہر حال میں، ہر لمحے۔"

مایا کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی، لیکن وہ مسکرا دی۔

"شکریہ،" مایانے دھیمی آواز میں کہا۔

چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، "شکریہ مت کہو۔ یہ سب میرا فرض ہے،اور ہاں، آئس کریم جلدی ختم کرو، ورنہ پگھل جائے گی!"

مایا ہنس پڑی اور اپنی آئس کریم ختم کرنے لگی۔ دونوں نے ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ وقت گزارا۔

پارلر کے باہر نکلتے ہوئے چھوٹے شاہ نے مایا کا ہاتھ تھام کر اسے گاڑی تک پہنچایا۔ راستے بھر چھوٹے شاہ نے شادی کی تیاریوں اور مہمانوں کے بارے میں بات کی، جبکہ مایا خاموشی سے مسکراتی رہی، اپنی آنے والی زندگی کے خواب بُن رہی تھی۔

مایا کے گھر پہنچ کر چھوٹے شاہ نے گاڑی روکی اور دروازہ کھول کر مایا کو باہر آنے میں مدد دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مایا، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً بتا دینا، ٹھیک ہے؟" چھوٹے شاہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مایا نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور کہا۔ "آپ ہر وقت خیال رکھتے ہیں، اس کے لیے شکریہ۔"

چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "مایا، شکریہ کی ضرورت نہیں۔ اب جاؤ، اور آرام کرو۔ کل سے تو خوب مصروفیت شروع ہو جائے گی۔"

مایا نے سر ہلایا اور گھر کے اندر چلی گئی۔ چھوٹے شاہ کچھ لمحے وہیں کھڑا رہا، مایا کے گھر کی روشنیاں دیکھتے ہوئے، اور پھر ایک گہری سانس لے کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

گھر جاتے ہوئے وہ آنے والے دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ شادی کی تیاری، مایا کے ساتھ زندگی کا نیا سفر، اور اپنی ذمہ داریوں کو لے کر وہ پر عزم تھا۔

گھر پہنچ کر چھوٹے شاہ نے گاڑی گیراج میں پارک کی اور اندر داخل ہوا۔ سب لوگ اپنے کمروں میں تھے، لیکن اس کے چہرے پر تھکن کے بجائے سکون تھا۔ وہ اپنے کمرے میں گیا، جوتے اتارے، اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

"مایا کے ساتھ زندگی شروع ہونے والی ہے، اور میں ہر لمحہ اسے خوش رکھنے کی کوشش کروں گا،" وہ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے مسکرا دیا۔ پھر، آنکھوں میں مایا کی مسکراہٹ کا عکس لیے، وہ گہری نیند میں چلا گیا۔

"سر آپ نے بلایا۔؟" کیف عالیان کے آفس میں آتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں یہ فائل ہے بہت ضروری اور اسے سپارک ایکس کمپنی (Spark x) پہنچانے ہیں اور یہ اتنے امپورٹنٹ فائل ہے کہ میں کسی بھروسے مند انسان کو دینا چاہتا ہوں اور میرے خیال سے آپ سے زیادہ میرے لیے اور کوئی بھروسے مند انسان نہیں ہے تو میں چاہتی ہوں کہ آپ یہ فائل پہنچادیں۔

"

"میں۔؟" کیف نے الجھی تھی۔

"جی آپ اگر آپ کو مسئلہ ہے تو آپ مجھے بتائیں میں خود وہاں چلا جاؤں گا۔" اس کی بات میں طنز نہ تھا۔

"کوئی بات نہیں سر میں چلی جاؤں گی۔" کیف نے ہامی بھری۔

"ٹھیک ہے میں آپ کے ساتھ ڈرائیور بھیجتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں آپ کی گاڑی خراب ہے۔ ڈرائیور آپ کو وہاں تک پہنچادے گا اور فائل دے کے پھر آپ آجائیں۔"

Clubb of Quality Content

"جی سر!" کیف نے عالیان کے حد سے فائل لے لی اور آفس سے نکل گئی۔

وہ اس کشمکش میں تھی کہ اس کا سامنا پھر سے بڑے شاہ کے ساتھ ہو گا اور صبح جو اس نے اتنے غصے میں دیکھا تھا اس کے بعد وہ نہیں چاہتی تھی کہ کبھی ان دونوں کا سامنا ہو۔

کیف آفس سے نکلتے ہی لمبی سانس لی اور دل ہی دل میں دعا کرنے لگی کہ اسے بڑے شاہ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وہ جانتی تھی کہ بڑے شاہ کا غصہ اور اس کی سخت نظروں کا سامنا کرنا آسان نہیں ہو گا، خاص طور پر اس صبح کے واقعے کے بعد۔

ڈرائیور گاڑی کے ساتھ پہلے سے ہی تیار کھڑا تھا۔ کیف فائل مضبوطی سے تھامے گاڑی میں بیٹھی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ اس کا دل عجیب سی بے چینی میں مبتلا تھا۔

"یا اللہ! مجھے ہمت دے، اور آج کا دن سکون سے گزر جائے،" اس نے دل ہی دل میں دعا کی۔

اسپارک ایکس کمپنی کے دفتر پہنچتے ہی کیف نے گاڑی سے اتر کر اپنے لباس کو درست کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ جلدی سے فائل پہنچائے اور واپس چلی جائے۔

ریسپشن پر پہنچ کر اس نے فائل حوالے کرنے کی بات کی تو ریسپشنسٹ نے اسے انتظار کرنے کا کہا۔

"سر ابھی بیزی ہے اور انہوں نے منع کیا ہے کسی سے ملنے کو آپ پلیز ویٹ کریں۔"

"آپ ان سے جا کر کہیں کہ کیف ملک ہے۔" وہ بس جلدی سے فائیل دے کر رفو چکر ہونا چاہتی تھی۔

"آپ جو بھی ہے ہمیں نہیں پتہ لیکن ہم سر کے آرڈر کے خلاف نہیں جا سکتے اور تھوڑی دیر ویٹ کریں۔"اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں ویٹ نہیں کر سکتی آپ صرف ایک بار بتا دے مجھے بس فائل دینی ہے۔"کیف کو اب غصہ آنے لگا تھا وہ یہ ضروری فائل کسی کو دے بھی نہیں سکتی تھی ورنہ اسے خود بھی شوق نہیں تھا بڑے شاہ کے سامنے جانے کا۔

"ٹھیک ہے میں کال کرتی ہوں اگر سر نے مجھے ڈانٹا تو۔؟"اس کے چہرے پر خوف تھا۔

"وہ آپ کو اس لیے ڈانٹے گا کہ آپ نے مجھے روک کے رکھا ہے۔اب کال کرو جلدی۔"

"جی!"اس نے کال ملایا۔

"سر آپ سے کوئی ملنے آئی ہے۔"فون اٹھاتے ہوئے اس نے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ جب تک نہ کہو کوئی نہیں آئیگا۔؟"بڑے شاہ کی غصے بھری آواز آئی تھی۔ریسپشنسٹ نے کیف کو دیکھا۔

"سر کوئی کیف ملک ہے وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔"کیف کا نام سن کر بڑے شاہ نے سکرین کی جانب دیکھا تھا اور کیف کو دیکھ کر وہ حیرت ہوا تھا۔

"جلدی بھیجو اندر۔"

"جی سر!آپ اندر جائیں۔سر بلا رہے ہیں۔"کیف نے ریسپشنسٹ کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کس طرف جانا ہے۔؟"کیف نے کہا۔

"دائیں جانب جائیں سامنے ہی روم ہو گا۔"

کیف نے گہری سانس لی اور آگے بڑھ کران کے کیبن کے سامنے کھڑی ہو گئی۔اور دروازہ ناک کیا اندر آجائیں بڑے شاہ کی آواز سن کر وہ اندر آئی تھی۔

"کیسے آنا ہوا۔" بڑے شاہ کی گہری اور سخت آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"وہ... سر نے فائل دینے کے لیے بھیجا تھا..."کیف نے کافی سخت آواز میں جواب دیا۔

"یہ فائل مجھے دکھاؤ،" بڑے شاہ نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے فائل کی طرف دیکھا۔

کیف نے کانپتے ہاتھوں سے فائل ان کی طرف بڑھادی۔بڑے شاہ نے فائل کھول کر تیزی سے چیک کیا اور پھر اس پر دستخط کر دیے۔

"یہ کام کسی اور سے بھی کروا سکتے تھے۔ تمہیں خود آنے کی ضرورت نہیں تھی،" بڑے شاہ نے نظریں کیف پر جماتے ہوئے کہا۔

"مجھے سر نے بھیجا تھا، میں منع نہیں کر سکتی تھی۔"کیف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے کیف کی بات پر گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا، جیسے کچھ تلاش کر رہے ہوں۔ان کے چہرے پر سختی بدستور قائم تھی، لیکن آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے حیرت کی جھلک آئی، جو فوراً غائب ہو گئی۔

Clubb of Quality Content

"سر نے بھیجا تھا، لیکن تم یہ فائل یہاں چھوڑ کر کسی کو دینے کا انتظام کر سکتی تھیں۔ خود آنے کی کیا ضرورت تھی؟" بڑے شاہ کی آواز میں نرمی کے بجائے استحقاق تھا۔

کیف نے سختی سے ان کی طرف دیکھا اور کہا، "میں جانتی ہوں کہ آپ کا وقت قیمتی ہے، لیکن یہ بھی جانتی ہوں کہ یہ فائل اتنی اہم ہے کہ کسی اور کو دینا مناسب نہیں تھا۔ اس لیے خود لے کر آئی ہوں۔ اگر آپ کو اعتراض ہے تو آئندہ میں نہیں آؤں گی۔"

بڑے شاہ نے تھوڑا سا مسکراتے ہوئے کہا، "اچھا جواب دیا۔ لگتا ہے کہ تم بھی ہر بات کے لیے تیار رہتی ہو۔"

کیف نے دانت بھینچتے ہوئے کہا، "شکریہ، لیکن اگر کام مکمل ہو گیا ہو تو میں جا سکتی ہوں؟"

"روکو کیف۔" کیف جاتے جاتے رکی تھی مگر اس نے رخ نہیں موڑا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

"میں نے سنا ہے رشتہ آیا ہے آپ کے لیے۔" کیف نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔

"اگر یہ سچ ہے تو انکار کر دو۔" بڑے شاہ کی بات پر کیف کو بہت غصہ آیا تھا مگر ضبط کر گئی اور رخ موڑتے ہوئے ان کی طرف زخمی نظروں سے دیکھا۔

"آپ کون ہوتے ہیں میرے معاملات میں دخل دینے والے؟"

Clubb of Quality Content

بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی، مگر اپنی جگہ کھڑے رہے۔ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سا سکون اور شدت کا امتزاج تھا۔

"میں وہ ہوں جو تمہیں کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا، کیف۔اور شاید تم بھی یہ بات جانتی ہو۔"

کیف کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، لیکن وہ انہیں نکلنے نہیں دینا چاہتی تھی۔

"آپ کو حق نہیں ہے یہ کہنے کا۔آپ نے تو کبھی اپنی جگہ واضح کی ہی نہیں،اور آج اچانک آپ کو میرا رشتہ یاد آگیا؟"

"شاید دیر ہو گئی، لیکن غلطی کی تصحیح کبھی بھی ممکن ہے۔" بڑے شاہ کے لہجے میں نرمی اور سنجیدگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ جو بھی کہنا چاہتے ہیں، اپنے پاس رکھیں۔یہ میرا فیصلہ ہو گا،اور میں کسی کی اجازت کی محتاج نہیں ہوں۔"

تو مطلب آپ ہاں کریں گی اس رشتے کے لیے۔؟"

"اگر میں ہاں کر بھی دوں تو آپ کو کیوں فرق پڑتا ہے؟آپ کون ہوتے ہیں یہ سوال کرنے والے؟"

"آپ ہاں نہیں کریں گی۔" بڑے شاہ کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

کیف نے پرس سے فون نکالا اور امی کو کال کرنے لگی جو کہ پہلی بیل پر اٹھا لی گئی۔

"جی جی امی میں ٹھیک ہوں اور ہاں مجھے یہ کہنا تھا کہ میں اس رشتے کے لیے راضی ہوں آپ ان کی امی کو کال کر کے بتا دے۔" اتنا کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ کر بڑے شاہ کو دیکھا جو کرب کے عالم میں کیف کو دیکھ رہا تھا۔

"ابھی تک تو نہیں کیا تھا لیکن ابھی کر لیا۔" اب سکون ملا مجھے۔

بڑے شاہ نے ایک پل کے لیے کچھ نہیں کہا، جیسے اس کے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ان کی آنکھوں میں غصے اور کرب تھا۔ وہ کیف کی طرف بڑھے، مگر اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے رک گئے۔

"کیف، آپ جانتی ہیں کہ آپ یہ فیصلہ غصے میں کر رہی ہیں۔ یہ ضد ہے، اور میں اسے سمجھتا ہوں۔ لیکن اس ضد کی سزا نہ تمہیں ملنی چاہیے اور نہ مجھے۔" ان کی آواز بھاری اور گہری تھی، جیسے ان کا ہر لفظ ایک زخم ہو۔

کیف نے ان کی طرف ایک تلخ مسکراہٹ سے دیکھا۔ "آپ ہمیشہ اپنے فیصلے مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بڑے شاہ۔ لیکن اس بار نہیں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے، اور اب آپ کے پاس مجھے روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

"کیفو!" کیف کی آواز سنتے ہوئے عمارہ جاگی تھی اور کیف کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی تھی۔

کیف نے عمارہ کی جانب دیکھا اور پھر بڑے شاہ کی جانب پھر وہی سے پلٹ کر جانے لگی تھی۔

"بابا کیفو کو روکو وہ مجھے چھوڑ کے جا رہی ہیں۔" کیف کے قدم جیسے زمین میں جم گئے۔اس نے پلٹ کر عمارہ کی طرف دیکھا، جو صوفے پر بیٹھی اپنی ننھی سی ہتھیلیوں سے آنسو پونچھ رہی تھی۔ عمارہ کی آواز میں بے پناہ معصومیت اور التجا تھی، اور کیف کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔

بڑے شاہ نے عمارہ کو دیکھا اور پھر کیف کی طرف۔ان کی نظریں ایک لمحے کے لیے کیف سے ٹکرائیں، جیسے وہ اس سے کچھ کہہ رہے ہوں۔ کیف نے اپنی نظریں جھکائیں اور گہری سانس لیتے ہوئے پلٹ کر عمارہ کے پاس آگئی۔

"عمارہ، میں جا تو نہیں رہی، بس... تھوڑی دیر کے لیے باہر جا رہی تھی۔" کیف نے نرم لہجے میں کہا اور عمارہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"کیفو، آپ کہیں نہیں جائیں، پلیز۔ مجھے آپ کے ساتھ کھیلنا ہے۔" عمارہ نے ضد کرتے ہوئے کہا اور کیف کا ہاتھ پکڑ لیا۔

بڑے شاہ نے یہ منظر خاموشی سے دیکھا۔انہوں نے اپنی بیٹی کو اس طرح ضد کرتے کم ہی دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے، میں کہیں نہیں جا رہی۔" کیف نے عمارہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

عمارہ خوشی سے مسکرا دی اور کیف کے گلے لگ کر بولی، "آپ سب سے اچھی ہیں، کیفو۔"

"آپ بھی اچھی ہے۔" کیف نے عمارہ کے گال کو چومتے ہوئے کہا۔

"آج آپ سکول کیوں نہیں گئی۔؟" عمارہ کو سکول کی یونیفارم میں دیکھ کر پوچھا۔

"میں گئی تھی لیکن میں پھر آگئی۔۔"

"کیوں واپس کیوں آگئی۔؟؟"

"کیونکہ وہاں پر ٹیچر نے مجھے مارا تھا۔" کیف نے حیرت اور فکر سے عمارہ کی بات سنی اور اس کے ننھے سے چہرے پر گزرے لمحوں کی جھلک دیکھنے لگی۔ "ٹیچر نے مارا؟ لیکن کیوں؟"

"بس میں نے کھانے کے وقت اپنی دوست سے کہا تھا کہ ہم کھانا شیئر کریں۔ اس نے شکایت لگا دی اور میم نے مجھے مار دیا۔" عمارہ نے روتے ہوئے کہا۔

کیف نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا، "یہ تو بہت غلط بات ہے، بیٹا۔ کسی کو مارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

"میں نے بابا کو بتایا۔ وہ پرنسپل سے بھی بات کر چکے ہیں۔" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

کیف نے بڑے شاہ کی طرف دیکھا، جو ایک فائل میں مصروف ہونے کا دکھاوا کر رہے تھے، مگر ان کی توجہ پوری طرح اس گفتگو پر تھی۔

"بہت غلط ہوا آپ کے ساتھ لیکن جو ہوا اسے بھول جاؤ وکے۔" عمارہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"کل جاؤ گی سکول۔؟" کیف نے پوچھا۔

"جی آپ آئے گی میرے سکول۔؟" کیف کے سوال پر وہ مسکرائی۔

"ہاں آؤں گی۔اب میں جاتی ہوں مجھے بہت سارے کام کرنے ہیں۔" کیف نے اس کی آنکھوں میں نمی اور چہرے پر دکھ دیکھا۔

"پکا میں کل سکول آؤ گی آپ سے ملنے اب جاؤ ڈرائیور ویٹ کر رہے ہو گے۔"

"پرومس کریں کہ آپ آئیں گی۔؟" عمارہ نے ہاتھ آگے کیا۔

"ہاں پرامس آؤں گی۔" کیف نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ عمارہ نے اس کے ہاتھ کو چوما۔

کیف اٹھ کر کھڑی ہوئی اور بغیر بڑے شاہ کو دیکھ کر وہاں سے چلی گئ۔

کیف کے جانے کے بعد کمرے میں ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی۔ بڑے شاہ نے اپنی نظریں عمارہ پر مرکوز کیں، جواب مطمئن اور خوش نظر آرہی تھی۔

"بابا، کیفو بہت اچھی ہیں، نہ؟" عمارہ نے معصومیت سے پوچھا۔

بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور مسکراتے ہوئے کہا، "ہاں، بہت اچھی ہیں۔"

"بابا آپ کب کیفو سے شادی کرو گے۔؟"

"جب کیفو چاہے گی، بیٹا۔" بڑے شاہ نے عمارہ کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ کیفو سے پوچھیں گے کب۔؟" عمارہ نے معصومیت سے سوال کیا۔

بڑے شاہ نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی اور پھر دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا، "جلد ہی، لیکن کل سے تمہیں سکول جانا ہے۔"

"بابا، آپ ناہر بار بات بدل دیتے ہیں!" عمارہ نے ناراضگی سے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے، جلد کیفو سے بات کروں گا، لیکن تب تک تمہیں اپنی پڑھائی پر دھیان دینا ہوگا۔"

"وعدہ؟" عمارہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پکا وعدہ۔" بڑے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔ عمارہ خوشی خوشی صوفے پر بیٹھ گئی اور بڑے شاہ اپنا کام کرنے لگی۔

عالیان جب گھر آیا تو حبیبہ بیگم کو منتظر پایا عالیان اس کے پاس بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔

"کیسے ہو بیٹا۔؟" عالیان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں مما آپ کیسی ہیں۔؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

"آپ اداس ہے امی۔؟ کیا بات ہے۔؟"

وہ کیف کی امی نے کال کیا تھا۔

"تو پھر۔؟ کیا انکار کر دیا ہے۔؟" حبیبہ بیگم نے پہلے ہاں میں سر ہلایا اور پھر نہ میں۔ اور مسکرائیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا سچ میں مما وہ لوگ مان گئے ہیں۔؟ کیا کیف نے ہاں کہہ دی؟" عالیان خوشی سے مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہاں بیٹا، کیف کی امی نے بتایا کہ وہ رشتہ قبول کر چکی ہے۔ میں نے فوراً جواب دیا کہ ہم کل ان کے گھر مٹھائی لے کر آئیں گے۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے، مما! میں پورے آفس کو کل چھٹی دے دیتا ہوں، بلکہ کیف کے لیے کچھ خاص پلان بھی بناتا ہوں۔" عالیان نے بے حد خوش ہو کر کہا۔

حبیبہ بیگم نے اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر کہا، "ٹھیک ہے بیٹا، لیکن سب کچھ آرام سے اور عزت کے ساتھ کرنا، یہ رشتہ ہمارا خواب ہے اور اس کی اہمیت ہمیں سب سے زیادہ سمجھنی ہوگی۔"

"آپ فکر نہ کریں، مما۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ کل کا دن ہماری زندگی کا سب سے یادگار دن ہوگا۔" عالیان نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے مسکرا کر عالیان کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اچھا فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگاتی ہوں

جی ممی کہہ کر وہ کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں آتے ہوئے وہ فریش ہونے کے لیے چلا گیا کچھ دیر بعد وہ نکلا تھا وائٹ کپڑوں میں ملبوس موبائیل لے کر بیٹھ گیا۔

موبائیل میں کیف کی تصاویر دیکھنے لگا جو اس نے ہر موقعے پر بنائے تھے۔عالیان موبائل پر کیف کی تصویریں دیکھتے ہوئے مسکراتا جا رہا تھا۔ہر تصویر میں کیف کی مسکراہٹ اسے مزید خوش کر رہی تھی۔

"یہ لڑکی واقعی میری زندگی کا سب سے خوبصورت حصہ بننے جا رہی ہے۔"اس نے خود سے کہا۔

تصاویر دیکھتے ہوئے اس کی نظر ایک ایسی تصویر پر پڑی جو اس نے چھپ کر لی تھی،جب کیف کسی تقریب میں مصروف تھی اور اپنے کام میں مگن تھی۔عالیان کو وہ لمحہ یاد آ گیا،جب اسے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ کیف اس کے دل کے قریب آ چکی ہے۔

اسی لمحے اس کا دل کیا کہ کیف کو کال کرے،لیکن پھر رک گیا۔"ابھی نہیں،کل مل کر سب کچھ کہوں گا۔"

اسی دوران حبیبہ بیگم نے آواز دی،"عالیان!کھانا لگ گیا ہے،آ جاؤ بیٹا۔"

"جی مما،آ رہا ہوں!"عالیان نے موبائل رکھا،اور ایک گہری سانس لیتے ہوئے خود کو خوش نصیب محسوس کیا۔کل کا دن اس کے لیے خاص ہونے والا تھا۔عالیان نے موبائل جیب میں رکھا اور جلدی سے کھانے کی میز پر پہنچ گیا۔

"ماشاءاللہ،کھانے کی خوشبو تو بہت زبردست ہے،مما!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے محبت بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔"بیٹا، آج خاص تمہاری پسند کے کھانے بنائے ہیں۔"

"ارے واہ! آج تو مزہ آجائے گا۔" عالیان نے پلیٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

کھانے کے دوران حبیبہ بیگم بار بار عالیان کو دیکھ رہی تھیں، ان کی نظروں میں خوشی اور فخر تھا۔

"عالیان، تمہیں پتہ ہے، کیف کی مما کتنی خوش تھیں۔ کہہ رہی تھیں کہ تم بہت اچھے انسان ہو۔"

"مما، یہ سب آپ کی تربیت کی بدولت ہے۔" عالیان مسکرایا۔

کھانے کے بعد، عالیان نے حبیبہ بیگم کا شکریہ ادا کیا اور کہا، "مما، آج کھانے کا خاص مزہ آیا۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے میری خوشی میں اتنی محنت کی۔"

"بس بیٹا، تم ہمیشہ خوش رہو۔ یہی میری سب سے بڑی دعا ہے۔" حبیبہ بیگم نے کہا۔

عالیان نے اپنی ماں کی بات سن کر ان کے ہاتھ تھام لیے۔ "مما، آپ کی دعا میرے لیے سب کچھ ہے۔ آپ کے بغیر میری خوشیاں ادھوری ہیں۔"

حبیبہ بیگم کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ "بیٹا، ماں کے دل کو تو بس اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھ کر سکون ملتا ہے۔"

عالیان نے محبت سے ان کے ہاتھ چومے۔ "مما، آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی۔ میرے ہر خوشی کے لمحے میں۔"

حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا، "یہی چاہتی ہوں، بیٹا۔ اب جاؤ، آرام کرو۔ کل تمہارے لیے ایک بہت اہم دن ہے۔"

عالیان نے سر ہلایا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ دل میں کیف کا خیال اور ماں کی دعائیں اسے سکون دے رہی تھیں۔

"آپی میں یہ کیا سن رہی ہوں کہ آپ نے ہاں کی۔؟" مایا کیف کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔

"بلکل صحیح سنا ہے۔" کیف نے مختصر جواب دیا۔

"لیکن کیوں آپی۔؟" مایا کے سوال پر کیف نے ایک گہری سانس لی اور نظریں جھکا لیں۔

"مایا، کچھ فیصلے دل سے نہیں، دماغ سے کرنے پڑتے ہیں۔ اور جس کو میں نے چاہا وہ تع نہیں ملا تو سوچا جو پیار کرتا ہے اس کے ہو کر دیکھو۔"

مایا نے کیف کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں گہری اداسی محسوس کی۔ "آپی، کیا آپ واقعی یہ سمجھتی ہیں کہ کسی کو خوش کرنے کے لیے اپنی زندگی قربان کر دینا صحیح ہے؟"

کیف نے دھیرے سے سر ہلایا، جیسے خود کو سمجھانے کی کوشش کر رہی ہو۔ "مایا، ہر کوئی محبت نہیں پاتا۔ کبھی کبھار، کسی کو پیار دینے والے کو چننا بہتر ہوتا ہے بجائے اس کے جو ہمیں نظرانداز کرے۔"

مایا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "لیکن آپی، آپ کی خوشی سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگر یہ شادی آپ کو خوشی نہیں دے سکتی، تو میں آپ کو وہ قدم اٹھانے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

کیف نے مسکراتے ہوئے کہا، "شاید وقت کے ساتھ سب بدل جائے، مایا۔ کبھی کبھی، ہمیں دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی بنانا پڑتا ہے۔ ایک بات اور مایا، زندگی ہمیشہ ہمارے مرضی کے مطابق نہیں چلتی۔ کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو وقت اور حالات کے مطابق کرنے پڑتے ہیں۔"

"لیکن آپ خوش ہیں؟" مایا نے دھیمی آواز میں کہا۔

کیف نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔ "خوشی ایک وقت کے بعد آتی ہے، مایا۔ ابھی تو بس خود کو حالات کے مطابق ڈھالنا ہے۔"

مایا اس کی آنکھوں میں اداسی دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ "آپی، اگر آپ کو لگے کہ یہ فیصلہ غلط ہے، تو پلیز خود پر دباؤ مت ڈالیں۔"

"مایا، سب ٹھیک ہو گا۔ تم بس میرے ساتھ رہو، جیسے ہمیشہ رہی ہو۔" کیف نے اس کے سر پر پیار کیا۔

مایا نے مسکراتے ہوئے کہا، "آپی، میں ہمیشہ سے آپ کے ساتھ ہوں اور رہوں گی بھی۔"

"شکریہ مایا، تمہاری یہ بات میرے لیے بہت معنی رکھتی ہے۔" "اوہ مجھے تو اب یاد آیا آج آپ کا آخری پیپر تھا اور مبارک ہو آپ کے پیپرز ختم ہو گئے ہیں۔ واو اور کل سے شادی کی تیاریاں۔"

"خیر مبارک۔"مایا نے شرماتے ہوئے کہا۔

کیف نے ہنستے ہوئے کہا، "دیکھ لینا، میں آپ کی شادی کو بہت انجوائے کروں گی۔ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دوں گی!"

"آپ نے تو پہلے ہی پلان کرر کھا ہے، آپی۔ لیکن میں بھی دیکھتی ہوں کہ آپ کتنا انجوائے کرتی ہیں۔"مایا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چیلنج قبول ہے! اب تم دیکھنا، میں تمہیں اور سب کو کیسے حیران کرتی ہوں۔"کیف نے شوخی سے کہا۔

"ویٹ آپی میں آپ کو کچھ دکھاتی ہوں۔۔"مایا نے فون نکالا اور موبائیل سامنے کی۔

"یہ دیکھو میری شادی کا جوڑا انہوں نے آرڈر پر بنایا ہے۔"

کیف نے موبائل پر نظر ڈالتے ہوئے مایا کے شادی کے جوڑے کو دیکھا۔وہ سرخ اور سنہری رنگ کے امتزاج میں ایک شاندار کامدار لباس تھا، جس پر انتہائی باریک کڑھائی کی گئی تھی۔

"واو مایا! یہ تو بہت ہی خوبصورت ہے۔ پورا راج کماری والا فیل دے رہا ہے!"کیف نے خوش ہو کر کہا۔مایا مسکرائی۔

"ہاں آپی انہوں نے کہا تھا کہ آپ جس طرح چاہو ویسا ہی بنے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ تو بہت اچھا ہے مایا!" کیف نے جوش سے کہا۔ "جب دلہن کے جوڑے میں دلہن کی پسند شامل ہو، تو اس کی خوبصورتی اور بڑھ جاتی ہے۔"

"ہاں آپی، میں نے خاص طور پر کہا تھا کہ زیادہ کام دار ہو، لیکن بھاری نہ لگے، اور رنگ بھی ایسا ہو جو سب کو اچھا لگے۔" مایا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیف نے مسکراتے ہوئے کہا، "یہ واقعی سب کو پسند آئے گا۔ اب دیکھنا، تمہارے دلہن والے دن سب کی نظریں تم پر ہی ہوں گی!"

"آپی، بس آپ کا ساتھ ہو تو میرا دن ویسے ہی یادگار بن جائے گا۔ مایا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہمیشہ خوش رہو، مایا۔ تمہاری خوشی میری خوشی ہے۔" کیف نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

مایا اور کیف ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں گم ہو گئیں۔ وہ دونوں اپنی زندگی کے چھوٹے بڑے لمحات شیئر کر رہی تھیں۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں۔؟" ردا بلیو جینز اور ٹاپ پہنے کمرے میں آتے ہوئے پوچھا۔ ماہین جلدی سے سیدھی ہوئی اور عمائرہ نے اندر آنے کو کہا۔

وہ اندر آکر بیٹھ گئی۔ماہین کو تو وہ بلکل پسند نہیں تھی حلانکہ ردا کافی خوبصورت تھی۔اونچی ناک بڑی بڑی کالی آنکھیں، پتلی ہونٹ اور گردن تک آتے بال جس کا ہائی پونی ٹیل بنا رکھا تھا۔زیادہ گوری تو نہیں تھی مگر نین نقوش کافی خوبصورت تھا۔

"ماشاءاللہ آپ دونوں تو کافی خوبصورت ہیں۔" ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔عمائرہ تو خوش ہوئی لیکن ماہین مسکرا بھی نہ سکی۔

"آپ بھی کافی خوبصورت ہے۔" عمائرہ نے ردا کو کہا۔

"شکریہ عمائرہ، آپ کی تعریف کا۔" ردا نے نرمی سے جواب دیا اور عمائرہ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ماہین چپ چاپ ردا کو دیکھتی رہی، لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔

"ماہین، آپ کیسے ہیں؟ لگتا ہے آپ مجھ سے کچھ ناراض ہیں؟" ردا نے ماہین کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔" ماہین نے نظر چراتے ہوئے مختصر جواب دیا۔

"ویسے آپ کونسے کلاس میں پڑھ رہی ہیں۔؟" ردا نے عمائرہ سے پوچھا۔

"فرسٹ ائیر میں ایڈمیشن کیا ہے۔کچھ دن بعد کلاسز سٹارٹ ہونے والی ہے۔"

"اوہ اچھا اچھا اور یہ کیا نام ہے۔؟" ماہین کی طرف اشارہ کیا۔

"ماہین۔"عمائرہ نے جواب دیا۔

"میں بی ایس انگلش کر رہی ہوں۔"ماہین نے جواب دیا۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ اللہ آپ دونوں کو کامیابی دیں۔"جواب میں دونوں نے "آمین" کہا تھا۔

"آپ تو زران بھائی کی کزن ہیں لیکن ہم نے تو آپ کو کبھی دیکھا نہیں تو آپ کہاں رہتی ہیں۔؟"عمائرہ نے پوچھا۔

"ہاں میں ان کی کزن ہو میں نے اور زران نے ایک ساتھ آٹھویں کلاس پاس کی تھی پھر میں میرے بابا کے ساتھ لندن گئی تھی ہم تب سے وہاں ہے بس میں ایک یا دو بار آتے ہیں اس لیے آپ نے ہمیں نہیں دیکھا ہے۔میں جب بھی یہاں آتی ہوں زران سے ملنے ضرور آتی ہوں آفٹر آل وی آر بیسٹ فرینڈ۔(After all we are best friends)۔"

"اوہ اچھا اچھا۔"ماہین خاموشی سے سن رہی تھی۔ردا کی بات پر جیسے اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

"ویسے ماہین آپ کافی کم بولتی ہیں۔"ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔"ماہین نے ایک لمحے کو ردا کی بات پر غور کیا اور پھر سر ہلا کر مختصر جواب دیا۔

"ویسے، مجھے یہاں آکر بہت اچھا لگا۔"ردا نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بھی بہت اچھا لگا۔"عمائرہ نے ماہین کو کہانی مار کر جواب دیا۔

"ویسے کیا ہم دوست بن سکتے ہیں۔؟" ردا نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"ہاں کیوں نہیں۔" عمائرہ نے جلدی سے ردا کا ہاتھ تھاما۔ عمائرہ نے ماہین سے ہاتھ ملانے کو کہا۔

ماہین نے اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کی جانب اور پھر ہاتھ ملایا۔

"ہاں، آج کے بعد ہم سب دوست ہیں۔" ردا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمائرہ خوشی سے سر ہلانے لگی۔

ماہین نے ایک زبردستی کی مسکراہٹ دی، لیکن دل ہی دل میں وہ ردا کو قبول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تو دوست ہونے کے ناطے، مجھے یہ حق ہے کہ میں آپ دونوں کے ساتھ زیادہ وقت گزاروں، ٹھیک؟" ردا نے خوشگوار انداز میں کہا۔

"بالکل!" عمائرہ نے فوراً کہا۔

"اچھا تو اب میں چلتی ہوں مجھے زران کے ساتھ کہیں جانا ہے۔" کہتے ہوئے وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"جی۔" عمائرہ نے مختصر جواب دیا۔ وہ مسکراتے ہوئے چلی گئی۔

عمائرہ نے ماہین کو دیکھا وہ دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"کیا ہوا اور یہ سب کیا تھا؟ کس طرح rude behaved کر رہی تھی؟ وہ کیا سوچیں گی کہ آپ کس کی لڑکی ہے۔؟"

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میرے بارے میں کون کیا سوچتا ہے اور آپ نے دیکھا کس طرح بات کر رہی تھی اور وہ مجھے ذرا بھی پسند نہیں ہے۔اور یہ کس طرح شاہ.جی کے ساتھ چپک کے رہتی ہے اور سنا کہ شاہ کے ساتھ جانا ہے۔"ماہین نے منہ ٹیڑھا کیا۔

"آپ جیلس ہو رہی ہے۔"عمائرہ نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"میں جیلس نہیں ہو رہی ہوں مجھے غصہ آرہا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے شاہ.جی کے آس پاس بھی رہے۔"

"اچھا.جی تو وہ آپ کے شاہ.جی ہے وہ کیسے۔؟"عمائرہ جیسے اس کے دل کا حال جاننا چاہتی تھی۔

"کیونکہ وہ میرے ہیں اور میں اسے پیار کرتی ہوں اور جو میرا ہے میں چاہتی ہوں وہ صرف میرا رہے۔"

"اوہ تو فائنلی آپ کو realised ہوا کہ آپ زران بھائی سے پیار کرتی ہیں۔"

"ہاں کرتی ہوں میں شاہ.جی سے محبت اور یہ جو ردا ہے نا مجھے اس سے اچھے وائبز vibes نہیں آرہی۔مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ مجھ سے شاہ.جی چھین لے گی۔اگر ایسا ہوا تو میں مر جاؤں گی۔"ماہین رونے کو تھی۔

Clubb of Quality Content

"ماہی آپ کو زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے ایسے کوئی بات نہیں اور اپنے دل کو چھوٹا نہ کرو بات نصیب کی ہے اگر زران بھائی آپ کے نصیب میں ہے تو آپ کو ہی ملے گا اگر نہیں ہے تو آپ کے لاکھ کوششوں کے باوجود بھی آپ کو نہیں ملے گا۔"

"عمائرہ، یہ نصیب والی بات مجھے سمجھ نہیں آتی۔ میں تو بس یہ جانتی ہوں کہ میں زران شاہ سے محبت کرتی ہوں اور انہیں کھونا نہیں چاہتی۔" ماہین نے روتے ہوئے کہا۔

"ماہی، محبت کا مطلب صرف پانا نہیں ہوتا، بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ جس سے محبت کرتے ہیں، وہ خوش رہے۔ اور اگر زران بھائی آپ سے محبت کرتے ہیں، تو وہ کبھی آپ کو چھوڑ کر کسی اور کے پاس نہیں جائیں گے۔" عمائرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمائرہ، یہ ردا... وہ شاہ جی کے اتنے قریب ہے، جیسے وہ پہلے سے ہی ان کی زندگی کا حصہ ہو۔" ماہین نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور کہا۔

"ردا شاید ان کی اچھی دوست ہو، لیکن دوست اور محبت میں فرق ہوتا ہے۔ آپ کو خود پر اور زران بھائی پر بھروسہ کرنا ہوگا۔" عمارہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو، لیکن میں پھر بھی خوفزدہ ہوں۔" ماہین نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک کام کرو، اپنے دل کی بات زران بھائی سے کہہ دو۔ یہ سب الجھنیں ختم ہو جائیں گی، اور جو بھی فیصلہ ہوگا، وہ واضح ہوگا۔" عمارہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا۔

"تمہیں لگتا ہے، مجھے ان سے یہ سب کہہ دینا چاہیے؟"ماہین نے حیرت سے عمائرہ کو دیکھا اور کہا۔

،"ہاں، بالکل۔ لیکن صحیح وقت اور صحیح انداز سے۔ جب تم تیار ہو، تب۔"عمارہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ماہین نے ایک لمحے کو سوچا، پھر کہا، "ٹھیک ہے، میں جلد ہی اپنے دل کی بات شاہ جی کو بتاؤں گی۔ لیکن وعدہ کرو کہ تم میرے ساتھ رہو گی۔"

"ہمیشہ، ماہی۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"عمائرہ نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ماہین کے دل تھوڑی سی تسلی ملی تھی۔اور مسکرائی۔اور دل ہی دل میں دعا کرنے لگی۔

شام کی ٹھنڈی ہوا نے ہر طرف سکون سا پھیلا رکھا تھا۔ درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ اور پرندوں کی چہچہاہٹ کے ساتھ ماحول میں ایک عجب سی خاموشی تھی جو دل کو چھو رہی تھی۔ آسمان پر چمکتے ستارے زمین کو جیسے اپنی روشنی سے سجا رہے تھے، اور چاند کی ہلکی روشنی نے ہر منظر کو اور دلکش بنا دیا تھا۔ماہین بلیک فراک میں بڑے سے ڈوپٹے کو خود پر لپیٹے ہوئی لان میں بینچ پر بیٹھی ہاتھ میں کتاب لیے پڑھ رہی تھی۔اور ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔کتاب پڑھتے وہ چائے کی سپ لیتی۔

"ماہی تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟"زران بلک جینز پہنے وائٹ شرٹ اور اوپر جیکٹ پہنے ہوئے آیا تھا۔

ماہین ڈرتے ہوئے ایک دم کھڑی ہوئی۔

"شاہ جی آپ یہاں۔؟" ماہین نے سانس بحال کی۔

"ہاں، میں یہاں۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ "لیکن تم اتنی گھبرا کیوں رہی ہو؟ کیا میں نے تمہیں ڈرا دیا؟"

ماہین نے جلدی سے کتاب اور چائے کا کپ بینچ پر رکھ دیا اور نظریں جھکا لیں۔

"نہیں شاہ جی، بس آپ کو اچانک یہاں دیکھ کر حیران ہو گئی۔"

"آپ حیران بھی ہوتی ہیں؟ مجھے لگا بس لڑتے رہتی ہو۔" زران نے مذاق میں کہا۔

ماہین نے اسے گھور کر دیکھا اور بولی، "شاہ جی، آپ کو یہی لگتا ہے کہ میں صرف لڑتی ہوں؟"

"ہاں، ویسے بھی تمہارے تیور کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔" زران نے کندھے اچکائے۔

"شاہ جی، آپ ہر بات میں مجھے چڑانے کیوں آجاتے ہیں۔؟" ماہین نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور سنجیدگی سے کہا۔

"کیونکہ تم چڑھتی بہت جلدی ہو۔ اور تمہارے چہرے کے تاثرات دیکھنا مزہ دیتا ہے۔"

ماہین نے ناراضگی سے نظریں چرائیں اور بولی، "تو پھر ٹھیک ہے، آپ کو میرا چہرہ دیکھنے کا شوق ہے نا؟ تو آئندہ میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔"

"ارے ارے! یہ کیا کہہ دیا تم نے؟ اگر تم سامنے نہ آئیں تو میرا دن کیسے گزرے گا؟" زران نے فوراً سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ک... کیا کہا آپ نے۔؟" ماہین نے حیرت سے دیکھا۔

"کچھ نہیں۔" زران کے چہرے پر اب مسکان نہیں تھی۔

"ویسے ایک بات پوچھو۔؟" زران نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو کب سے مجھ سے پوچھنا پڑ رہا ہے۔" ماہین ہنسی تھی۔

"آگے بھی پڑے گا لیکن اب سنو کیا میری دوست بنو گی۔؟ میں آپ کے لیے اچھا دوست ثابت ہوں گا۔" زران کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

ماہین نے ایک لمحے کے لیے زران کو حیرت سے دیکھا، پھر مسکراتے ہوئے بولی، "آپ کو لگتا ہے کہ ہم دوست نہیں ہیں۔؟"

"دوستی کا رشتہ الگ ہوتا ہے، ماہین۔ جہاں نہ رسمی باتیں ہوتی ہیں اور نہ کوئی جھجک۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم میری خاص دوست بنو۔" زران نے کندھے اچکائے اور سنجیدگی سے کہا۔

"شاہ جی، آپ کچھ زیادہ ہی عجیب باتیں کر رہے ہیں آج۔" ماہین نے چائے کا کپ دوبارہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

زران نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ جواب دیا، "تو ہاں یا نہ؟"

"ٹھیک ہے، لیکن ایک شرط ہے۔" ماہین نے ایک لمحے کے لیے سوچتے ہوئے کہا۔

"شرط؟ کیسی شرط؟" زران نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ مجھ سے کبھی نہ لڑیں گے۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مشکل ہے، لیکن کوشش کروں گا۔" زران نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر دوست بن گئے۔" ماہین نے چائے کی سپ لیتے ہوئے کہا۔

"پکا؟" زران نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

ماہین نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور بولی، "پکا۔"

زران نے چہرے پر ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "پھر ٹھیک ہے، اب تمہاری ہر بات ماننی پڑے گی، میری دوست!"

"دیکھیں، کہیں بعد میں یہ بات بھول نہ جائیں۔" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوستوں کے وعدے کبھی بھولتا نہیں ہوں،" زران نے نرمی سے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔"

"میں نے کبھی لڑکیوں سے دوستی نہیں کی ہے ماہی۔" ماہین کے ہاتھ سے کتاب لیتے ہوئے کہا۔

"اور ردا وہ تو دوست ہے آپ کی۔" اس نے خفگی سے کہا۔

"وہ بچپن سے میرے ساتھ ہے اب ایسا تو نہیں کر سکتا نا کہ اس سے دوستی توڑ دو وہ میرے لیے بہن کی طرح ہے۔" ردا کے لیے بہن کا نام سن کر ماہین کے دل کو ڈھیروں سکون ملا تھا۔

"ہمم۔" ماہین نے ہاں میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زران نے اور کچھ نہیں کہا اور کتاب دیکھنے لگا۔ ماہین کی نظریں اب ان پر تھیں۔ زران خود پر ماہین کی نظریں محسوس کر سکتا تھا۔ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔

"ماہی، یہ کتاب واقعی اتنی دلچسپ ہے یا تم بس وقت گزارنے کے لیے پڑھ رہی ہو؟" زران نے کتاب کے صفحات پلٹتے ہوئے کہا۔

ماہین جو چوری چوری زران کو دیکھ رہی تھی، ان کے سوال پر ایک دم سنبھل کر بولی، "نہیں، یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ لیکن آپ کو اس میں اتنی دلچسپی کیوں ہو رہی ہے؟"

"کیونکہ جب سے آیا ہوں، تمہاری توجہ کتاب پر کم اور مجھ پر زیادہ ہے۔" زران نے مسکرا کر کہا۔

ماہین کا چہرہ سرخ ہو گیا، وہ جلدی سے نظریں جھکا کر بولی، "ایسی کوئی بات نہیں، آپ غلط سوچ رہے ہیں۔"

"ماہی، تم جب جھوٹ بولتی ہو تو اور زیادہ معصوم لگتی ہو۔" زران نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"شاہ جی، آپ نہ کتاب کو واپس کریں۔ یہ آپ کے لیے نہیں ہے۔" ماہین نے کتاب چھیننے کے انداز میں کہا۔

"تو پھر بتاؤ، تم اتنی غور سے مجھے کیوں دیکھ رہی تھیں؟ یا شاید میں زیادہ ہینڈسم ہوں۔؟" زران نے کتاب پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

ماہین نے کچھ نہیں کہااور سر جھکا لیااور زران جیسے ہی کتاب کو پڑھنے لگا ماہین نے پھر سے اسے دیکھنا شروع کیا اس بار زران نے بھی کچھ نہیں کہا اور مسکراتے ہوئے کتاب دیکھنے لگا۔

چاند کی روشنی میں، دونوں کے درمیان ایک ایسی خاموشی چھا گئی جو الفاظ کے بغیر سب کچھ کہہ رہی تھی۔ماحول میں ایک عجب سی مٹھاس تھی،اور ماہین کے دل میں ایک خواب سا جاگا کہ شاید زران بھی وہی محسوس کرتا ہے جو وہ کرتی ہے۔ لیکن ہمیشہ وہ ہوتا نہیں جو ہم سوچتے ہیں یہ پتہ جلد ماہین کو لگ جانا تھا۔

"بیٹا کل آفس مت جانا۔' بڑے شاہ بیگم نے کھانے کے دوران بڑے شاہ کو کہا بڑے شاہ اور چھوٹے شاہ دونوں نے ایک ساتھ شاہ بیگم کو دیکھا۔

"کیوں ممی۔؟" بڑے شاہ نے سوال کیا۔

"کیوں نے کل ہم نے کیف کے ہاں جانا ہے اس کی امی نے بلایا ہے ہمیں۔" شاہ بیگم کے چہرے پر دکھ صاف ظاہر تھا۔

"کیوں مما۔؟" چھوٹے شاہ نے پوچھا۔

"میں نے بتایا تھا نا کہ کیف کے لیے جو رشتہ آیا تھا اسے رضامندی دی ہے اور کل بات پکی ہونے والی ہے تو ہمیں بھی بلایا ہے اس لیے میں نے کہا کہ آفس جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے ساتھ چلو گے۔"

"کیا۔؟ ایسے کیسے ہاں کر سکتے ہیں وہ لوگ۔؟" چھوٹے شاہ کو اچھا نہیں لگا تھا اور بڑے شاہ کا نوالہ حلق میں ہی پھنس گیا۔

"ہاں میں نے بات کی تھی کہا کہ لوگ اچھے ہیں اور وہ انہیں جانتے بھی ہیں اس لیے انہوں نے زیادہ ٹائم نہیں لیا اور فوراً ہاں کر دی اور اور کیف کی مرضی شامل ہے۔"

"کیف کی مرضی شامل ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" چھوٹے شاہ نے حیرت اور ناراضی سے کہا۔

"اور کیوں نہیں ہو سکتا اس کی مرضی شامل کیوں نہیں ہو سکتی۔؟ ذرا مجھے بتاؤ۔!" شاہ بیگم نے غصے سے کہا۔ چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کو دیکھا جو سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔

"مما، میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ کیف کی مرضی شامل نہیں ہو سکتی۔ لیکن... یہ سب اتنی جلدی کیسے ہو گیا؟ اور کیف نے کبھی ذکر بھی نہیں کیا کہ وہ کسی کے لیے رضامند ہے۔۔" چھوٹے شاہ نے وضاحت دی، لیکن ان کے لہجے میں بے چینی واضح تھی۔

"کیوں ذکر کرتی وہ تم سے؟ کیا تم اس کے بھائی ہو؟ یا باپ۔؟"

چھوٹے شاہ نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا، "مما، میں یہ سب صرف اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ... کیف نے ہمیشہ اپنی زندگی کے اہم فیصلوں میں وقت لیا ہے۔ اتنی جلدی ہاں کہنا... کچھ عجیب لگ رہا ہے۔"

"چھوٹے شاہ، شاید ہم زیادہ سوچ رہے ہیں۔ اگر وہ خوش ہے اور اس نے اپنی مرضی سے یہ فیصلہ کیا ہے، تو ہمیں اس کا احترام کرنا چاہیے۔" ان کی آواز میں ایک عجیب سی بے بسی چھپی ہوئی تھی۔

"بالکل۔ ہمیں اس کی خوشی عزیز ہونی چاہیے، نہ کہ اپنی بے جا تشویش۔ کل ہم سب جا رہے ہیں اور تم دونوں تیار رہنا۔" شاہ بیگم نے بڑے شاہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ٹھیک ہے مما۔ لیکن میں وہاں جا کر خود دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیف واقعی خوش ہے یا نہیں۔" ان کی آواز میں اب بھی شک تھا، لیکن انہوں نے مزید بحث نہیں کی۔ چھوٹے شاہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر بولے۔

بڑے شاہ بھی خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہی گہرے خیالوں میں ڈوب گئے۔ وہ بیڈ کے کنارے بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ دل میں الجھن اور بے بسی تھی، جو سکون کو مزید دور لے جا رہی تھی۔

"میں نے ہر راستہ اپنے آپ پر خود ہی بند کر دیا ہے۔میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو گنوایا ہے۔میں نے ہر حق کھو دیا ہے اب میں آپ کو کسی بھی صورت میں نہیں روک سکتا۔بس اتنی سی دعا ہے کہ آپ جہاں رہو خوش رہو۔" یہ بے بسی کی انتہا تھی۔

"میں نے جواب دیا ہے وہ لوگ کل آرہے ہیں اور پھر کیف کی بھی بات پکی ہو جائیں گی۔مایا کے تو ویسے بھی شادی ہونے والی ہے ایک ماں کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے جب اس کی بیٹیاں عزت سے رخصت ہو جائیں۔" کیف کی امی بہت خوش تھی۔مایا اور کیف خاموشی سے ان کو سن رہی تھی۔

"امی ضروری تھا ان سب کو بھی بلانے کا۔؟" کیف نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔اس کا اشارہ بڑے شاہ کے طرف تھا۔

"کس کی بات کر رہی ہو تم کیف۔؟" امی نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"مایا کے سسرال والوں کو۔"

"کیف تم ٹھیک تو ہو یہ کیا کہہ رہی ہو اگر وہ نہیں ہوگے تو کون ہوگے زرا بتاؤ۔؟ انہوں نے ہمیں ہر خوشی میں شریک کیا ہے اب ہم نہیں کریں گے تو کتنا برا لگے گا یہ سوچا ہے آپ نے۔؟" امی تو غصہ ہوئی تھی۔

Clubb of Quality Content!

کیف نے امی کے غصے کو دیکھتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔"امی، میرا مطلب وہ نہیں تھا۔میں بس..."

کیف کی بات ادھوری رہ گئی۔

"بس کیا؟ تمہیں معلوم ہے وہ لوگ ہمارے کتنے قریب ہیں؟ اگر ہم انہیں نہیں بلائیں گے تو یہ بہت بڑی بے ادبی ہو گی۔اور تم جانتی ہو بڑے شاہ کا کتنا خیال رکھتے ہیں ہم سب کا!"امی نے بات ختم کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"اب جاؤ تیار ہو جاؤ مہمان آتے ہوں گے۔"امی نے نرمی سے کہا۔

"جی امی" کہہ کر کیف کمرے میں گئی۔

مایا سمجھ رہی تھی کہ وہ کیوں نہیں چاہتی تھی کہ وہ لوگ آئے مگر امی تو کیف کے بارے میں لاعلم تھیں۔

Clubb of Quality Content!

کیف

کمرے میں آتے ہی دروازہ بند کر کے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔اس کے آنسو بے قابو ہو کر رخساروں پر بہنے لگے۔وہ اپنی ہتھیلیوں سے آنکھیں ڈھانپ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

دل کی بے چینی اور دکھ اتنے بڑھ گئے تھے کہ وہ خود پر قابو نہ پا سکی۔

"یہ سب میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟"اس نے خود سے سوال کیا۔

ہر لفظ، ہر فیصلہ اسے زنجیر کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ بڑے شاہ کے رویے، امی کی ضد، اور اپنی مجبوری سب مل کر اسے ایک بند گلی میں لے آئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگی۔

"یا اللہ! میرے لیے آسانی پیدا کر، مجھے یہ سب سہنے کی طاقت دے۔" کیف کئی دیر تک زمین پر بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔ دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تو اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ کر گہری سانس لی۔ پھر جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

باتھ روم میں جا کر چہرہ دھویا اور آئینے میں خود کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور چہرے پر تھکن واضح تھی۔ چند لمحے خود کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ آہستہ سے بڑبڑائی، "کیف، تمہیں مضبوط ہونا ہو گا۔"

وہ باہر آئی اور الماری کی طرف بڑھی۔ الماری کھول کر ایک لباس نکالا، اور کپڑوں کو ہاتھ میں تھامے دوبارہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

فریش ہو کر جب وہ باہر نکلی تو براؤن کپڑوں میں ملبوس تھی۔ اس نے بالوں کو ڈھیلا سا جوڑا باندھا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی، کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کر کے سکون پانے کی کوشش کرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر تھی اور تیاری مکمل دکھائی دے رہی تھی۔ شاہ بیگم، بڑے شاہ، چھوٹے شاہ، اور عمارہ سب خوش مزاجی کے ساتھ آئے تھے۔ مایا اور ان کی امی کچن میں مصروف تھیں۔ مایا کھانے کی تیاری میں مدد کر رہی تھی۔ اور کیف اپنے کمرے میں تھی۔

مایا نے چائے بنا کر ٹرے میں کپ رکھے کچن سے باہر آئی۔ چھوٹے شاہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

مایا نے باری باری سب کو چائے دی۔ بڑے شاہ اس کے منتظر تھا اس لیے وہ ہر بار نظریں ادھر ادھر دوڑاتا کہ کہیں سے نظر آئیں۔ امی بھی آکر بیٹھ چکی تھی۔

"کیف نظر نہیں آرہی۔" شاہ بیگم نے پوچھا۔

"ہاں وہ تیار ہو رہی ہے۔" امی نے جواب دیا۔

"ویسے لوگ اچھے ہے یا نہیں۔؟" شاہ بیگم کی بات پر بڑے شاہ متوجہ ہو گئے۔

"ہاں بہت اچھے ہیں ہم تین سالوں سے انہیں جانتے ہیں اور لڑکا تو کیف سے پیار بھی کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہیے۔ عزت دار لوگ ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ کیف وہاں بہت خوش رہے گی۔" امی کی مسکراتے ہوئے کہا۔ بڑے شاہ بے چینی سے پہلو بدل کے رہ گیا۔

مایا اور چھوٹے شاہ تو آنکھوں سے ہی باتیں کر رہے تھے۔

"چلو شکر ہے بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھر چلے جائیں اتنا اچھا ہوتا ہے اللہ تعالی اس کو خوش رکھیں۔"

"آمین!" امی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑے شاہ بار بار کمرے کی طرف دیکھ رہا تھا، جیسے کیف کے باہر آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ان کا دل بے چین تھا، مگر وہ اپنی کیفیت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔شاہ بیگم کی باتیں سن کر ان کے اندر جیسے ایک کشمکش شروع ہو گئی تھی۔

"پیار کرتے ہیں۔" یہ جملہ بار بار ان کے ذہن میں گونجنے لگا۔وہ بے چینی سے اپنی کرسی کی پشت پر جھکے اور خاموشی سے چائے کا کپ تھام لیا۔

"آنی ویسے وہ لوگ کب آرہے ہیں۔؟" چھوٹے شاہ نے سوال پوچھا۔

"پتہ نہیں ہمیں تو بارہ بجے آنے کو کہا تھا شاید راستے میں ہو۔اور ابھی تو بارہ بجنے میں وقت ہے۔" امی کی بات پر شاہ بیگم نے سر ہلایا۔

"بابا میں کیفو کے پاس جاؤں۔؟" عمارہ نے بڑے شاہ کے گال پر ننھے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں آپ کو پتہ ہے کہ کیفو کا کمرہ کہاں ہے۔؟" چھوٹے شاہ کی بات پر عمارہ نے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔" عمارہ گود سے اتر کے اوپر چلی گئی۔

"ہماری عمارہ کو کیف بہت پسند ہے ہر وقت کیف کرتی رہتی ہے کہ کیف نے یہ کیا ہے۔وہ کیا ہے وہ اس طرح بات کرتی ہے۔وہ اس طرح ہنستی ہے۔سارا دن کیف کا ہی ذکر کرتی ہے۔" عمارہ کے جاتے ہوئے شاہ بیگم نے کہا۔شاہ بیگم کی بات پر سب مسکرا دیے۔

بڑے شاہ نے خاموشی سے اپنی چائے ختم کی اور نظریں بار بار کیف کے کمرے کی جانب اٹھتی رہیں۔

چھوٹے شاہ نے ان کی بے چینی کو نوٹ کیا لیکن کچھ کہنے کے بجائے مسکراتے ہوئے بولے، "ویسے بھائی، عمارہ کتنی جلدی سمجھدار ہو رہی ہے۔ دیکھیں، اسے سب کا کمرہ یاد ہے!"

"ہاں، بالکل۔ بچوں کی یادداشت اور مشاہدہ لاجواب ہوتا ہے،" شاہ بیگم نے جواب دیا۔

عمارہ اوپر پہنچی تو کیف کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا۔ عمارہ نے اندر جھانکا تو دیکھا کہ کیف آئینے کے سامنے کھڑی اپنے ڈوپٹے کو ٹھیک کر رہی تھی۔

"کیفو!" عمارہ نے خوشی سے کہا اور دوڑ کر اس کے پاس پہنچ گئی۔

کیف نے چونک کر نیچے دیکھا اور مسکراتے ہوئے عمارہ کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔

"ارے میرا بچہ! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔؟"

"میں آپ کے پاس آئی ہوں۔" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

"اچھا جی۔ کیسا ہے میرا بچہ۔؟"

"میں بہت پیاری ہوں آپ کی طرح۔" کیف ہنس دی۔

"آپ مجھ سے زیادہ پیاری ہے۔"

"آپ نیچے کیوں نہیں آئی۔؟ میں انتظار کر رہی تھی۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ ورنہ میں آجاتی۔" کیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیفو ایک بات پوچھوں۔؟"

"ہاں!"

"آپ بابا سے شادی کرو پھر آپ میری ممی بن جائیں گی اور بابا بہت اچھے ہیں وہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔" عمارہ کی بات پر کیف کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ وہ یک ٹک باندھے عمارہ کو دیکھ رہی تھی پھر سنبھلتے ہوئے کہا۔

"انھوں نے مجھے پہلے ہی چھوڑ دیا ہے اور آئندہ ایسا مت کہنا ورنہ کیفو آپ سے بات نہیں کریں گی اوکے؟" عمارہ نے خفگی سے سر ہلایا۔

"گڈ بچہ۔ میری گڑیا، آپ بہت معصوم ہیں اور میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔ لیکن کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بڑوں کے سمجھنے کی ہوتی ہیں، بچوں کے نہیں۔" کیف نے عمارہ کو گلے لگالیا اور نرمی سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں غلط تو نہیں کہہ رہی، بابا بہت اچھے ہیں تو آپ بابا کو اپنا دوست کیوں نہیں بنا لیتیں۔۔؟" عمارہ نے ناراضی سے منہ بنایا اور بولی۔

"دوستی اور رشتے بہت حساس ہوتے ہیں، اور انہیں بنانے یا توڑنے میں وقت لگتا ہے۔ لیکن آپ وعدہ کریں کہ آئندہ ایسی بات نہیں کریں گی، ٹھیک ہے؟"

"آپ مجھ سے ناراض تو نہیں۔؟" عمارہ نے سر ہلایا اور معصومیت سے پوچھا۔

کیف نے ہلکے سے مسکرا کر اس کے گال تھپتھپائے۔

"بالکل نہیں، میری جان۔ میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی۔"

"پکا؟" عمارہ خوش ہو کر بولی۔

"ہاں، بالکل پکا۔" کیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمارہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

عمارہ خوشی خوشی نیچے جانے لگی، اور کیف نے ایک لمحے کے لیے اپنی آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ دل کی تکلیف کو چھپانا آسان نہیں تھا۔

عالیان آئینے کے سامنے کھڑا براؤن کرتے اور وائٹ پاجامے میں تھا۔ ہاتھ میں مہنگی گھڑی تھی۔ بالوں کو اچھی طرح سیٹ کیے تھے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی یقیناً وہ بہت خوش تھا۔

"میں نے سوچا نہیں تھا کیف کہ آپ اتنی جلدی ہاں کریں گی مجھے لگا تھا کہ آپ انکار کرو گی۔"

عالیان آئینے میں دیکھ کر اپنے آپ سے بات کر رہا تھا، اور اس کے چہرے کی خوشی صاف ظاہر تھی۔

"جانا نہیں ہے کیا بیٹا۔؟" حبیبہ بیگم کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

"بس بس امی میں تیار ہوں۔۔"

عالیان نے آئینے میں آخری بار خود کو دیکھا اور ہلکا سا مسکرا کر اپنی گھڑی کو سیٹ کیا۔ وہ آج کے دن کو لے کر بہت خوش اور پُر جوش تھا۔

"امی، آپ کو پتہ ہے، یہ دن میری زندگی کا سب سے خوبصورت دن ہونے والا ہے،" عالیان نے پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "ہاں بیٹا، خوشی کے یہی لمحے دیکھنے کے لیے تو ہم والدین جیتے ہیں۔ اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔"

"امی، میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کیف میری زندگی میں شامل ہونے کے لیے ہاں کرے گی۔ وہ ہمیشہ سے بہت مضبوط اور خود مختار لگی، جیسے اسے کسی کی ضرورت ہی نہ ہو۔ مگر آج... آج سب بدل گیا ہے۔" عالیان نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، محبت دلوں میں جگہ بنا لیتی ہے، چاہے سامنے والا جتنا بھی مضبوط دکھائی دے۔ اللہ نے تمہارے نصیب میں کیف کو لکھا ہے، اور یہ سب تمہاری نیک نیتی کا نتیجہ ہے۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلیں امی، دیر ہو رہی ہے۔ سب نیچے انتظار کر رہے ہوں گے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر، آج کے دن کی رونق تمہارے بغیر پوری نہیں ہو گی۔"

عالیان اپنی والدہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکلا، دل میں کیف کے لیے بے پناہ محبت اور خوشی کے جذبات لیے ہوئے وہ اس لمحے کے لیے بے چین تھا جب کیف اس کی زندگی کا حصہ بننے والی تھی۔

"لگتا ہے وہ لوگ آ گئے۔" گیٹ پر گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی۔ شاہ بیگم، بڑے شاہ، چھوٹے شاہ، مایا سب اٹھ کر استقبال کے لئے کھڑے ہوئے۔

"آپ تو نہیں آنا نہیں چاہتے تھے پھر کیوں آئے۔؟" چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کے کان میں کہا۔

"میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ کون ہے آخر وہ جس کے لیے کیف نے ہاں کی ہے۔"

"مجھے تو لگتا ہے وہ کافی خاص ہو گا جس کے لیے کیف نے ہاں کی ہے۔" بڑے شاہ نے گھورا۔

"کیوں برا لگا کیا۔۔؟ نہیں نہیں آپ کو کیوں لگے گا۔" چھوٹے شاہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے چھوٹے شاہ کو ایک گہری نظر سے دیکھا اور کہا۔

"تم ہمیشہ اپنی باتوں میں آگ لگا دیتے ہو۔"

"کیوں نہ کروں؟ آخر بڑے شاہ بھی تو آج یہاں آ گئے ہیں، وہ بھی اپنی مرضی سے۔" چھوٹے شاہ ہنس پڑا۔

"میں یہاں کسی کی بات مان کر نہیں آیا۔ یہ میرا فیصلہ تھا۔" بڑے شاہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں، ہاں، آپ کے فیصلے ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں، بغیر کسی وجہ کے!" چھوٹے شاہ نے آنکھ مار کر کہا۔

"بس چپ رہو اور دیکھو۔ زیادہ باتیں مت کرو۔" بڑے شاہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

چھوٹے شاہ نے مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کی اور کہا، "ٹھیک ہے، شاہ۔اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔ لیکن آپ بھی دیکھ لینا، کیف نے واقعی کسی خاص کوچُنا ہے۔"

اس کے بات کو اگنور کرتے وہ باہر آیا تھا۔ چھوٹے شاہ بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔

گاڑی سے سب سے پہلے عالیان نکلا۔ براؤن کرتا اور وائٹ پاجامے میں وہ بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا۔اس کے چہرے پر سکون اور اعتماد کی جھلک تھی۔ پیچھے سے حبیبہ بیگم گاڑی سے نکلی تھیں۔

عالیان کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر شاہ بیگم، بڑے شاہ اور چھوٹے شاہ کو دھچکا لگا تھا۔اور اپنے سامنے ان تینوں کو دیکھ عالیان اور حبیبہ بیگم کا بھی وہی حال تھا۔

"اسلام علیکم!" کیف کی امی نے بڑھتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام!" حبیبہ بیگم نے گرمجوشی سے جواب دیا۔

"یہ ہے کیف کا انتخاب۔ میں نے کہا تھا کہ خاص ہوگا اور دیکھو۔" چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ارے آپ یہاں۔؟" عالیان نے کیف کی امی کو سلام کرنے کے بعد بڑے شاہ کے قریب آگیا۔ بڑے شاہ تو بولنے کی قابل نہیں رہا تھا۔عالیان اس کے گلے لگا تھا۔

"ارے آپ یہاں کیسی۔؟" شاہ بیگم خود حیران تھی۔

"آپ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔؟" کیف کی امی نے سوال کیا۔

Clubb of Quality Content

"ہاں عالیان اور بڑے شاہ دونوں دوست ہیں بچپن کے دوست عالیان تو ہمارے گھر آتے رہتے ہیں اس لیے جانتے ہیں۔" حبیبہ بیگم نے بڑے شاہ کے طرف دیکھتے ہوئے کہا۔مایا تو حیران کھڑی تھی۔

"آئیں اندر آئیں۔" شاہ بیگم نے سب کو آنے کو کہا۔

عالیان اور بڑے شاہ ایک ساتھ اندر آئے تھے۔ بڑے شاہ تو خاموش تھے لیکن شاہ بیگم خود بھی اداس تھی کیونکہ انہوں نے کیف کو بڑے شاہ کے لیے سوچا تھا۔

ماحول میں ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی تھی۔ سب اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن نظروں میں حیرت اور دلوں میں بے چینی واضح تھی۔ کیف کی امی نے سب کو بیٹھنے کا کہا، اور مہمان کمرے کی جانب لے گئیں۔

"شاہ بھائی، آپ اتنے خاموش کیوں ہیں۔؟ عالیان بڑے شاہ کے قریب بیٹھ گیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔" بڑے شاہ کی جگہ چھوٹے شاہ نے جواب دیا۔

"کیوں۔؟ کیا ہوا ہے؟" عالیان نے پوچھا۔

"بس سینے میں درد ہے۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جلد ٹھیک ہو جائیگا۔" جواب پھر سے چھوٹے شاہ کی طرف آیا تھا۔ بڑے شاہ نے گھورا تھا۔

"اوہ اللہ صحت دیں آپ کو۔" حبیبہ بیگم نے دعا دی۔

مایا اور امی کچن میں آئی تھیں۔ دونوں جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھیں۔ اور باہر سب ایک دوسرے کے ساتھ گپ شپ لگانے میں محو تھے۔

"آپ کو پتہ ہے امی میں جب بھی کیف کو دیکھتا مجھے شاہ یاد آتا دونوں کی صورت لگ بھگ ایک جیسے ہیں بس آنکھوں کا رنگ مختلف ہے مگر آج پتہ چلا کہ دونوں کا کیا رشتہ ہے۔" عالیان مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

حبیبہ بیگم اپنے بیٹے کو اتنا خوش دیکھ کر بہت خوش تھی۔ شاہ کو گھٹن محسوس ہو رہی تھی وہ یہاں سے اٹھنا چاہ رہا تھا وہ یہاں سے دور جانا چاہتا تھا مگر وہ اٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ آج وہ پہلی بار خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔ شاہ بیگم نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی تھی۔

اتنے میں مایا اور کیف کی امی کچن سے ٹرے میں چائے اور دیگر لوازمات لے کر باہر آئیں۔ مایا نے سب کے سامنے کپ رکھے اور چائے پیش کی، جبکہ کیف کی امی نے بڑی محبت سے ہر کسی کو نمکین اور مٹھائی پیش کی۔

مایا نے عالیان کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا، "عالیان بھائی، کیف آپ کے لیے تو بہت خوش قسمت ہیں۔ ویسے آپ دونوں کی شادی کی ڈیٹ کب فائنل ہو رہی ہے؟"

"یہ تو آنٹی اور کیف پر منحصر ہے، میں تو جلدی چاہتا ہوں۔" عالیان نے کیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو سوچا تھا کہ پہلے آپ لوگ کچھ وقت گزاریں، لیکن اگر آپ اتنے بے صبری ہیں تو ہم جلد تاریخ طے کر لیتے ہیں۔" کیف کی امی نے شرارت سے کہا۔

سب ہنسنے لگے، لیکن بڑے شاہ کا چہرہ بدستور سنجیدہ تھا۔ ان کے دل میں عجیب سی کشمکش تھی، جیسے کچھ چھوٹ رہا ہو یا کوئی فیصلہ غلط ہو رہا ہو۔

"بڑے شاہ، آپ آج بہت خاموش ہیں۔ چائے پسند نہیں آئی۔؟" مایا نے محسوس کیا کہ بڑے شاہ خاموش ہیں، تو اس نے ان سے کہا۔

"نہیں، ایسی بات نہیں، بس طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" بڑے شاہ نے مختصر جواب دیا۔

"شاہ بھائی، آپ کو اپنا خیال رکھنا چاہیے۔ آپ تو ہمیشہ ہمیں کہتے ہیں کہ صحت سب سے اہم ہے۔" عالیان نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو۔" بڑے شاہ نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ دی اور کہا۔

"کیف کہاں ہے؟ مجھ سے اب اور انتظار نہیں ہو رہا اپنی بہو کو دیکھنے کا۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی میں ان کو لے کر آتی ہے ہوں۔" مایا کہتے ہوئے کیف کے کمرے میں گئی۔

مایا کیف کے کمرے میں داخل ہوئی تو کیف آئینے کے سامنے کھڑی تھی، ہلکے نیلے رنگ کے لباس میں ملبوس، جس میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک عجیب سی بے چینی واضح تھی۔

"کیف، سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ حبیبہ آنٹی تو بے چین ہو رہی ہیں تمہیں دیکھنے کے لیے۔" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مایا، کیا میں سچ میں اچھی لگ رہی ہوں۔؟" کیف نے ایک گہری سانس لی اور آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں آپی آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں عالیان آپ کو دیکھتا رہ جائے گا۔" مایا نے شرارت سے کہا۔

کیف کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے تھے لیکن خود پر قابو پا کر گہری سانس لی اور مایا سے نیچے چلنے کو کہا۔

کیف نظریں جھکائے نیچے آ رہی تھی سب کی نظریں کیف پر ہی تھے۔ کیف نے پلکوں کا بار اٹھاتے ہوئے سامنے دیکھا اس کی نظریں سیدھا گرے آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔ بڑے شاہ اسے مبہوت سا دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں کا تاب نہ لاتے ہوئے کیف کی نظریں جھکی تھیں۔ کیف نے دل پر قابو پانے کی کوشش کی اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی رہی۔ نیچے موجود سب لوگ اس کی خوبصورتی کی

تعریف کر رہے تھے، لیکن اس کے کانوں میں کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔اس کی نظریں زمین پر جمی ہوئی تھیں، لیکن دل کی دھڑکن بے قابو ہو رہی تھی۔

عالیان کھڑا مسکرا رہا تھا،اس کی نظریں کیف پر جمی ہوئی تھیں۔"کیف، آپ بے حد خوبصورت لگ رہی ہیں،"اس نے دل ہی دل میں کہا۔

لیکن دوسری طرف بڑے شاہ کی نظریں کیف پر مرکوز تھیں۔وہ حیران اور بے بس سا محسوس کر رہا تھا۔اس کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت تھی، جیسے کچھ چھن گیا ہو۔

کیف نے آہستہ سے پلکیں اٹھائیں،اور ایک لمحے کے لیے اس کی نظریں بڑے شاہ کی گہری اور غمزدہ آنکھوں سے ٹکرا گئیں۔

حبیبہ بیگم نے کیف کو قریب بلا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔کیف نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور آہستہ سے جا کر بیٹھ گئی۔عالیان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"ماشاءاللہ کسی کی نظر نہ لگے۔میری بہو کتنی پیاری ہے ماننا پڑے گا آپ کو عالیان آ کی پسند لاجواب ہے۔"حبیبہ بیگم نے دل سے تعریف کی تھی۔کیف کی امی مسکرائی تھی۔عمارہ بڑے شاہ کے گود میں خاموش سی بیٹھی تھی وہ پوری صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بڑے شاہ کی نظریں کیف پر ٹھہر گئیں تھی،اور کیف کو وہ نظروں کی شدت محسوس ہوئی، لیکن وہ نظریں ملا نہ سکی۔

"عالیان کو کیف پسند ہے اور مجھے عالیان کی پسند پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور میرے طرف سے یہ رشتہ پکا ہے۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیف نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

"مبارک ہو آپ کو عالیان بیٹا۔" کیف کی امی نے عالیان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

عالیان کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کیف کی طرف دیکھنے لگا، جو ابھی بھی نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

"شکریہ انٹی۔۔!" عالیان نے ادب سے کہا۔

"اللہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا سایہ بنائے اور ہمیشہ خوش رکھے۔" کیف کی امی مسکرائیں اور دعا دی۔

"اب تو یہ بتائیں شادی کب ہے؟" چھوٹے شاہ نے پوچھا۔

"یہ تو دونوں گھر والوں کو طے کرنا ہے، لیکن جتنا جلدی ہو، اتنا اچھا ہو گا۔" شاہ بیگم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

بڑے شاہ، جو اب تک خاموش بیٹھے تھے، نے دھیرے سے کہا، "شادی کی تاریخ آرام سے سوچ سمجھ کر رکھنی چاہیے۔ جلد بازی کبھی کبھی مناسب نہیں ہوتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب نے ان کی بات کو سر ہلا کر تسلیم کیا، لیکن ان کے لہجے کی گہرائی اور ان کے چہرے کے تاثرات کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہے تھے۔ کیف نے ایک لمحے کے لیے بڑی ہمت کر کے ان کی طرف دیکھا، لیکن ان کی آنکھوں میں موجود پیچیدگیوں کو دیکھ کر دوبارہ نظریں جھکا لیں۔

"اب تو یہ سب باتیں ہوتی رہیں گی، فی الحال میٹھا کھایا جائے۔" حبیبہ بیگم نے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے کہا۔

حبیبہ بیگم نے عالیان کو کیف کے ساتھ بیٹھنے کو کہا وہ اپنے جگہ سے اٹھ کر کیف کے قریب بیٹھ گیا لیکن ان کے بیچ تھوڑا فاصلہ تھا۔

حبیبہ بیگم نے سب سے پہلے عالیان کو مٹھائی کھلائی اور پھر اس کے بعد کیف کو اور پھر باری باری سب کو مٹھائی دے دی۔

Clubb of Quality Content!

کیف کی نظریں مسلسل جھکی ہوئی تھیں، اور اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ عالیان کے قریب بیٹھنے کے باوجود وہ خود کو بے حد تنہا محسوس کر رہی تھی۔ حبیبہ بیگم کی خوشی دیکھ کر کیف کی امی کے چہرے پر بھی سکون تھا، لیکن کیف کے دل میں بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

بڑے شاہ نے یہ سب خاموشی سے دیکھا، لیکن ان کے چہرے پر ایک عجیب سی سختی اور اداسی چھائی ہوئی تھی۔ انہوں نے مٹھائی اٹھائی، مگر کھانے کے بجائے پلیٹ میں ہی رکھ دی۔

"باباکیفو عالیان چاچو کے ساتھ کیوں بیٹھی ہے۔؟" عمارہ نے بڑے شاہ کے گود میں بیٹھے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔

"کیونکہ میری شادی کیف سے ہونے والی ہے۔" عالیان نے عمارہ کے گال کھینچے تھے۔ عمارہ نے ایک دم سے بڑے شاہ کو دیکھا۔

"لیکن باباکیفو سے شادی........" عمارہ جو مزید کچھ کہنے والی تھی بڑے شاہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

عمارہ کی معصوم بات نے ایک لمحے کے لیے سب کو چونکا دیا، اور کمرے میں ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی۔ بڑے شاہ نے فوراً عمارہ کو پیار سے چپ کرواتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، بچوں کو زیادہ بات نہیں کرنی چاہیے، ٹھیک ہے؟" ان کے لہجے میں نرمی تھی، لیکن چہرے پر سختی نمایاں تھی۔

"عمارہ، تمہیں تو لگتا ہے بہت اعتراض ہے مجھ پر۔ کیا تمہیں چاچو اچھے نہیں لگتے؟" عالیان نے ہنستے ہوئے کہا۔

عمارہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "آپ اچھے ہیں، لیکن باباکیفو کے ساتھ......"

"عمارہ، چلو، آئس کریم کھانے چلتے ہیں۔" بڑے شاہ نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"سچ بابا؟" عمارہ نے خوشی سے اچھل کر کہا۔

"ہاں، لیکن پہلے یہ بات ختم کرواور اچھی بچی بنو، ٹھیک ہے؟" بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، لیکن ان کی مسکراہٹ میں ایک عجیب سا دکھ چھپا ہوا تھا۔

کیف نے بے چینی سے اپنے ہاتھ مروڑتے ہوئے نظریں نیچے کرلیں۔اس کے دل میں بے چینی مزید بڑھ گئی تھی، جبکہ عالیان نے بات کو ہلکا کرنے کی کوشش میں کہا۔

"شاہ بھائی، آپ عمارہ کو میرے خلاف کررہے ہیں۔یہ تو غلط بات ہے!"

مایا نے موقع کو سنبھالتے ہوئے عمارہ کو اپنی طرف بلایا اور کہا، "عمارہ، آؤ، میں تمہیں تمہاری پسندیدہ چاکلیٹ دوں۔" عمارہ فوراً مایا کے پاس چلی گئی، اور ماحول کسی حد تک نارمل ہو گیا۔

"میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد دونوں کا نکاح ہو جائیں اور شادی کے لیے اچھا وقت دیکھ کے کریں گے کیا خیال ہے۔؟" حبیبہ بیگم نے کہا۔

"جی خیال تو برا نہیں ہے ویسے بھی پرسوں مایا اور چھوٹے شاہ کی مہندی ہے اس دن نکاح کرلیں گے یہ اچھا رہے گا۔"

"جی بالکل، یہ تو بہت اچھا خیال ہے۔ایک ہی موقع پر دونوں خوشیاں منالیں گے، اور سب رشتہ دار بھی اکٹھے ہوں گے۔۔" حبیبہ بیگم نے کیف کی امی کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے، پرسوں مہندی کے ساتھ ہی نکاح کی تیاریاں بھی ہو جائیں گی۔میں مولوی صاحب سے بات کرلوں گی اور باقی انتظامات بھی سنبھال لیں گے۔۔" شاہ بیگم نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

کیف کے دل میں بے چینی بڑھ رہی تھی۔ وہ خاموش بیٹھی تھی اور اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں، لیکن اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے چاہا کہ کچھ کہے، مگر الفاظ اس کے لبوں تک نہیں پہنچ پا رہے تھے۔

"عالیان، تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" حبیبہ بیگم نے اپنے بیٹے سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اعتراض؟ بالکل نہیں، امی! یہ تو میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ جلدی نکاح ہو رہا ہے۔" عالیان کی مسکراہٹ گہری تھی۔

"تو پھر یہ طے رہا۔ مایا اور چھوٹے شاہ کی مہندی کے دن ہی عالیان اور کیف کا نکاح بھی ہو گا۔" کیف کی امی نے مسکراتے ہوئے اعلان کیا۔

بڑے شاہ خاموشی سے ساری باتیں سن رہے تھے۔ ان کی نظریں کیف پر تھیں، جو اپنی جگہ بے بس سی بیٹھی تھی۔ ان کے دل میں ایک طوفان اٹھ رہا تھا، مگر وہ خود کو خاموش رکھنے پر مجبور تھے۔

"بھئی، یہ تو ڈبل خوشی ہو گئی! ہماری مہندی اور کیف بھابھی کا نکاح ایک ساتھ۔ چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

مایا شرمائی تھی۔

محفل میں سب خوش تھے، لیکن کیف اور بڑے شاہ کے دلوں میں الگ ہی جذبات کی کشمکش جاری تھی۔

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔ حبیبہ بیگم اور شاہ بیگم آپس میں مایا اور کیف کے نکاح کی تیاریوں پر بات کرتی رہیں۔ چھوٹے شاہ نے عالیان کے ساتھ ہنسی مذاق کیا، اور کیف کی امی خوشی سے سب کو کھانے کی پیشکش کرتی رہیں۔

کیف خاموشی سے کھانے میں مصروف تھی، مگر اس کا دل اور دماغ مسلسل الجھے ہوئے تھے۔ بڑے شاہ نے بھی کھانے میں زیادہ حصہ نہیں لیا۔ وہ خاموشی سے عمارہ کے ساتھ بیٹھے اسے کھلاتے رہے۔

کھانا کھانے کے بعد عالیان نے کیف سے اکیلی میں بات کرنے کی اجازت چاہی۔ کیف کی امی نے اس کی بات سنی تو اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے حیرانی تھی، مگر پھر اس نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ بڑے شاہ کو آج پہلی بار عالیان سے جیلسی ہوئی تھی۔

دونوں آہستہ آہستہ گھر کے باغیچے میں چلے گئے جہاں تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عالیان نے کیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیف میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے لیے ہاں کر کے مجھے ان خوش قسمت لوگوں میں شامل کیا جن کو اس زمین پر محبت مل جاتی ہے۔ میں آج خود کو بہت خوش قسمت سمجھ رہا ہوں۔" عالیان کافی خوش تھا۔

"سر ایک بات کہوں اگر برا نہ لگے تو۔۔؟" کیف نے تھوڑا جھجکتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیوں برا لگے گا بتائیں کیف میں سن رہا ہوں۔"

"آپ کو اعتراض تو نہیں ہو گا اگر نکاح شادی والی دن کریں تو۔؟ مہندی والی دن اگر منگنی ہو جائیں تو۔؟" کیف کی بات پر عالیان خاموش ہو گیا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کیف۔ تمہاری پسند اور تمہاری سوچ بہت اہم ہے۔ تم جتنا وقت چاہو، تمہاری خوشی میرے لیے سب سے زیادہ اہم ہے۔"

کیف نے گہری سانس لی اور تھوڑا سکون محسوس کیا۔

"شکریہ، سر۔ میں بس چاہتی ہوں کہ سب کچھ صحیح وقت پر ہو اور ہم دونوں اس فیصلے کو مکمل طور پر سمجھ کر کریں۔"

عالیان نے سر ہلایا اور پھر کیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "یہ سب کچھ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ تمہاری خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔" کیف اس بار پوری دل سے مسکرائی تھی۔ پھر دونوں آپس میں باتیں کرتے کرتے اندر چلے گئے۔ شام کے وقت عالیان اور حبیبہ بیگم نے اجازت چاہی اور گھر چلے گئے۔ کیف کی امی نے شاہ بیگم کو رکنے کو کہا مگر وہ رکی نہیں کیونکہ کل سے تیاریاں شروع کرنی تھی۔ وقت کم اور تیاریاں زیادہ تھیں۔

پھر شاہ بیگم چھوٹے شاہ اور بڑے شاہ تینوں نے کیف کی امی سے الوداعی ملاقات کی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے بڑے شاہ نے رخ موڑتے ہوئے کیف کو دیکھا جو کھڑی ان کو ہی دیکھ رہی تھی۔ بڑے شاہ نے ایک آخری نظر کیف پر ڈالی اور پھر گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

کیف نے اندر کی طرف رخ کیا اور ایک گہری سانس لی۔اس نے سب اللہ اور اپنے قسمت پر چھوڑ دیا تھا۔اب جو ہونا تھا وہ اس کے لیے تیار تھی۔

وہ ائینے کے سامنے بیٹھی تھی اور بالوں میں برش پھیرتے ہوئے جیسے گہری سوچ میں تھی اس کے سامنے بیڈ پر مایا بیٹھی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے مایا میری دوست کیا کہتی ہے۔" وہ کھوئی کھوئی سی لہجے میں بول رہی تھی۔مایا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میری دوست کہتی ہے کہ ہر انسان کے پاس ایک ایسا شخص ضرور ہوتا ہے جو اس کے درد کو سنتا ہے ہمہ وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔میں اس کی بات پہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی اور سوچنے لگی کہ میرے پاس تو ایسا کوئی ہے نہیں۔پھر میں نے اس کو بتا دیا کہ نہیں تم اس بات پہ غلط ہو آج کل کوئی بھی کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔اس نے کہا ہوتا ہے۔میں نے کہا نہیں ہوتا وہ خاموش ہو گئی۔میں بھی خاموش ہو گئی۔کئی دیر تک ہم دونوں کے بیچ خاموشی تھیں۔پھر وہ دھیرے سے مسکرائی اور اور مجھ سے پوچھا۔پتہ ہے وہ شخص کون ہوتا ہے جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے۔؟میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا وہ شخص آئینے میں کھڑا اس انسان کا اپنا عکس ہوتا ہے اس کی بات پر میں لاجواب ہو گئی تھی اور

سوچا کہ ہاں وہ صحیح تھی اور میں غلط۔ اب دیکھو نا صحیح تو کہا تھا اس نے اگر میں روتی ہوں تو میرا عکس ہنستا نہیں میرے دکھ سنتا ہے مجھے تسلی نہیں دیتا لیکن میرا سب کچھ سن لیتا ہے۔۔"

مایا نے غور سے اس کی بات سنی اور کچھ لمحے خاموش رہی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی بہن کسی گہری سوچ میں ہے، کوئی ایسا سوال جو شاید وہ خود سے بھی کر رہی ہو۔

"لیکن کیا واقعی عکس ہمارا دکھ سمجھ سکتا ہے؟" مایا نے دھیرے سے کہا، جیسے خود بھی اس بات پر یقین نہ کر رہی ہو۔

وہ آئینے میں اپنی پرچھائیں کو دیکھتے ہوئے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "ہاں، سمجھ تو سکتا ہے، مگر تسلی نہیں دے سکتا۔ وہ صرف وہی لوٹاتا ہے جو ہم اسے دکھاتے ہیں۔ اگر ہم ہنسیں، تو وہ بھی ہنسے گا۔ اگر ہم روئیں، تو وہ بھی غمگیں نظر آئے گا، مگر اصل میں وہ ہمیں نہیں سن سکتا، نہ ہی دلاسہ دے سکتا ہے۔"

مایا نے اس کی جانب دیکھا اور آہستہ سے بولی، "تو پھر، کیا تم واقعی تنہا ہو؟" "میں نہیں ہوں کیا۔؟"

وہ ایک پل کو خاموش رہی، پھر نظریں آئینے سے ہٹا کر مایا کی طرف کیں، "ہاں... لیکن کبھی کبھی ایسا لگتا ضرور ہے کہ ہم اپنے غموں میں بالکل اکیلے ہیں، چاہے دنیا کتنی ہی بھری کیوں نہ ہو۔"

"تو پھر شاید ہمیں اپنے عکس کے علاوہ بھی کسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ کسی ایسے پر جو نہ صرف ہمیں دیکھے، بلکہ ہمیں سمجھے بھی۔" مایا نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔

Clubb of Quality Content

وہ گہری سانس لے کر مسکرا دی، جیسے اندر کہیں کوئی خلا پُر ہو گیا ہو۔ "شاید تم صحیح کہہ رہی ہو۔"

آج سنڈے تھا۔ زران ردا کے ساتھ کہیں گیا تھا اور ماہین اس کے انتظار میں تھی۔ وہ زران کی اس بات پر مطمئن تھی کہ ردا اس کی دوست ہے لیکن وہ اسے بہن مانتا ہے لیکن پھر بھی اسے سکون نہیں تھا۔ وہ کمرے میں ہی ٹہل رہی تھی جب اس نے زران کی آواز سنی وہ جلدی سے کمرے سے نکلی تھی زران اور ردا دونوں بیٹھے تھے۔ ردا کچھ بول رہی تھی مگر ماہین کی نظریں زران پر تھی۔ وہ ہولے سا مسکرایا اب اسے اس کی نظروں کی عادت ہونے لگی تھی۔ زران نے ردا کی بات سن کر ماہین کی طرف دیکھا۔ ماہین کا چہرہ سرخ تھا جیسے غصے کو ضبط کرنے کی آخری حد پہ ہو۔

"آؤ بیٹھو۔" ردا کی آواز پر اس نے زران سے نظریں ہٹائی تھی اور قدم قدم بڑھتے وہ زران کے سامنے بیٹھ گئی۔

"کیسی ہیں آپ۔؟" ردا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک۔" ماہین نے مختصر جواب دیا۔

"ویسے زران لڑکیاں تو کافی بولتی ہیں لیکن ماہین کم نہیں بہت کم بولتی ہے۔" زران نے دل ہی دل میں استغفار کہا۔

Clubb of Quality Content

"ردا آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یہ بہت بولتی ہے۔" زران نے تصحیح کی۔ ماہین اب بھی زران کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے لگتا نہیں زران کیونکہ میں نے ماہین کو بہت کم بولتے دیکھا ہے۔"

"میں بس ضرورت کے وقت بولتی ہوں۔" زران نے آئی برو اچکا کر ماہین کو دیکھا۔ ماہین مسکرائی۔

دو ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

ردا کے موبائیل پر کال آنے سے دونوں نے ایک دوسرے سے نظریں ہٹائی تھی۔ موبائیل پر کال دیکھ کر ردا کے چہرے پر ایک سایہ گزرا تھا۔ وہ جلدی سے وہاں سے اٹھی۔

"اچھا تو جناب صرف ضرورت کی وقت بات کرتی ہے۔ اور میرے کان کون کھاتی تھی۔؟" زران نے طنزیہ کہا تھا۔

"شاہ جی وہ تو آپ سے ایسی بات کرتی ہوں کسی اور سے نہیں کرتی۔" ماہین منمنائی۔

"جی بلکل درست فرمایا آپ نے اور آپ کو میرے کان ہی کھانے کے لیے ملے ہیں۔ اور ضرار سے بھی اتنی باتیں کرتی ہوں بھول گئی کیا۔؟"

"ضرار بھائی ہے میرا اور آپ کو لگتا ہے کہ میں کان کھاتی ہوں تو نہیں کرونگی باتیں۔" ماہین نے خفگی سے کہا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو پوری زندگی آپ کو سن سکتا ہوں۔"زران کی بات پر ماہین نے حیرت سے دیکھا۔

"کیا کہا آپ نے۔؟"

"کچھ نہیں ویسے یہ بتاؤ ضرار تو بھائی ہے اور میں کون ہوں۔؟"زران نے شرارت سے پوچھا۔اس کی سوال پر وہ جھینپ گئی۔

"آپ تو شاہ جی ہے۔"چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"یہ تو نام ہے میرا لگتا کیا ہوں۔؟اور تم مجھے بھی بھائی کہہ سکتی ہو کوئی مسلئہ نہیں۔"ماہین نے گھورا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے، میں آپ کو بھائی کہہ دوں گی؟"ماہین نے خفگی سے زران کو گھورا۔

"کیوں نہیں؟اگر ضرار بھائی ہو سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں؟"زران نے شرارتی انداز میں کندھے اچکائے۔

"شاہ جی، آپ یہ بات کرنا چھوڑ دیں، ورنہ..."ماہین نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا؟"زران نے مسکراتے ہوئے بات کاٹ دی۔

"ورنہ میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔!"ماہین نے غصے سے کہا اور رخ موڑ لیا۔

زران نے قہقہہ لگایا۔"اچھا، تو اب بات کرنے کی دھمکی دے رہی ہو؟ دیکھو، مجھے فرق نہیں پڑتا، کیونکہ تم خود ہی زیادہ دیر چپ نہیں رہ سکتی۔"

"آپ کو کچھ زیادہ ہی یقین ہے اپنی اہمیت پر، شاہ جی!" ماہین نے مڑ کر گھورا۔

"بالکل! کیونکہ جو حقیقت ہے وہ ہے۔ اب تم یہ بتاؤ، تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں تمہارے لیے کیا ہوں؟" زران نے سنجیدگی سے کہا۔

ماہین ایک لمحے کے لیے چپ ہو گئی۔ پھر نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔

"آپ... آپ میرے لیے خاص ہیں۔"

"گڈ یہی جواب چاہیے تھا۔" زران کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ آگئی۔

"کیا مطلب؟" ماہین نے حیرت سے دیکھا۔

"ویٹ میں آپ کے لیے کچھ لے کر آیا ہوں۔" اپنے جگہ سے اٹھتے ہوئے وہ باہر گیا اور واپس آتے ہوئے اس کے ہاتھ میں شاپنگ بیگ تھا جو زران نے ماہین کو تھمایا ماہین حیرت سے کبھی بیگ کو کبھی زران کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ میرے لیے۔؟"

بیگ کے اندر گفٹ دیکھ کر ماہین نے پوچھا۔ زران نے ہاں میں سر ہلایا۔

ماہین نے جلدی سے گفٹ کھولا وہ حیرت سے اس کتابوں کو دیکھ رہی تھی جو ماہین نے اس دن چھوڑے تھے۔

"شاہ جی یہ تو وہ کتابیں......؟

"ہاں جی یہ وہ کتابیں ہیں جو تم نے اس دن چھوڑے تھے میں نے سوچا آپ کو گفٹ کر دو ویسے تو تم لو گی نہیں ہے نہ۔؟" ماہین حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کتابوں کو دیکھ رہی تھی۔

"شاہ جی، آپ نے یہ سب کیوں کیا؟"

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ کتابیں تمہارے لیے کتنی خاص ہیں۔ اور ویسے بھی، تم نے خود کہا تھا کہ میں خاص ہوں، تو پھر خاص لوگ ایک دوسرے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے ہی ہیں۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہین نے نظریں جھکا لیں، دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ "شکریہ، شاہ جی۔"

"بس اتنا ہی؟ ایک شکریہ؟" زران نے مسکرا کر کہا۔

"تو اور کیا کہوں؟" ماہین نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

"کم از کم ایک کپ چائے تو پلا سکتی ہو۔" زران نے مذاق کرتے ہوئے کہا۔

"آپ چائے کے بغیر رہ سکتے ہیں؟" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

زران نے مسکراتے ہوئے کہا، "تمہارے ساتھ تو کسی بھی چیز کے بغیر رہ سکتا ہوں۔"

"آپ بیٹھیں، میں چائے لے کر آتی ہوں۔" ماہین کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا، اور وہ جلدی سے بولی۔ زران مسکرا کر اسے جاتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

"زران دیکھو میں چاہتی ہوں کہ اب تم شادی کرو چھبیس سال کے ہو گئے ہو۔"نایاب بیگم نے زران سے کہا۔

"مما پلیز ابھی تو میں نے بزنس سٹارٹ کیا ہے اور آپ شادی کی بات کر رہی ہیں۔"زران نے خفگی سے کہا۔

"ہاں تو بزنس سے منع نہیں کیا ہے وہ بھی کرو لیکن شادی بھی کر لو۔ نہیں مانیں گو تم اپنی امی کی بات ے؟"

"مما میں مانوں گا آپ کی بات لیکن ابھی مجھے شادی نہیں کرنی جب کروں گا میں اپ کو بتا دوں گا۔'

"بیٹا میں نے اپ کے لیے ماہین کو سوچا ہے بس آپ مجھے ایک بار ہاں کریں میں عائشہ سے بات کروں گی۔۔"ماہین کی نام پر وہ تھوڑا خاموش ہوا تھا۔اور حیران بھی تھا۔

"مما جب میں کروں گا تو میں ماہین سے بھی کروں گا اگر آپ کسی اور سے بھی کہیں میں اس سے بھی کرلوں گا لیکن ابھی نہیں ابھی میں بزنس اور شادی کو دونوں کو ایک ساتھ نہیں سنبھال پاؤں گا۔ پلیز مما سمجھ لینا۔"زران نے التجائے لہجے میں کہا۔

"اوکے میں ماہین کے لیے بات کرتی ہوں عائشہ سے اور بس نکاح کر لینا شادی ہم کچھ سال بعد کریں گے۔"نایاب بیگم نے جیسے حتمی فیصلہ کیا۔

"مما پلیز بات مانیں میں ابھی تیار نہیں ہو مجھے دو تین سال دیں دے۔اس کی بعد پھر میں کروں گا شادی آئی پرومس۔"

"ٹھیک ہے ابھی سے نکاح ہو گا اور شادی آپ دو تین سال بند کرنا خوش۔؟"

"جیسے آپ کی مرضی۔"اب زران کے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا کہ وہ انکار کرتا۔

"خوش رہو بیٹا۔"نایاب بیگم نے زران کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور کمرے سے چلی گئیں۔

زران نے گہری سانس لی اور ہلکا سا مسکرایا اور پھر اس کا رخ ماہین کے کمرے کی طرف تھا۔

کل سے ماہی کے کلاسز سٹارٹ ہونے والی ہیں مما نے کہا ہے کہ ہمیں جانا ہے۔ضرار اور عمائرہ دونوں لان میں ٹہل رہے تھے جب عمائرہ کو یہ کہتے سنا۔

"تو کیا آپ سب جا رہے ہیں؟"ضرار نے عمائرہ کی بات سن کر حیرت سے پوچھا۔

"ہاں کیونکہ امی پڑھائی کو لے کر بہت زیادہ سخت ہے اور وہ ہمیں چھٹی کرنے نہیں دیتی اور ایک ہفتے بعد میرے بھی کلاسز سٹارٹ ہونے والے ہیں تو مجھے بھی ابھی اسی تیاری کرنی ہو گی میں نے ابھی تک یونیفارم بھی نہیں بنایا ہے۔"

"امی کی سختی تو مشہور ہے، لیکن یہ اچھی بات ہے۔ ویسے تم نے اب تک یونیفارم کیوں نہیں بنایا؟ ایک ہفتہ رہ گیا ہے اور تم ابھی بھی آرام سے ٹہل رہی ہو!" ضرار نے عمائرہ کی بات سن کر ہلکے سے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں بنا لیتی اگر ہم یہاں نہ ہوتے اب جب ہم یہاں سے جائیں گے تو پھر بنا لیں گے۔" ضرار نے سر ہلایا۔

"میں آپ کو بہت مس کروں گا۔ اب جا رہے ہیں اور مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میرا دل مجھ سے دور ہو رہا ہے۔ مگر میں خوش ہو کہ آپ میرے نکاح میں ہے۔"

عمائرہ شرمائی۔ اور سر جھکا لیا۔

"تمہیں شرمانے کی کوئی ضرورت نہیں، عمائرہ۔ میرا دل خوش ہے کہ تم میری زندگی کا حصہ ہو۔ مگر یہ فاصلے... یہ دل پر بوجھ ڈال دیتے ہیں۔" ضرار نے عمائرہ کے جھکے ہوئے سر کو دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"فاصلوں سے محبت ختم نہیں ہوتی، بلکہ اور بڑھ جاتی ہے۔" عمائرہ نے سر اٹھائے بغیر آہستہ سے کہا۔

ضرار نے اس کی بات سن کر گہری سانس لی اور کہا، "تم نے ٹھیک کہا، لیکن تمہارے بغیر یہ دن بہت لمبے ہو جائیں گے۔ بس دعا ہے کہ یہ وقت جلد گزر جائے، اور ہم پھر سے ایک ساتھ ہوں۔"

عمائرہ نے اپنے ہاتھوں کو مروڑتے ہوئے کہا، "میں بھی یہی دعا کرتی ہوں۔ اور جب بھی آپ کو یاد آئے تو یہ مت سوچیں کہ ہم دور ہیں، بلکہ یہ سوچیں کہ ہم ایک دوسرے کے دل میں ہیں۔"

"یہ بات تم نے دل سے کہی، اور یہ میرے دل کو سکون دے گئی۔ وعدہ کرو کہ تم ہمیشہ ایسے ہی میری زندگی کا سکون بنی رہو گی۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعدہ۔" عمائرہ نے ہلکے سے سر ہلایا اور کہا۔

"اچھا اور اب پڑھائی میں اتنا مصروف مت ہو جانا کہ مجھے بھول جاؤ اور مجھے ایک کال کرتے رہنا میں بھی کروں گا کیونکہ اب آپ کے بغیر میرا دل نہیں لگے گا آپ سے بات کروں گا تو دل کو تسکین ملے گا۔"

"پڑھائی اپنی جگہ، لیکن میں آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں؟" عمائرہ نے نرمی سے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کو کال کرتی رہوں گی، اور اگر آپ نہ کریں تو میں یاد دلا دوں گی۔"

"یہی سننا چاہتا تھا۔ مجھے ہر روز تمہاری آواز سننی ہو گی، ورنہ دن ادھورا لگے گا۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اگر میں مصروف ہوئی تو؟" عمائرہ نے شرارت سے کہا۔

"پھر تو میں خود سب چھوڑ کر تمہارے پاس آ جاؤں گا۔" ضرار نے سنجیدگی سے کہا۔

عمائرہ یہ سن کر ہنس پڑی۔ "آپ واقعی بہت جذباتی ہیں۔"

"ہاں، اور یہ جذبات صرف تمہارے لیے ہیں، عمائرہ۔ بس وعدہ کرو کہ ہماری یہ باتیں کبھی کم نہیں ہوں گی، چاہے زندگی کتنی بھی مصروف ہو جائے۔" ضرار نے کہا۔

"وعدہ، ہمیشہ۔" عمائرہ نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ دونوں مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئے۔

مہندی کا فنکشن شروع ہو چکا تھا، اور پورا ملک ہاؤس روشنیوں اور پھولوں سے سجا ہوا تھا۔ ہر کونے میں خوشبو اور رنگوں کا امتزاج دلکش منظر پیش کر رہا تھا۔ شاہ اور کیانی فیملی ملک ہاؤس میں تھے۔ عالیان اور اس کی ماں بھی آئی تھیں۔ دوپہر کے وقت مہندی کا فنکشن ہونا تھا، اس لیے سب تیاریوں میں مصروف تھے۔ خواتین مہندی کی تیاری کے لیے کچن اور لاؤنج میں مصروف تھیں، جبکہ مرد حضرات باہر مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔ بچے کھیلتے کودتے اپنی مستی میں گم تھے، اور ہلکی موسیقی پورے گھر کو جاندار بنا رہی تھی۔

عالیان اور اس کی ماں بھی وقت پر پہنچ چکے تھے۔ عالیان نیلے کرتے اور سفید شلوار میں نہایت دلکش لگ رہا تھا، جبکہ اس کی ماں روایتی ساڑھی میں سب کو اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھیں۔ عالیان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی، مگر اس کی آنکھیں کسی خاص کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

کیف اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی تھی، گہرے پیلے اور سبز لہنگے میں نہایت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے لباس پر کیا گیا باریک کام، چمکتی ہوئی موتیوں کی جھلک اور زری کا کام، ہر چیز

اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔اس کے بالوں میں سجی گجرا اور ہلکا سا میک آپ اس کی سادگی اور خوبصورتی کو مزید نکھار رہا تھا۔

دوسری طرف مایا بھی تیار ہو رہی تھی۔اس نے ہلکے پیلے رنگ کا خوبصورت لہنگا پہنا تھا، جس کے ساتھ اس نے روایتی پھولوں کی جیولری کا انتخاب کیا تھا۔کانوں میں جھمکے، گلے میں ہار، اور کلائیوں میں گیندے کے پھولوں سے سجے گجرے، مایا کی معصومیت اور خوش مزاجی کو اجاگر کر رہے تھے۔ وہ اپنے بالوں کو سنوار رہی تھی، اور ہر لمحہ اپنی مسکراہٹ سے ماحول کو مزید خوشگوار بنا رہی تھی۔

"آپی میں کیسی لگ رہی ہوں۔؟"

"بہت خوبصورت ماشاءاللہ چھوٹے شاہ آپ کو دیکھتا رہ جائیگا۔" کیف مایا کی قریب آتے ہوئے کہا۔

"آپی، مت چھیڑیں نا۔" مایا نے شرماتے ہوئے اپنی نظریں جھکا لیں اور آہستہ سے بولی۔

کیف مسکرا دی۔"اچھا، اچھا، نہیں چھیڑتی، لیکن یہ سچ ہے۔تم آج اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ ہر کوئی تمہیں دیکھتا رہ جائے گا، اور چھوٹے شاہ تو شاید نظریں ہٹانا ہی بھول جائیں گے۔"

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔؟" مایا نے کیف کے ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"کیا میں over لگ رہی ہوں۔؟" کیف نے آیئنے میں خود کو دیکھا۔

"نہیں آپی آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔" مایا کی بات پر وہ مسکرائی۔

کیف نے مایا کے ہاتھ پر نرمی سے اپنا ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا، "شکریہ، مایا۔ لیکن دیکھو، آج کا دن تمہارا ہے، سب کی نظریں تم پر ہونی چاہییں۔"

"آپی، آپ بھی سب کی توجہ کھینچ لیں گی، اتنی خوبصورت لگ رہی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ کسی کی نظر آپ سے ہٹ ہی نہیں پائے گی۔" مایا نے ہلکے سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اچھا، تو پھر میں کیا کروں؟ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ دوں کہ بھائی، آج صرف مایا کو دیکھو؟" کیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل آپی، آج کا دن میرا ہے، تو پلیز کوئی میری جگہ نہ لے لینا!" مایا بھی ہنس دی۔

دونوں بہنیں ہنستے ہوئے تیار ہو رہی تھیں، اور ان کی خوشی اور بے تکلفی پورے کمرے کو مزید روشن کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content!

کمرے کا دروازہ کھولا تھا کیف امی شاہ بیگم کے ساتھ آئی تھیں۔

مایا کو تیار ہوتے دیکھ کر امی نے مایا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ماشاءاللہ، میری بیٹی تو چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔"

"بالکل صحیح کہا آپ نے، اتنی پیاری لگ رہی ہے کہ دل خوش ہو گیا۔" شاہ بیگم نے بھی مایا کو محبت سے دیکھا اور کہا۔

"امی، مایا کو تو آج ویسے بھی سب کی توجہ ملنی ہے، مجھے لگتا ہے آپ کی تعریفیں کم پڑ جائیں گی۔" کیف نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

شاہ بیگم نے کیف کی طرف دیکھ کر کہا، "ارے، کیف بیٹا! تم بھی کم خوبصورت نہیں لگ رہی، تم دونوں بہنیں تو آج ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی ہو۔"

امی نے کیف کی طرف محبت سے دیکھا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا، "میری بیٹیاں میری شان ہیں، اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔"

"امی، آپ ایسے بولیں گی تو مجھے اور شرم آئے گی۔" مایا نے شرماتے ہوئے کہا۔

اچھا چلیں فنکشن سٹارٹ ہونے والا ہے۔ چاروں نیچے جانے لگی تھیں۔

عالیان اور بڑے شاہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ بڑے شاہ پیلے کرتے اور سفید پاجامے میں سنجیدہ اور عالیان کافی خوش تھا جب سے کیف اور عالیان کی بات طے ہوئی تھی تب سے مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا نہ ہوا تھا۔ اور بڑے شاہ کی نیندیں حرام ہوئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کیف خوش نہیں ہے کیف نے بس بڑے شاہ کی وجہ سے ہاں کی تھی۔

"پتہ ہے آپ کو شاہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے کیف ملی مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ وہ میری زندگی کا حصہ بننے جا رہی ہے۔" بڑے شاہ نے عالیان کی بات پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ عالیان کے چہرے پر خوشی اور فخر صاف جھلک رہا تھا، لیکن بڑے شاہ کے ماتھے کی شکنیں گہری ہو چکی تھیں۔

"ہاں، خوش قسمت تو ہو تم۔" بڑے شاہ نے دھیمے لہجے میں کہا، لیکن اس کی آواز میں چھپا اضطراب عالیان محسوس نہیں کر سکا۔

"شاہ، آپ کو پتہ ہے، کیف جیسی لڑکی شاید ہی کسی کی زندگی میں آئے۔ وہ اتنی منفرد، اتنی خاص ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان ہوں۔" عالیان نے ایک اور بار کیف کی تعریف کی، جیسے وہ اپنے جذبات روک ہی نہ پا رہا ہو۔

بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور نظریں نیچے جھکا لیں۔ اس کے دل میں الجھن بڑھ رہی تھی۔

"عالیان، خوش قسمتی یہ نہیں کہ تمہیں کسی کی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ بھی اتنا ہی خوش ہو جتنا تم ہو۔" بڑے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب۔؟"

"کیا کیف خوش ہے۔؟" بڑے شاہ کی بات نے عالیان کو ایک لمحے کے لیے سنبھلنے کا موقع دیا، مگر اس کی دل میں ایک غمگیں سا خیال جاگ اٹھا۔

"کیا مطلب؟" عالیان نے باقاعدہ سوال کیا۔ "کیف خوش؟ اگر وہ خوش نہ ہوتی تو ہاں کیوں کرتی؟

"کیا پتہ؟ شاید کسی کے دباؤ میں آکر اس نے یہ فیصلہ کیا ہو۔"

"نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا!" عالیان نے فوراً ردعمل ظاہر کیا اور ایک قدم آگے بڑھا۔ اس کا چہرہ دکھ سے بدل چکا تھا، جیسے کسی کی بات نے اس کی خوشی کو جھنجھوڑ دیا ہو۔

"کیف خوش ہے۔ وہ ہمیشہ میری طرف سے آزاد تھی، اور یہ فیصلہ اس نے اپنے دل سے کیا ہے۔ مجھے یقین ہے وہ مجھ سے محبت کرتی ہے،" عالیان نے غصے اور دکھ کے ساتھ کہا، جیسے اس کی محبت کی سچائی پر سوال اٹھانے کو وہ برداشت نہ کر پا رہا ہو۔

بڑے شاہ نے آنکھوں میں چمک کے ساتھ عالیان کو دیکھا، "یقین تو تمہیں ہے، مگر کبھی کبھی کسی کی خاموشی میں چھپے جذبات کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ تمہارا یقین قابلِ قدر ہے، لیکن تمہیں اس بات کا اندازہ ہو کہ ہر بات کا اظہار لفظوں میں نہیں ہوتا۔"

عالیان خاموش ہو گیا، جیسے وہ اپنے دل کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو، مگر پھر بھی کوئی دھندلا سا سوال اس کے دماغ میں تھا۔

"بابا کیفو کہاں ہے۔؟" عمارہ بڑے شاہ کے پاس آئی اور پوچھا۔

"اپنے روم میں۔" جواب عالیان نے دیا۔

"تھینکس چاچو۔" کہتے ہوئے وہ جیسے مڑی تو سامنے سیڑھیوں سے کیف مایا کے ساتھ اتر رہی تھی۔

"کیفو آ گئی بابا!" اور اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔ عالیان اور بڑے شاہ نے ایک ساتھ دیکھا تھ۔ دونوں کی نظریں کیف پر جمی ہوئی تھیں۔ کیف ہلکے مسکراہٹ کے ساتھ اتر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مایا کو اترتے دیکھ کر ضرار مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔اس کی نگاہوں میں ایک گہری تعریف اور شوق تھا، جیسے وہ مایا کی خوبصورتی میں غرق ہو۔مایا کا چہرہ ہلکے گلابی رنگ میں دمک رہا تھا، اور اس کی ہر حرکت میں ایک نرمی اور دلکشی تھی۔

کیف نے مایا کو سٹیج پر بٹھایا اور خود اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔جب ضرار اس کے پاس جا رہا تھا، عالیان نے کالر سے کھینچا تھا۔

"کہاں دلہے میاں؟ابھی تو آپ کی ہونے والی بیوی کو مہندی لگنی ہے، پھر جانا اس کے پاس!"

عالیان نے شوخی سے کہا، اس کی آنکھوں میں چمک تھی، جیسے وہ ضرار کو مزہ چکھانا چاہتا ہو۔

"ہاں، ویٹ کرنا اور یہاں پر سب لڑکیاں ہیں اور تم ادھر نہیں جا سکتے، آجاؤ دوسرے طرف۔"

بڑے شاہ نے ضرار کو سنجیدگی سے کہا۔

مردوں کے لیے لان میں انتظامات کیے گئے تھے، اور اس بات سے وہ چاہ رہے تھے کہ ضرار وہاں جائے۔

ضرار نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر بڑے شاہ کی بات مانتے ہوئے دوسرے طرف بڑھ گیا۔وہ جانتا تھا کہ یہ رسومات کا حصہ تھا اور اس موقع پر وہ لڑکوں کے ساتھ ہی بیٹھنا زیادہ مناسب تھا۔

Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے، چلتے ہیں،" ضرار نے کہا اور مردوں کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ سب خوشگوار ماحول میں بیٹھے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ باتوں میں مگن ہو گیا، مگر اس کا دماغ پھر بھی کیف اور اس کے درمیان کے تعلقات پر تھا۔

اسی دوران، کیف نے مایا کی طرف دیکھا اور پھر سٹیج پر بٹھا کر مہندی کی رسم شروع کرنے کی تیاری کی۔ سٹیج کے آس پاس خوشبو اور رنگین روشنیوں نے ایک خوبصورت ماحول بنایا تھا، جہاں سب کا دھیان اس خوبصورت موقع پر تھا۔

مہندی کا فنکشن جوں جوں آگے بڑھ رہا تھا، سب لوگ خوشی سے محفل میں رنگین نظر آ رہے تھے۔ کیف اور مایا دونوں کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ سٹیج پر خوبصورتی سے سجائی گئی موم بتیوں اور پھولوں کی آرائش نے محفل کو اور بھی دلکش بنا دیا تھا۔

دونوں بہنوں کو مہندی لگ رہی تھیں۔ مایا خوش تھی مگر کیف کا دل بے چین تھا اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ آگے بڑھیں گی اب کبھی مڑ کر نہیں دیکھیں گی مگر دل تھا کہ مان نہیں رہا تھا۔ عمارہ کیف کے ساتھ بیٹھی تھی پارلر والی اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں پر مہندی لگا رہی تھی۔

"کیفو دیکھو مجھے اتنی اچھی مہندی لگائی ہے۔" عمارہ نے ننھے ننھے ہاتھوں کو کیف کے سامنے کیے تھے۔

کیف نے مسکرا کر عمارہ کے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر نرم سے انداز میں کہا، "ہاں، بہت اچھی لگ رہی ہے، میری پیاری عمارہ۔"

عمارہ خوش ہو کر ہنسی، اور پھر کیف کو چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ بتایا۔ "کیفو آپ کی بھی مہندی بہت پیاری لگے گی۔ آپ دیکھنا!"

کیف نے گہری سانس لی اور پھر خود کو سنبھالا۔ دل میں کئی طرح کے خیالات تھے، ایک طرف وہ اپنی زندگی کے نئے باب کی طرف بڑھنا چاہتی تھی، لیکن دوسری طرف دل میں ماضی کی یادیں بار بار اُٹھ رہی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ یہ قدم اٹھانا بہت ضروری ہے، لیکن کیا اس کے فیصلے میں کوئی غلطی ہے؟ وہ کچھ لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی۔

دونوں کو مہندی لگی تھیں مہندی کے فنکشن کا ماحول خوشی سے بھرا ہوا تھا۔ کیف عمارہ کی دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔ کیف کا دل تھوڑا سا بوجھل تھا، مگر وہ کوشش کر رہی تھی کہ اس لمحے کی خوشی کو پوری طرح محسوس کرے۔

مایا تھوڑی سی بے چین نظر آ رہی تھی، جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی ہو، اور پھر اس کی نظریں ضرار پر جا کر رک گئیں۔ ضرار آہستہ آہستہ سٹیج کی طرف بڑھا اور مایا کے قریب آ کر بیٹھا۔ اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی، اور مایا نے بھی دھیرے سے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔

بڑے شاہ اور عالیان بھی اندر آئے اور اپنے مخصوص انداز میں سب کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خوشگوار انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ رقص کا آغاز ہو چکا تھا، اور سب لوگ اپنی محفل میں مگن تھے۔ بڑے شاہ کی نظریں کیف پر جم کر رہ گئی تھیں۔ اس کی دلکش شکل، انکھوں کی چمک، اور اُس کی بے ساختہ مسکراہٹ نے بڑے شاہ کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ وہ اسے بس دیکھتا ہی چلا جا رہا تھا، گویا وہ لمحے کی ہر تفصیل کو اپنے دل میں بٹھا لینا چاہتا ہو۔ اور یہی حال عالیان کا بھی تھا۔

مہندی کا فنکشن ختم ہو چکا تھا اور تمام لوگ خوشگوار ماحول میں محو تھے۔ لوگ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے، ہنسی مذاق ہو رہا تھا اور بہت ساری تصویریں لی جا رہی تھیں۔ کیف اور مایا کی مہندی خوبصورتی سے سجائی گئی تھی اور دونوں کی ہنسی خوشی میں محافل تھی۔

آہستہ آہستہ سب لوگ جانے لگے، اور فنکشن کا جوش و خروش تھا وہ مدھم پڑتا گیا۔ کچھ لوگ اپنے عزیزوں کے ساتھ گپ شپ کرتے ہوئے رخصت ہو رہے تھے، اور کچھ نے ایک دوسرے کو دعاوں کے ساتھ خدا حافظ کہا۔ چھوٹے شاہ اور شاہ بیگم بھی رخصت ہو گئے۔

"بابا میں پانچ سال کی ہوں مگر میں جانتی ہوں سب۔" بڑے شاہ گرے کرتے میں آئینے کے سامنے کھڑا بالوں کو سیٹ کر رہا تھا جب عمارہ اندر آئی تھی۔

"میری گڑیا کیا جانتی ہے۔؟" بڑے شاہ نے رخ موڑتے ہوئے کہا۔اس وقت عمارہ گرے فراک میں تھی اور بالوں کا ہائی پونی ٹیل بنا تھا۔ بڑے شاہ جس رنگ کے کپڑے پہنتے عمارہ بھی ویسی ہی پہنتی۔

"میں سب جانتی ہوں بابا۔" عمارہ نے خفگی سے کہا۔

"تو بتاؤ مجھے کیا جانتی ہے میری گڑیا۔؟" بڑے شاہ نے اسے بیڈ پر بٹھایا۔

"بابا میں آپ سے ناراض ہوں۔" عمارہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"میری گڑیا کیوں ناراض ہے۔؟"

"بابا میں یہ جانتی ہوں کہ آپ کیفو سے شادی نہیں کر رہے عالیان چاچو اور کیفو کی شادی ہو رہی ہے اور ناراض اسی لیے ہو کہ آپ نے کہا تھا کہ آپ شادی کریں گے اور ابھی آپ نہیں کر رہے۔"

بڑے شاہ نے گہری سانس لی۔

"بیٹا وہ دونوں شادی نہیں کر رہے وہ بس منگنی ہو رہی ہے۔"

"نہیں بابا وہ دونوں شادی بھی کریں گے پھر وہ میری ممی نہیں بنے گی آپ نے کہا تھا کہ وہ میری ممی بنے گی۔"

"بیٹا اگر میں کوشش بھی کروں وہ مجھ سے شادی نہیں کرے گی۔"

"کیوں نہیں کریں گے بابا آپ انہیں بتائیں دیکھنا پھر وہ آپ سے شادی کرے گی۔"

"بیٹا اب میں آپ کو کیسے سمجھاؤں۔"

"بابا مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتہ ہے آپ میری بات نہیں مانیں گے آپ کیفو سے شادی نہیں کریں گے ہے نا۔؟ بس مجھ سے بھی بات مت کرنا اور میں بھی نہیں جا رہی آپ کے ساتھ میرا آپ سے کٹی ہے۔"

"میری گڑیا آپ بابا کو کیوں نہیں سمجھ رہے آپ کی ناراضگی میں برداشت نہیں کر سکتا اس لیے آپ اس بات کو لے کے بیٹھ گئی ہو اور وہ اتنی کیوں پسند ہے آپ کو؟"

"بابا کیفو تو آپ کو بھی پسند ہے اگر میں بھی پوچھوں کیوں تو آپ مجھے کیا جواب دیں گے۔؟" بڑے شاہ لاجواب ہوا تھا۔

"تم بہت بولتی ہو۔"

"میں بیٹی کس کی ہوں۔؟" اس نے دو بدو جواب دیا۔

"اچھا اب باتیں چھوڑو ہم لیٹ ہو رہے ہیں چلو جلدی چلتے ہیں مما انتظار کر رہی ہو گی۔"

"بابا ایک بات یاد رکھنا اگر کیفو میری ممی نہیں بنی تو میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔" اتنا کہتے ہوئے وہ کمرے سے نکلی تھی بڑے شاہ نے گہری سانس لی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمارہ کی ناراضگی نے اسے عجیب کشمکش میں ڈال دیا تھا۔وہ جانتا تھا کہ کیف کے لیےاس کے دل میں جوجذبات ہیں،وہ آسانی سے زبان پر نہیں آسکتے۔لیکن حالات نے دونوں کے درمیان ایک ایسی دیوار کھڑی کردی تھی،جسے توڑنا مشکل لگ رہا تھا۔

وہ نیچے آیاتوشاہ بیگم اوراس کی گود میں عمارہ بیٹھی تھی۔بڑے شاہ کودیکھ کر عمارانے منہ پھیرا تھا۔

"کیوں ڈانٹاہے میری پوتی کو۔؟"بڑے شاہ کواتے دیکھ کرشاہ بیگم نے پوچھا۔

"میں نے کب ڈانٹاہے۔؟مماآپ کوپتہ ہے یہ بہت ضد کرتی ہے میری بات نہیں مانتی۔"

"کون سی بات نہیں مانی ہے۔؟"شاہ بیگم نے گھورا۔

"نانی میں نے کہاتھاکہ کیفو سے شادی کرے باباکیفو سے شادی نہیں کررہے۔"

"صحیح توکہہ رہی ہے آپ کوکرناچاہیے تھالیکن اب کیاہے ناکہ وہ آپ کےہاتھ سے گئی۔"چھوٹے شاہ نےاندرآتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت کریم کلر کرتے اور پاجامے میں ملبوس تھا۔بڑے شاہ نےاس کی بات اگنور کرکے شاہ بیگم سے چلنے کوکہا۔اورخودآکرگاڑی میں بیٹھ گئے۔

شاہ بیگم چھوٹے شاہ کی گاڑی میں بیٹھ گئیں۔اورناراض سے عمارہ بڑے شاہ کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔اور گاڑی ملک ہاؤس کے طرف جانے لگی۔

"آپی آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں اللہ اس سے زیادہ خوبصورت آپ کی نصیب بنائیں۔" کیف اس وقت پستہ رنگ کے کام دار لہنگے میں تھی اور سر پر کام دار بھاری ڈوپٹے کو اوڑھے ہوئی تھی۔اور دوپٹے کو پنوں سے سیٹ کیا تھا۔کیف نے دل میں آمین کہا۔اور مایا نے گولڈن لہنگا پہنا تھا۔

"ایک بات کہوں آپی آپ نے کہا تھا جب آپ کی منگنی ہو گی تو آپ کے لہنگے کا کلر گرے ہو گا لیکن عالیان نے یہ کلر کے لہنگے کو کیوں بھیجا۔؟"

"کیا فرق پڑتا ہے اس سے گرے ہو یا پستہ رنگ ،جب من پسند دلہا نہیں ہے تو من پسند کلر کا کیا کروں۔؟اور انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ کو کون سا کلر پسند ہے میں نے کہا جو آپ کو اچھا لگے پھر انہوں نے یہ بھیجا۔"

"آپی آپ منع کروا گر آپ کو نہیں کرنی۔"

"نہیں میری گڑیا اب کچھ نہیں ہو سکتا اس میں اللہ تعالی کی بہتری ہو گی۔"

"ہاں اللہ کرے۔اچھا یہ بتاؤ کہ آپ نے نکاح کرنے سے کیوں منع کیا؟شادی تو ویسے بھی ہونی تھی۔"مایا نے اس کے بالوں کو سیٹ کرتے کہا۔

"میں نے نکاح کرنے سے منع نہیں کیا ہے میں بس شادی سے پہلے کسی کی پابند نہیں رہنا چاہتی اور اب اگر جہاں میں جاتی تو مجھے ان سے پوچھنا پڑتا اور یہ مجھے اچھا نہیں لگتا اس لیے میں نے منگنی کا کہہ دیا تھا۔"

مایانے کیف کی بات غور سے سنی اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"آپی، آپ ہمیشہ اپنے فیصلے بہت سوچ سمجھ کر کرتی ہیں، لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ کے دل میں کوئی بوجھ نہ ہو۔عالیان بھائی اچھے انسان ہیں، اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کا خیال رکھیں گے۔"

کیف نے ایک گہری سانس لی اور آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا،"مایا، میں نے جو بھی فیصلہ کیا، وہ صرف اپنے دل کو مضبوط رکھنے کے لیے کیا ہے۔شاید اللہ کی یہی مرضی ہے۔لیکن ہاں، یہ بھی سچ ہے کہ دل کو تسلی دینا ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔"

"آپی، اللہ پر بھروسہ رکھیں، وہ آپ کے نصیب میں ہمیشہ بہتر ہی لکھے گا۔"مایانے کیف کا ہاتھ تھاما اور کہا۔

کیف نے مایا کی بات پر ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا اور کہا،"آمین، میری گڑیا۔"

"چلو گاڑی آچکی ہے۔"کیف کی امی اندر آتے ہوئے کہا۔

کیف کی امی نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا۔"میری بیٹی کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے اور تمہاری زندگی خوشیوں سے بھر دے۔"

کیف نے مسکراتے ہوئے"آمین"کہا اور اپنے دوپٹے کو ٹھیک کیا۔

"امی، آپی کو تو دیکھیں، بس ایسے لگ رہا ہے جیسے کسی شہزادی کی منگنی ہو رہی ہو۔"مایانے کہا۔

"ہاں بھئی، میری بیٹی شہزادی سے کم تھوڑی ہے۔"امی نے مایا کی بات پر ہنستے ہوئے کہا۔

پھر کیف کی امی نے اسے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"چلو بیٹا، گاڑی آگئی ہے۔ سب انتظار کر رہے ہیں۔"

کیف نے آخری بار خود کو آئینے میں دیکھا، اور بڑے ڈوپٹے سے خود کو کور کیا گہری سانس لیتے ہوئے کہا، "چلیں، امی۔"

مایا اور کیف کی امی دونوں اسے لے کر باہر کی جانب بڑھ گئیں، جہاں پر سب ان کے منتظر تھے۔

گاڑی کے قریب چھوٹے شاہ اور بڑے شاہ بھی کھڑے تھے۔ کیف نے جیسے ہی ہیزل نگاہیں اٹھائی تھیں سیدھا گرے آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔

"کیفو۔۔!" عمارہ کی آواز پر وہ چونک گئی۔

"کیفو میں آپ سے ناراض ہوں۔" عمارہ کا منہ بنا تھا۔ کیف نے بڑے شاہ سے نظریں چراتے ہوئے عمارہ کو دیکھا۔

"کیوں۔؟" مگر عمارہ نے منہ پھیرتے ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"ارے کیا ہوا۔" کیف آواز دیتی رہی۔

شاہ بیگم گاڑی سے اتری اور کیف کے سامنے کھڑی ہوئیں۔

"ماشاءاللہ نظر نہ لگے۔" کیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ کیف کی نظریں جھک گئی۔

"سب چلیں لیٹ ہو رہے ہیں ہم۔" چھوٹے شاہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ شاہ بیگم اور کیف کی امی چھوٹے شاہ کے ساتھ بیٹھ گئیں اور بڑے شاہ کی گاڑی میں مایا اور کیف بیٹھ گئیں۔

دونوں گاڑیاں سٹارٹ ہو کے ہال کے لیے روانہ ہوئے۔

"کیفو آپ بہت بری ہے۔" عمارہ نے خفگی سے کہا۔

"مگر میں نے کیا کیا ہے۔؟" کیف نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"آپ کیوں کر رہی ہیں عالیان سے شادی۔؟" کیف نے ایک دم سے بڑے شاہ کو دیکھا جو سنجیدگی سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا۔

"پھر کس سے کرنی چاہیے آپی کو شادی۔؟" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی پوچھنے والی بات ہے کیا۔؟ obviously میرے بابا سے۔" کیف کا شرم سے سر جھک گیا۔ کیف کو دیکھ کر مایا اپنے سوال پر پچھتائی۔

"گڑیا چپ ہو جاؤ ایسے باتیں نہیں کرتے۔" بڑے شاہ نے ٹوکا تھا۔ کیف نے دکھ سے دیکھا تھا اور سوچنے لگی تھی کہ وہ اب بھی ایسا ہے جیسے پہلے تھا۔

"کیوں چپ بابا آپ نے کہا تھا نہ کہ آپ کیفو سے شادی کرو گے اور میں ناراض ہوں آپ سے۔" عمارہ نے منہ پھیرا تھا۔ کیف کی آنکھوں میں حیرت لیے بڑے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

اب بڑے شاہ کی پاس کوئی جواب نہ تھا اس نے کیف کو سامنے مرر سے دیکھا تھا۔

بڑے شاہ نے ایک لمحے کے لیے گاڑی کی رفتار کم کی اور گہری سانس لیتے ہوئے کہا، "عمارہ، ایسی باتیں بچوں کو نہیں کرنی چاہئیں۔ یہ بڑے لوگوں کے معاملات ہیں۔"

"لیکن بابا، آپ نے وعدہ کیا تھا، اور اب آپ اس وعدے کو بھول گئے؟ یہ ٹھیک نہیں ہے!" عمارہ نے ضدی لہجے میں کہا۔

کیف نے اپنے ہاتھوں کو مروڑتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔ مایا نے موقع کی نزاکت سمجھتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی، "عمارہ بیٹا، آپ کی کیفو آپ کی دوست ہے، ان سے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں تو بابا سے ناراض ہوں، کیفو سے نہیں!" عمارہ نے فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے، بیٹا، آپ کی ناراضگی ٹھیک، لیکن ہمیں ہر فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا ہوتا ہے۔" بڑے شاہ نے نرمی سے کہا۔

کیف نے چور نظروں سے مڑ کر بڑے شاہ کو دیکھا، جو ایک پل کے لیے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں وہی گہرائی اور خاموشی تھی، جو ہمیشہ کیف کو بے چین کر دیتی تھی۔

مایا نے بات ہنسی میں ٹالنے کی کوشش کی، "عمارہ، ہم ہال پہنچنے والے ہیں۔ چلو، وہاں جا کر ہم ڈانس کریں گے، پھر تمہارا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا!"

عمارہ نے سر ہلایا، مگر منہ بنائے رکھا۔

کیف کی نظریں گاڑی کی کھڑکی سے باہر تھیں، لیکن اس کے دل میں ایک طوفان برپا تھا۔ عمارہ کی باتیں اسے سوچنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

گاڑی میں خاموشی چھا گئی، مگر ہر کوئی اپنے اپنے خیالات میں گم تھا۔ بڑے شاہ نے ایک بار پھر مڑ کر سے کیف کو دیکھا، لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں افسوس کا سایہ تھا۔

ہال میں____

ایک جشن کا سا سماں تھا۔ ہر طرف ہنسی، خوشبو، اور روشنیوں کا امتزاج ایک خوابناک منظر پیش کر رہا تھا۔ سٹیج پر سفید اور سرخ پھولوں کی آرائش نے ماحول کو اور بھی دلکش بنا دیا تھا۔ روشنیوں کا انعکاس پورے ہال کو جگمگا رہا تھا۔ مہمان ایک دوسرے سے مل رہے تھے، بچے خوشی خوشی دوڑتے پھر رہے تھے، اور خواتین اپنے خوبصورت ملبوسات اور زیورات میں جگمگا رہی تھیں۔

عالیان پستہ رنگ کے شیروانی اور وائٹ پاجامے میں ملبوس بار بار گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ بڑے شاہ نے راستے میں کال کیا تھا کہ وہ پہنچنے والے ہیں لیکن پھر بھی وہ انتظار کر رہا تھا۔

"صبر کرو بیٹا وہ اجائے گی۔" اپنے بیٹے کو اتنا انتظار کرتے ہوئے دیکھ کر حبیبہ بیگم نے کہا۔

عالیان نے ایک گہری سانس لی اور مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

"مما، صبر تو کر رہا ہوں، لیکن وقت بہت سست چل رہا ہے آج۔" عالیان نے ہلکے پھیکے لہجے میں کہا۔

حبیبہ بیگم ہنس دیں۔"بس چند لمحوں کی بات ہے، پھر دیکھنا، وہ آئے گی تو تمہارا یہ بے چینی ختم ہو جائے گی۔"

عالیان نے ہاں میں سر ہلایا اور دوبارہ اپنی گھڑی کو دیکھا۔ سٹیج پر ہر چیز تیار تھی۔ ہر کوئی جوڑوں کے آنے کا منتظر تھا۔

"حبیبہ بیگم، آپ کا بیٹا کچھ زیادہ ہی بے صبر الگ رہا ہے آج۔" عالیان کے حبیبہ بیگم کے پاس کھڑی عورت نے مذاق کرتے ہوئے کہا۔

"کیسے نہ ہو، بھئی، آج تو اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن ہے۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

گاڑی ہال کے سامنے رکی تھی ہال کے سامنے کا منظر خوبصورت اور شاندار تھا۔ ہر طرف روشنیوں کی جگمگاہٹ اور پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے بڑے شاہ نکلے تھے اور عمارہ کو گود میں اٹھایا اور جیسے ہی بڑے شاہ نے کیف کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا، کیف نے نظریں جھکائے قدم باہر رکھا۔ اس کا پیلا اور پستہ رنگ لہنگا شام کی روشنی میں چمک رہا تھا، اور وہ اپنے آپ میں ایک مکمل تصویر لگ رہی تھی۔

اور دوسرے سائیڈ سے مایا بھی اتری تھی۔ عمارہ بڑے شاہ کی گود سے اتر کر کیف کا ہاتھ تھامے کھڑی معصومیت سے بولی، "کیفو میری ہے، میں سب کو بتاؤں گی کہ یہ میری ممی ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عمارہ کی اس بات پر کیف نے اسے پیار سے دیکھا اور اس کے بالوں کو تھپتھپایا۔ "تم بہت شرارتی ہو گئی ہو،" کیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوسری گاڑی سے چھوٹے شاہ، شاہ بیگم، اور کیف کی امی نکلی تھیں۔ شاہ بیگم نے کیف کو دیکھا اور اس کے قریب آتے ہوئے کہا، "ماشاءاللہ، آج تو تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

کیف نے جھکے سر کے ساتھ جواب دیا، "شکریہ، آنی۔"

بڑے شاہ نے سب کو ہال کے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ ہال کے اندر خوشیوں اور گہما گہمی کا ماحول تھا۔ زران اور عالیان مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے، اور ہر طرف ہنسی خوشی کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

جیسے ہی کیف ہال میں داخل ہوئی، ہال کی تمام لائٹس بند ہو گئیں، اور ایک تیز روشنی صرف اس پر مرکوز ہو گئی۔ کیف نے حیرت سے ارد گرد دیکھا۔ ہال کی خاموشی میں صرف اس کے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ تھوڑا ٹھٹک گئی اور نظریں جھکا لیں۔ کیف تیار کردہ سٹیج کی طرف بڑھنے لگی۔ کیف نے ہلکے پستہ اور گولڈن امتزاج کے بھاری کام والے لباس میں آہستہ آہستہ قدم بڑھائے۔ اس کے سر پر نفیس دوپٹہ پنوں سے مضبوطی سے سیٹ کیا گیا تھا، جس کی جھالر روشنیوں میں چمک رہی تھی۔

عالیان کی نظریں کیف پر جم گئیں۔ وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، جیسے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کیف نے جھکی نظروں کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم بڑھائے، کیف کا پاؤں اچانک مڑ گیا، اور وہ بے ساختہ توازن کھو بیٹھی۔ ہال میں موجود سب کی نظریں اس کی جانب اٹھ گئیں، اور لمحہ بھر کو سب کچھ جیسے تھم سا گیا۔ لیکن گرنے سے پہلے ہی، بڑے شاہ، جو اس کے بالکل پیچھے چل رہے تھے، تیزی سے آگے بڑھے اور اسے مضبوطی سے تھام لیا۔

کیف نے چونک کر نظریں اٹھائیں، اور ان کی نظریں ملیں۔ بڑے شاہ کے چہرے پر فکر کے آثار تھے، اور کیف کی پلکوں میں بے بسی جھلک رہی تھی۔ لمحہ بھر کو ایسا لگا جیسے وقت رک گیا ہو، دونوں کی خاموشی ہزار باتیں کہہ رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" بڑے شاہ نے دھیمی مگر گہری آواز میں پوچھا۔

کیف نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی اور نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ "جی، میں ٹھیک ہوں۔ شکریہ۔"

ہال میں موجود مہمان بھی اس منظر کو دیکھ رہے تھے، اور ایک سرگوشی سی ہر طرف گونجی۔ عالیان، جو اپنی جگہ سے اٹھ چکا تھا، یہ منظر دیکھ کر لمحہ بھر کو رکا، اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"کیف، آپ ٹھیک تو ہیں؟" عالیان نے جلدی سے پوچھا، لیکن اس کی آنکھوں میں چھپی بے چینی نمایاں تھی۔

"جی، میں ٹھیک ہوں۔" کیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، مگر اس کی نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں۔ بڑے شاہ نے خاموشی سے ایک قدم پیچھے ہٹایا، اور اپنی جگہ سنبھالتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔

"بابا، آپ نے کیفو کو گرنے سے بچا لیا۔ آپ تو ہیرو ہیں!" عمارہ نے اپنی معصومیت سے کہا۔ اس کی بات پر ہال میں ہلکی سی ہنسی گونجی، مگر بڑے شاہ کے چہرے پر سنجیدگی برقرار رہی۔

کیف آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے عالیان کے ساتھ سٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ہال میں موجود سب کی نظریں ان دونوں پر تھیں۔ عالیان نے اپنی مسکراہٹ کے ساتھ ایک مطمئن اور فخر سے بھرپور انداز اپنایا ہوا تھا، جبکہ کیف کا چہرہ اب بھی جھکی ہوئی پلکوں اور نرم مسکراہٹ کا امتزاج تھا۔

"آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔" عالیان نے ہلکے سے کہا۔

"شکریہ۔" کیف نے نظریں اٹھائے بغیر مدھم آواز میں جواب دیا۔

سٹیج کے قریب پہنچ کر عالیان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، جیسے مدد کی پیشکش کر رہا ہو۔ کیف نے ایک لمحے کے لیے جھجک کر اس کا ہاتھ تھاما اور سٹیج پر چڑھ گئی۔ عالیان نے اسے آرام سے بیٹھنے میں مدد دی اور خود اس کے برابر بیٹھ گیا۔

سٹیج پر روشنیوں کا ایک حسین امتزاج تھا، اور دونوں کے بیٹھتے ہی تالیوں کا شور گونجا۔ عالیان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ حاضرین کی طرف دیکھا، مگر اس کی نظریں بار بار کیف کی طرف جا رہی تھیں، جواب بھی خاموشی سے اپنے دوپٹے کو درست کر رہی تھی۔

بڑے شاہ نے دور سے یہ منظر دیکھا۔ ان کی نظریں کیف پر تھیں، لیکن ان کے چہرے کے تاثرات بے تاثر تھے۔ انہوں نے گہری سانس لی اور دوسرے مہمانوں کے ساتھ مصروف ہونے کی کوشش کی، مگر ان کا دل وہیں سٹیج پر اٹکا ہوا تھا۔

کیف کی امی اور عائشہ بیگم، حبیبہ بیگم کے قریب آئیں۔ "کیسی ہیں آپ؟ آج تو آپ کی بہو اور بیٹا دونوں بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیف کی امی مسکرائیں۔

"الحمدللہ، آپ کی دعائیں ہیں۔" حبیبہ بیگم مسکرائیں اور جواب دیا۔

"شکریہ، کیف تو ہمیشہ سے خوبصورت ہے اور مایا بھی اس کی طرح بہت پیاری لگ رہی ہے۔" شاہ بیگم نے بھی مسکرا کر کہا۔

تینوں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ دیر باتیں کرتی رہیں، پھر کیف کی امی نے کہا، "اللہ کا شکر ہے کہ سب کچھ بہتر جا رہا ہے۔ آج کا دن واقعی خوشی کا دن ہے۔"

"بالکل، ہم سب کی دعائیں اور محبت ایک دوسرے کے ساتھ ہیں، انشاءاللہ سب کچھ بہتر ہو گا۔" حبیبہ بیگم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ان سب سے تھوڑا دور مایا اور چھوٹے شاہ دونوں ایک ساتھ کھڑے تھے۔

"کل ہمارا دن ہے۔" چھوٹے شاہ نے مایا کے کان میں سرگوشی نما کہا تھا۔مایا شرمائی تھی۔

"ویسے آپ نے مہندی دکھائی نہیں۔" چھوٹے شاہ نے گلہ کیا۔

مایا نے شرماتے ہوئے چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا اور مدھم آواز میں بولی۔"مہندی تو آپ کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے، یہ تو کل دیکھیں گے سب۔"

چھوٹے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،"کل تو سب دیکھیں گے، لیکن میں تو آپ کا خاص ہوں، میرے لیے کوئی الگ قانون ہونا چاہیے۔"

"خاص ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ قوانین توڑ دیں۔"مایا نے شرارت سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، کل کا انتظار کر لیتا ہوں، لیکن ایک بات یاد رکھنا، میں نے اس مہندی پر اپنا نام ضرور دیکھنا ہے۔" چھوٹے شاہ نے سر ہلایا اور دھیمے لہجے میں بولا۔

مایا نے مسکراتے ہوئے نظریں جھکا لیں اور دل ہی دل میں دعا کی کہ ان کا نیا سفر خوشیوں سے بھرا ہو۔

"بابا آپ اداس ہیں ہے نہ۔؟"عمارہ نے بڑے شاہ کے بازو ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں گڑیا بابا اداس نہیں ہے بس بابا کا دل دکھ رہا ہے۔" بڑے شاہ نے زخمی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

"کیوں بابا؟آپ کا دل کیوں دکھ رہا ہے؟"عمارہ نے نرمی سے پوچھا۔

بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور عمارہ کو گود میں اُٹھالیا، "بیٹا، دل کی باتیں ہمیشہ اتنی آسان نہیں ہوتیں۔ کبھی کبھی انسان وہ سب کچھ چاہتا ہے جو وہ نہیں کر سکتا۔"

"مگر بابا، آپ تو ہمیشہ سب کچھ ٹھیک کرتے ہیں، پھر کیفو سے کیوں نہیں شادی کررہے؟"

بڑے شاہ کی آنکھوں میں ایک دھندلا سا غم تھا۔

"کیف کی خوشی میری خوشی سے زیادہ اہم ہے، گڑیا۔ میں چاہتا ہوں لیکن ہوا ایسا نہیں چاہتی اور اب میں چاہتا ہوں کہ وہ خوش رہے، اور اگر اس کی خوشی کسی اور کے ساتھ ہے تو میں اسے مجبور نہیں کر سکتا۔"

"مگر بابا، کیفو کو منالیں، آپ دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خوش رہو گے۔" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

"میری گڑیا، تمہاری باتیں ہمیشہ دل کو سکون دیتی ہیں۔ لیکن زندگی اتنی سادہ نہیں ہے جتنی تمہاری باتیں لگتی ہیں۔" بڑے شاہ نے عمارہ کو اپنے سینے سے لگایا۔

"بابا، آپ خوش رہیں اور مسکراتے بھی، اور کیفو بھی خوش رہے گی۔" عمارہ نے بڑے شاہ کا منہ چومتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے نرم آواز میں کہا، "انشاءاللہ، گڑیا، انشاءاللہ۔"

Clubb of Quality Content

منگنی کی رسم جیسے ہی شروع ہوئی، ہال میں ایک خوشگوار فضاء چھا گئی۔ ہر طرف مسکراہٹیں اور خوشبوئیں پھیل رہی تھیں۔ کیف اور عالیان پر سب کی نظریں مرکوز تھیں، اور ان کے چہروں پر ایک عجیب سا اضطراب تھا، جو خوشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

حبیبہ بیگم تھالی کے ساتھ آگے بڑھیں، اس میں پھولوں کی پنکھڑیاں سجی ہوئی تھیں اور درمیان میں انگھوٹی کا ڈبہ رکھا تھا۔ تھالی کی رنگین پنکھڑیاں اور انگھوٹی کی خوبصورتی اس لمحے کو اور بھی دلکش بنا رہی تھیں۔ عالیان نے انگھوٹی اٹھائی اور کیف کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔

مایا نے نرم انداز میں کیف کا ہاتھ لیا اور اسے عالیان کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ کیف کی نظر اس لمحے میں اس انگھوٹی پر تھی، جیسے وہ اسے اپنی تقدیر کا حصہ بنانے جا رہی تھی۔

بڑے شاہ کا دل ریزہ ریزہ ہو رہا تھا، دل میں ایک گہرا دکھ اور کرب تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کیف کا دل شاید اس فیصلے میں خوش نہیں ہے، مگر وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کر پا رہے تھے۔ وہ خاموشی سے اس لمحے کو دیکھ رہے تھے، ان کے دل میں کیفی کے لیے محبت اور غم دونوں تھے۔ عالیان نے انگھوٹی کو نرمی سے اٹھایا اور کیف کے ہاتھ میں پہنانا شروع کیا۔ گولڈ رِنگ میں جڑا ہیرا چمک رہا تھا۔

کیف کی امی نے کیف کے ہاتھ میں انگھوٹی دی تھی۔ اسے اس وقت وہ انگوٹھی بہت بھاری لگی تھی کیف نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے انگھوٹی عالیان کے انگلی میں پہنا دی۔ اس لمحے میں کیف کا دل

تیز تیز دھڑک رہا تھا، لیکن اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ انگھوٹی کا وزن جیسے اس کی تقدیر کا بھی ایک حصہ بن گیا ہو۔

جیسے ہی رسم مکمل ہوئی، سب نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔ ہال میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی، اور ہر چہرے پر مسکراہٹیں تھیں۔ یہ لمحہ نہ صرف ایک نیا آغاز تھا بلکہ ایک خواب کی حقیقت بننے کی طرف قدم تھا۔

عمارہ معصومیت سے دونوں کو دیکھ رہی تھی وہ تو اور کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی لیکن اس کے ذہن میں یہ اٹکا تھا کہ ان دونوں کی شادی ہو رہی ہے اور کیف اس کی ممی نہیں بنے گی۔ یقیناً یہاں پر سب سے زیادہ دکھ عمارہ کا تھا۔ عمارہ کے لیے یہ لمحہ بہت پیچیدہ تھا، کیونکہ وہ اپنے بڑے شاہ کی شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی اور اس نے دل میں ایک تصور بنا رکھا تھا کہ کیف ہی اس کی ممی بنے گی۔
اس لمحے میں، وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر پا رہی تھی اور شاید اسی لیے اس کی معصوم آنکھوں میں بے چینی اور ادھورے سوالات نظر آ رہے تھے۔ رسم کے بعد کیف اور عالیان ایک بار پھر سٹیج پر بیٹھ گئے۔ ماحول خوشگوار تھا، اور سب لوگ مبارکباد دینے کے لیے آ رہے تھے۔ حبیبہ بیگم مٹھائی کی تھالی لے کر دونوں کے قریب آئیں اور باری باری کیف اور عالیان کو مٹھائی کھلائی۔ کیف نے جھکی نظروں کے ساتھ مٹھائی قبول کی تھی، جبکہ عالیان کی مسکراہٹ اس کے دل کی خوشی کو ظاہر کر رہی تھی۔

کیف کی امی نے آگے بڑھ کر دونوں کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا اور دعائیں دیتے ہوئے مبارکباد دی۔ کیف نے اپنی ماں کی دعاؤں کو دل سے قبول کیا، مگر اس کے دل کی بے چینی اس کے چہرے پر ہلکی جھلک دے رہی تھی۔

اسی دوران، بڑے شاہ بھی سٹیج پر آئے۔ انہوں نے عالیان کو گلے لگا کر مبارکباد دی۔ عالیان نے خوشی سے ان کے گلے میں بازو ڈالے اور دھیمے لہجے میں کہا۔

"اللہ آپ پر بھی رحم کرے، بڑے شاہ۔"

بڑے شاہ نے ہلکی سی زخمی مسکراہٹ کے ساتھ عالیان کے کندھے پر تھپکی دی اور پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت تھی، جیسے وہ اپنی اندرونی جنگ چھپانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

مایا کیف کے ساتھ ہی سٹیج پر بیٹھی تھی۔ اور کیف سے باتوں میں مصروف تھی۔ چھوٹے شاہ تو بڑے شاہ کے ساتھ کھڑا مایا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

عمارہ آگے آتے ہوئے کیف کے گود میں بیٹھ گئی۔ اپنی معصوم آنکھوں سے اسے دیکھا، اور پھر دھیرے سے کیف کے سینے پر سر رکھا، جیسے کوئی بچہ ماں کے آنچل میں سکون تلاش کر رہا ہو۔ کیف نے عمارہ کے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور نرم لہجے میں کہا،

"میری گڑیا تھک گئی۔؟"

"نہیں کیفو، بس آپ کے پاس رہنا ہے۔" عمارہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیف کے دل میں ایک عجیب سی کسک جاگی۔ وہ عمارہ کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ یہ ننھی جان اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔

"ویسے شاہ، آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے،" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمارہ نے فوراً سر اٹھایا اور خفگی سے بولی۔

"لیکن آپ اچھے نہیں ہیں، عالیان چاچو۔"

عالیان حیران رہ گیا اور مسکرا کر پوچھا۔

"کیوں، گڑیا؟"

"میں ناراض ہوں آپ سے،" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

"مگر کیوں؟ میں نے کیا کیا؟" عالیان نے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کی۔

"گڑیا، ایسے نہیں بولتے، وہ بڑے ہیں تم سے۔" بڑے شاہ نے نرمی سے کہا۔

"بابا، بھولنا مت، میں آپ سے بھی ناراض ہوں!" عمارہ نے بڑی معصومیت سے بڑے شاہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ یہ سن کر بڑے شاہ نے گہری سانس لی۔

"بابا سے کیوں ناراض ہو؟" عالیان نے عمارہ کے گال کھینچتے ہوئے پوچھا۔

بڑے شاہ نے فوراً سر نفی میں ہلایا جیسے کہہ رہے ہوں، "کچھ نہ کہو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سوری، چاچو، it's too personal!" یہ کہہ کر وہ فوراً کیف کے گلے لگ گئی۔

بڑے شاہ نے گہری سانس لی، جبکہ عالیان کا قہقہہ بلند ہوا۔

"ہنس لیں چاچو، پتہ تو تب چلے گا جب بابا کیفو کو آپ سے دور کریں گے!"

عمارہ نے زیرِ لب بڑبڑایا، لیکن کیف نے یہ سن لیا۔ کیف کا دل دھڑکنے لگا، اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت اور خوف جھلکا، لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھالا۔

"نظر نہ لگے میری پوتی کو۔!" شاہ بیگم نے محبت سے عمارہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ہال میں ہر طرف خوشیوں کی گہما گہمی تھی۔ بڑے آپس میں گفتگو میں مصروف تھے، مایا اپنے فون کے کیمرے سے یادگار لمحات قید کرنے میں مگن تھی۔ عمارہ، جو کھیلتے کھیلتے تھک چکی تھی، اب آرام سے کیف کے گلے لگی سو چکی تھی۔

کیف عمارہ کے ننھے وجود کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی، لیکن اندر ہی اندر وہ بے چین تھی۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ بڑے شاہ کی نظریں مسلسل اس پر تھیں۔ ان نظروں کا وزن اتنا واضح تھا کہ وہ اپنی جگہ بے چین ہونے لگی، مگر اس نے اپنی آنکھیں جھکائے رکھیں، حتیٰ کہ غلطی سے بھی بڑے شاہ کی طرف دیکھنے کی جرات نہ کی۔

عالیان، جو اس کے قریب بیٹھا تھا، ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا اور کیف سر ہلا کر جواب دے رہی تھی، مگر اس کے دھیان کا محور کہیں اور تھا۔

فنکشن ختم ہونے کے بعد سب نے اپنے گھر چلے گئے حبیبہ بیگم اور عالیان نے بھی اجازت چاہی اور چلے گئے۔ کیف نے عمارہ کو بڑے شاہ کے حوالے کیا۔اور امی کے ساتھ بڑھ گئی۔

کیف امی اور مایا تینوں بڑے شاہ کی گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ چھوٹے شاہ اور شاہ بیگم دونوں دوسری گاڑی میں بیٹھ گئے۔ شاہ بیگم نے بڑے شاہ سے ماں بیٹیوں کو ان کے گھر پہنچانے کا کہا تھا اور خود وہ چھوٹے شاہ، شاہ ہاؤس کے لیے نکل گئے۔

ملک ہاؤس کے سامنے گاڑی روکی تینوں نکل گئیں۔

"بیٹا آپ بھی آئیں نہ۔ کیف کی امی نے کہا۔

"نہیں آنی میں جا رہا ہوں پھر ممی انتظار کر رہی ہو گی۔"

"نہیں بیٹا میں آپ کو ایسے جانے نہیں دوں گی آ جاؤ اور بچی کو اُٹھائیں۔"

بڑے شاہ نے ایک لمحے کو جھجک محسوس کی لیکن پھر کیف کی امی کے اصرار پر عمارہ کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا اور گاڑی لاک کر کے ان کے پیچھے اندر کی طرف بڑھ گئے۔ملک ہاؤس کا ماحول پر سکون تھا، لیکن دلوں میں کئی الجھنیں چھپی ہوئی تھیں۔

"بیٹا، اتنی رات کو کہاں جائیں گے؟ یہاں رک جائیں۔ صبح ناشتے پر سب ساتھ ہوں گے۔"

کیف کی امی نے بڑے شاہ کو اندر آتے دیکھ کر کہا۔

"جی آنی، لیکن ممی انتظار کر رہی ہوں گی۔ اگر میں رک گیا تو پریشان ہوں گی۔" بڑے شاہ نے احترام سے جواب دیا۔

"پریشان نہیں ہوں گی، میں خود بات کر لوں گی۔ ویسے بھی اتنے بڑے دن کے بعد تھوڑا آرام کر لینا چاہیے،" کیف کی امی نے مسکرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے، آنی، جیسا آپ کہیں۔" بڑے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ دی اور ہار مان لی۔

کیف نے یہ سارا منظر دروازے کے پاس سے دیکھا، دل میں الجھنیں اور آنکھوں میں اداسی لیے وہ بغیر کچھ کہے اندر چلی گئی۔

"کیا مطلب ہے میں اندر نہیں جا سکتی مجھے شاہ جی سے ملنا ہے آپ مجھے جانے دیں۔" ماہین بلیو فراک میں زران کے آفس آئی تھی اور ریسپشنسٹ اسے اندر جانے نہیں دے رہی تھی۔

"دیکھیں یہ زران سر کا فری ٹائم ہے اور اس وقت سر کسی سے بھی نہیں ملتے۔" اس نے سخت لہجے میں منع کیا۔

"لیکن وہ مجھ سے ملیں گے آپ انھیں میرا نام تو بتائیں۔" ماہین کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

اس بار ریسپشنسٹ نے انہیں جواب نہیں دیا اور کام کرنے لگی۔ ماہین نے موقعے کا فائدہ اٹھا کر بھاگنے والی انداز میں آگے بڑھ گئی اور زران کے کیبن ڈھونڈنے لگی کیبن ڈھونڈنے میں اسے زیادہ ٹائم

نہیں لگا تھا۔ کیونکہ ان کے کیبن کے سامنے سید زران شاہ لکھا تھا وہ مسکراتے ہوئے دروازے کو ناک کیا اور اندر گئی۔

زران اپنی کرسی پر بیٹھا، گہری سوچ میں فائل پڑھ رہا تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا، اس نے سر اٹھایا اور ماہین کو دیکھ کر حیرت سے سیدھا بیٹھ گیا۔

"ماہین؟ تم یہاں؟" زران نے حیرت اور مسکراہٹ کے امتزاج سے پوچھا۔

ماہین نے اپنی فراک کے پلو کو درست کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں یہاں آئی ہوں، اور ریسپشنسٹ مجھے روک رہی تھی! لیکن میں نے سوچا، شاہ جی کو پتہ چلنا چاہیے کہ کوئی ان سے ملنا چاہتا ہے۔"

"ریسپشنسٹ ٹھیک ہی کر رہی تھی، یہ میرا ریلیکس ٹائم ہوتا ہے۔ لیکن خیر، تم آئی ہو تو کوئی خاص بات ہو گی؟" زران ہلکا سا ہنسا اور بولا۔

"واہ! بہت خوبصورت آفس بنایا ہے آپ نے۔ لیکن شاہ جی، آپ اتنے مصروف کیوں رہتے ہیں۔؟

"ماہین نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ارد گرد دیکھا اور بولی۔

"مصروفیات کام کا حصہ ہیں، لیکن میں وقت نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔" زران نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ہاں، وقت نکالنے کی کوشش؟ آپ کے لیے سب کچھ ضروری ہے سوائے اپنے رشتوں کے!"

"ماہین، اگر تمہیں کچھ کہنا ہے، تو کھل کر کہو۔" زران کو اس کی بات نے چونکا دیا۔ وہ سنجیدہ ہو کر بولا۔

"شاید کہنے کی ضرورت نہیں، سب کچھ آپ پہلے ہی جانتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اپنی زندگی میں صرف کام کو نہ رکھیں، ان لوگوں کا بھی سوچیں جو آپ کے قریب ہیں۔" ماہین نے اپنی آنکھوں میں جھلکتے جذبات کو چھپاتے ہوئے کہا۔ زران نے اسے غور سے دیکھا، جیسے اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"یہ بھی جان لو کہ میرے لیے سب سے اہم چیز کام ہے، کیونکہ یہی میرے خوابوں کی بنیاد ہے۔"

ماہین نے خاموشی اختیار کی، ایک لمحے کے لیے کچھ بول نہ سکی۔ پھر بولی۔

"خواب تو سب دیکھتے ہیں، شاہ جی، لیکن ان خوابوں میں اگر اپنوں کا حصہ نہ ہو، تو وہ خواب ادھورے رہ جاتے ہیں۔" زران نے گہری سانس لی اور بات بدلی۔

"اکیلی آئی ہو۔؟"

"نہیں۔"

"کس کے ساتھ آئی ہو۔؟"

"ڈرائیور کے ساتھ۔"

"مطلب اکیلی۔؟"

"نہیں شاہ جی ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں۔"

"ڈرائیور کیا تیرا بھائی تھا۔؟"زران کو غصہ آیا تھا۔

"نہیں شاہ جی آپ چاہے تو بنالوں گی۔"ماہین نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔زران نے گھورا تھا۔

زران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، لیکن ماہین کی معصومیت بھری بات نے اس کے غصے کو کچھ کم کر دیا۔

"ماہین! تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اکیلی آنا کتنا خطرناک ہو سکتا ہے؟"زران نے سخت لہجے میں کہا۔

ماہین نے معصومیت سے کندھے اچکائے اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاہ جی، میں ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں، اکیلی کہاں؟اور اگر آپ اتنا غصہ کریں گے، تو اگلی بار کسی کو بھائی بنا کر لے آؤں گی۔"

"تمہاری یہ ضد اور مذاق ایک دن تمہیں مشکل میں ڈال دے گا، ماہین۔"زران نے گہری سانس لی اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کہا۔

"مشکلوں سے گھبراتی کہاں ہوں، شاہ جی؟اور ویسے بھی، آپ ہیں نا مجھے بچانے کے لیے؟"ماہین نے اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"تمہیں سمجھانا فضول ہے۔"زران نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بالکل!تو سمجھانے کی کوشش مت کریں، بس میرے لیے مسکرا دیا کریں۔"

Clubb of Quality Content

"ماہین، تم حد سے زیادہ بولتی ہو۔"

"کیونکہ آپ حد سے زیادہ غصہ کرتے ہیں، تو بیلنس بنانا پڑتا ہے نا!"

"تمہاری یہ باتیں ایک دن مجھے پاگل کر دیں گی۔" زران نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اپنا چہرہ موڑ لیا اور کہا۔

"تو شاہ جی، پاگل ہونے کے لیے تیار رہیے، کیونکہ میں بار بار آتی رہوں گی!"

یہ کہہ کر وہ خوشی خوشی کمرے سے نکل گئی، اور زران اس کے جانے کے بعد بھی مسکراتا رہا۔

"پاگل لڑکی۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

شام کو وہ تینوں اپنے گھر جا چکی تھیں۔ ماہین نے جلدی سے کھانا بنایا اور اپنے روم میں چلی گئی ماہین نے اپنی یونیفارم استری کرنے کے بعد بیگ کو دوبارہ چیک کیا کہ کہیں کچھ رہ تو نہیں گیا۔ ہر چیز مکمل تھی۔ اس کے چہرے پر ایک مطمئن سی مسکراہٹ آئی اور پھر وہ موبائل لے کر بستر پر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی کہ کب زران اسے میسج یا کال کرے گا کیونکہ زران نے اس سے نمبر لیا تھا اور ماہین نے خوشی خوشی دیا تھا۔

"کیا شاہ جی کال کریں گے؟ یا میسج کریں گے؟" اس نے دل میں سوچا اور مسکراتے ہوئے موبائل کی اسکرین کو گھورنے لگی۔

وہ ہر چند منٹ بعد موبائل چیک کرتی، جیسے کوئی میسج یا کال مس ہو گئی ہو۔ لیکن زران کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔

"شاہ جی، اتنے مصروف ہیں یا مجھے تنگ کر رہے ہیں؟" اس نے خود سے کہا اور زران کا نمبر کھول کر اس کا پروفائل دیکھنے لگی۔

"کیا خود میسج کر دوں؟ نہیں، وہ سوچیں گے میں ان کے پیچھے پڑی ہوں۔" اس نے خود کو روکا۔

تھوڑا انتظار کرنے کے بعد اس نے بالآخر ہمت کی اور میسج لکھا۔

"السلام علیکم شاہ جی، کیا آپ مصروف ہیں؟"

میسج بھیج کر وہ بے چینی سے جواب کا انتظار کرنے لگی، لیکن اس کا میسج "Delivered" ہی رہا۔

ماہین نے مایوسی سے موبائل رکھا اور بستر پر لیٹ گئی، لیکن دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ شاید زران بہت مصروف ہیں۔

"چلو، صبح یونیورسٹی کے لیے جلدی اٹھنا ہے۔ شاید کل کال کریں۔" یہ سوچ کر اس نے آنکھیں بند کیں، لیکن دل ہی دل میں زران کی کال کا انتظار اب بھی جاری تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد زران اور ضرار دونوں نایاب بیگم کے کمرے میں تھے۔

"زران بیٹا تمہارے بابا چاہتے ہیں کہ تم چائینہ چلے جاؤ دو مہینوں کے لیے۔"

"مگر کیوں مما؟" زران نے حیرت سے کہا۔

"بزنس کے سلسلے میں۔"

"مما آپ بابا کو منع کر دو کہ مجھے نہیں جانا اور میں یہاں پر کام صحیح تو کر رہا ہوں۔"

نایاب بیگم نے زران کی بات سن کر گہری سانس لی اور نرم لہجے میں کہا۔ "بیٹا، یہ بزنس کے لیے ضروری ہے۔ تمہارے بابا چاہتے ہیں کہ تم چائینہ کے پروجیکٹس کو خود دیکھو اور ان کے ساتھ تجربہ حاصل کرو۔ یہ تمہارے مستقبل کے لیے اچھا ہو گا۔"

"مما، میں یہاں بھی سب ٹھیک سے سنبھال رہا ہوں۔ پھر وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور... یہاں چھوڑ کر جانا میرے لیے مشکل ہو گا۔" زران نے خفگی سے کہا۔

"زران، یہ صرف دو مہینے کی بات ہے۔ تم نے ہمیشہ ذمہ داری سے کام کیا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ تم یہ بھی کر لوگے،" نایاب بیگم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

ضرار جو خاموشی سے یہ باتیں سن رہا تھا، مسکراتے ہوئے بولا، "بھائی، دو مہینے کی بات ہے۔ ویسے بھی چائینہ کی سیر کا موقع ہر کسی کو نہیں ملتا۔ بزنس کے ساتھ گھومنا بھی ہو جائے گا۔"

"تم تو چپ رہو، ضرار، یہ کوئی چھٹی منانے کا پلان نہیں ہے۔" زران نے اسے گھورا۔

"بیٹا، میں سمجھ سکتی ہوں کہ تم یہاں بہت کچھ چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے، لیکن تمہارے بابا کا فیصلہ تمہارے فائدے کے لیے ہے۔ میں ان سے بات کرنے کی کوشش کروں گی، لیکن تم بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔" نایاب بیگم نے نرمی سے کہا۔

"ٹھیک ہے، مما، لیکن میں اس بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے وقت چاہیے۔" زران نے گہری سانس لے کر کہا۔

نایاب بیگم نے سر ہلایا اور ضرار نے مسکراتے ہوئے زران کی طرف دیکھا، "بھائی، لگتا ہے کوئی اور وجہ بھی ہے جو تم جانا نہیں چاہتے؟"

"ضرار، تم اپنا کام کرو اور مجھے مت چھیڑو۔" زران نے اسے گھور کر کہا۔

"اچھا، اچھا، میں چپ ہوں۔ لیکن یاد رکھنا، میں تمہیں پکڑ لوں گا۔" ضرار ہنستے ہوئے بولا۔ ضرار کو گھورتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں گیا۔

زران بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اسے ہمیشہ چائینہ جانے کا شوق رہا تھا، مگر اس بار دل عجیب سا ہو رہا تھا۔ جیسے کچھ چھوٹ رہا ہو، جیسے یہاں رہنے کی کوئی نہ کوئی اہم وجہ ہو۔

"میں نے ہمیشہ چائینہ کے پروجیکٹس میں دلچسپی دکھائی، پھر اس بار کیوں دل نہیں مان رہا؟" زران نے خود سے سوال کیا۔

"کیا واقعی کوئی ایسی وجہ ہے جس کی وجہ سے میں رکنا چاہتا ہوں؟ یا میں بس سوچوں میں الجھ رہا ہوں؟" زران نے گہری سانس لی اور کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ باہر کا منظر دیکھتے ہوئے وہ مزید سوچ میں ڈوب گیا۔

اچانک اس کے ذہن میں ماہین کا چہرہ آیا۔ اس کی معصومیت، اس کی باتیں، اور وہ انداز جب وہ زران سے ضد کر رہی تھی۔ زران کا دل دھڑکنے لگا۔

"کیا میں... کیا میں اس کی وجہ سے رکنا چاہتا ہوں؟" زران نے خود سے پوچھا، مگر فوراً اس خیال کو جھٹک دیا۔

"نہیں، یہ سب فضول باتیں ہیں۔ مجھے اپنی ذمہ داریوں پر فوکس کرنا چاہیے،"

وہ یہی سوچ میں تھا کہ اس کے موبائل پر بیپ بجی اس نے موبائیل اٹھایا سکرین پر ماہین کی نمبر سے میسج آیا۔ زران نے نوٹیفکیشن سے میسج دیکھ کر موبائل بیڈ پر پھینک دیا اور گہری سانس لے کر کرسی پر جا بیٹھا۔ وہ ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔ ماہین کا میسج دیکھنے کے باوجود اس نے جواب نہیں دیا، کیونکہ اس وقت وہ خود کو کسی سے بات کرنے کے قابل نہیں سمجھ رہا تھا۔

"آخر مجھے کیا ہو رہا ہے؟ کیوں دل بے چین ہے؟" زران نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحوں بعد زران نے موبائل اٹھایا، مگر پھر اسے واپس رکھ دیا۔

باہر اندھیرا پھیل رہا تھا، جیسے اس کے دل کی کیفیت بھی۔

صبح وہ اٹھی اور سب سے پہلے موبائل دیکھا مگر ان کی جانب سے کوئی میسج نہیں آیا تھا وہ بے دلی سے اٹھی اور یونیورسٹی کا یونیفارم پہن کر نیچے آگئی۔ عائشہ بیگم عمارہ دونوں ناشتے کے لیے بیٹھی تھی ماہین بھی آکر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا بیٹا آج موڈ کیوں خراب ہے۔؟" عائشہ بیگم نے فکر مندی سے پوچھا۔

"امی یونی جا رہی ہے اس لیے موڈ آف ہے۔" عمارہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ ماہین نے گھورا تھا۔

"اب وہ انھیں کیا بتاتی کہ اس کا موڈ کیوں آف ہے۔"

"کن سوچوں میں گم ہو ناشتہ کرو بس آتی ہو گی۔" عائشہ بیگم کی آواز پر ماہین چونک گئی اور بے دلی سے ناشتہ کرنے لگی۔

ماہین نے ناشتہ کرتے ہوئے سوچوں میں گم اپنی پلیٹ کو گھورا۔ وہ کسی طرح دل بہلانے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن زران کے میسج کا انتظار اسے ستا رہا تھا۔

"کیا ہوا بیٹا؟ کچھ پریشانی ہے؟" عائشہ بیگم نے دوبارہ پوچھا، کیونکہ ماہین کا رویہ انہیں کچھ غیر معمولی لگا۔

"نہیں امی، بس ایسے ہی... بس بہت دنوں بعد جا رہی ہوں شاید اس لیے۔"

کوئی بات نہیں ہوتا ہے سب ٹھیک ہو گا،"عائشہ بیگم نے تسلی دی۔ماہین نے اثبات میں سر ہلا یا اور ناشتہ کرنے لگی۔

ناشتہ کرنے کے بعد ماہین نے اپنا بیگ اٹھایا اور گیٹ کے باہر آ کر بس کا انتظار کرنے لگی۔عمارہ نے دروازے سے جھانکتے ہوئے چھیڑا۔"ماہی آپی،زران شاہ جی کا انتظار تو نہیں کر رہیں؟"

"بکواس مت کرو اور اندر جاؤ۔"ماہین نے عمارہ کو گھورا اور جھینپ کر جواب دیا۔

بس آتے ہی وہ جلدی سے بیٹھ گئی،لیکن ذہن اب بھی زران کے بارے میں تھا۔دل ہی دل میں وہ سوچ رہی تھی کہ کیا شاہ جی واقعی اس کی بات بھول گئے ہیں یا جان بوجھ کر اسے اگنور کر رہے ہیں۔

"شاید وہ بہت مصروف ہوں،"اس نے خود کو سمجھایا،مگر دل کا دکھ کم نہیں ہوا

"ہیلو بیوٹی فل کہاں جا رہی ہو زرا ہم سے تو بات کرو۔"ماہین یونی آئی تھی اور کلاس میں جا رہی تھی جب کسی لڑکے کی آواز پر وہ رک گئی سامنے لڑکے کو دیکھ کر اسے شدید غصہ آیا تھا۔ماہین نے غصے سے لڑکے کو گھورا اور تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے کتنی بار منع کیا ہے کہ میرے سامنے مت آیا کر۔تمہیں سمجھ نہیں آتی۔؟"

"ارے اتنا غصہ کیوں کرتی ہو؟ہم تو صرف بات کرنا چاہتے ہیں۔"لڑکے نے لاپرواہی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں اپنی عزت عزیز ہے تو میرے راستے سے ہٹ جاؤ، ورنہ اس بار پرنسپل آفس تک لے جاؤں گی۔"

"اتنے خوبصورت لوگوں کو کون چھوڑتا ہے اور میں کیوں پیچھے ہٹوں۔؟" لڑکے نے ہنستے ہوئے کہا اور اپنے دوستوں کی طرف دیکھنے لگا جیسے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ ماہین کے قدم رک گئے۔ وہ غصے سے تلملا اٹھی اس نے ایک لمحے کو ضائع کیے بغیر پلٹ کر لڑکے کو زوردار تھپڑ دے مارا۔ پورا ماحول جیسے ایک دم خاموش ہو گیا۔ اس پاس کھڑے لوگ انہیں حیرت سے دیکھنے لگے۔ وہ لڑکا گال پر ہاتھ رکھے ہکا بکا کھڑا رہا پھر غصے میں چلایا۔

"تم نے مجھے تھپڑ مارا تمہیں اندازہ ہے کہ میں کون ہوں۔؟"

"تم چاہے جو بھی ہو تمہاری حد یاد دلانا ضروری تھا اگر آئندہ میرے راستے میں آئے یا کوئی بدتمیزی کی تو یہ تھپڑ آخری نہیں ہو گا۔" ماہین نے سخت لہجے میں جواب دیا تھا۔

یہ کہہ کر وہ واپس مڑ کر اپنی راہ لی، جبکہ آس پاس سٹوڈنٹس سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے۔ کچھ نے اس کی جرات مندانہ قدم کو سراہا تو کچھ خاموشی تماشائی بنے رہے۔ لڑکا غصے سے پھنکار رہا تھا، جیسے اس کی انا کو شدید ٹھیس پہنچی ہو۔

وہ گال پر ہاتھ رکھے، سخت لہجے میں بولا۔ "تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے، ماہین! یہ تھپڑ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔" اور غصے میں وہاں سے گیا۔

ضرار کے بائیک خراب ہونے کی وجہ سے زران نے اسے یونیورسٹی چھوڑ کر اپنے آفس آیا تھا۔اب وہ آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا اور کمپیوٹر کی اسکرین پر نظریں جمائے کچھ اہم ای میلز کا جواب دے رہا تھا۔اس کی نظر فون پر پڑی تو اسے یاد آیا کہ اس نے ماہین کے میسج کا ریپلائی نہیں کیا ہے۔زران نے فون اٹھا کر ماہین کے میسج کا جلدی سے جواب دیا اور پھر کال کی جو تیسری بیل پر اٹھالی گئی۔

"ہیلو شاہ جی کیسے ہیں آپ۔؟"ماہین کی چہکتے ہوئے آواز آئی تھی۔

"میں ٹھیک آپ سناؤ۔"

"الحمدللہ!آپ کافی مصروف نظر آتے ہیں۔"زران نے گہری سانس لی۔

"بالکل میں ابھی مصروف ہوں لیکن سوچا تمہارے میسج کا جواب دوں میں شام کو تم سے بات کروں گا۔"

"جی شاہ جی!زرا جیسے کال کاٹنے والا تھا دوسری جانب سے بات سن کر اسے حیرت ہوئی تھی اور پھر پوری بات سنتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔زران نے کال کاٹنے کے بعد فون ہاتھ میں گھمایا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر گہری سانس لی۔ماہین کی آخری بات نے اسے چونکا دیا تھا۔

"سر کافی!"اس کے اسسٹنٹ نے کمرے میں آکر زران کے سامنے ٹیبل پر رکھا۔زران نے اپنی کرسی سیدھی کی اور کافی کی طرف دیکھا۔

"شکریہ۔" زران نے کافی اٹھائی اور پینے لگا۔اس کے موبائل پہ کال آیا تھا اس نے دیکھا تو اس کے ابا تھے۔

"السلام علیکم بابا!"

"وعلیکم السلام ! کیسے ہو بیٹا۔۔؟" فون کی دوسری جانب سے آواز آئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بابا آپ کیسے ہیں۔؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں اچھا تو بتاؤ چائنہ کب آرہے ہو۔؟" زران نے گہری سانس لی اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بابا، میں نے ابھی اس بارے میں فیصلہ نہیں کیا ہے۔" زران نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

فون کے دوسری جانب زران کے والد نے تھوڑا توقف کیا اور پھر بولے، "بیٹا، یہ موقع بہت اہم ہے۔ بزنس کے لیے تمہارا چائنہ جانا ضروری ہے۔ تمہیں وہاں کے معاملات سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔"

"بابا، میں سمجھتا ہوں، لیکن یہاں بھی بہت کام ہے۔ میں یہاں رہ کر بھی سب کچھ سنبھال سکتا ہوں،" زران نے وضاحت دی۔

"زران، یہ کوئی عام فیصلہ نہیں ہے۔ تمہیں سمجھنا ہوگا کہ یہ بزنس تمہارے مستقبل کا حصہ ہے، اور تمہاری موجودگی وہاں ناگزیر ہے۔" زران کے والد نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا، مجھے تھوڑا وقت دیں۔ میں اس بارے میں جلد آپ کو حتمی جواب دوں گا،" زران نے نرمی سے بات ختم کرنے کی کوشش کی۔

"ٹھیک ہے، لیکن زیادہ وقت مت لو۔ مجھے امید ہے کہ تم سمجھداری کا مظاہرہ کرو گے۔" زران کے والد نے کہا اور کال ختم کر دی۔

زران نے فون میز پر رکھا اور ایک لمحے کے لیے گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ چائنہ جانے کا فیصلہ اس کے لیے آسان نہیں تھا، خاص طور پر جب یہاں کچھ چیزیں اسے روک رہی تھیں۔

رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ آسمان پر چمکتے ہوئے تارے اپنی روشنی بکھیر رہے تھے، لیکن ان کی چمک بھی زمین کے سکوت کو کم نہ کر سکی۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا، جیسے کائنات نے بھی لمحہ بھر کے لیے سانس لینا چھوڑ دیا ہو۔

ملک ہاؤس کے اطراف پھیلا ہوا باغ بھی خاموش تھا۔ درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ بھی ہوا کے تھم جانے کے ساتھ رک چکی تھی۔ گھر کے اندر سب اپنے کمروں میں تھے، لیکن کچھ دلوں کے اندر ہلچل جاری تھی۔ وہ بالکونی میں کھڑا چاند کو دیکھ رہا تھا، جو اپنی پوری آب و تاب سے آسمان پر چمک رہا تھا۔ نرم ہوا اس کے چہرے کو چھو کر گزر رہی تھی، لیکن اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ اس کی نظریں چاند پر جمی ہوئی تھیں، لیکن دماغ ماضی کی گلیوں میں بھٹک رہا تھا۔

زندگی کی گزرنے والی یادیں اس کے دل پر بوجھ ڈال رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کے لیے کیا خواب دیکھے تھے اور قسمت نے ان خوابوں کو کیسے بدل دیا۔ کچھ فیصلے اس کے اپنے تھے، لیکن کچھ حالات نے اسے ایسے راستوں پر ڈال دیا جہاں وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔

"کیا یہ وہی زندگی ہے جو میں نے چاہی تھی۔؟" دل کے کسی کونے سے آواز آئی تھی۔

چاندنی کی روشنی نے جیسے اس کے دل کی اداسی کو اور نمایاں کر دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ زندگی آگے بڑھ رہی ہے، لیکن اس کا دل کہیں پیچھے، ان خوابوں میں اٹکا ہوا تھا جنہیں وہ حقیقت میں بدل نہیں سکا۔ رات کی خاموشی نے اس کے دل کی بے چینی کو اور بڑھا دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے خود کو سنبھالنا ہو گا، لیکن چاندنی رات میں یہ سوچیں اسے کہیں دور لے جا رہی تھیں، جہاں وہ اپنے آپ سے بھی چھپنا چاہتا تھا۔

اس کی نظر اچانک نیچے لان میں پڑی۔ بینچ پر وہ بیٹھی ہوئی تھی، ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جس سے بھاپ اوپر اٹھ رہی تھی اور رات کی سرد ہوا میں تحلیل ہو رہی تھی۔ اس کے قدم بے اختیار بالکونی سے نیچے جانے کو بے چین ہونے لگے۔ اور پھر قدم اٹھاتے ہوئے نیچے آ گیا تھا۔ وہ اس کے قریب آیا اور اسی بینچ پر اس سے فاصلے پر بیٹھ گیا۔ کیف نے چونک کر اسے دیکھا مگر وہ اسے نہیں چاند کو دیکھ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"کتنا خوش قسمت ہے یہ چاند جسے آپ اتنے غور سے دیکھ رہے ہیں۔" چاند سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا مگر کیف نے کوئی جواب نہیں دیا اور چائے پینے لگی۔

زران نے چند لمحے خاموشی سے گزارتے ہوئے پھر آسمان کی طرف دیکھا۔رات کی خاموشی اور ہلکی ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو اور بھی گمبھیر بنا دیا تھا۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟" کیف نے آہستہ مگر سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پوچھنے آیا ہوں" وہ پھر سے اسے دیکھنے لگا۔

"مگر میں جواب نہیں دوں گی"۔ کیف نے دوٹوک لہجے میں کہا اور کپ کے کناروں پر انگلی پھیرنے لگی۔

"سن تو لو گی۔؟" بڑے شاہ کی نظر اس کی انگلی میں پہنے انگھوٹی پر تھی جو چاند کی روشنی میں چمک رہی تھی۔

"نہیں۔" مختصر جواب دیا تھا۔

"اوکے پھر سنو کیوں کیا ایسا۔؟"

"کیا۔؟" اس کی متحرک انگلیاں روک گئیں۔

"میری وجہ سے منگنی کی رضامندی کیوں دی۔؟' کیف نے ہیزل آنکھیں اٹھا کر اس کو دیکھا تھا۔

"یہ غلط فہمی کب سے ہونے لگی۔؟"

"یہ غلط فہمی نہیں ہے، کیف۔ میں آپ کو اتنے قریب سے جانتا ہوں کہ آپ کے دل کی بات تمہاری آنکھوں میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ خوش نہیں ہیں، تو پھر کیوں؟"

"آپ اور مجھے جانتے ہیں۔؟ نہیں شاہ صاحب ابھی آپ غلط کہہ رہے ہیں مجھے میرے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکا ہے۔ اور اس میں میری اپنی رضامندی ہے آئندہ ایسا بولنے سے پہلے سوچ لینا۔"

بڑے شاہ نے گہری سانس لی۔

"تو منگنی کر کے بہت خوش ہیں آپ۔؟"

"الحمد للہ بہت زیادہ خوش ہوں اور کیوں خوش نہیں ہوں گی کہ کیف کو اتنا چاہنے والا ملا ہے کوئی تو ہے جو کیف کو چاہتا ہے۔" کیف نے نظریں چرائی تھیں۔ بڑے شاہ کو لگا کہ وہ طنز کر رہی ہیں۔

"چلیں یہ بھی صحیح ہے اللہ خوش رکھے آپ کو۔" بڑے شاہ نے کیف کی بات پر گہری سانس لی اور کہا۔

بڑے شاہ کی بات پر کیف ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس نے دل کی دھڑکن کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی، لیکن اس کے چہرے پر موجود تاثرات اس کی اندرونی کشمکش کو ظاہر کر رہے تھے۔

"شکریہ، شاہ صاحب۔" وہ اپنے جگہ سے اٹھ گئی اور آگے بڑھنے لگی۔

"روکو کیف۔"کیف رکی تھی مگر مڑ کے نہیں دیکھا تھا۔ بڑے شاہ اس کے سامنے آیا اور کھڑا ہوا کیف کی نظریں جھک گئی بڑے شاہ نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے پکڑا تھا۔کیف نے اپنے ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش کی مگر اس کی گرفت اور مضبوط ہو گئی۔

"بڑے شاہ زبردستی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔اسے وہ انگوٹھی نہیں بلکہ اپنے گلے میں لٹکا ہوا پھندہ نظر آرہا تھا۔"

کیف نے نظریں اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا مگر اس کی نظر انگھوٹی پر ہی تھی۔اس کے چہرے پر اداسی کا سایہ دیکھ کر کیف کو ایک پل کے لیے ترس آگئی تھی مگر نہیں یہ سب راستہ اس نے خود چنا تھا۔

"پتہ ہے یہ انگوٹھی مجھے کیا بتا رہی ہے۔؟"اس کی نظریں انگھوٹی پر مرکوز تھی۔

"آپ تو پوچھو گی نہیں چلو میں بتاتا ہوں یہ انگوٹھی مجھے بتا رہی ہے کہ آپ نے وہ راستہ چنا ہے جو آپ کو خوشی نہیں دے سکتا۔"کیف نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی، مگر بڑے شاہ کی گرفت مضبوط تھی۔

"شاہ صاحب، یہ میرا فیصلہ ہے، اور میں اپنی زندگی کے فیصلے خود کرتی ہوں۔"

"فیصلے خود کرنا ٹھیک ہے، لیکن وہ فیصلے جو دل کو سکون نہ دیں، وہ فیصلے زندگی کو اور زیادہ پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔"بڑے شاہ نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یہ میرا مسئلہ ہے، شاہ صاحب۔ آپ کو اس سے فرق نہیں پڑنا چاہیے۔" کیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے فرق پڑتا ہے، کیف، کیونکہ میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ آپ اپنی خوشی کے ساتھ سمجھوتہ کریں گی۔" بڑے شاہ نے اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا۔ کیف کا دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا، مگر اس نے اپنی نظریں جھکائے رکھی۔

"حقیقت وہی ہوتی ہے جو ہم اسے بناتے ہیں، کیف۔ اور میں نے کبھی اپنی حقیقت میں آپ کو اداس دیکھنے کا سوچا بھی نہیں تھا۔"

کیف نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی اور پھر دھیرے سے کہا۔

"شاہ صاحب، یہی حقیقت ہے اور میں نے جو راستہ چنا ہے، وہی میرا مستقبل ہے۔" زران نے ایک گہری سانس لی اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

"شاید آپ کے لیے یہ راستہ ٹھیک ہو، لیکن میرے لیے یہ ایک سزا ہے۔" وہ بڑبڑایا تھا۔ کیف نے اس کے ہلتے لب دیکھے تھے۔

اور پھر بڑے شاہ نے ایک قدم پیچھے ہٹایا اور خاموشی سے اس کے چہرے کو آخری بار دیکھنے لگا۔ کیف نے گہری سانس لی، اور تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔ زران کی نظریں اس کے پیچھے دروازے تک جمی رہیں، جیسے وہ امید کر رہا ہو کہ شاید وہ مڑ کر دیکھے، مگر کیف کے قدم کبھی رکے نہیں۔

بریک ہوتے ہی ماہین اپنے دوست "فاطرہ" کے ساتھ کیفی میں بیٹھی تھی۔ماہین اداس تھی اس کا موڈ خراب تھا اسے انتظار تھا کہ کب زران اسے کال کرے گا۔اس کی نظریں بار بار اپنے موبائل پر جا رہی تھیں، لیکن سکرین خاموش تھی۔وہ چپ چاپ اپنے کافی کو دیکھ رہی تھی، جیسے اس میں کوئی جواب تلاش کر رہی ہو۔

"ماہین کیا ہوا؟ تو اتنے خاموش کیوں ہو؟" فاطرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔" ماہین نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

"ایسے ہی نہیں ہوتا تُو تو ہر وقت باتیں کرتی ہیں۔آج کیا مسئلہ ہے۔؟" فاطرہ نے اصرار کیا۔

"کہیں کسی کا انتظار تو نہیں کر رہی۔۔؟" فاطرہ نے اسے شرارت سے دیکھا اور کہا۔

"شاید۔" ماہین نے چونک کر فاطرہ کو دیکھا اور پھر نظر جھکا لیں۔

"تو یہ بات ہے! دیکھ ماہین اگر وہ تجھ سے بات کرنا چاہتا ہے تو وہ خود کرے گا تو کیوں اس کے لیے پریشان ہو رہی ہے۔؟" فاطرہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے فاطی مجھے لگتا ہے کہ شاید میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہوں لیکن میں نہیں چاہتی کہ وہ یہ سمجھیں کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔" ماہین نے آہستہ سے کہا۔

"اور تم سے کس نے کہا تھا کامران کو تھپڑ مارنے کا۔؟" فاطرہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

ابھی وہ اس کی بات کا جواب دے رہی تھی جب ماہین کی فون پر میسج آیا اور پھر کال ماہین نے جلدی سے کال اٹھائی اور بات کرنے لگی اور ایک منٹ بعد ہی وہ کال بند کی ماہین کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔اس کی ساری اداسی زائل ہو گئی تھی۔

"ارے واہ اتنی مسکراہٹ لگتا ہے اس سے بات ہو گئی۔"ماہن نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اور سنو میں نے اسے تھپڑ اس لیے مارا تھا کہ وہ روز مجھے چھیڑتا ہے اور آج تو میرا ویسے بھی موڈ آف تھا اور غصہ بھی آرہا تھا بس اس پر نکال دیا۔اسے میرا تھپڑ یاد رہے گا۔"ماہین نے آنکھ ونک کی۔

"تجھے پتہ ہے وہ کس کا بیٹا ہے۔؟وہ تجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔آپ کو اس بات کا اندازہ ہے۔؟"

"کسی کا بھی ہو مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن جو تھپڑ میں نے مارا ہے وہ زندگی یاد بھر رہے گا۔"

"ماہین تو واقعی بہت نڈر ہے لیکن کبھی کبھی زیادہ بہادری بھی نقصان دہ ہوتی ہے۔کامران کے والد کافی اثر ورسوخ والے ہیں اگر وہ کوئی الٹی سیدھی حرکت کرے تو۔؟"فاطرہ نے گہری سانس لی اور بولی۔

"فاطی میں کسی سے ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔کامران جیسے لوگ صرف ڈرانے دھمکانے کے لیے ہوتے ہیں،لیکن جب کوئی ان کے سامنے ڈٹ جائے تو وہ خود پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔"ماہین نے اپنی کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے بے پرواہی سے کہا۔

"لیکن پھر بھی محتاط رہنا چاہیے اس نے آج چھیڑنے پر تھپڑ کھایا ہے کل وہ بدلہ لینے کی کوشش کر سکتا ہے۔" فاطرہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"بدلہ لینے کے لیے بھی ہمت چاہیے ہوتی ہے اور ویسے بھی میں کوئی اکیلے تو نہیں ہوں اگر ضرورت پڑی تو شاہ جی کو فون کروں گی اور وہ کامران کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔"

"تو نے تو شاہ جی کو اپنا محافظ بنالیا ہے۔" فاطرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"محافظ نہیں لیکن ہاں وہ ہمیشہ میری مدد کے لیے تیار رہیں گے۔" ماہین نے شرارت سے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے بس دھیان رکھنا کبھی کبھی خاموشی بھی بہترین جواب ہوتی ہے۔" فاطرہ نے کہا۔

"خاموشی تب، جب بات معمولی ہو ایسے لوگوں کو ان کی جگہ پر بٹھانا ضروری ہوتا ہے۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"او کے چھوڑو یہ باتیں اندر چلتے ہیں بریک ختم ہونے والی ہے۔" فاطرہ نے ماہین کا ہاتھ پکڑا اور کلاس روم کی طرف چلی گئیں۔

زران جب گھر آیا تھا تو ردا بلیو کرتہ اور بلیو جینز میں اور دوپٹہ گلے میں ڈالے ہوئے لاؤنج میں بیٹھی تھی اور اس کے سامنے نایاب بیگم بھی بیٹھی تھیں۔

"اسلام علیکم ممی کیسی ہیں آپ۔؟"

"وعلیکم السلام۔۔!"دونوں نے سلام کا جواب دیا تھا۔

"آ گئے آپ بیٹا۔؟"نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی ممی"

"کیسے ہو زران میں نے آپ کو کال کیا تھا مگر آپ نے میری میسج کا جواب نہیں دیا۔"ردا اٹھ کے اس کے سامنے آئی۔

"ہاں وہ میں بیزی تھا اس لیے شاید۔"

"یہ کوئی طریقہ ہے؟ اگر کام مصروف بھی ہو تو کم از کم ایک مختصر جواب تو دے سکتے ہیں۔"ردا نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"ردا بیٹا، زران بہت مصروف رہتا ہے، لیکن میں اسے کہوں گی کہ آئندہ تمہارے میسج اور کال کا ضرور جواب دے۔"

"جی تائی!"

"ٹھیک ہے، آئندہ میں دھیان رکھوں گا۔"زران نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

"بس اتنا سننا تھا۔اچھا، اب بتائیں، دن کیسا گزرا؟"ردا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک تھا، معمول کا کام۔آپ کیسی ہیں؟اور کب آئیں؟"

"میں تو بس کچھ دیر پہلے ہی آئی ہوں، سوچا آپ سے بھی ملاقات ہو جائے۔"ردا نے بتایا۔

" صحیح ہے، آپ ممی سے بات کریں، میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، لیکن زیادہ دیر نہ لگانا، ورنہ میں بور ہو جاؤں گی۔" ردا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ممی کے ہوتے ہوئے تم بور نہیں ہو سکتیں، لیکن پھر بھی جلدی آتا ہوں اور ہاں مما میں کھانا کھا کے آیا ہوں۔" زران یہ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، جبکہ ردا اور نایاب بیگم لاؤنج میں رہ گئیں۔

اپنے کمرے میں آتے ہوئے فریش ہونے کے بعد زران نے اپنا موبائل اٹھایا اور کچھ لمحے سوچنے کے بعد ماہین کو کال کی۔

"ہیلو، شاہ جی!" ماہین نے چند سیکنڈز میں کال اٹھائی اور بولی۔

"ہیلو، کیا حال ہیں؟ اور آج یونیورسٹی کیسی رہی؟" زران نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"میں ٹھیک ہوں، یونیورسٹی ٹھیک ہی تھی۔۔" ماہین نے جھٹ سے جواب دیا۔

"انتظار کر رہی تھی کیا۔؟" اشارہ کال جلدی اٹھانے کی طرف تھا۔

"کیوں نہیں کرنا چاہیے تھا کیا۔؟" اس نے نروٹھے پن سے پوچھا۔

" بلکل کرنا چاہیے تھا۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ سوال کیوں، شاہ جی؟" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس ایسے ہی۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم کتنا انتظار کر رہی تھیں۔" زران نے شرارت سے جواب دیا۔

"ظاہر ہے،انتظار تو کر رہی تھی۔آپ کال کریں یا نہ کریں۔۔"ماہین نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"چلیں اچھی بات ہے۔ویسے یونی میں سب ٹھیک رہا نہ؟"زران نے نرمی سے پوچھا۔

"ہاں شاہ جی،سب اچھے،بس ایک آدھ مسئلہ تھا لیکن میں نے سنبھال لیا۔"ماہین نے فوراً جواب دیا۔

" صحیح ہے۔"زران اب مسکراتے ہوئے اس کی بات کا جواب دینے لگا زیادہ تر ماہین بات کر رہی تھی زران اسے سنتا رہا۔وہ اب اس کو سننے لگا تھا اس کی باتیں فضول نہیں لگ رہی تھی جو لوگوں کے منہ سے مختصر جواب سنتا تھا وہ اب اس کی لمبی گفتگو سن لیتا تھا۔

"شاہ جی،آپ اتنے خاموش کیوں ہیں؟آپ کو میری باتیں بورنگ لگ رہی ہیں کیا؟"ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں،بالکل بھی نہیں۔بلکہ،میں تمہیں سننا چاہتا ہوں۔تمہاری باتیں مجھے اچھی لگتی ہیں۔"زران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سچ؟آپ تو ہمیشہ مختصر جواب دیتے تھے۔آج یہ تبدیلی کیسے آئی۔؟"ماہین حیران ہو کر بولی۔

"شاید تمہاری باتوں میں وہ جادو ہے جو مجھے سننے پر مجبور کر دیتا ہے۔"زران نے ہلکی ہنسی کے ساتھ کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماہین کے چہرے پر ہلکی شرارت بھری مسکراہٹ آگئی، اور وہ دوبارہ اپنی باتیں شروع کرنے لگی۔

زران نے ایک لمبی سانس لی اور دوبارہ اس کی باتوں کو سننے لگا۔

"کیا ہوا ماہی اتنی مسکراہٹ۔؟" صبح صبح ماہین کو مسکراتے دیکھ کر عمائرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں میں تو روز ایسی مسکراتی ہوں شاید تم نے آج ہی محسوس کیا ہے۔" ماہین نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہے جو بھی ہو تمہارے مسکراہٹ کے پیچھے انہیں چھپانا چاہیے ورنہ نظر لگ جاتی ہے۔"

ماہین نے عمائرہ کی بات پر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور بولی، "تم تو ایسے بات کر رہی ہو جیسے میں کوئی خزانہ ہوں جسے چھپانا ضروری ہے۔"

"بالکل! ایسی مسکراہٹ کسی خزانے سے کم تو نہیں، ویسے بتاؤ بات کیا ہے؟ کوئی خاص وجہ؟" عمائرہ نے شرارت سے کہا۔

"بس تمہارا وہم ہے، ایسی کوئی خاص بات نہیں۔" ماہین نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"چلیں صحیح ہے پھر جب وقت ملے تو بتا دینا ویسی مجھے پتہ ہے تمہارے مسکراہٹ کے پیچھے کی وجہ ویسے صبح زران بھائی نے کال کی تھی۔"

Clubb of Quality Content

"کب، کیوں؟ میرا مطلب کیا کہنا تھا انہوں نے۔؟" زران کا نام سن کر ماہین نے بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

عمائرہ نے ماہین کی بے چینی کو دیکھ کر معنی خیز مسکراہٹ دی اور بولی، "ارے واہ! یہ کیا بات ہوئی؟ ابھی کہہ رہی تھی کہ کچھ خاص بات نہیں، اور زران بھائی کا نام آتے ہی اتنی بے قراری؟"

ماہین نے فوراً اپنی بات سنبھالی۔ "ایسی کوئی بات نہیں عمائرہ، بس ویسے ہی پوچھ لیا۔ تم بتاؤ کیا کہہ رہے تھے؟"

"کیا تمہیں واقعی دلچسپی ہے یا ویسے ہی پوچھ رہی ہو؟" عمائرہ نے مزید چھیڑتے ہوئے کہا۔

"عمائرہ، تم ہمیشہ بات کو بڑھا وا دیتی ہو۔ اب بتاؤ نا، زران بھائی نے کیا کہا؟" ماہین نے جھینپتے ہوئے جواب دیا۔

"انہوں نے صرف یہ پوچھا کہ یونیورسٹی کے لیے نکلی ہو یا نہیں؟ اور کچھ نہیں۔" عمائرہ نے ہنس کر کہا۔

"بس؟ اور کچھ نہیں کہا؟" ماہین نے جلدی سے کہا۔

"کیوں؟ تمہیں کیا امید تھی کہ وہ کچھ اور کہیں گے؟" عمائرہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمائرہ! تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔" اور پھر اپنی نظریں جھکا کر چائے پینے لگی۔ ماہین نے خفگی سے کہا۔

"اچھا سوری بابا!" عمائرہ نے فوراً کان پکڑ کر معصومیت سے کہا۔

ماہین نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے سر جھٹکا۔

"چلو، اب اچھے بچے بنو۔"

"ٹھیک ہے، ماما!" عمائرہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ماہین نے بیگ اٹھایا، عائشہ بیگم کو سلام کیا اور کہا۔

"امی، میں جا رہی ہوں یونیورسٹی، اپنا خیال رکھیں۔ اللہ حافظ!"

"اللہ حافظ بیٹا، اپنی پڑھائی پر دھیان دینا۔" عائشہ بیگم نے محبت سے کہا۔

جی امی کہتے ہوئے وہ یونی ورسٹی کے لیے چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مایا اور چھوٹے شاہ کی شادی کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا، اور ملک ہاؤس میں سب کچھ معمول پر آ گیا تھا۔ کیف، جو شادی کے بعد سے ہی بخار میں مبتلا تھی، ابھی تک اس کو بخار تھا۔ عالیان کے ساتھ بات کرتے ہوئے اس نے ایک ہفتے کی چھٹی لی تھی تاکہ آرام کر سکے۔ آج وہ بہتر محسوس کر رہی تھی تو اس نے ارادہ کیا کہ وہ آج ضرور آفس جائے گی اس لیے وہ تیار ہو کے نیچے آئیں۔

"کیا ہوا بیٹا اور کہاں جانے کی تیاری۔؟" کیف کو اتنا تیار دیکھ کر امی نے استفسار کیا۔ کیف اس وقت کالے کپڑوں میں تھی اور سر پر دوپٹہ حجاب کی طرح لیا ہوا تھا۔ کالی رنگ میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا مگر کچھ دنوں کی بیماری کی وجہ سے چہرہ پیلا تھا۔

"امی، آج آفس جانے کا ارادہ ہے۔ کافی دن ہو گئے چھٹی کیے ہوئے، کام بہت جمع ہو گیا ہو گا۔" کیف نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"بیٹا، تم ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہو۔ کچھ دن اور آرام کر لو۔" امی نے فکر مندی سے کہا اور کیف کے قریب آ کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"امی، میں بہتر ہوں۔ مزید آرام کرنے سے کام کا دباؤ بڑھ جائے گا۔" کیف نے نرمی سے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیف، تمہاری طبیعت ابھی مکمل بحال نہیں ہوئی۔ دیکھو تمہارا چہرہ کتنا پیلا لگ رہا ہے۔" امی نے اصرار کیا۔

"امی، میں ٹھیک ہوں۔ زیادہ کام نہیں کروں گی، بس ضروری چیزیں دیکھ لوں گی اور واپس آ جاؤں گی۔" کیف نے ان کا ہاتھ تھام کر تسلی دی۔

"ٹھیک ہے، مگر کوئی مسئلہ ہو تو فوراً مجھے فون کرنا۔ اور تمہیں کھانے کے لیے کچھ لے جانا چاہیے۔" امی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"جی امی، میں خیال رکھوں گی۔" کیف نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہااور باہر جانے لگی۔

"اللہ حفاظت کرے، بیٹا۔" امی نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

جی اللہ حافظ ممی۔ اور ہاں نادیہ امی کا خیال رکھنا۔ اور اگر ضرورت ہو تو مجھے کال کرنا۔"

جب سے شادی ہوئی تھی تب سے کیف نے گھر کے لیے ملازمہ رکھی تھی تاکہ اس کی عدم موجودگی میں امی کا خیال رکھ سکے۔ پہلی بھی تھی لیکن کسی کام کے باعث وہ چلی گئی تھی۔

"جی جی میں رکھوں گی آپ بے فکر ہو جائیں۔" کیف نے ہاں میں سر ہلایا اور آفس کے لیے نکل پڑی۔

"مایا، میں جا رہا ہوں کورٹ۔ آج ایک بہت ضروری کیس کی تحقیقات کرنی ہے۔" چھوٹے شاہ نے جلدی سے جوتے پہنتے ہوئے کہا۔ چھوٹے شاہ شادی کے بعد پہلی دفعہ کام پر جا رہا تھا۔

"آپ نے ناشتہ بھی نہیں کیا، اور اتنی جلدی کیوں جا رہے ہیں؟"

"مایا، کیس بہت اہم ہے۔ میں ناشتہ کورٹ میں کر لوں گا۔" چھوٹے شاہ نے کوٹ پہنتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو اتنی جلدی بھی کیا ہے کہ اپنا خیال نہیں رکھ رہے۔ کام کے ساتھ ساتھ اپنی صحت کا بھی دھیان رکھیں۔" مایا نے فکر مندی سے کہا۔

چھوٹے شاہ رک کر مسکرایا اور اس کے پاس آیا۔ "مایا، فکر مت کرو۔ میں بالکل ٹھیک ہوں اور اپنا خیال رکھوں گا۔ تم دعا کرنا کہ کیس کامیاب ہو جائے۔"

"آپ کے لیے دعا ہمیشہ کرتی ہوں۔ مگر وعدہ کریں کہ کام ختم کرتے ہی جلدی واپس آئیں گے۔" مایا نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"انشاءاللہ۔ اور تمہیں پتا ہے، یہ کیس بہت ہی پیچیدہ ہے۔" چھوٹے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ "پندرہ سال کی ایک معصوم لڑکی کے ساتھ ظلم ہوا ہے، اور ملزم ایک بہت بڑے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ لڑکا صاف انکار کر رہا ہے، اور کیس کو دبانے کی پوری کوشش ہو رہی ہے۔"

مایا نے فکر مند نظروں سے اسے دیکھا۔ "کتنا افسوسناک ہے۔ ایسے لوگ اپنے اثر و رسوخ کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور مظلوم کو انصاف نہیں ملنے دیتے۔"

"بالکل۔" چھوٹے شاہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "اس لڑکی کے باپ نے مجھ سے مدد مانگی ہے۔ وہ بہت غریب ہے، لیکن اس کی آنکھوں میں اپنی بیٹی کے لیے انصاف کی امید ہے۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس لڑکی کو ضرور انصاف دلاؤں گا اور اس لڑکے کو بھی سزا ملے گی۔"

مایا نے ہمدردی سے کہا۔ "اللہ آپ کو اس نیک مقصد میں کامیابی دے۔ لیکن ایسے معاملات میں آپ کو احتیاط بھی برتنی چاہیے۔"

چھوٹے شاہ نے سر ہلایا۔ "مایا، یہ میری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم جیسے لوگ ان مظلوموں کے لیے کھڑے نہ ہوں، تو انصاف کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں گے۔ اس لڑکی کے باپ کو آج مجھ سے ملنے آنا ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کے پہنچنے سے پہلے میں وہاں موجود ہوں۔"

"آپ کا یہ عزم قابلِ تعریف ہے۔ اللہ آپ کو اپنے ارادے میں کامیاب کرے اور آپ کی حفاظت فرمائے۔ مایا نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھیں، اور اللہ آپ کو کامیابی عطا کرے۔" مایا نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں، انشاءاللہ۔ تم بھی اپنا خیال رکھنا۔" چھوٹے شاہ نے محبت سے مایا کے ماتھے پر لب رکھے اور نرمی سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں، آپ کی دعا میرے ساتھ ہے۔" مایا نے شرماتے ہوئے نظریں جھکا لیں اور جواباً کہا۔

چھوٹے شاہ نے مایا کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور تھے پھر تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے گھر سے باہر نکل گئے، جہاں ان کی گاڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ دل میں مضبوط ارادہ لیے وہ انصاف کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

ماہین کلاس میں اپنی دوست فاطرہ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔اور ان دونوں کے آس پاس باقی لڑکیاں بھی بیٹھی تھی جو کامران کے حوالے سے گفتگو کر رہی تھیں۔اور ساتھ میں قہقہے بھی لگا رہی تھیں۔

"ماہین کون ہے؟"،"پرنسپل نے تمہیں آفس میں بلایا ہے۔"سکول کی ملازمہ نے کلاس میں آتے ہوئے کہا۔

"مجھے؟لیکن کیوں؟"ماہین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"جی یہ مجھے نہیں پتہ کیوں بلایا ہے لیکن آپ جلدی آئیں۔"

"جی جی میں آتی ہوں۔"کہتے ہوئے ماہین نے گہری سانس لی،بیگ ایک طرف رکھا،اور اٹھ کھڑی ہوئی۔کلاس میں سرگوشیاں ہونے لگی۔ماہین نے ان سب کو نظرانداز کرتے ہوئے تیزی سے قدم اٹھائے اور پرنسپل کے آفس کی طرف روانہ ہوگئی۔جب وہ آفس کے دروازے پر پہنچی،تو اس نے ہلکے سے دستک دی۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں۔؟"

"آیئے،ماہین۔"اندر سے پرنسپل کی آواز آئی۔

ماہین نے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگئی۔

ماہین جب آفس میں داخل ہوئی، تو اس کی نظر سیدھی کامران پر پڑی، جو وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں بیٹھا تھا، اور اس کے ساتھ ایک درمیانی عمر کا شخص بھی بیٹھا تھا، جو تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔ دونوں کی شکلیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی نظر آرہی تھیں، اور ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ باپ بیٹا ہوں۔ ماہین کو دیکھ کر کامران سیدھے ہو کے بیٹھا۔

"بابا یہ ہے وہ لڑکی جس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔" کامران چیخا تھا۔ اس شخص جس کا نام حبیب تھا غصے سے ماہین کو دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔؟ کیوں پوری یونی میں تم نے میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا۔؟" حبیب دھاڑا تھا۔

"کیوں آپ کے بیٹے نے نہیں بتایا کہ میں نے اسے تھپڑ کیوں مارا ہے؟ جب یہ چمچہ آپ کو چمچہ گیری کر رہا تھا تو کیا آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کو تھپڑ کیوں پڑی ورنہ آپ خود ہی بتائیں کہ پورے یونیورسٹی میں میں صرف آپ کے بیٹے پر کیوں ہاتھ اٹھاؤں گی۔؟" ماہین کو کامران سے زیادہ اس کے والد پر غصہ آرہا تھا۔

"دیکھو لڑکی تم جانتی نہیں ہوں کہ میں کون ہوں اور کیا کیا کر سکتا ہوں۔؟"

"جی پتہ ہے آپ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور اللہ کی مرضی کے بغیر آپ کچھ نہیں کر سکتے۔" ماہین نے پرسکون لہجے میں جواب دیا تھا۔

ماہین کا جواب سن کر حبیب کی آنکھوں میں غصہ اور تیزی تھی،اس کا دماغ چکرا گیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی اتنی پُراعتماد کیسے ہوسکتی ہے۔

"دیکھ رہی ہو بابا یہ ہے ہی اتنی بدتمیز کہ بات کیسے کرتے ہیں یہ نہیں پتہ اس لڑکی کو۔" کامران نے غصے سے کہا تھا۔

"بدتمیزی نہیں، سچ بول رہی ہوں۔اور اگر تم کو میری باتوں سے تکلیف ہو رہی ہے تو یہ تمہاری سوچ کا مسئلہ ہے،نہ کہ میری بدتمیزی۔"

"پتہ ہے لڑکی جس جگہ پر تم کھڑی ہو نہ یہ جگہ میری ہے میں ایک سیکنڈ میں تمہیں یہاں سے نکال سکتا ہوں تمہاری زندگی کو برباد کرنے تک کا ہمت رکھتا ہوں اور تو اور تمہیں بھی خرید سکتا ہوں۔"

"یہ جگہ تو نہ تمہاری ہے اور نہ ہی میری یہ جگہ صرف اللہ کی ہے ہمارے لیے تو چند فٹ کی زمین ہے جو کہ ہمارے لیے مرنے کے بعد قبر بنتی ہے۔"

"پرنسپل صاحب کیسی بدتمیز لڑکی کو تم نے اس یونیورسٹی میں رکھ لیا ہے اسے بات کرنے کے تمیز ہی نہیں ہے۔"

"آپ مجھے بدتمیز کہہ رہے ہیں۔بدتمیز تو آپ کا بیٹا ہے نہیں بدتمیز کہنا بدتمیزی کی بے عزتی ہوگی۔ یہ ایک نمبر بے غیرت ہے۔یہاں پر کھڑے ہو کر مجھے جو باتیں سنا رہے ہو اگر اس کی جگہ اپنے بیٹے کی تربیت کرتے تو آپ کو یہ دن دیکھنا نہیں پڑتا۔آپ نے اسے تمیز نہیں سکھایا ہے کہ کیسے لڑکیوں

سے بات کرتے ہیں۔ کیسی لڑکیوں کو عزت دیتے ہیں۔اگر کل کے لیے آپ کے بیٹی کو کوئی چھیڑے اس کے ساتھ ایسے حرکت کرے تو کیا آپ خاموش رہیں گے۔؟"

"میری بیٹی بے غیرت نہیں ہوگی جو ایسے یونیورسٹی میں پڑھے گی جہاں پر لڑکے ہو اور میری بیٹی تعلیم حاصل نہیں کر رہی کیونکہ میری بیٹی بے غیرت نہیں ہے۔" یہ بات سن کر ماہین کو اس کی ذہن پر افسوس ہوا تھا۔

"آپ کی کہنے کا مطلب ہے کہ جو لڑکیاں تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ بے غیرت ہیں۔؟ اگر ایسا ہوتا تو کیوں ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے آپ ہمارے نبی کی کہے الفاظ کو دھتکار رہے ہیں۔؟ اور آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ کی دولت اور طاقت مجھے ڈرا لے گی؟ نہیں جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو نہ وہ ایسے لوگوں سے نہیں ڈرتے آپ نے جو کرنا ہے کرلیں میں نہیں ڈرنے والی۔" حبیب کو اس پانچ فٹ کی لڑکی پر غصہ آرہا تھا۔

"ایک تو مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے اور دوسرا یہ بکواس کر رہی ہے۔" کامران آگے بڑھتے ہوئے ماہین کو تھپڑ مارنے لگا تھا لیکن کامران کے ہاتھ کو کسی نے ہوا میں روک دیا تھا ماہین نے اس شخص کی طرف دیکھا تو وہ سانس نہیں لے پائی۔

"ش۔۔شاہ جی۔؟"اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔زران نے اس کے ہاتھ کو زور سے جھٹکا تھا کہ کامران کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔زران نے کامران کو ایک غصے بھری نظر سے دیکھا اور پھر ماہین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ان کی آنکھوں میں غصہ تھا ایک پل کے لیے ماہین ڈر گئی تھی۔

حبیب تو زران کو اپنے سامنے دیکھ کر صدمے میں تھا کیونکہ وہ زران کا بزنس پارٹنر تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس لڑکی پر ہاتھ اٹھانے کی ذرا سی شرم نہیں ائی۔؟"زران کامران پر دھاڑا تھا۔ماہین کو اپنے سامنے یہ منظر دیکھ کر تھوڑی سی الجھن ہو رہی تھی، لیکن زران کی موجودگی میں اسے سکون بھی مل رہا تھا۔

"تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟اوہ اب سمجھ آیا کہ تم اس لڑکی کے بوائے فرینڈ ہو۔ویسے ماہین یہ بتاؤ کہ اور کتنے بوائے فرینڈز ہے۔؟"کامران نے تمسخر سے کہا۔زران نے اسے زوردار تھپڑ رسید کیا تھا کامران کا منہ تھپڑ سے سرخ ہو گیا تھا،اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر گر گیا۔زران کی طاقت اور غصہ دیکھ کر وہ کچھ پل کے لیے ہکا بکا ہو گیا تھا۔زران نے ایک غصے بھری نظر سے کامران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسی بات کرنے کی؟تمہاری سوچ اتنی سطحی ہے کہ تمہارا دماغ بھی تمہیں سمجھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ہم تمہارے جیسے نہیں ہے جو گرل فرینڈ بنائے رکھتے ہیں ہم سیدھے نکاح کرتے ہیں۔"

"تم کیا سمجھتے ہو کہ تم میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو؟" کامران تھوڑی دیر تک زمین پر پڑا رہا، پھر وہ جیسے خود کو سنبھالتے ہوئے بولا۔

"ہاں، تمہارا بگاڑنا میرے لیے کوئی مشکل نہیں اور یہ جو زمین ہے نا جس کو تمہارا باپ کہتا ہے کہ اس کی ہے اسی جگہ پر میں تمہاری قبر بنا کے دفنا دوں گا۔ سمجھے اور دور رہنا اس لڑکی سے ورنہ کبھی اپنے پیروں پر چلنے کے قابل نہیں رہو گے۔" کامران گال پر ہاتھ رکھے کبھی زران اور کبھی ماہین کو دیکھ رہا تھا۔

حبیب تو اپنے جگہ بت بنا کھڑا تھا زران اس کے پاس آیا۔

"میں نے تمہارے بارے میں بہت سنا تھا لیکن آج خود دیکھ لیا اور سن بھی لیا تمہاری اتنی چھوٹی سوچ ہے اس کے بارے میں مجھے نہیں پتہ تھا آج سے ہم دونوں بزنس پارٹنر شپ ختم اور یاد رکھنا یہ اگر تمہارے بیٹے نے دوبارہ اس لڑکی کو انکھ اٹھا کر بھی دیکھ لیا تو میں اس کو زندہ جلا دوں گا۔" حبیب کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے ماہین کا ہاتھ پکڑ کر آفس سے نکلا تھا دونوں غصے سے ماہین کے پشت کو دیکھتے رہے۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے آفس آئی تھی۔ ہر ایک کی نظر اس پر تھیں۔ کوئی حسد سے تو کوئی اسے رشک سے دیکھ رہا تھا۔ وہ ان سب سے بے نیاز اپنے کیبن میں آئی تھی۔ ٹیبل پر پرس رکھتے ہوئے خود ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گئی۔

"ارے یہ میں نے کیا سنا ہے کہ آپ کی اور عالیان سر کی منگنی ہو گئی ہے۔؟" عالیہ اس کے کیبن میں آتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"پلیز عالیہ تنگ نہ کرو۔" کیف نے بے زاری سے کہا۔

"ارے تنگ کہاں کر رہی ہوں آپ نے تو کہا تھا ایسا کچھ نہیں ہے اور اب دیکھو منگنی کر کے آ گئی ہے۔"

"عالیہ، میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ ذاتی باتوں کو اتنا نہ اچھالو۔ یہ سب کچھ اچانک ہوا، اور میں نے خود بھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا ہو گا۔ بس سر نے رشتہ بھیجا بس ممی کو اچھا لگا تو ہو گئی منگنی۔" کیف نے عالیہ کی بات سن کر گہری سانس لی اور کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر کہا۔

"ہاں، ہاں! اچانک! ویسے عالیان سر تو بہت اچھے ہیں۔ عالیہ مسکرا کر کرسی کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ کیف نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ ہاں میں سر ہلایا۔

دروازے پر دستک ہوتے ہی عالیان اندر آیا تھا۔ کیف ایک دم سیدھی ہو کے بیٹھ گئی اور عالیہ وہاں سے مسکراتے ہوئے نکل گئی۔

کیف اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ عالیان اس کے سامنے آیا۔

"سر آپ یہاں اگر کچھ کام تھا تو اپ مجھے بتا دیتے میں آ جاتی۔"

"پیاسا کنوے کے پاس جاتا ہے نہ کہ کنواں پیاسے کے پاس آتا ہے۔ میرا کام تھا آپ سے اس لیے میں آ گیا۔"

"جی بتائیں۔" کیف نے تھوڑا جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"کیسی ہیں آپ۔؟"

"میں ٹھیک ہوں۔"

"بخار اترا کہ نہیں مجھے تو ابھی بھی بہت کمزور لگ رہی ہو کچھ دن اور چھٹی کر لیتی جب بالکل ٹھیک ہو جاتی تب آ جاتی۔" عالیان نے فکر مندی سے کہا۔

"نہیں سر الحمدللہ پہلے سے کافی بہتر ہوں۔ اور مجھے یہاں کام بھی تھا اور گھر میں بور ہو رہی ہوں تو سوچا میں آفس آ جاؤ۔"

"چلیں یہ بھی ٹھیک ہے اگر کچھ مسئلہ ہو تو پھر مجھے بتا دینا۔" عالیان نے نرمی سے کہا۔

"جی سر، میں بتا دوں گی، شکریہ آپ کی فکر کا۔" کیف نے دھیرے سے کہا اور نظریں جھکا لیں۔

عالیان نے اسے غور سے دیکھا اور نرم لہجے میں بولا۔ "کیف، آپ کو اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کام تو چلتا رہے گا، لیکن آپ کی صحت زیادہ ضروری ہے۔"

Clubb of Quality Content

"جی سر، آئندہ دھیان رکھوں گی۔" کیف نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

عالیان نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے، لیکن اگر کچھ بھی ضرورت ہو یا طبیعت خراب ہو، تو فوراً مجھے بتائیں۔ یہ حکم سمجھیں۔"

کیف نے اثبات میں سر ہلایا، "جی، بالکل۔"

"آپ نے انگوٹھی نہیں پہنی ہے؟" عالیان کی نظر اچانک کیف کے ہاتھوں پر پڑی، جن میں کوئی انگوٹھی نہیں تھی۔

"ہاں سر، وہ بہت زیادہ مہنگی ہے، تو میں نے سوچا کہ اگر کھو گئی تو؟ اس لیے میں نے اتار دی۔" کیف نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

عالیان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور تھوڑا سنجیدہ ہو کر بولا، "مہنگی ہونے کی وجہ سے؟ کیف، یہ انگوٹھی صرف ایک زیور نہیں ہے، یہ ہماری زندگی کے ایک اہم لمحے کی علامت ہے۔ یہ میری طرف سے آپ کے لیے محبت اور ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ آپ کو اسے پہننا چاہیے۔"

"سر، میں سمجھتی ہوں، لیکن میں اسے خاص مواقع پر پہنوں گی۔ روزمرہ کے کاموں میں اس کا خیال رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔" کیف نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے، لیکن اگلی بار جب میں آپ کو دیکھوں تو یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں ہونی چاہیے۔ یہ آپ پر بہت خوبصورت لگتی ہے۔" کیف نے ہلکے سے سر ہلا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اچھا، اب آپ اپنا کام کریں، میں چلتا ہوں۔" عالیان نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن جاتے ہوئے ایک پل کے لیے رکا، مڑ کر کیف کی طرف دیکھا، اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا،

"خیال رکھنا اپنا، کیف۔"

یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا۔ کیف نے ایک گہری سانس لی اور کرسی پر بیٹھ گئی اور کام کرنے لگی۔

"بابا، آپ مجھے لینے آئیں گے؟" عمارہ نے معصومیت سے پوچھا جب بڑے شاہ نے اسکول کے سامنے گاڑی روک کر اسے اتارا۔

"ہاں، بالکل! بابا آپ کو لینے آئیں گے، آپ فکر نہ کریں۔ اب جاؤ اور دل لگا کر پڑھائی کرو۔" بڑے شاہ نے جھک کر اس کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

عمارہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا، لیکن جاتے ہوئے مڑ کر پھر پوچھا۔

"بابا، اگر کوئی بات ہو تو؟"

"اگر کچھ بات ہو تو اپنی پرنسپل سے کہنا، وہ مجھے فوراً کال کریں گی۔ ٹھیک ہے میری جان؟" بڑے شاہ نے نرمی سے جواب دیا۔

"اوکے بابا!" عمارہ نے خوشی سے کہا اور اسکول کے اندر بھاگ گئی۔ بڑے شاہ کچھ دیر وہیں کھڑے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے، اور پھر وہاں سے اپنے آفس کے لیے نکل گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سب سٹوڈنٹس کے سامنے لے جا رہا تھا سب حیرت اور کچھ تجسس کے ساتھ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"شاہ جی یہ کیا کر رہے ہو؟ چھوڑو میرا ہاتھ۔!" ماہین نے احتجاج کرتے ہوئے کہا، لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔

ماہین نے ارد گرد دیکھتے ہوئے خود کو شرمندگی سے بچانے کی کوشش کی۔ "چھوڑ دو! سب دیکھ رہے ہیں!" اس نے دوبارہ کہا۔

"تو دیکھنے دو، فرق نہیں پڑتا!" اس کے لہجے میں غرور تھا۔

یونی ورسٹی سے باہر نکلتے ہوئے زران نے اس کے ہاتھ کو چھوڑا۔

"گاڑی میں بیٹھو ماہین۔" زران نے بمشکل اپنا غصہ قابو کرتے ہوئے کہا۔

"میں بیگ لے کر آتی ہوں۔" کہتے ہوئے وہ بیگ لینے گئی اور دو منٹ بعد وہ واپس آئی تھی۔ زران پہلے سے ہی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ ماہین خاموشی سے گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی، اور زران نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ دونوں کے درمیان ایک عجیب سی خاموشی تھی۔ زران کا چہرہ سپاٹ تھا، اور اس کے ہاتھ سختی سے اسٹیرنگ وہیل پر گرفت کیے ہوئے تھے۔

"شاہ جی!" ماہین نے آواز دی مگر زران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ماہین نے پھر سے آواز دی۔ زران نے سائیڈ پر گاڑی کھڑی کی اور غصے سے ماہین کو دیکھا۔

"پتہ ہے تم کو اگر میں وقت پر وہاں نہ پہنچتا وہ خبیث تم پر ہاتھ اٹھاتا اور اگر ایسا ہوتا تو میں اسے جان سے مارتا اور تم نے تو مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا ہے نہ۔؟"

"مگر شاہ جی آپ یونی ورسٹی میں کیسے۔؟ پہلے تو نہیں آئے ہیں آپ۔؟"

"میں نے کال پر باتیں سن لی تھیں۔ میں تو بس اس لڑکے کو دیکھنے آیا تھا لیکن کلاس میں آپ کو نا پا کر سٹوڈنٹس کے کہنے پر میں آفس آیا تھا اور اس کے بعد جو دیکھا میرا خون کھول اٹھا تھا۔"

ماہین زران کی بات سن کر خاموش ہو گئی۔ وہ جانتی تھی کہ زران کا غصہ جائز تھا، مگر اس کی باتوں میں جو فکر اور پریشانی جھلک رہی تھی، وہ اسے اندر تک چھو گئی۔

"شاہ جی، میں نے سوچا تھا کہ خود ہی مسئلہ حل کر لوں گی۔ آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی،" ماہین نے آہستہ سے کہا۔

"پریشان نہیں کرنا چاہتی تھیں؟" زران نے طنزیہ انداز میں دہرایا۔ "ماہین، تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟ تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب میری پریشانی سے بڑھ کر ہے؟"

"اچھا نہ سوری آئندہ میں آپ کو بتاؤں گی۔" ماہین نے کان پکڑے تھے۔

"اب کیا کروں تمہاری سوری کا کیا بکواس کر رہا تھا اور اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔؟"

زران نے ایک گہری سانس لی اور اپنے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا، "ماہین، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، لیکن تمہیں بھی اپنی حفاظت کو سنجیدگی سے لینا ہوگا۔ اگر آئندہ کچھ بھی ایسا ہوا تو مجھے فوراً بتانا، چاہے تمہیں لگے کہ میں ناراض ہوں یا مصروف۔"

"شاہ جی، آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔" ماہین نے سر اٹھا کر زران کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

زران نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور سر ہلا کر گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔ ماہین اس کے سفید چہرے پر سرخی کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ زران اس کی نظریں خود پر محسوس کر سکتا تھا۔ وہ ہولے سا مسکرایا۔ اب وہ اُس کی نظروں کے حصار کا عادی ہو چکا تھا۔ اگر وہ اُسے نہ دیکھتی، تو اُسے بے چینی محسوس ہوتی۔ جب بھی وہ اُسے دیکھتی، دل ایک الگ ہی انداز میں دھڑکنے لگتا تھا۔ ہر نظر، ہر لمحہ، جیسے ایک نئے احساس کی ابتدا ہوتی۔ اس کی آنکھوں میں چھپی ہوئی بے تابی اور محبت کی جھلک وہ اچھی طرح محسوس کرتا تھا۔

کیف کی تھوڑی سی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ جلدی آفس سے نکلی تھی وہ گھر جا رہی تھی تو راستے میں اسے چھوٹی سی لڑکی پر نظر پڑی اسے بے اختیار عمارہ کا چہرہ نظر آیا تھا دل نے خواہش کی تھی کہ ایک بار اس سے ملنے جائیں۔ کیف نے گاڑی اسکول کے سامنے روکی اور کچھ دیر وہیں بیٹھ کر

سوچتی رہی۔اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا، آخر کار، دل کی مانتے ہوئے وہ گاڑی سے اتری اور اسکول کے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ گیٹ پر موجود گارڈ نے اسے روکا۔

"میڈم، آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

"میں عمارہ شاہ سے ملنا چاہتی ہوں۔" کیف نے نرمی سے جواب دیا۔

"کیا آپ اس کی فیملی سے ہیں؟" گارڈ نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"جی، میں اس کی جاننے والی ہوں۔ براہِ کرم پرنسپل سے کہیں کہ میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔" کیف چند لمحے خاموش رہی، پھر کہا۔

گارڈ نے اندر جا کر اطلاع دی، اور چند منٹ بعد کیف کو اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ کیف نے اپنے قدم اسکول کے باغیچے کی طرف بڑھائے، جہاں بچے کھیل رہے تھے۔اس کی نظریں عمارہ کو تلاش کر رہی تھیں۔

آخر کار اس کی نظر روتے ہوئے عمارہ پر پڑی کیف بھاگ کے اس کی پاس گئی اور اس کو سینے سے لگایا۔

"کیا ہوا میرا بچہ رو کیوں رہی ہے۔؟" عمارہ کے آنسو کو پونچھتے ہوئے پوچھا۔

"کیفو۔" کیف کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ اور رونے لگی۔

"جی کیفو کی جان بتاؤ مجھے کیوں رو رہی ہو کس نے مارا ہے۔؟" مگر عمارہ مسلسل رو رہی تھی۔

"تم چاہتی ہو کہ کیفو ناراض ہو جائیں۔؟؟" عمارہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر جلدی سے بتاؤ کہ کیوں رو رہی ہو۔؟" عمارہ کے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اس لڑکی نے مارا اور یہ بھی کہا کہ میری کوئی مما نہیں ہے اس لیے مجھے اپنے ساتھ کھیلنے بھی نہیں دے رہی۔ میری کیا غلطی ہے اگر میری مما نہیں ہے۔ میں نے بابا سے کہا تھا کیفو کو مما بنادیں مگر بابا نے میری بات نہیں مانی۔"

کیف نے عمارہ کی بات سن کر دل تھام لیا۔ اس معصوم کے الفاظ دل پر نشتر کی طرح لگ رہے تھے۔

وہ عمارہ کو مضبوطی سے سینے سے لگا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"میری جان، تمہیں کسی کی باتوں کا برا نہیں ماننا چاہیے،" کیف نے نرمی سے کہا، "وہ لڑکی خود غلط ہے اور تم بہت خاص ہو۔ تمہیں اپنی مما کی ضرورت نہیں، کیونکہ تمہارے پاس تمہارے بابا اور بہت ساری محبتیں ہیں۔"

"لیکن کیفو، میں چاہتی ہوں کہ میری بھی مما ہو، جیسے باقی سب کے پاس ہیں۔" عمارہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

کیف نے اس کی بات پر گہری سانس لی۔ وہ سمجھ سکتی تھی کہ یہ خواہش ایک چھوٹے دل کی کتنی بڑی خواہش ہے۔ "میری جان، تمہارے بابا تمہارے لیے سب کچھ ہیں، اور تمہیں کبھی کم محسوس نہیں ہونے دیں گے۔ اور جہاں تک میرا تعلق ہے، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، ٹھیک ہے؟"

Clubb of Quality Content

لیکن آپ میری مما بنیں پلیز۔" عمارہ نے کیف کو مضبوطی سے گلے لگایا۔ کیف کچھ بھی بولنے کی قابل نہیں تھی۔

"آپ کون ہے۔؟" عمارہ کو کیف کے گلے لگتے دیکھ کر سکول کی ٹیچر نے پوچھا۔

"یہ میری مما ہے۔۔" کیف سے پہلے ہی عمارہ نے جواب دیا۔ کیف کبھی عمارہ کو کبھی اس ٹیچر کو دیکھ تھی۔

"ماشاءاللہ عمارہ آپ کی مما تو بہت پیاری ہے۔" کیف کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں تھی، لیکن عمارہ کی معصومیت اور بے ساختہ جواب پر اس کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"اچھا آپ سے ایک درخواست ہے۔" کیف نے اس ٹیچر سے کہا۔

"جی جی بتائیں۔" اس ٹیچر نے خوش اخلاقی سے کہا۔

"آپ عمارہ کا خیال رکھیں یہ بہت حساس ہے۔"

"جی جی، آپ بالکل بے فکر رہیں،" ٹیچر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "عمارہ واقعی بہت پیاری اور ذہین بچی ہے۔ ہم سب کا دل جیت لیتی ہے۔ میں خاص طور پر اس کا خیال رکھوں گی۔"

"شکریہ۔" کیف نے سکون کا سانس لیا۔

"اچھا مما آجاؤ میں آپ کو اپنا سکول دکھاتی ہوں۔۔" کیف کا ہاتھ پکڑتے ہوئے سکول دکھانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا، دکھاؤ، میری جان،" کیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمارہ کا ہاتھ تھام لیا۔

عمارہ خوشی سے سکول کی عمارت کے مختلف حصے دکھانے لگی۔ "یہ ہماری کلاس ہے، اور وہاں وہ جگہ ہے جہاں ہم کھیلتے ہیں۔"

کیف نے دلچسپی سے سب کچھ دیکھا۔ "بہت اچھا سکول ہے، اور تمہاری کلاس بھی بہت خوبصورت ہے۔"

"اور یہ ہمارا لائبریری ہے!" عمارہ نے کیف کو ایک کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

کیف عمارہ کے ساتھ لائبریری میں داخل ہوئی جہاں پر کچھ سٹوڈنٹس بیٹھے تھے۔ لائیبریری تو کیف کی پسندیدہ جگہ تھی۔ وہ عمارہ کے ساتھ لائبریری میں بیٹھ کر کچھ کتابوں کو دیکھنے لگی۔

Clubb of Quality Content!

چھوٹے شاہ کورٹ میں داخل ہوا تو اسے وہاں کے مصروف ماحول نے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ لوگ اپنے کیسز کے لیے فائلیں سنبھالے ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے، کچھ وکلاء اپنے مؤکلین کے ساتھ مشاورت کر رہے تھے، اور کچھ لوگ پریشان چہروں کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

چھوٹے شاہ نے ایک نظر ہجوم پر ڈالی اور سیدھا اپنے آفس کی طرف بڑھا۔ اور اپنے مخصوص چیر پر بیٹھ کر فائلز دیکھنے میں مصروف تھا۔ کمرے کے ماحول میں سنجیدگی تھی، جب دروازہ دھیرے سے

کھلا اور دراز قد کے ایک بزرگ اندر داخل ہوئے۔ان کے چہرے پر وقت کی گزرنے کی لکیر واضح نظر آ رہی تھی۔

"السلام علیکم، وکیل صاحب۔" بزرگ نے احترام سے کہا۔۔" چھوٹے شاہ نے سر اٹھایا اور ان کی طرف دیکھا۔

"وعلیکم السلام، آئیں۔ تشریف رکھیے۔" بزرگ کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ کو تو پتہ ہے کہ میری بیٹی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور وہ اس وقت ہاسپٹل میں زندگی اور موت کے درمیان لڑ رہی ہے پلیز ہمیں انصاف دلاؤ۔میری بیٹی کا نکاح ہو چکا تھا مگر اب اس کے شوہر نے میری بیٹی کو طلاق دے دی ہے۔"

چھوٹے شاہ نے بزرگ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں میں غصے در آیا تھا۔انہوں نے گہری سانس لی اور میز پر رکھے کاغذات پر اپنی نظریں جمالیں، لیکن دل و دماغ اس مظلوم بچی کی حالت کا تصور کر رہے تھے۔

"یہ ظلم ناقابل برداشت ہے۔" میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی بیٹی کو انصاف ملے گا، چاہے مجرم کوئی بھی ہو۔"

بزرگ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔"وکیل صاحب، ہم غریب لوگ ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہمارا کیس دب نہ جائے۔ وہ لوگ بہت طاقتور ہیں۔"

چھوٹے شاہ نے ان کی طرف دیکھا اور پر اعتماد انداز میں کہا، "طاقت کا غلط استعمال کرنے والوں کو قانون کے کٹہرے میں لانا میرا فرض ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں یہ کیس خود دیکھوں گا اور ہر ممکن طریقے سے آپ کی مدد کروں گا۔"

"اللہ آپ کو جزا دے، وکیل صاحب۔ میری بیٹی کے لیے دعا کریں کہ وہ جلد صحتیاب ہو جائے۔" بزرگ نے دعاؤں کے ساتھ کہا.

"آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی بیٹی کو انصاف ملے گا، اور ہم مل کر اس ظلم کا خاتمہ کریں گے۔" چھوٹے شاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں ہسپتال جاتا ہوں۔" بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"جی جی ضرور اگر ضرورت ہوئی تو مجھے کال کر لینا یہ میرا نمبر ہے۔" چھوٹے شاہ نے بزرگ کو اپنا وزٹنگ کارڈ دیا اور ان کے ساتھ احترام سے کھڑے ہوئے۔

"شکریہ، وکیل صاحب۔ آپ جیسے لوگ ہی اس دنیا میں انصاف کی امید ہیں۔" بزرگ نے کارڈ لیتے ہوئے کہا اور دعائیں دیتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

انہوں نے فوراً اپنے اسسٹنٹ کو ہدایت دی کہ کیس کے بارے میں تمام ضروری معلومات اور ثبوت جمع کیے جائیں تا کہ جلد از جلد کارروائی کی جاسکے۔ پھر انہوں نے اپنے دن کے باقی شیڈول پر نظر ڈالی لیکن ان کے ذہن میں بزرگ کی باتیں اور مظلوم بچی کی حالت گھومتی رہی۔

چھوٹے شاہ کے جانے کی بعد مایا لاؤنج میں آئی تھی۔ جہاں پر حسین شاہ اور شاہ بیگم بیٹھی تھیں۔

"اسلام علیکم آنی!" مایا دونوں کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام بیٹا! کیسی ہو۔؟" شاہ بیگم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"جی آنی، میں ٹھیک ہوں۔ آپ دونوں کیسے ہیں؟" مایا نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہم بھی ٹھیک ہیں، بیٹا۔" شاہ بیگم نے جواب دیا اور حسین شاہ نے مایا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا، "چھوٹے شاہ نظر نہیں آرہے ہے؟"

"وہ کورٹ گئے ہیں کسی ضروری کیس کے سلسلے میں۔" مایا نے نرمی سے جواب دیا۔

"اچھا، یہ تو ان کا معمول بن گیا ہے۔ ہمیشہ کام میں مصروف رہتے ہیں۔" حسین شاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی، مگر وہ جو بھی کرتے ہیں، پوری لگن اور ذمہ داری سے کرتے ہیں۔" شاہ بیگم نے فخر سے کہا۔ "ہاں یہ تو ہے میرے دونوں بیٹے پوری محنت سے کام کرتے ہیں اللہ دونوں کو دونوں جہانوں کی خوشیاں اور کامیابی دے دیں۔

"آمین!" تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

"ویسے چھوٹے شاہ تنگ نہیں کرتے۔؟"شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں وہ تنگ نہیں کرتے اور میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، بیٹا۔"شاہ بیگم نے خوش ہو کر کہا۔"ویسے چھوٹے شاہ کے بارے میں مجھے یقین تھا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھائیں گے۔"

"جی آنٹی، وہ واقعی بہت خیال رکھتے ہیں، اور ہر بات میں میرا ساتھ دیتے ہیں۔مجھے کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیتے کہ میں اس گھر میں نئی ہوں۔"مایا نے مسکرا کر جواب دیا۔

"یہی ہمارے بیٹوں کی تربیت ہے۔چاہے کیسا بھی وقت ہو، عزت اور محبت دینا نہیں بھولتے۔"حسین شاہ نے فخر سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی، اور مجھے لگتا ہے کہ میں خوش قسمت ہوں کہ اس گھر کا حصہ بنی۔"مایا نے ان کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی خوش ہیں کہ تم ہماری بہو ہو۔اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔"شاہ بیگم نے مایا کی تعریف سن کر کہا۔

مایا نے شرما کر جواب دیا،"آمین۔"

"اچھا میں آپ دونوں کے لیے چائے لے کر آتی ہوں۔"

"نہیں بیٹا، تم آرام کرو۔ میں ملازمہ کو کہہ دیتی ہوں چائے لے آئے۔" شاہ بیگم نے مایا کو روکنے کی کوشش کی۔

"نہیں آنٹی، میں خود بناؤں گی۔ آپ دونوں میرے سسر اور ساس ہیں، اور آپ کے لیے چائے بنانا میرے لیے خوشی کی بات ہے۔" مایا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

"کتنی اچھی بہو ملی ہے ہمیں۔" شاہ بیگم نے حسین شاہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

حسین شاہ نے مسکرا کر جواب دیا، "ہاں، اللہ کا شکر ہے۔ چھوٹے شاہ کی زندگی میں سکون آگیا ہے۔"

مایا نے جلدی سے چائے بنائی اور لاؤنج میں لا کر دونوں کے سامنے رکھ دی۔

"لو جی، گرم گرم چائے حاضر ہے۔" مایا نے چائے رکھتے ہوئے کہا۔

"واہ، خوشبو تو بہت اچھی آرہی ہے۔" شاہ بیگم نے تعریف کی۔

مایا مسکرائی۔

"خیر سے چھوٹے شاہ کا گھر تو آباد ہو گیا ہے اب میں چاہتی ہوں کہ بڑے شاہ کا بھی انتظام کروں لیکن وہ میری بات نہیں مانتا آپ انہیں سمجھادیں کہ وہ یہ ضد چھوڑدے کہ اسے شادی نہیں کرنی۔" شاہ بیگم نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ تو تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ زران اب عمر کے اس حصے میں ہے جہاں اسے اپنا گھر بسانا چاہیے، لیکن وہ ہمیشہ ٹال دیتا ہے۔" حسین شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"میں تو کہتی ہوں، آپ اسے آرام سے سمجھائیں۔ وہ آپ کی بات کبھی نہیں ٹالتا۔" شاہ بیگم نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، میں آج رات اس سے بات کروں گا، لیکن تم بھی تیار رہو۔ وہ اپنی ضد کے لیے مشہور ہے۔" حسین شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آنی، بڑے شاہ کیوں شادی نہیں کرنا چاہتے۔؟" آپ نے ان سے اس بارے میں کھل کر بات کی؟" مایا نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مایا بیٹا، یہی تو مسئلہ ہے۔ وہ کبھی دل کی بات کرتا ہی نہیں۔ بس کام، کام، اور کام۔" شاہ بیگم نے بے بسی سے کہا۔

"پریشان نہ ہوں، آنی۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔"

"آمین!" شاہ بیگم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چائے کا ایک گھونٹ لیا۔

ٹائیرز کی چرچراہٹ کے ساتھ بڑے شاہ کی گاڑی سکول کے سامنے رکی تو وہاں موجود چند والدین اور بچے حیرانی سے گاڑی کی طرف دیکھنے لگے۔ زران گاڑی سے نکلا اور سیدھا اسکول کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور نظریں عمارہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

بڑے شاہ عمارہ کے کلاس میں آیا مگر وہ نہیں تھی۔ بڑے شاہ کلاس سے نکلتے ہوئے ٹیچر سے عمارہ کے بارے میں پوچھا۔

"جی آپ کون۔؟"

"میں عمارہ کے والد۔"

"جی وہ آپ کی مسز کی پاس ہے۔"

"میری مسز۔؟" بڑے شاہ حیران ہوئے تھے۔

"آپ کی مسز یہاں آئی ہے اور عمارہ اس کی پاس ہی ہے۔"

"لیکن۔" بڑے شاہ الجھے تھے وہ سوچ رہے تھے کہ میرے علاوہ اور کون ہمارا سے ملنے آسکتی ہے

"اگر وہ کیڈ نیپر ہوئی تو۔؟"

"سر وہ آپ کی مسز تھی عمارہ بھی ان کو ممی کہہ رہی تھی۔"

بڑے شاہ کا دل دھڑکنے لگا تھا۔ "ممی؟" ان کے دماغ میں سوالات کا طوفان اٹھا۔

"وہ کہاں ہیں؟" زران نے جلدی سے پوچھا۔

"وہ اسکول کے گراؤنڈ میں ہیں، عمارہ انہیں اپنا اسکول دکھا رہی تھی۔" ٹیچر نے وضاحت کی۔

زران تیزی سے گراؤنڈ کی طرف بڑھا۔ دل ہی دل میں وہ بے چینی محسوس کر رہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا واقعی عمارہ نے کسی کو ممی کہا، یا ٹیچر کو غلط فہمی ہوئی؟"

Clubb of Quality Content

گراؤنڈ میں پہنچتے ہی اس نے دیکھا کہ عمارہ ایک خاتون کا ہاتھ تھامے خوشی خوشی اسکول کی مختلف جگہیں دکھا رہی تھی۔ زران کے قدم وہیں رک گئے، اور اس نے آنکھیں تنگ کر کے اس خاتون کو پہچاننے کی کوشش کی۔

"کیف؟" زران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

کیف نے مڑ کر دیکھا اور زران کو دیکھ کر چند لمحوں کے لیے ٹھٹک گئی۔ عمارہ نے بھی زران کو دیکھا اور خوشی سے بھاگ کر ان کے پاس آ گئی۔

"بابا! دیکھیں، کیفو آئی ہیں!" عمارہ نے کیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کیف خاموشی سے کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ یہاں۔؟" بڑے شاہ اس کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا وہ کافی مرجھائی کلی کی طرح لگ رہی تھی۔

"ہاں وہ میرا دل کر رہا تھا عمارہ سے ملنے کو تو اس لیے میں یہاں پر آ ئی۔" کیف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمارہ سے ملنے کا دل کر رہا تھا؟" بڑے شاہ کی نظریں کیف پر جمی تھیں۔

"ہاں، وہ... بس یوں ہی دل کیا۔" کیف نے نظریں جھکا لیں، جیسے وہ اپنی حالت چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ بڑے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اچھا عمارہ میں چلتی ہوں پھر ملاقات ہو گی۔" کیف نے مدھم مسکراہٹ سے کہا۔اور جانے لگی۔

"رو کو کیف !" بڑے شاہ کی آواز پر وہ رکی مگر پلٹی نہیں۔

"آؤ میں آپ کو گھر ڈراپ کروں۔" کیف نے مٹھیوں کو سختی سے بند کرتے ہوئے مڑ کر بڑے شاہ کو دیکھا تھا۔

"شکریہ، لیکن میں خود جا سکتی ہوں،اور مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔" کیف نے گہری سانس لی اور آہستہ سے کہا۔اتنا کہتے ہوئے وہاں سے چلی گئی اور بڑے شاہ اس کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

زران نے ماہین کے گھر کے سامنے گاڑی روکی۔اور گاڑی سے اتر کر دوسرے سائیڈ پر آیا اور ماہین کے لیے دروازہ کھولا اور اترنے کو کہا۔ماہین حیرت سے زران کو دیکھنے لگی۔

"میڈم مجھے بعد میں دیکھنا اب اترو۔" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

"شاہ جی، آپ کو کیا ہو گیا؟ آپ تو ایسے کبھی نہیں کرتے تھے۔" ماہین نے زران کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہ سب سوال بعد میں کرنے کو ملیں گے، پہلے گاڑی سے اتریں، میڈم صاحبہ۔" زران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گاڑی سے اترتے ہوئے کہا، "شکریہ، شاہ جی، آج تو آپ بڑے مہربان لگ رہے ہیں۔"

"زران اپنوں کے لیے مہربان ہے اچھا تم جاؤ اندر، میں چلتا ہوں۔"

"لیکن شاہ جی مت جائیں نہ اندر آئیں۔" کیف نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ماہین میں لیٹ ہو رہا ہوں پھر کبھی آؤنگا انشاللہ!"

"پلیز شاہ جی آپ میرے بات نہیں مان رہے۔؟"

"ماہین، ابھی نہیں۔ واقعی کچھ کام ہے، لیکن وعدہ کرتا ہوں، جلد ہی آؤں گا۔" زران نے گہری سانس لیتے ہوئے ماہین کی طرف دیکھا اور نرمی سے کہا۔

"ٹھیک ہے شاہ جی۔" ماہین نے اداسی سے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے، چلیں۔ لیکن صرف تھوڑی دیر کے لیے، زیادہ وقت نہیں رک سکتا۔" زران نے ماہین کی اداسی کو دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"واقعی؟ شکریہ، شاہ جی۔!" ماہین کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

زران نے گاڑی لاک کی اور ماہین کے ساتھ اندر جانے لگا۔

"امی کو یقین نہیں آئے گا کہ آپ اندر آئے ہیں۔" ماہین نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"دیکھتے ہیں، وہ کیا کہتی ہیں۔ لیکن یاد رکھو، زیادہ دیر نہیں رک سکتا۔" زران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل، شاہ جی۔ بس چائے پی کر چلے جانا۔" ماہین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے تو عائشہ بیگم انہیں دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

"زران بیٹا، آپ؟"

"جی خالہ، ماہین ضد کر رہی تھی، اس لیے رک گیا۔" زران نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا کیا۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ بیٹا، بیٹھو۔" عائشہ بیگم نے زران کو صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی خالہ، شکریہ۔" زران نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور بیٹھ گیا۔

"ماہین، جاؤ چائے بناؤ۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے ماہین کی طرف دیکھا۔

"جی ممی۔۔" کہہ کر وہ کچن میں آئی اور جلدی سے چائے بنانے لگی۔

ماہین چائے کے کپ ٹرے میں رکھ کر لاؤنج میں آئی اور زران کے سامنے ٹرے رکھ دی۔ اور کپ اٹھا کر زران کو دیا۔

"شاہ جی چائے۔"

"شکریہ!" زران نے اس کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے کہا۔

"گھر والے ٹھیک ہے۔؟"عائشہ بیگم نے سوال کیا۔

"جی الحمدللہ سب ٹھیک ہے۔"

"ارے زران بھائی آپ یہاں۔؟"عمائرہ نے زران کو اپنے گھر میں دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"جی، میں یہاں ہی ہوں، اور تم؟ تم تو ہمیشہ غائب رہتی ہو۔"عمائرہ کی آواز پر زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زران بھائی، میں کہاں غائب ہوں؟ آپ ہی کبھی ہمارے گھر آتے نہیں، آج بھی حیرت ہوئی کہ آپ یہاں ہیں۔"عمائرہ نے شریر انداز میں کہا۔

"ویسے زران بیٹا آپ اور ماہین ایک ساتھ آئے مطلب ماہین تو یونیورسٹی گئی تھی پھر آپ کے ساتھ کیسے۔؟؟"زران اور ماہین نے دونوں ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ہاں خالہ میں یونیورسٹی سے گزر رہا تھا تو سوچا ماہین کو بھی لیتے آؤ۔"ماہین نے زران کی بات سنتے ہی فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔

"اوہ صحیح چلیں آپ باتیں کریں میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔"یہ کہتے ہوئے عائشہ بیگم جانے لگی۔

"نہیں خالہ مجھے بھوک نہیں ہے آپ خوامخواہ تکلیف کر رہی ہیں۔"

"ارے، یہ کیسی بات ہے زران بیٹا؟ مہمانوں کے لیے کچھ بنانا تکلیف نہیں، خوشی ہوتی ہے۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کھانا تو آپ کو پڑے گا شاہ جی۔" ماہین نے ضدی لہجے میں کہا۔

"ہاں زران بھائی بہت سالوں بعد ہمارے گھر آئے ہیں ہم آپ کو ایسے جانے نہیں دیکھ سکتے۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو آپ سب اتنا فورس کر رہے ہیں تو کھا کے ہی جاؤنگا۔" زران نے چائے کی آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوئی نا بات!" عمائرہ نے خوش ہو کر کہا اور جلدی سے عائشہ بیگم کو کھانے کا انتظام کرنے کا کہنے بھاگ گئی۔

Clubb of Quality Content!

ماہین نے زران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا، "شاہ جی، آپ کو پتہ ہے، آپ کو منانا سب سے مشکل کام ہے، لیکن آج لگتا ہے کہ آپ خود ہار ماننے کے موڈ میں تھے۔"

"جب اتنے لوگ ایک ساتھ ضد کریں، تو ہار ماننی پڑتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کھانا مزے کا ہونا چاہیے۔" زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"پریشان نہ ہوں، شاہ جی۔ کھانا ایسا ہو گا کہ آپ ہمارے گھر آنے کا بہانہ ڈھونڈیں گے۔" ماہین نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

"دیکھتے ہیں، تمہارے گھر کی کھانے کی تعریف واقعی سچی ہے یا تم بس زبردستی تعریف کروانا چاہ رہی ہو۔" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"زران بیٹا، آج تمہیں ماہین کے ہاتھ کے کھانے کا مزہ بھی چکھنا پڑے گا۔ یہ بھی کچن میں جا رہی ہے میرے ساتھ۔" عائشہ بیگم کچن سے نکل کر بولیں۔

"ممی، میں؟" ماہین نے حیرت سے کہا۔

"ہاں تم۔"

"اچھا مما میں شاہ جی کو گھر دکھا کے آتی ہوں۔"

"ماہین!" عائشہ بیگم نے اسے گھورتے ہوئے کہا، "کوئی بہانے بازی نہیں۔ تمہیں کچن میں میری مدد کرنی ہو گی۔"

"اچھا نہ کرتی ہوں بس پانچ منٹ۔" ماہین نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" عائشہ بیگم نے گھورتے ہوئے کہا اور کچن میں گئی۔ زران اٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"مجھے تمہارا روم دیکھنا ہے۔" زران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے چلیں، شاہ جی!" ماہین نے زران کو اپنے کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

زران نے اندر جاتے ہی کمرے کا جائزہ لیا۔"ماشاءاللہ! کافی صاف ستھرا اور سلیقے سے سجایا ہوا ہے۔"

"ظاہر ہے، میں سلیقہ مند ہوں۔"ماہین نے فخر سے کہا۔

"کافی بکس ہیں تمہارے پاس۔؟"بک شلیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاہ جی مجھ کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے اسی لیے میں کتابیں اکٹھی کرتی ہوں اور پھر پڑھتی ہوں۔چاہے وہ ناولز ہو یا اسلامی کتابیں۔"

"واہ! بہت اچھی عادت ہے۔"زران نے متاثر ہو کر کہا۔"کیا تم نے یہ سب کتابیں پڑھ رکھی ہیں؟"

"شاہ جی، اتنا بھی وقت نہیں ملتا کہ سب پڑھ لوں، لیکن زیادہ تر پڑھ چکی ہوں۔کچھ باقی ہیں جو فرصت کے وقت پڑھنے کا ارادہ ہے۔"ماہین نے ہلکا سا ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ یہ ناولز بس فیکشنل سٹوریز ہے پھر بھی پڑھتی ہو۔"

"میں پڑھتی ضرور ہو شاہ جی لیکن خیال دنیا نہیں بناتی۔"

"یہ تو اچھی بات ہے،"زران نے ہلکے سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔"ورنہ زیادہ تر لوگ ناولز پڑھ کے خوابوں کی دنیا میں گم ہو جاتے ہیں، اور حقیقت سے بھاگنے لگتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شاہ جی، کتابیں پڑھنا میری کمزوری ہے، لیکن میں ہمیشہ حقیقت پسند رہنے کی کوشش کرتی ہوں۔ ناولز سے صرف اچھا وقت گزرتا ہے اور کبھی کبھار کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اپنے گھر میں لائبریری کیوں نہیں بناتی۔۔" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں بناؤں گی لیکن اپنے گھر میں۔" ماہین مسکرائی۔

"یہی تو تمہارا گھر ہے۔"

"میرا گھر نہیں ہے میرا گھر تو وہ ہوگا نہ جہاں میری شادی ہوگی۔ پھر اپنے شوہر سے لائبریری بنواؤں گی اور ہر قسم کی کتابیں رکھوں گی۔" ماہین کی بات پر زران کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ اسے ایک دم گھٹن کا احساس ہوا۔ اس نے بے اختیار گہری سانس لی۔

"شاہ جی، کیا ہوا؟ آپ ٹھیک ہیں؟" ماہین نے نرمی سے پوچھا کیونکہ ماہین نے اس کے چہرے پر بدلتے تاثرات دیکھے تھے۔

زران نے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا، "کچھ نہیں، بس تمہاری بات سن کر خیال آیا کہ تم واقعی بہت جلدی اپنی زندگی کے اگلے مرحلے کے بارے میں سوچتی ہو۔"

"شاہ جی، ہر لڑکی اپنی زندگی کے بارے میں خواب دیکھتی ہے۔ اور ویسے بھی، یہ تو فطری بات ہے، ہے نہ؟" ماہین نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

زران نے سر ہلایا، لیکن اس کے چہرے پر ایک عجیب سا سکون اور بے چینی کا امتزاج تھا۔"ہاں، تم صحیح کہتی ہو۔ لیکن کیا تم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ وہ شخص کیسا ہو گا جو تمہارے خوابوں کو پورا کرے گا؟"

"شاہ جی، میں نے کبھی اتنی باریکی سے نہیں سوچا۔ مجھے بس یہ لگتا ہے کہ وہ شخص میرا اچھا دوست ہو، میرے جذبات کو سمجھے، اور مجھے آزادی دے کہ میں اپنی پسند کی زندگی جی سکوں۔" ماہین نے تھوڑا سوچتے ہوئے جواب دیا۔ زران نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اچھا اب چلو نیچے خالہ انتظار کر رہی ہو گی۔" زران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"چلیں۔۔"

دونوں ایک ساتھ نیچے آئے۔ ماہین کچن چلی گئی اور زران صوفے پر بیٹھا سوچنے لگا۔

کچھ ہی دیر میں سب نے کھانا کھایا ماہین، زران کو چھوڑنے کے لیے باہر تک آئی۔

زران کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور ایسی مسکراہٹ صرف سامنے والے کے لیے تھی۔

"آپ جائیں ماہین میں چلا جاؤں گا۔" زران نے مدھم آواز میں کہا۔

"نہیں شاہ جی آپ جائیں میں یہیں سے آپ کو جاتے دیکھوں گی۔"

"ماہین اگر تم اس طرح کھڑی مجھے دیکھتی رہو گی، تو یقین کرو میں نہیں جا پاؤں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماہین کا دل دھڑکنے لگا۔

"شاہ جی، میں بس چاہتی ہوں کہ آپ خیریت سے جائیں۔" ماہین نے نظریں جھکا لیں اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"انشااللہ! خیریت سے جاؤں گا بس تم اندر جاؤ۔" ماہین نے ہاں میں سر ہلایا اور اندر جانے لگی۔ زران نے گہری سانس لی اور اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے وقت اس نے ایک بار اس کی طرف دیکھا مگر وہ اندر جا چکی تھی۔ زران کے جاتے وہ پھر سے باہر آئی اس نے دور جاتے ہوئے گاڑی کو دیکھا اور گہری سانس لی۔ وہ پھر سے اندر چلی گئی۔

رات کا پہر تھا۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ وہ بیڈ سے ٹیک لگائے کتاب پڑھ رہی تھی۔ موبائیل کی بھنبھناہٹ سے اس نے فون کو دیکھا تھا اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے کال یس کر کے کان سے لگایا۔

"اسلام علیکم ضرار!" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو تم۔؟" دوسری جانب ضرار کی آواز آئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔"

"تمہارے بغیر اداس ہوں مگر آپ کو کوئی فکر ہی نہیں۔"

"آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔؟"

"تو کیا کہوں ہاں جب سے گئی ہو مجھے کال تک نہیں کی کال چھوڑو میسج تک نہیں کیا۔" ضرار کے لہجے میں اداسی تھی۔

"آپ کو یاد نہیں تھا؟ کہنے کو تو آپ نے کہا تھا کہ آپ مصروف رہیں گے اور میں ڈسٹرب نہ کروں، تو میں نے سوچا آپ کو وقت دینا بہتر ہو گا۔" عمائرہ نے شوخی سے جواب دیا۔

ضرار نے ایک گہری سانس لی، "یہ بات تو میں نے کہی تھی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم مجھے بھول جاؤ۔ میں تو ہر وقت تمہارا انتظار کرتا رہا۔"

"اچھا، تو اب میں میسج یا کال کروں تو ناراض نہیں ہوں گے؟" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، بالکل نہیں۔ بلکہ تم جتنا رابطہ رکھو، اتنا اچھا لگے گا۔" ضرار کے لہجے میں مسکراہٹ جھلک رہی تھی۔

"اچھا تو ابھی کیوں کال کی؟ خیریت؟" عمائرہ نے پوچھا۔

"خیریت ہی ہے، بس دل کیا تمہاری آواز سننے کا۔" ضرار نے بے جھجک کہا۔

یہ سن کر عمائرہ کے گالوں پر ہلکی سی سرخی آ گئی، "اچھا، تو اب سن لی آواز۔ اور کچھ؟"

"ہاں، ایک وعدہ کرو، جب تک ہم دوبارہ نہ ملیں، تم روزانہ مجھے ایک کال یا میسج ضرور کرو گی۔" ضرار ہنس دیا۔

"وعدہ!"عمائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔اورہاں،اپنی صحت کا خیال رکھنا،اور زیادہ نہ جاگنا۔اب سو جاؤ۔"ضرار نے اطمینان سے کہا۔

"آپ بھی۔اللہ حافظ۔"عمائرہ نے نرمی سے کہااور کال بند کر دی۔لیکن اس کا دل ابھی تک ضرار کی باتوں کی گرمی محسوس کر رہا تھا۔

کیف جب گھر آئی تو اسے بہت زیادہ برا لگ رہا تھا وہ چاہتی تھی کہ اس کا سامنا کبھی بھی بڑے شاہ سے نہ ہو لیکن غیر ارادی طور پر دونوں کی ملاقات ہو گئی تھی۔اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے بنا کھائے وہ کمرے میں آئی۔فریش ہو کے بیڈ پر بیٹھ گئی۔اور کتابیں نکال کر پڑھنے لگی۔اچانک اس کی نظر سامنے دیوار کی گھڑی پر پڑی 12 بجنے میں بس پانچ منٹ تھے وہ جلدی سے کتاب بند کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی اس کی موبائل رنگ بجنے پر وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

کیف نے موبائل کی اسکرین پر دیکھا تو ایک نام چمک رہا تھا۔اس نے جلدی سے کال ریسیو کی اور کان سے لگا یا۔

"السلام علیکم،"دوسری جانب سے ایک گہری اور مانوس آواز آئی۔

"وعلیکم السلام،" کیف نے آہستہ سے جواب دیا، دل کی دھڑکن قابو میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے۔

"کیسی ہو؟" آواز میں ہلکی سی فکر تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ اس وقت؟" کیف نے سوال کیا، حیرت اور الجھن کے ساتھ۔

"ہیپی برتھ ڈے!" عالیان نے چہک کے کہا تھا۔ کیف کو اچانک یاد آیا کہ آج تو بائیس دسمبر ہے یعنی اس کا جنم دن۔

"شکریہ! لیکن آپ کو یاد کیسے رہا؟" کیف نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر دھیرے سے مسکراتے ہوئے بولی۔

"ایسے خاص دن کیسے بھول سکتا ہوں؟ اسی خاص دن پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لیے زمین پر اتارا تھا۔" عالیان نے ہلکے انداز میں جواب دیا۔

"ہمم۔" کیف نے ہنکارا ابھرا۔

"کیا آپ سو رہی تھی۔؟"

"نہیں بس سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔"

"تو میں نے آپ کو جگا دیا؟" عالیان نے نرمی سے پوچھا۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی نیند نہیں آ رہی تھی،" کیف نے دھیرے سے جواب دیا۔

"اچھا ہوا، ورنہ یہ لمحہ مس ہو جاتا۔" عالیان کی آواز میں مسکراہٹ تھی۔

"کیسا لمحہ۔؟" کیف نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"یہی لمحہ جب میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آپ کی موجودگی نے میری زندگی کو خاص بنایا ہے۔ آپ کے بغیر شاید میری زندگی کا مطلب ہی کچھ نہ ہوتا۔" کیف کچھ بول نہیں پائی۔ عالیان نے بھی اس کی خاموشی محسوس کی۔

"اچھا ٹھیک ہے کل بات کرتے ہیں آپ سو جائیں آرام کریں اپنا خیال رکھیں۔"

"جی آپ بھی اللہ حافظ!" کہتے ہوئے کیف نے کال کاٹ دی اور فون کو بند کر دیا تاکہ کوئی اور اسے ڈسٹرب نہ کریں۔ پوری رات گزرتے رہی مگر اس کی آنکھوں میں نیند کی ہلکی سی رمق بھی نہ تھی۔ کیف بستر پر کروٹیں بدلتی رہی۔ کمرے میں پھیلی خاموشی اور رات کی ٹھنڈک اس کے دل کی بے چینی کو اور بڑھا رہی تھی۔

صبح کا وقت تھا، ہر طرف چڑیوں کی چہچہاہٹ ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔ نرم اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جو صبح کی تازگی کو اور بھی بڑھا رہی تھی۔ دھوپ کی ہلکی کرنیں درختوں کی پتوں سے چھن کر زمین پر خوبصورت سایے بنا رہی تھیں۔

بڑے شاہ اور چھوٹے شاہ صبح کے وقت پارک میں جاگنگ کر رہے تھے۔ ہر طرف ہریالی، پھولوں کی خوشبو، اور چڑیوں کی چہچہاہٹ نے ماحول کو تازگی بخشی ہوئی تھی۔ دونوں کے چہرے پسینے سے بھیگے ہوئے تھے لیکن وہ مسلسل دوڑ رہے تھے، جیسے اپنے دن کی شروعات مضبوطی اور توانائی کے ساتھ کرنے کا عزم ہو۔

"یار چھوٹے شاہ، تم نے رفتار تو اچھی رکھی ہوئی ہے، لیکن لگتا ہے میری اسپیڈ کا مقابلہ نہیں کر سکتے!" بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے مذاق کیا۔

"بڑے شاہ، آپ کا مقابلہ کرنا کون چاہتا ہے۔" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں یہ تو ہے۔" بڑے شاہ نے کہا اور اپنی رفتار کو مزید تیز کر دیا۔ پارک کے دیگر لوگ بھی انہیں دیکھ کر متاثر ہو رہے تھے۔

چند چکر مکمل کرنے کے بعد دونوں بینچ پر بیٹھ گئے اور پانی کی بوتل نکال کر پینے لگے۔

"یار، صحت مند رہنا آسان نہیں، لیکن ضروری ہے!" بڑے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بلکل، بڑے شاہ، بس یہی عادت برقرار رکھنی ہے!" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے ایک بات پوچھوں۔؟" بوتل کو بینچ پر رکھ کر بڑے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو اگر پھر سے وہ سوال پوچھ رہے ہو تو میں ابھی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے نہ پوچھو۔"

"لیکن آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔؟" چھوٹے شاہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔" بڑے شاہ نے غصے سے کہا۔

"بھائی ہوں آپ کا اگر مجھے کچھ بتاؤ گے تو قیامت نہیں آئے گی۔" چھوٹے شاہ نے منہ بنا کر کہا۔

"تو بتاؤ کیا جاننا ہے آپ کو۔؟"

"یہی کہ آپ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے۔؟"

"معلوم نہیں!" بڑے شاہ نے مختصر جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں کہ اب تک آپ شادی کیوں نہیں کر رہے تھے۔"

"کیوں نہیں کر رہا۔؟" بڑے شاہ نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔

"کیونکہ آپ کیف سے پیار کرتے ہیں۔" چھوٹے شاہ نے مزے سے کہا۔

"غلط میں کیف سے پیار نہیں کرتا۔ میں ان سے عشق کرتا ہوں۔" بڑے شاہ کچھ دیر چھوٹے شاہ کے چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر کہا۔

چھوٹے شاہ نے حیرانی سے بڑے شاہ کی طرف دیکھا، جیسے یقین نہیں ہو رہا ہو کہ وہ اتنی آسانی سے مان جائیں گے۔ "عشق؟ واقعی؟ اور آپ نے کبھی بتایا نہیں؟"

"بتانے سے کیا بدل جاتا؟ کچھ کہانیاں صرف دل میں رہنے کے لیے ہوتی ہیں، انہیں زبان پر لا کر برباد نہیں کیا جاتا۔" بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور بینچ کی پشت سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

چھوٹے شاہ نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "تو مطلب آپ چپ چاپ ان سے عشق کرتے رہیں گے اور شادی نہیں کریں گے؟ واہ بھائی، یہ بھی کوئی بات ہوئی؟"

"عشق میں شادی ضروری نہیں ہوتی، چھوٹے۔ محبت کی معراج یہ نہیں کہ وہ شخص آپ کا ہو، بلکہ یہ ہے کہ آپ اس کی خوشی میں اپنی خوشی تلاش کریں۔ اور کیف کی خوشی وہاں ہے جہاں میں نہیں ہوں۔" بڑے شاہ نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"اس سے عشق کرتے ہوئے بھی آپ نے شادی نہیں کی۔ آپ کی ہمت کو داد دینا پڑے گا۔" بڑے شاہ زخمی سا مسکرایا۔

"لوگ برے نہیں ہوتے بس ان کی زندگی میں ایسے حالات آجاتے ہیں کہ انہیں وہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے جس سے وہ پیار کرتے ہیں اور میرے ساتھ بھی ایسے ہوا۔"

"آپ کو بتانا چاہیے تھا۔"

"میں بتا دیتا لیکن مجھے کسی کے باتوں میں خیانت کرنا نہیں آتا۔ اگر کیف میری نصیب میں ہوئی تو مجھ تک آئیں گی۔ اس دنیا کی طاقت کوئی بھی نہیں روک سکے گا اور اگر میری نصیب میں نہ تھی تو مجھ تک آتے ہوئے بھی وہ مجھ سے دور جائیں گی۔"

چھوٹے شاہ نے گہری نظروں سے بڑے شاہ کو دیکھا، جیسے ان کی باتوں کا وزن سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ "بھائی، یہ بہت بڑی بات ہے، لیکن کیا کبھی دل نے آپ کو ملامت نہیں کی کہ آپ نے اپنی محبت کے لیے کچھ نہیں کیا؟"

بڑے شاہ نے تھوڑا سا توقف کیا، پھر زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولے، "دل ملامت کرتا ہے، بہت کرتا ہے۔ لیکن عشق قربانی کا نام ہے، خود غرضی کا نہیں۔ ویسے بھی، جو دل اللہ پر یقین رکھے، وہ جانتا ہے کہ نصیب کی طاقت سب سے بڑی ہے۔"

"بھائی، آپ کی یہ باتیں سن کر لگتا ہے کہ آپ اپنی زندگی کے سب رنگ دوسروں کے لیے قربان کر چکے ہیں۔" چھوٹے شاہ نے آہ بھری۔

"زندگی کا اصل رنگ دوسروں کی خوشیوں میں چھپا ہے۔ اور کیف کی خوشی میری خوشی ہے۔" بڑے شاہ نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"لیکن بھائی، اگر کیف آپ سے دور رہ کر خوش نہ ہوں تو؟ اگر ان کی خوشی آپ کے ساتھ جڑی ہو؟" چھوٹے شاہ نے جھنجھلا کر کہا۔

بڑے شاہ نے کچھ لمحے خاموشی سے زمین کو دیکھا، پھر آہستہ سے کہا، "اگر ایسا ہوا تو اللہ کوئی راستہ نکالے گا۔ لیکن میں اپنی طرف سے کوئی زبردستی نہیں کروں گا۔"

"آپ عجیب ہیں، بھائی۔ لیکن دعا ہے کہ اللہ آپ کے عشق کو کامیابی دے۔" چھوٹے شاہ نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"آمین، چھوٹے۔ دعا سب سے بڑی طاقت ہے۔" بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور دونوں بینچ سے اٹھ کر گھر کے طرف روانہ ہو گئے۔

رات کا وقت تھا زران لان میں اکیلا بینچ پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ جب ردا خاموشی کے ساتھ آتے ہوئے اس کے ساتھ بینچ پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا زران اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟" زران نے چونک کر ردا کو دیکھا۔

"کچھ نہیں، بس نیند نہیں آ رہی تھی تو سوچا باہر کی ٹھنڈی ہوا لے لوں۔" زران نے چائے کا کپ ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہا۔

ردا نے غور سے زران کو دیکھا، اس کے چہرے پر کچھ پریشانی کے آثار تھے، جو وہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"زران، تمہیں لگتا ہے کہ میں نہیں جانتی؟ کچھ نہ کچھ تو ضرور ہے جو تمہیں بے چین کر رہا ہے۔ بتاؤ، کیا بات ہے؟" ردا نے نرمی سے پوچھا۔

"ہاں کچھ دنوں سے مجھے عجیب سا محسوس ہو رہا ہے جس سے میرے اندر خالی پن سا محسوس ہو رہا ہے اور میں سمجھ نہیں پا رہا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔"

"کیا آپ کسی سے محبت کرتے ہیں۔؟"زران نے حیرت سے دیکھا۔

"محبت۔؟"زران زیرِ لب بڑبڑایا۔

"ہاں زران محبت۔"

"ہاں میں اپنی فیملی سے محبت کرتا ہوں۔"

"اوہ کم ان(Oh come on)فیملی سے کون محبت نہیں کرتا، لیکن فیملی کے علاوہ ایسا کوئی جو آپ کو پسند ہو یا یہ کہیں کہ آپ کو اس سے محبت ہو۔"زران نے ناں میں سر ہلایا۔

"ویسے آپ کی نظر میں محبت کیا ہے۔؟ مطلب اگر مجھے کسی سے محبت ہوئی تو مجھے کیسے پتہ چلے گا مجھے اس سے محبت ہے۔؟"زران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ردا نے زران کی باتوں پر سوچا اور پھر گہرا سانس لیا۔

"محبت ؟"اس نے سوال کیا، "محبت کوئی ایک لمحے کی بات نہیں ہوتی، یہ ایک احساس ہے جو آپ کو بتاتا ہے کہ آپ کسی کے بارے میں زیادہ خیال رکھتے ہیں، ان کی مسکراہٹ آپ کی خوشی ہوتی ہے، اور ان کی تکلیف آپ کے دل کو چھو لیتی ہے۔"

اس نے تھوڑی دیر کے لیے رکا اور پھر کہا، "محبت میں صرف دل کا جذباتی جھکاؤ نہیں ہوتا، بلکہ آپ کی ذہنی سکون اور جسمانی راحت بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔ جب آپ کسی کے ساتھ وقت گزارتے ہو تو آپ خود کو مکمل محسوس کرتے ہو، اور جب وہ دور ہوتے ہیں تو ایک خاص قسم کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اگر وہ سامنے ہو تو ہمیں ہماری دنیا مکمل لگتی ہے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی ساری خوشی ہمارے پاس ہے اگر وہ خوش ہو تو ہمیں بھی خوشی ملتی ہے ادھر بہت تھوڑا سا بھی اداس ہو تو بے چینی ہمیں ہوتی ہے "

اس نے زران کی طرف دیکھا۔ "محبت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب آپ بغیر کسی وجہ کے کسی کے لیے کچھ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، چاہے وہ آپ کے لیے کچھ کرے یا نہ کرے۔"

"اور اگر کبھی تمہیں یہ سب محسوس ہو، تو یقین جانا، تمہیں محبت ہو گئی ہے۔" ردا نے نرم لہجے میں کہا۔

زارن نے اس کی باتیں دھیان سے سنی اور پھر ایک گہری سانس لے کر کہا، "تو مطلب، محبت صرف ایک خوبصورت جذبہ نہیں، بلکہ یہ ایک بڑی ذمہ داری بھی ہوتی ہے ؟"

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا، "ہاں، محبت ایک خوبصورت اور مضبوط بندھن ہے، لیکن اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے، ہمیں خود کو اس میں ڈوبنا پڑتا ہے۔"

زران کے سامنے ماہین کا چہرہ آیا تھا زران مسکرایا۔

"کون ہے وہ۔؟"زران کو پہلی بار ایسے مسکراتے دیکھ کر ردا نے پوچھا۔

"کون۔؟"زران نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔"ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں۔"زران نے نظریں چرائی تھی۔

"بتاؤنہ زران یہ بتاؤ دکھنے میں کیسی ہے وہ۔؟؟"ردا نے پھر سے پوچھا وہ کہاں زران کو آسانی سے چھوڑنے والی تھی۔

"معصوم،ذہین اور بلا کی سر پھری۔"زران کئی دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"اور آپ کو کیسی لگتی ہے۔؟"

"اللہ پاک کا خوبصورت ترین تحفہ"

"اللہ پاک کا خوبصورت ترین تحفہ؟واہ!لگتا ہے یہ محبت واقعی دل سے ہے۔"ردا زران کی بات سن کر مسکرا دی۔زران نے نظریں جھکا لیں اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر آئی۔

"آخر آپ کو بھی محبت ہو گئی زران،مجھے لگا تھا کہ ہر کسی کو محبت ہو گی مگر آپ کو نہیں۔کیا کہتے تھے آپ کہ کوئی ایسی لڑکی آج تک پیدا نہیں ہو گی جس کے لیے زران کا دل دھڑکے گا۔"زران ہلکے سے ہنس پڑا۔"ہاں،یہی کہتا تھا۔اور شاید اسی لیے قسمت نے مجھے غلط ثابت کرنے کے لیے خاص انتظام کیا۔"

"تو پھر مان لیا کہ زران کا دل بھی آخر کار کسی کے لیے دھڑک گیا؟" ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مان لیا۔ زران نے گہری سانس لی، پھر نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں سونے جا رہی ہوں خیال رکھنا۔" زران کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر وہاں سے چلی گئی زران مسکراتے ہوئے چاند کی طرف دیکھنے لگا۔

چھوٹے شاہ کورٹ سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔ اس کی گاڑی سڑک پر رواں تھی جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی گاڑی اس کا پیچھا کر رہی ہے۔

چھوٹے شاہ نے گاڑی کے بیک ویو مرر میں نظر دوڑائی تو ایک سیاہ رنگ کی گاڑی مسلسل اس کی گاڑی کے پیچھے تھی۔ اس نے رفتار تھوڑی بڑھائی، لیکن وہ گاڑی بھی اسی رفتار سے آگے بڑھنے لگی۔

اس کی پیشانی پر ہلکی سی شکن نمودار ہوئی۔ "یہ کون ہو سکتا ہے؟" اس نے خود سے کہا اور ایک سنسان سڑک کی طرف گاڑی موڑ دی تاکہ معاملہ واضح ہو سکے۔

سیاہ گاڑی نے بھی اسی سمت رخ موڑ لیا۔ اب چھوٹے شاہ کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ گاڑی اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ اس نے اپنی رفتار مزید بڑھا دی اتنے میں سامنے سے بائیک پر دو نقاب پوش سامنے سے آئے تھے اس کے ہاتھ میں گن تھا اس سامنے سے گولی چلائی تھی چھوٹے شاہ نیچے کو سر جھکایا تھا اور گولی اس کے بازو میں پیوست ہوئی تھی وہ کراہا تھا۔ چھوٹے شاہ کے بازو سے خون بہنے لگا، لیکن اس

نے ہمت نہیں ہاری۔اس نے جلدی سے گاڑی کے دروازے کو بند کیااور نیچے جھک کراپنی حفاظت کی۔نقاب پوش موٹر سائیکل سواروں نے مزید گولیاں چلائیں، لیکن گاڑی کے مضبوط شیشےاور دروازے نے اسے بچالیا۔

چھوٹے شاہ نے موقع دیکھ کر گاڑی کا انجن اسٹارٹ کیااور پوری رفتار سے گاڑی آگے بڑھادی۔

بائیک سوار اس کا پیچھا کرنے لگے، لیکن چھوٹے شاہ نے اپنی حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گاڑی کو ایک تنگ گلی میں موڑ دیا۔ جیسے تیسے کر کے وہ گھر پہنچا تھا۔ چھوٹے شاہ کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔خون مسلسل بہہ رہا تھا،اور ہر حرکت کے ساتھ درد بڑھ رہا تھا۔ جیسے تیسے اس نے گاڑی گھر کے پورچ میں روکی۔ دروازہ کھول کر باہر نکلنے کی کوشش کی، لیکن کمزوری کے باعث قدم لڑکھڑائے اور وہ زمین پر گرنے ہی والا تھا کہ ملازموں نے اسے سہارا دیا۔

"چھوٹے صاحب! یہ کیا ہوا؟ آپ کو چوٹ کیسے لگی۔؟"ایک ملازم نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ مت پوچھو... بس مجھے اندر لے کر چلو"چھوٹے شاہ نے بمشکل کہا۔

چھوٹے شاہ کو زخمی حالت میں اندر لایا گیا تو پورا ہال کمرہ ہلچل سے بھر گیا۔شاہ بیگم، یاسر شاہ، بڑے شاہ،اور ماریاسب ایک ساتھ چونک کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ کیا ہوا؟ میرے بیٹے کو کس نے زخمی کیا؟"شاہ بیگم نے گھبرا کر کہااور فوراً چھوٹے شاہ کے قریب آئیں۔

بڑے شاہ نے چھوٹے شاہ کو صوفے پر بٹھایا اور مایا سے ایڈ باکس لانے کو کہا وہ بھاگ کے ایڈ باکس لانے کے لیے چلی گئی۔

"یہ سب کیسے ہوا۔؟" یاسر شاہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

سب ٹھیک ہے۔ بابا.. بس کسی نے حملہ کیا... میں ٹھیک ہوں..."

"یہ سب کس نے کیا؟ بتاؤ چھوٹے، کیا تم نے انہیں پہچانا؟" بڑے شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"نقاب پوش تھے... لیکن یہ حملہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔ وہ مجھے مارنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ بس مجھے ڈرانا چاہتے تھے.." چھوٹے شاہ نے مدھم آواز میں کہا۔

"کیا مطلب۔؟" شاہ بیگم نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

کورٹ کے نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے مجھے دھمکی دی گئی تھی کہ میں کیس چھوڑ دوں لیکن میں نے صاف انکار کیا۔

چھوٹے شاہ کی بات سن کر کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ شاہ بیگم کے چہرے پر خوف نمایاں تھا، اور انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"کیسا کیس؟ کون لوگ ہیں یہ؟ تمہیں کیوں دھمکی دی گئی؟"

بڑے شاہ نے چھوٹے شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گہری آواز میں پوچھا۔"تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا؟ اگر تمہیں دھمکی ملی تھی تو ہمیں اطلاع دینی چاہیے تھی۔"

مایا جلدی سے ایڈ باکس لے کر آئی اور بڑے شاہ کے قریب کھڑی ہو گئی۔

"یہ لو، شاہ بھائی۔"

بڑے شاہ نے ایڈ باکس سے گاز اور دوائیاں نکال کر چھوٹے شاہ کے زخم کی صفائی شروع کی۔

"چھوٹے، تمہیں ان کی بات کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

چھوٹے شاہ نے تکلیف کے باوجود مسکراتے ہوئے کہا۔"بھائی، اگر ہم صحیح ہیں تو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں کیس چھوڑ کر ان کے ہاتھ مضبوط نہیں کر سکتا۔"

"ضرورت نہیں یہ کیس لڑنے کی جس میں آپ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔" یاسر شاہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"بابا میں صرف اس لیے یہ کیس چھوڑ دوں کہ اس میں میری جان جا سکتی ہے۔ چلیں میں یہ کیس نہیں لڑتا تو کیا میں ویسے نہیں مروں گا؟ اگر میں یہ کیس چھوڑ دوں کورٹ سے واپس آتے میرا ایکسیڈنٹ ہو جائے۔ اور یا مجھ پر حملہ ہو جائیں اور میں اسی وقت مر جاؤں تو۔؟ اوپر جا کر اللہ کو کیا جواب دوں گا کہ اپنی جان کے لیے میں نے اس کے بندے کو انصاف نہیں دلایا۔"

چھوٹے شاہ کی بات سن کر کمرے میں گہرا سکوت چھا گیا۔ یاسر شاہ نے گہری سانس لی اور نظریں جھکا لیں۔ شاہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، جبکہ بڑے شاہ کی نظریں چھوٹے شاہ پر جم گئیں۔

"چھوٹے، تمہیں کسی بات کا خوف نہیں، ہے نا؟" بڑے شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"بھائی، مجھے خوف ہو بھی تو کیا فائدہ؟ یہ زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے اور اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ اگر میں حق کے لیے لڑ رہا ہوں، تو اللہ میرا ساتھ دے گا۔" چھوٹے شاہ کے الفاظ میں یقین اور مضبوطی تھی۔

"میرے بچے، میں تمہاری ہمت کی قدر کرتی ہوں، لیکن تم میری زندگی ہو۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہوگا؟" شاہ بیگم نے لرزتی آواز میں کہا۔

"ماں، میں جانتا ہوں آپ کا خوف جائز ہے، لیکن جو شخص ظلم سہتا ہے اور خاموش رہتا ہے، وہ بھی ظالم کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب یہ دنیا چھوڑوں، تو اللہ کے سامنے سرخرو ہو سکوں۔" چھوٹے شاہ نے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"اگر تم نے فیصلہ کر لیا ہے، تو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ لیکن یاد رکھو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ جنگ اب تمہاری نہیں، ہم سب کی ہے۔" یاسر شاہ نے لمبی خاموشی کے بعد گہری آواز میں کہا۔

"اور چھوٹے، تم جیسے لوگوں کے لیے ہی دنیا میں انصاف باقی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ تم ہمارے خاندان کا حصہ ہو۔" بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شکریہ بھائی۔!" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔مایا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، وہ نظریں جھکائے ایک کونے میں کھڑی تھی۔ چھوٹے شاہ نے اسے دیکھا اور نرمی سے آواز دی۔ "مایا، ادھر آؤ۔"

مایا نے ہچکچاتے ہوئے قدم بڑھائے اور چھوٹے شاہ کے قریب آئی۔اس کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ چھوٹے شاہ نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا، "مایا، کیا تم مجھے یوں کمزور دیکھنا چاہتی ہو؟ تمہاری یہ آنکھوں کی نمی مجھے اور زیادہ تکلیف دے رہی ہے۔"

"آپ کو اس حال میں دیکھنا میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ آپ میرے محافظ ہیں، اور آج آپ کو یوں زخمی دیکھنا... یہ دل برداشت نہیں کر سکتا۔" مایا نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

"مایا، میں ٹھیک ہوں۔ یہ سب کچھ زندگی کا حصہ ہے۔ جو لوگ سچائی کے راستے پر چلتے ہیں، انہیں آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تمہیں میری ہمت بننا ہے، میرے لیے کمزوری نہیں۔" چھوٹے شاہ نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ مایا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بڑے شاہ جلدی سے چھوٹے شاہ کو ہسپتال لے کر جاؤ۔" یاسر شاہ نے کہا۔

بڑے شاہ نے فوراً چھوٹے شاہ کا ہاتھ تھام لیا اور اسے سہارا دیتے ہوئے کھڑا کیا۔ "چلو، چھوٹے، ہسپتال چلتے ہیں۔"

"میں ٹھیک ہوں، بڑے شاہ۔ گھر پر ہی پٹی کر لیں گے، ضرورت نہیں ہے ہسپتال جانے کی۔" چھوٹے شاہ نے مدھم آواز میں کہا۔

"یہ ضد چھوڑو، چھوٹے۔ میں نے کہا ہے کہ ہسپتال جانا ضروری ہے، تمہاری حالت دیکھ کر لگ رہا ہے زخم گہرا ہے۔" یاسر شاہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں، ہسپتال چلیں، آپ کی جان سے زیادہ کچھ بھی ضروری نہیں۔" مایا نے بھی فکر مند ہو کر کہا۔

بڑے شاہ نے مزید بحث کیے بغیر چھوٹے شاہ کو سہارا دیا اور جلدی سے اسے گاڑی تک لے کر گئے۔ مایا اور شاہ بیگم ان کے پیچھے دوڑتی آئیں۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی بڑے شاہ نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی تیزی سے ہسپتال کی طرف بڑھا دی۔

وہ ہیلز پہنے آفس میں آئی تھی اس کے ہیلز کی آواز سن کر سب نے اس پر سنو سپرے کی کسی نے غبارے پھوڑے سب ایک ساتھ اسے ویش کیا تھا۔ کیف کے ماتھے پر شکن آئی تھیں۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" اس نے سخت لہجے میں پوچھا، ماتھے پر واضح شکن کے ساتھ۔ کیف نے حیرت اور الجھن سے سب کی طرف دیکھا۔

"ہیپی برتھ ڈے، کیف!" عالیہ نے سب سے آگے آتے ہوئے چہکتے ہوئے کہا اور اسے گلے لگا لیا۔

"یہ سب تم لوگوں نے کیوں کیا؟ مجھے یہ سب پسند نہیں!" کیف نے ناراضگی سے کہا اور اپنے ہیلز کے ساتھ زور سے فرش پر قدم رکھا۔

"ارے کیف، ہم نے تو بس تمہیں خوش کرنے کے لیے یہ سب کیا تھا۔" احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوش کرنے کے لیے؟ یہ سب غیر ضروری تھا، اور تم سب کو پتہ ہے کہ مجھے ایسی چیزیں پسند نہیں ہیں۔ آئندہ کوئی ایسا کچھ مت کرنا!" کیف نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے کیبن کی طرف بڑھنے لگی جب عالیان کی آواز پر رک گئی۔

"ہیپی برتھڈے کیف ملک!" کیف نے پلٹ کر عالیان کو دیکھا۔

"تھینک یو سر!" کیف نے چہرے پر زبردستی مسکراتے لاتے ہوئے کہا۔

"کیف میں جانتا ہوں کہ آپ کو یہ سب نہیں پسند لیکن آپ کو تو پتہ ہے یہاں پر ہر کسی کی برتھ ڈے سیلیبریٹ کی جاتی ہے تو ہم نے سوچا آپ کا بھی ہو جائیں۔ اب ہر بار منع کرتی ہے لیکن اس بار ہم نے آپ کو سرپرائز دینا چاہا۔" کیف کو تھوڑی سی شرمندگی ہوئی۔

"میں سمجھتی ہوں سر، اور آپ سب کی نیت بھی سمجھتی ہوں، لیکن میرا مزاج ہی کچھ ایسا ہے کہ یہ سب میرے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر میں نے کوئی سخت بات کہی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔" کیف نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں، کیف۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ کی پرائیویسی آپ کے لیے اہم ہے، لیکن آپ کی خوشی بھی ہمارے لیے اہم ہے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو سر، اور سب کا شکریہ۔ آپ سب نے میرے لیے وقت نکالا، اس کے لیے میں واقعی شکر گزار ہوں۔" کیف نے سر ہلایا اور نرم لہجے میں کہا۔

"اچھا اب تو کیک کاٹو۔" عالیہ نے کیف کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کیف نے نہ چاہتے ہوئے بھی سب کے اصرار پر کیک کاٹا۔ اس کے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ تھی، لیکن اندر سے وہ اب بھی بے چین تھی۔ سب نے اسے کیک کھلایا اور خوشی کا اظہار کیا۔ عالیہ نے کیف کے ہاتھ سے چاقو لیتے ہوئے کہا، "چلو اب تمہیں بھی کیک کھلانے کا موقع دیا جائے۔"

کیف نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ عالیہ کو کیک کھلایا اور باقی ٹیم کے ساتھ بھی یہی کیا۔ عالیان تھوڑے فاصلے سے یہ سب دیکھ رہا تھا، مسکراتے ہوئے کیف کے قریب آیا اور کہا، "اب میں بھی آپ بھی کھلاتا ہوں، ورنہ یہ دن ادھورا رہ جائے گا۔"

عالیان نے ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹا اور کیف کی طرف بڑھا دیا۔ کیف نے جھجھکتے ہوئے وہ ٹکڑا کھایا اور تھوڑا بچا ہوا عالیان نے منہ میں ڈالا اور کہا، "بہترین کیک ہے، شاید اس لیے کیونکہ تمہارے جھوٹا کھایا۔"

یہ سنتے ہی کیف کا چہرہ سرخ ہو گیا، اور اس نے نظریں جھکا لیں۔ عالیہ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوئی نہ بات، اب یہ دن واقعی یادگار ہو گیا۔"

سب نے زور سے تالیاں بجائیں، کیف نے سب سے ایکسیوز کرتے اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔ تھوڑے دیر بعد عالیان بھی اندر آیا تھا اور کیف کو اپنے ساتھ کہیں باہر لنچ کرنے کو کہا کیف نے بہت منع کیا لیکن عالیان کے سامنے کیف کی ایک نہ چلی۔ وہ جانتی تھی کہ عالیان ضدی ہے اور جب اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ اسے مان کر ہی دم لے گا۔

"سر، میں آپ کو پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ مجھے باہر جانا اچھا نہیں لگتا۔" کیف نے نرمی سے کہا۔

"اور میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ آج کا دن خاص ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ یاد رکھیں۔" عالیان نے اصرار کیا۔

کیف نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ ہاں کر دی۔ "ٹھیک ہے، لیکن زیادہ وقت نہیں لگے گا، ٹھیک ہے؟"

"وعدہ!" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہاں سے چلا گیا کیف کو خود پر غصہ آرہا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ کاش آج کے دن وہ چھٹی کر لیتی تو یہ سب نہ دیکھنا پڑتا۔ کیف کی آنکھوں کے سامنے وہ دن پھر

سے آگیا، جب اس نے پہلی بار اپنے دل کی آواز کو دبایا تھا۔ چھ سال پہلے کی بات تھی، جب وہ خوش تھی، بے فکر تھی، لیکن اُس دن نے اس کی زندگی کا رخ بدل دیا تھا۔

لنچ کا ٹائم ہوتے ہی عالیان کیف کے پاس ایا اور اسے چلنے کے لیے کہا کیف نے گہری سانس لی اور عالیان کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اور دونوں آفس سے نکلے۔

عالیان نے کیف کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں کسی قریبی ریستوران کی طرف روانہ ہو گئے۔ گاڑی میں ہلکی موسیقی چل رہی تھی، لیکن کیف خاموش تھی۔

"اتنی خاموش کیوں ہو؟" عالیان نے پوچھا۔

"بس ویسے ہی، کچھ خاص نہیں۔" کیف نے مختصر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، لیکن مجھے امید ہے کہ یہ لنچ آپ کے دن کو بہتر بنا دے گا۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف نے خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ عالیان نے اس کی خاموشی کو محسوس کر کے خود بھی خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں ریستوران میں پہنچے تھے ریستوران کے اندر داخل ہوتے ہی کیف کی نظریں روم کی سجاوٹ پر پڑیں۔ پورے کمرے میں سفید پھول، رنگین لائٹس اور نرم موسیقی کا ماحول تھا، جو کسی رومانوی فلم کا منظر لگ رہا تھا۔ کیف کے لیے یہ سب کچھ اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ ایک لمحے کے لیے اپنی حقیقت سے دور ہو گئی۔

"یہ سب تمہارے لیے۔امید ہے کہ تمہیں پسند آئے گا۔"کیف نے سر ہلایا اور پھر آہستہ سے کہا،

"یہ بہت خوبصورت ہے، مگر مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی۔"عالیان نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

" کبھی کبھی ہمیں وہ چیزیں ملتی ہیں جو ہمیں اس وقت ضرورت نہیں لگتیں، لیکن جو دل سے دی جاتی ہیں، وہ اہم ہوتی ہیں۔"عالیان نے مسکرا کر کہا۔

"شکریہ، سر۔"کیف نے گہری سانس لی اور پھر آہستہ سے کہا۔

"آؤ بیٹھو۔"عالیان نے کرسی کھینچ کر کیف سے کہا تو کیف بیٹھ گئی اور سامنے کرسی پر خود بیٹھ گیا۔

"کیا کھانا چاہے گی آپ؟"

"جو بھی آپ آرڈر کریں۔"

"نہیں مگر آپ بتائیں کہ کیا آرڈر کروں۔؟آج آپ کا دن ہے تو کھانا بھی آپ کی مرضی سے ہو گا تو اب اپ بتائیں کہ اپ کو کیا کھانا ہے۔؟"

"چیز پیزا ٹھیک رہے گا۔"کیف نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

"چیز پیزا؟بس اتنا ہی۔؟"عالیان نے حیرت سے پوچھا۔

"جی سر میں زیادہ نہیں کھاتی۔"

"مگر کیوں۔؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عادت نہیں ہے۔" کیف نے مختصر جواب دیا۔عالیان نے کیف کی باتوں کو سمجھتے ہوئے کھانے کا آرڈر دیا اور پھر ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں کھانا آ گیا دونوں نے ایک ساتھ کھانا کھالیا عالیان باتیں کر رہا تھا اور کیف ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے جواب دے رہی تھی۔

"اچھا سنو میں ایک بات کئی دنوں سے آپ سے کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے وقت نہیں ملا تو سوچا اب بتا دوں۔" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی۔"

"میں شادی کے بعد کینیڈا شفٹ ہو رہا ہوں۔" کیف نے چونک کر اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں میں حیرت کی جھلک تھی، وہ چند لمحوں تک خاموش رہی۔اس کی نظریں عالیان پر مرکوز ہو گئیں، جیسے وہ یہ بات ہضم کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کینیڈا؟" کیف نے آہستہ سے کہا، "لیکن کیوں؟"

"میں زیادہ تر وہاں رہا ہوں تو سوچا کہ شادی کی بعد ممی اور آپ کے ساتھ چلا جاؤں ممی کو اعتراض نہیں ہے لیکن سوچا آپ کو بھی بتا دوں۔اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان دو مہینوں میں ہماری شادی ہو جائیں۔"

کیف کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے الجھن اور حیرت کی لہر دوڑ گئی۔اس نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھالا اور پھر چپ چاپ عالیان کی باتوں پر دھیان دیا۔

"تو آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم شادی کریں اور پھر آپ کینیڈا چلے جائیں؟" کیف نے آہستہ سے پوچھا۔

عالیان نے سر ہلایا، "ہاں، مجھے لگتا ہے کہ یہ وقت ہمارے لیے مناسب ہے۔دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنا چاہیے، اور میں چاہتا ہوں کہ جب میں وہاں جاؤں تو میری زندگی کے سب سے اہم شخص کے ساتھ ہوں۔"

کیف کے دل میں درد کی ٹھیسیں میں اٹھنے لگی اس نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور گہری سانس لی۔ہاں اس نے بڑے شاہ کے ضد میں آکر منگنی کے لیے ہاں کی تھی مگر شادی، یہ سب ایک بوجھ کی طرح اس پر آ گرا تھا۔

"کیف؟" عالیان کی آواز نے اس کی دنیا کو دوبارہ پگھلایا۔کیف نے آہستہ سے سر اٹھایا اور عالیان کی طرف دیکھا، جس کے چہرے پر فکر اور محبت کی جھلک تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" عالیان نے پوچھا۔

"ہاں۔" کیف نے تذبذب کے عالم میں جواب دیا۔

"اوکے اب چلیں۔؟" عالیان نے اٹھتے ہوئے کہا۔کیف نے ہاں میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ سوری میں آپ کو گفٹ دینا بھول گیا۔" عالیان نے اپنے جیب سے ایک ڈبیا نکالا تھا اور اس میں سے ایک بریسلٹ نکالا تھا۔

"یہ آپ کے لیے ہے۔" عالیان نے بریسلٹ کیف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کیف نے حیرت سے بریسلٹ کو دیکھا۔ یہ نہایت خوبصورت اور نفیس تھا، سادہ مگر انتہائی دلکش۔

"یہ ضروری نہیں تھا، سر۔" کیف نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں تھا، مگر یہ میرا دل چاہا۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ صرف ایک چھوٹا سا تحفہ ہے، امید ہے آپ کو پسند آئے گا۔"

کیف نے نرمی سے بریسلٹ کو ہاتھ میں لے لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔ "یہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔ شکریہ۔"

"آپ کے جیسا کچھ خاص اور خوبصورت دینے کی کوشش کی ہے۔" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

کیف نے جواب میں بس ایک مختصر مسکراہٹ دی اور بریسلٹ کو اپنی کلائی پر پہن لیا۔ عالیان نے اسے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور کہا، "چلیں، اب دیر نہ کریں۔"

دونوں ریستوران سے نکلے اور گاڑی میں بیٹھ گئے، لیکن کیف کے دل میں عجیب سا بوجھ تھا۔ وہ بریسلٹ کو دیکھتی رہی، جیسے وہ بریسلٹ اسے بوجھ لگ رہی تھی۔

"زران بھائی چار بج گئے ہیں اور ماہی ابھی تک گھر نہیں آئی ہے۔" زران جو آج تھکان کے وجہ سے جلدی گھر آیا تھا اور آتے ہی وہ سونے کے لیے لیٹ گیا تھا کہ کچھ آرام کرے مگر کال آتے ہی اس نے کال اٹھائی اور عمائرہ کی آواز سن کر وہ ششدر رہ گیا۔

"کیا؟ ماہی ابھی تک گھر نہیں پہنچی؟" زران نے بے یقینی سے پوچھا، اور فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"جی زران بھائی، میں نے اسے دوپہر میں کال کی تھی، لیکن اس کی دوست نے کہا کہ فون اس کے پاس ہے اور پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے۔ میں بہت پریشان ہوں، وہ کبھی بھی اتنی دیر تک گھر سے باہر نہیں رہتی۔" عمائرہ کی آواز میں تشویش نمایاں تھی۔

"تم پریشان مت ہو، میں دیکھتا ہوں۔" زران نے جلدی سے اپنی گھڑی پہ نظر ڈالی، اور پھر جیکٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"زران بھائی، پلیز جلدی کچھ کریں۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے اور ممی بھی پریشان ہو رہی ہے"

"ٹھیک ہے، عمائرہ۔ میں فوراً کچھ کرتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔"

زران نے فون بند کیا، جوتے پہنے، اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا دل بھی ایک عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گیا اور یونیورسٹی کے طرف روانہ ہوا۔ یونیورسٹی پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکی اور اندر جانے لگا لیکن راستے میں سیکیورٹی والوں نے روکا۔

Clubb of Quality Content

"رکیے! آپ کہاں جارہے ہیں؟"سیکیورٹی گارڈ نے زران کو روکا۔

"میں ماہی کو ڈھونڈنے آیا ہوں، وہ ابھی تک گھر نہیں پہنچی۔ کیا آپ نے اسے یہاں دیکھا ہے؟" زران نے بے چینی سے جواب دیا۔

"سر، یونیورسٹی کا وقت ختم ہو چکا ہے، اور یہاں سب جا چکے ہیں۔ آپ اندر نہیں جا سکتے۔"گارڈ نے پروفیشنل انداز میں کہا۔

"دیکھیں، یہ ایمرجنسی ہے! ماہی میری کزن ہے۔ پلیز مجھے اندر جانے دیں یا پھر آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ نے اسے یہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے؟"زران کی آواز میں سختی اور پریشانی دونوں شامل تھیں۔

"سر، میں نے دوپہر کے وقت سب کو نکلتے دیکھا تھا۔ گارڈ نے چند لمحے سوچا اور پھر کہا۔

"پلیز مجھے چیک کرنے دو۔"زران اندر جانے لگا تھا۔

"کیا پتہ وہ کسی کے ساتھ بھاگ....."ابھی سیکورٹی نے بات بھی پوری نہیں کی تھی جب زران پلٹتے ہوئے اس کے چہرے پر مکا جھڑا تھا۔

"زبان سنبھال کے بات کرو!"زران نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا۔

سیکیورٹی گارڈ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا اور خوفزدہ ہو کر زران کو دیکھنے لگا۔"سوری سر... میں بس..."

"بس کچھ نہیں! ماہی میری عزت ہے، اور اس کے بارے میں ایک لفظ بھی غلط نہیں سن سکتا۔ اگر وہ یہاں نہیں ہے تو سیدھا جواب دو، ورنہ میں خود اندر جا کر دیکھوں گا!" زران کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ بے چینی بھی نمایاں تھی۔

"سر، میں نے واقعی پورے احاطے کی تلاشی لے لی ہے، وہ یہاں نہیں ہے۔" گارڈ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

زران نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے گہری سانس لی اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ "اگر وہ یہاں نہیں ہے، تو کہاں جا سکتی ہے؟ کیا تم نے کسی مشکوک شخص کو یہاں آتے یا جاتے دیکھا؟"

"نہیں سر، یہاں کوئی نہیں آیا۔"

"میں خود دیکھوں گا۔" زران نے گارڈ کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے زبردستی اندر جانے کی ٹھانی۔

"سر، پلیز! یہ یونیورسٹی کے قوانین کے خلاف ہے، اور آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔" گارڈ نے راستہ روکنے کی کوشش کی، مگر زران نے اسے ایک سخت نظر سے دیکھا اور دھکیل کر آگے بڑھ گیا۔

Clubb of Quality Content

"ماہی!" زران نے زور سے آواز لگائی، مگر چاروں طرف سنّاٹا تھا۔ ہر کمرہ خالی تھا، ہر گلی ویران۔ زران کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی، اور اس کا دل کسی انہونی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ پوری یونیورسٹی دیکھنے کے بعد وہ ناکام سا یونیورسٹی سے نکلا تھا

زران یونیورسٹی کے مین گیٹ سے باہر نکلا تو شام کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ اس کے ماتھے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے، اور دل عجیب سی بے چینی سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا، مگر قدموں میں تھکن اور دل میں فکر تھی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے فوراً ماہی کا نمبر ڈائل کیا، مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"کہاں ہو تم، ماہی؟" زران نے مایوسی سے فون ڈیش بورڈ پر پھینک دیا۔

"کیا اسے کسی نے اغوا کیا ہے؟" زران کے دماغ میں مختلف خدشات سر اٹھا رہے تھے۔

اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور سوچنے لگا کہ اب کہاں جائے۔ "عمائرہ کے گھر؟ اسپتال؟ یا کہیں اور؟" وہ الجھن میں تھا۔ اچانک اس کی ذہن میں ایک جھماکا ہوا وہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے اس نے گاڑی کی رفتار تیز کی اور کچھ ہی منٹوں میں وہ وہاں پر پہنچ گیا تھا۔

زران نے اپنی گاڑی کو جھٹکے سے روکا اور فوراً باہر نکلا۔ اس کا دل بے قابو ہو رہا تھا، اور غصہ اس کی آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔ اس نے عمارت کے دروازے کو دھڑ دھڑاتے ہوئے کھولا اور اندر داخل ہوا۔

سامنے ہال میں چند لوگ بیٹھے تھے، جو زران کو دیکھتے ہی چونک گئے۔ زران نے ان سب کو نظر انداز کرتے ہوئے کامران کے والد کو گردن سے دبوچا تھا اور اس کے ماتھے پر گن رکھتے ہوئے کامران کا پوچھا۔ مگر اس نے انکار کیا زران نے اس کے ماتھے پر گن کی نوک اور مضبوطی سے رکھتے ہوئے دوبارہ پوچھا اس نے جلدی سے کامران کو کال کی اگر زران نے کہا کہ ویڈیو کال کرو اس نے ڈرتے ہوئے کامران کو ویڈیو کال کی۔

کامران کی ویڈیو کال جوں ہی شروع ہوئی، زران نے اپنی نظریں اسکرین پر جما دیں۔ دوسری طرف کامران مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا، لیکن جیسے ہی اس کی نظر ویڈیو کال پر زران کی گن کے ساتھ کھڑی تصویر پر پڑی، اس کے چہرے کی رنگت اڑ گئی۔

"کامران! اگر میری ماہی کو ایک خراش بھی آئی تو تمہیں جیتے جی زمین پر نہیں چھوڑوں گا!" زران کی آواز غصے سے گونج رہی تھی۔

"زران، پلیز، بات سنیں! میں نے کچھ نہیں کیا!" کامران نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کہانیاں مت سناؤ! میری ماہی کہاں ہے؟" زران نے گن کی نوک مزید زور سے کامران کے والد کے ماتھے پر رکھی، جو خوف سے لرز رہے تھے۔

"وہ... وہ محفوظ ہے! میں نے اسے نقصان نہیں پہنچایا!" کامران نے گھبراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے ابھی اور اسی وقت اسے دیکھنا ہے!" زران نے چلا کر کہا۔

"مگر وہ یہاں پر نہیں ہے وہ یونیورسٹی میں ہے میں نے اس کو سٹور روم میں بند کیا ہے۔"

زران کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔"تمہارے بیٹے کی یہ ہمت؟ میری ماہی کو یونیورسٹی کے سٹور روم میں بند کیا؟!"کامران کے والد کی بات سن کر وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔

"دیکھو، زران! جو ہوا، وہ غلط ہے۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں ہو گا۔"کامران کے والد خوف سے کانپتے ہوئے بولے۔

"خاموش رہو! کامران اگر میری ماہی یونیورسٹی میں نہ ملی تو میں تمہارے والد کو تمہارے سامنے ماروں گا"زران نے گن کو ایک بار پھر ان کے ماتھے پر رکھتے ہوئے کہا اور کامران کے والد کو اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں بٹھادیا خود بھی بیٹھ کر یونیورسٹی کے لیے نکل گیا۔زران کی آنکھوں میں غصہ اور بے چینی کی لہر تھی، اس نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی اور کچھ ہی لمحوں میں یونیورسٹی کے سامنے پہنچ گیا۔اس کی نظریں یونیورسٹی کے گیٹ پر مرکوز تھیں، جہاں پر سیکیورٹی گارڈز اس کے قریب آتے دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹ گئے۔زران نے کامران کے والد کو مضبوطی سے پکڑ کر گاڑی سے باہر نکالا اور اسے ساتھ لے کر یونیورسٹی کے اندر بڑھا۔

"اگر میری ماہی کو کچھ ہوا تو تم دونوں کو کوئی نہیں بچا سکے گا!"زران کی آواز میں غصہ اور دھمکی تھی۔اس کے چہرے پر سختی تھی۔

"میں اندر جا کے دیکھتا ہوں اگر وہ مجھے ملی تو تم یہاں سے زندہ جا سکتے ہو ورنہ یہاں سے صرف تمہاری لاش جائے گی۔" سٹور روم کی طرف بڑھتے ہوئے زران نے کامران کے والد کو مزید دھکیلتے ہوئے کہا۔

سٹور روم کے اندر داخل ہوتے ہوئے زران کی نظریں چاروں طرف دوڑ رہی تھیں، دل میں بے چینی اور غصہ بڑھ رہا تھا۔ ماہین جو کونے میں بیٹھی تھی زران کی آواز سن کر وہ جلدی سے اٹھ گئی اور زران کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ بھاگتے ہوئے بے اختیار اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔

مجھے پتہ تھا شاہ جی کہ آپ آؤ گے آپ مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ ماہی زران کے سینے سے لگے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"مجھے آپ کے لیے آنا پڑا، ماہی۔ اگر میں نہ آتا تو میں مر جاتا۔ جب مجھے پتا چلا کہ تم غائب ہو، میری سانسیں رک گئیں۔ ایسا لگا جیسے میری دنیا ختم ہو گئی ہو۔" زران کی آواز کانپ رہی تھی۔

ماہین اب بھی رو رہی تھی زران اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ "دیکھو، اب تو میں آ گیا ہوں، ماہی۔ اب کیوں رو رہی ہو؟" زران نے نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

ماہین نے اپنے آنسو پونچھے اور دھیمی آواز میں بولی، "مجھے لگا تھا کہ میں یہاں سے کبھی باہر نہیں نکل سکوں گی، شاہ جی۔ میں بہت ڈر گئی تھی۔"

"اب تمہیں کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔" زران نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی۔

"مجھے لگتا تھا کہ آپ نہیں آئیں گے، لیکن دل کہہ رہا تھا کہ آپ مجھے اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔" ماہین کی آواز میں شکر گزاری تھی۔

"ماہی، تم میرے لیے سب کچھ ہو۔ میں چاہے جہاں بھی ہوں، تمہارے لیے ہمیشہ آؤں گا۔ تمہیں اکیلا چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" زران نے مضبوط لہجے میں کہا۔ ماہین نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائی۔

"چلو، اب یہاں سے نکلتے ہیں۔" زران نے اس کے ہاتھ کو تھام کر کہا۔

"شاہ جی..." ماہین نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا، اور دونوں ایک دوسرے کی موجودگی میں سکون محسوس کرتے ہوئے اسٹور روم سے باہر نکلنے لگے۔ ماہین کا ہاتھ تھامے وہ یونیورسٹی سے نکلا اور ماہین کو گاڑی میں بٹھایا اور خود بھی بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔ کچھ ہی دیر میں دونوں ملک ہاؤس میں تھے۔

ماہین کو صحیح سلامت دیکھ کر عائشہ بیگم نے بھاگ کر اسے گلے سے لگا لیا، آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔ "الحمدللہ، میری بیٹی ٹھیک ہے!" وہ بار بار اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"ماہی! تم نے ہمیں کتنا ڈرا دیا تھا، ہمیں لگا تھا کہ..."اس کی آواز آنسوؤں میں ڈوب گئی۔ عمائرہ بھی ماہین کو دیکھ کر جذباتی ہو گئی۔

"میں ٹھیک ہوں، عمائرہ۔"ماہین نے اسے گلے لگاتے ہوئے تسلی دی۔"اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

زران، جو دروازے کے قریب کھڑا تھا، خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ عائشہ بیگم نے اسے دیکھ کر کہا۔

"بیٹا، تم نے جو کیا، اس کے لیے ہم ہمیشہ تمہارے شکر گزار رہیں گے۔"

"خالہ، یہ میرا فرض تھا۔"زران نے نرمی سے جواب دیا۔

"زران بھائی، آپ نہ ہوتے تو نہ جانے کیا ہو جاتا۔"عمائرہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ میں ماہی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔"زران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماہین کی طرف دیکھا، جو اب بھی اپنی ماں کے گلے لگی ہوئی تھی۔

"یہ بتاؤ کہ تم کہاں تھی۔؟"ماہین کو بٹھاتے ہوئے عائشہ بیگم نے سوال کیا۔

"وہ یونیورسٹی کی چھٹی ہونے والی تھی میرے پاس ایک لڑکی آئی اور کہا کہ مجھے پرنسپل سر آفس میں بلا رہے ہیں تو میں نے اپنا بیگ اور موبائل اپنے دوست فاطرہ کو دیا کہ آپ یہ پکڑیں اور میں آتی ہوں اور میں آفس کی طرف جانے لگی لیکن پھر کسی نے میرے منہ پہ ہاتھ رکھا اور مجھے زبردستی گھسیٹتے

ہوئے سٹور روم لے کر گئے اور دروازہ بند کر گیا میں بہت چیخی چلائی لیکن کسی نے میری آواز نہیں سنی۔"

ماہین کی بات سن کر عائشہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔"بیٹا، تمہیں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے تھی۔ تم اکیلی کیوں گئی؟"عائشہ بیگم نے افسوس سے کہا۔

"امی، مجھے نہیں لگا تھا کہ کچھ ایسا ہو سکتا ہے۔ وہ لڑکی تو یونیورسٹی کی ہی لگ رہی تھی۔"ماہین نے اپنی صفائی پیش کی۔

"یہ سب تمہارے ساتھ نہیں ہونا چاہیے تھا، ماہی۔"عمائرہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔"تمہیں فاطرہ کو بتانا چاہیے تھا کہ کہاں جا رہی ہو۔"

"میں نے اسے بتایا تھا کہ پرنسپل نے بلایا ہے، لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ سب جھوٹ تھا۔"ماہین نے مایوسی سے کہا۔

ماہین تم فکر نہ کرو میں کل آپ کی یونیورسٹی آ کر پرنسپل سے بات کروں گا اور جس دن تمہارے ساتھ ایک گھٹیا پرینک کیا تھا اسے بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

"پرینک؟ یہ پرینک نہیں تھا، شاہ جی، یہ میری زندگی کا سب سے خوفناک دن تھا۔"اس کی آواز میں خوف اور غصے کی جھلک تھی۔ زران کی بات سن کر ماہین نے سر اٹھایا۔

"ماہی، میں جانتا ہوں کہ یہ مذاق نہیں تھا۔ لیکن جو بھی یہ حرکت کرنے والے ہیں، انہیں سبق سکھانا ضروری ہے۔" زران نے سخت لہجے میں کہا۔ ماہین نے ہاں میں سر ہلایا۔

"آپ سب بیٹھے میں کھانا لے کر آتی ہوں۔" عائشہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا اور کچن میں چلی گئی عمائرہ بھی اس کی مدد کرنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے گئی۔ ماہین اور زران اکیلے رہ گئے۔

"یہ سب کامران نے کیا تھا۔" زران نے تھوڑی توقف کے بعد کہا۔

"کامران؟" ماہین نے زران کی طرف حیرت سے دیکھا۔

"ہاں لیکن میں اسے چھوڑوں گا نہیں اور آپ فکر نہ کریں میں نے کامران سے کہا تھا کہ وہ تم سے دور رہیں لیکن پھر بھی اس نے اپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اس بار میں وہ حشر کروں گا کہ وہ یاد رکھیے گا اور تم اس یونیورسٹی سے نکل جاؤ۔"

"مگر کچھ دنوں میں تم میری امتحانات شروع ہونے والے ہیں۔ میں کیسے یونیورسٹی سے نکل سکتی ہوں۔؟"

زران نے گہری سانس لیتے ہوئے ماہین کی طرف دیکھا۔ "ماہی، میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے امتحانات بہت اہم ہیں، لیکن تمہاری حفاظت اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ میں تمہیں کسی خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔"

Clubb of Quality Content

"لیکن شاہ جی، یہ سب کچھ ایک بار ہوا ہے، اب دوبارہ ایسا نہیں ہوگا۔ میں اپنی پڑھائی پر توجہ دینا چاہتی ہوں۔" ماہین نے نرمی سے کہا۔

"کامران جیسے لوگ ایک بار پر نہیں رکتے، اور میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ امتحانات کی وجہ سے یونیورسٹی چھوڑنا ممکن نہیں، تو ٹھیک ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھوں گا۔" زران نے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا۔

"میں کل خود پرنسپل سے ملوں گا اور یونیورسٹی کی سیکیورٹی مزید سخت کرواؤں گا۔ اور کامران کو اس کی حرکت کا انجام بھگتنا ہوگا۔" ماہین نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے، لیکن زران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"یہ میرا فیصلہ ہے، اور تمہیں اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر تم یونیورسٹی جانا چاہتی ہو تو تمہیں میری ہدایت پر عمل کرنا ہوگا۔" اتنا کہتے ہوئے وہ غصے سے گھر سے نکل گیا اور ماہین اسے آوازیں دیتی رہی۔ اسے خود پر غصہ آرہا تھا کہ اس نے زران کو ناراض کر دیا۔ وہ جانتی تھی کہ زران اس کی حفاظت کے لیے اتنا فکرمند ہے، لیکن وہ بھی اپنی تعلیم کو چھوڑنے کا سوچ نہیں سکتی تھی۔ ماہین بے بسی سے صوفے پر بیٹھ گئی اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے خود کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگی پھر اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

"امی شاہ جی چلے گئے ہیں اور میں بھی کھانا نہیں کھا رہی مجھے بھوک نہیں ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں۔؟" عائشہ بیگم نے حیرت سے ماہین کی طرف دیکھا۔

"پتہ نہیں امی۔۔" ماہر نے مختصر جواب دیا اور کچن سے نکل گئی اور اپنے کمرے میں آگئی اور زور سے دروازہ بند کیا اور اوندھے منہ لیٹ گئی۔

کیف لنچ کے بعد عالیان سے اجازت لے کر سیدھا گھر آئی مگر امی کو پریشان دیکھ کر وہ ان کے پاس آئی۔

"کیا ہوا امی اتنی پریشان کیوں ہیں۔؟" کیف نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"پریشانی والی بات ہے بیٹا چھوٹے شاہ پر کسی نے جان لیوا حملہ کیا ہے۔ مجھے کچھ دیر پہلے مایا نے کال کر کے بتایا۔" ان کی آواز میں تکلیف تھی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ امی...؟ کب... کہاں... کیسے۔؟"

"بیٹا سوال کرنے کے بجائے جاؤ جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم دونوں ان کے گھر چلتے ہیں۔"

"امی میں۔؟"

"ہاں بیٹا جلدی کرو۔"

"لیکن امی میں نہیں جا سکتی۔" کیف نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"فضول ضد نہ کرو جاؤ تیار ہو کے نیچے آؤ میں پہلے ہی لیٹ ہوں۔"

"جی امی۔" ناچاہتے ہوئے بھی کیف نے بات مان لی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اب وہ کیا بتاتی کہ گھر میں اس کا دل ٹوٹا تھا وہ اس گھر میں کیسی جاسکتی تھی۔ وہ گھر اب اس کے لیے قید خانے سے کم تھا اور بھلا کون قید خانے جائے گا۔

کیف کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے دل میں عجیب سی بے چینی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اپنی ماں کی بات کو ٹالنا ممکن نہیں تھا، لیکن اس گھر جانے کا خیال ہی اسے اذیت دے رہا تھا۔

"میں کیسے جاؤں وہاں؟ جہاں ہر کونا مجھے یہ یاد دلائے گا کہ اس وقت میں کتنی بے بس تھی۔.. جہاں ہر دیوار مجھے اپنی بے بسی اور ٹوٹے خواب یاد دلاتی ہے۔" کیف نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

اس نے دھیرے سے وارڈروب کھولی اور ایک اورنج رنگ کا سوٹ نکالا۔ کپڑے بدلتے ہوئے اس کا دل بار بار بھاری ہو رہا تھا۔ "یہ سب میرے نصیب میں کیوں آیا؟ کیوں مجھے وہ سب یاد دلانے والے لمحے بار بار جھیلنے پڑتے ہیں؟"

تیار ہو کر کیف نے ایک گہری سانس لی اور آئینے میں خود کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک اداسی تھی، لیکن اس کے چہرے پر وہی خاموشی اور ضبط تھا جو وہ ہمیشہ لوگوں کے سامنے رکھتی تھی۔

نیچے پہنچتے ہی اس نے اپنی امی کو دیکھا جو بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

"چلو، جلدی کرو۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" عائشہ بیگم نے جلدی سے کہا۔

کیف نے سر ہلایا اور اپنی ماں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ کیف نے گاڑی سٹارٹ کی اس کی نظریں سامنے تھیں، مگر اس کا دماغ ماضی کے زخموں میں الجھا ہوا تھا۔

صبح کی روشنی کھڑکی سے پردے کے کناروں سے جھانک رہی تھی۔

"ماہی اٹھو دس بج رہے ہیں۔" عمائرہ نے اسے ہلاتے ہوئے کہا۔

"پلیز سونے دو میں رات کو بھی لیٹ سوئی تھی بس ایک اور گھنٹہ۔" ماہین نے کمبل میں چہرے چھپاتے ہوئے کہا۔

"ماہی جلدی اٹھو ہمیں خالہ کے گھر جانا ہے۔" خالہ کا نام سن کر وہ ایک سے بیٹھ گئی۔

"کیوں۔؟" ماہین نے حیرت سے پوچھا۔

"کیونکہ خالہ نے ہم سب کو بلایا ہے اس لیے ہم سب جا رہے ہیں۔"

"خالہ نے بلایا ہے؟ واؤ" ماہین نے چہکتے ہوئے کہا۔

"اب جلدی اٹھو، ورنہ امی ناراض ہو جائیں گی۔" عمائرہ نے اس کا کمبل کھینچتے ہوئے کہا۔

"بس میں دس منٹ میں آئی۔" ماہین بھاگ کے تیار ہونے کے لیے چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ بلکل تیار گرے کپڑوں میں ڈوپٹے کو کندھے پر ڈالتے ہوئے نیچے آئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"ماہین، ماشااللہ! آج تو تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" عائشہ بیگم نے پیار سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، امی!" ماہین نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اب جلدی سے ناشتہ کریں پھر نکلنا ہے۔" عائشہ بیگم نے ماہین کے سامنے ناشتہ رکھتے ہوئے کہا۔ عمائرہ تو پہلے سے ہی ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔

"جی امی۔" کیف جلدی جلدی سے ناشتہ کرنے لگی۔

"ماہین، آرام سے کھاؤ، تمہارے پاس وقت ہے۔" عائشہ بیگم نے پیار سے کہا۔

"امی، آپ ہی تو کہہ رہی تھیں کہ جلدی کریں، اس لیے جلدی کر رہی ہوں۔" ماہین نے نوالہ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"جلدی کرو، لیکن سانس بھی تو لو۔" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہیں ناشتہ ختم کرنے کے بعد مجھے تنگ کرنے کا بھی وقت مل جاتا ہے، عمائرہ۔" ماہین نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"چلو، جلدی ختم کرو۔ ہمیں خالہ کے گھر پہنچنے میں وقت لگے گا، اور وہ انتظار کر رہی ہوں گی۔" عائشہ بیگم نے سب کو یاد دلایا۔

"امی، میں تیار ہوں۔" ماہین نے تیزی سے ناشتہ ختم کیا اور پانی کا گلاس پیتے ہوئے اٹھ گئی۔

"بہت اچھا! عمائرہ، تم بھی ختم کرو۔ ہمیں نکلنا ہے۔" عائشہ بیگم نے کہا۔

کچھ ہی دیر میں سب گاڑی میں بیٹھ کر خالہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئیں تھیں۔

"آ گئے آپ۔؟" عالیان کو گھر میں آتے دیکھ کر حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔

"جی ممی۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دن کیسے گزرا۔؟" اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا۔" عالیان مسکرایا۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔!"

"اچھا مما میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔'

"کونسی بات۔؟"

"مجھے ان دو مہینوں کے اندر شادی کرنی ہے۔" عالیان ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا۔

حبیبہ بیگم نے حیرت سے عالیان کو دیکھا، جیسے اس کی بات پر یقین نہ کر پا رہی ہوں۔

"شادی؟ اور وہ بھی دو مہینے کے اندر؟ یہ اچانک فیصلہ کیوں؟" انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ممی، یہ فیصلہ اچانک نہیں ہے۔ میں نے کافی سوچا ہے۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ مجھے کینیڈا واپس جانا ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اور میرا شریکِ حیات دونوں میرے ساتھ ہوں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد شادی ہو جائے۔" عالیان نے نرمی سے وضاحت دی۔

"آپ کی خوشی میں میری خوشی ہے۔ میں آج ہی کیف کی امی سے بات کروں گی اور پھر ہم شادی کی تاریخ پکی کریں گے۔" حبیبہ بیگم کی بات سن کر عالیان کی خوشی چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔

"شکریہ، ممی! مجھے یقین تھا کہ آپ میری بات سمجھیں گی۔" عالیان نے ان کے ہاتھ تھام کر کہا۔

"تم خوش رہو، بیٹا۔ میں ابھی فون کر کے کیف کی امی سے ملاقات کے لیے وقت لیتی ہوں۔" حبیبہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

اور فوراً فون اٹھا کر نمبر ملایا۔

دوسری طرف کیف کی امی نے فون اٹھایا تو حبیبہ بیگم نے گرم جوشی سے کہا۔

"السلام علیکم، بہن جی! کیسی ہیں آپ؟"

"وعلیکم السلام! میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ سنائیں؟" کیف کی امی نے جواب دیا۔

"الحمدللہ! آپ سے ایک خاص بات کرنی تھی، اگر آج شام کا وقت دے سکیں تو ملاقات ہو سکتی ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی آج تو ممکن نہیں ہے کیونکہ میری بیٹی کے شوہر پر حملہ ہوا تھا تو ہم اس کی خیریت پوچھنے کے لیے ان کے گھر جا رہے ہیں ہم راستے میں ہیں۔"

"یہ تو بہت افسوس کی بات ہے! اللہ ان کو صحت دے اور ہر مشکل سے محفوظ رکھے۔ آپ بالکل آرام سے ان کے پاس جائیں، خیریت دریافت کریں۔ ہم پھر کسی اور دن ملاقات کا وقت رکھ لیں گے۔"

"جی، بہت شکریہ یہ آپ کی دعاؤں کا۔ ہم ان شاءاللہ جلدی ملاقات کریں گے۔ اللہ حافظ!" کیف کی امی نے نرمی سے کہا۔

"اللہ حافظ!" حبیبہ بیگم نے فون بند کیا اور ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گئیں۔ پھر عالیان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بیٹا، آج ملاقات ممکن نہیں ہو پائے گی۔ ان کے داماد پر حملہ ہوا ہے، وہ خیریت پوچھنے جا رہی ہیں۔"

"ان کے داماد کا مطلب چھوٹے شاہ پر حملہ ہوا ہے۔" عالیان نے حیرت سے کہا۔

"کیا مطلب۔؟"

"مطلب یہ ممی کہ ان کا داماد بڑے شاہ کا بھائی یعنی چھوٹے شاہ ہے۔ تو چھوٹے شاہ پر کسی نے حملہ کیا ہے۔"

"یہ تو بالکل ٹھیک کہا تم نے، عالیان۔ اگر ان کے گھر جا کر خیریت پوچھ لیں تو یہ اچھا ہوگا، اور ہاں اسی بہانے بات چیت بھی ہو جائے گی۔" حبیبہ بیگم نے فوراً جواب دیا۔

"تو پھر ممی، آپ تیار ہو جائیں، میں گاڑی نکالتا ہوں۔ ہمیں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیے۔" عالیان نے جلدی سے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"زہرہ! میرا پرس اور دوپٹہ لے آنا۔ ہمیں باہر جانا ہے۔" حبیبہ بیگم نے جلدی سے ملازمہ کو آواز دی۔

چند منٹوں بعد دونوں ماں بیٹا گاڑی میں تھے اور چھوٹے شاہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں عالیان نے سوچا، یہ موقع اچھا ہے کیف سے بھی ملاقات ہو جائے گی، اور ممی کے سامنے بات آگے بڑھانے کا اشارہ بھی دے دوں گا۔

حبیبہ بیگم نے عالیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا، دیکھو، ہمیں وہاں سنجیدگی سے پیش آنا ہے۔ یہ وقت خوشی کی باتوں کا نہیں، پہلے ان کی خیریت معلوم کریں گے۔"

"جی ممی، بالکل۔" عالیان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گاڑی شاہ مینشن کے سامنے رک چکی تھی۔ کیف اور اس کی امی خاموشی سے باہر نکلیں۔ امی تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئیں، مگر کیف وہیں کھڑی رہ گئی۔ جس گھر میں کبھی اس کے خواب چکنا چور ہوئے تھے، وہاں دوبارہ قدم رکھنے کی ہمت وہ خود میں نہیں پا رہی تھی۔ چھ سال پہلے کی وہ شام اس کے ذہن پر نقش تھی، جب اس کی خوشیوں کو ایک لمحے میں فنا کر دیا گیا تھا۔ اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ کبھی اس جگہ واپس نہیں آئے گی، مگر تقدیر اسے دوبارہ وہیں لے آئی تھی۔

امی کے اندر جانے کے بعد بھی کیف وہیں کھڑی رہی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ چیخ چیخ کر روئے، اپنے دل کا غبار نکالے، مگر ایسا ممکن نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اسے خود کو مضبوط بنانا ہوگا۔ گہری سانس لیتے ہوئے اس نے خود کو سنبھالا اور قدم دھیرے دھیرے مین گیٹ کی جانب بڑھانے لگی۔ ہر قدم کے ساتھ ماضی کے تلخ لمحے اس کے ذہن میں تازہ ہو رہے تھے، اور وہ انہیں جھٹکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

جونہی کیف کی امی اندر داخل ہوئیں، شاہ بیگم نے انہیں دیکھ کر گرمجوشی سے استقبال کیا۔ "ارے آپ آئیں، بہت خوشی ہوئی آپ کو دیکھ کر۔!" شاہ بیگم نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی ہیں آپ۔؟" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"الحمدللہ، بس آپ کی خیریت معلوم کرنے آئی ہوں۔" کیف کی امی نے نرمی سے جواب دیا اور مایا کو گلے سے لگا لیا۔ مایا کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی، مگر وہ مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی۔" مایا نے مدھم آواز میں کہا۔

بڑے شاہ بھی آگے بڑھ کر کیف کی امی سے ملے۔ اسی دوران، کیف نے گھر کے اندر قدم رکھا۔ جیسے ہی اس نے دہلیز پار کی، اس کے لبوں سے ایک گہری سانس نکلی۔ اس کی نظریں تیزی سے پورے گھر کا جائزہ لینے لگیں۔ ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی، ویسی ہی جیسے چھ سال پہلے تھی۔ وقت کے ساتھ لوگ بدل جاتے ہیں، مگر جگہیں اور چیزیں اپنی اصل میں رہتی ہیں۔

"بابا کیفو!" اچانک عمارہ کی آواز گونجی۔ وہ کیف کو دیکھ کر خوشی سے چیخ پڑی اور دوڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچی۔

"کیفو! آپ آ گئیں۔!" عمارہ نے فوراً اس کی ٹانگوں سے لپٹ کر کہا۔

"ہاں، کیفو آ گئی۔" کیف نے عمارہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے پیار سے گلے لگا لیا۔

کیف نے شاہ بیگم کو سلام کیا، اور مایا بھی آگے بڑھ کر گلے ملی۔

"میں نے سوچا نہیں تھا کہ تم آؤ گی۔" مایا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ میری بہن کا گھر ہے، کیسے نہ آتی۔" کیف نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

کیف نے عمارہ کو گود سے اتار کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور آگے بڑھنے لگی۔ اندر کے ماحول میں خوشگواریت تھی، مگر کیف کے دل میں ایک بے چینی کا طوفان اٹھ رہا تھا۔

کیف کی امی چھوٹے شاہ کے ساتھ بیٹھ چکی تھیں۔ کیف بھی عمارہ کے ساتھ ان کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے خیریت دریافت کی، مگر ان کے چہرے پر چھپا ہوا کرب کیف سے پوشیدہ نہ رہا۔

"الحمدللہ، میں ٹھیک ہوں۔اور شاید اچھا ہوا کہ مجھ پر حملہ ہوا، ورنہ آپ یہاں نہ آتیں۔" چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

کیف نے لمحے بھر کے لیے خاموشی اختیار کی، مگر جلد ہی خود کو سنبھالا۔ "ایسی باتیں مت کریں۔اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا، یہی سب کے لیے اہم ہے۔"

"یہ سچ ہے، مگر اس بہانے آپ کو دیکھنے کا موقع تو ملا۔" چھوٹے شاہ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عالیان اندر داخل ہوا۔اس نے وائٹ شرٹ اور بلیک جینز پہنی ہوئی تھی اور چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔ "السلام علیکم!" اس کی آواز نے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔

کیف نے اسے دیکھ کر چونک کر نظریں اٹھائیں، مگر فوراً جھکا لیں۔ عالیان نے شاہ بیگم کے پاس جا کر ان کا حال پوچھا، اور پھر بڑے شاہ کے قریب جا کر ان سے بغل گیر ہوا۔

Clubb of Quality Content

عالیان کی موجودگی نے ماحول میں عجیب سی نرمی بھر دی تھی، مگر کیف کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔ وہ خود پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی، مگر عالیان کی مسکراہٹ اور نگاہوں میں جھلکتی اپنائیت نے اس کے دل کو ایک عجیب سی کیفیت میں مبتلا کر دیا تھا۔ دوسری طرف، بڑے شاہ کی نظریں عالیان پر مرکوز تھیں، اور ان کے چہرے پر ہلکی سی سختی نمایاں تھی، جیسے وہ کسی اندرونی جلن کا شکار ہوں۔

"کیسی ہیں آپ؟" عالیان نے کیف کی امی سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"الحمدللہ، میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟" کیف کی امی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"الحمدللہ، میں بھی ٹھیک ہوں۔" عالیان نے خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

پھر وہ چھوٹے شاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ "چھوٹے شاہ، تم کیسے ہو؟ اور یہ گولی کا معاملہ کیا ہے؟"

"کورٹ سے نکل رہا تھا، کسی نے حملہ کر دیا۔ خود کو بچاتے بچاتے گولی بازو میں لگ گئی۔" چھوٹے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لوگوں کے دلوں میں خوف نہیں رہا ہے بہر حال آپ سلامت ہے تو اللہ کا شکر ہے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا چھوٹے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"یہ تو بہت خطرناک بات ہے۔" حبیبہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا، "کیا پولیس کو رپورٹ کی؟"

چھوٹے شاہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس نے حملہ کیا تھا، میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔ میں کل خود جا کر ان سے بات کروں گا۔" یہ سنتے ہی شاہ بیگم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"آپ کا وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہو گا، اور آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی، سمجھے؟" شاہ بیگم نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، ممی، جیسا آپ کہیں۔" چھوٹے شاہ نے خاموشی سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

بیٹا، آپ کی ممی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ تمہیں کچھ دن آرام کرنا چاہیے، اپنی صحت پر توجہ دو۔" کیف کی امی نے بھی فکرمندی ظاہر کی۔

"اگر آپ کو کچھ بھی ضرورت ہو یا مدد چاہیے ہو، تو میں حاضر ہوں۔" عالیان نے موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کہا۔

چھوٹے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ عالیان کا شکریہ ادا کیا۔

"اچھا، آپ سب گپ شپ کریں، میں کھانے کا بندوبست کرتی ہوں،" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھیں۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں، ممی۔" مایا نے فوراً کہا اور شاہ بیگم کے ساتھ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

Clubb of Quality Content!

کیف خاموشی سے عمارہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی، جبکہ عالیان اسے گاہے بگاہے دیکھ رہا تھا۔ بڑے شاہ کی نظریں بھی کیف پر جمی تھیں، اور ان کے چہرے پر سنجیدگی نمایاں تھی۔ کیف نے سر اٹھا کر عالیان کو دیکھا اور مدھم سا مسکرائی عالیان سے نظریں ہٹا کر اس نے بڑے شاہ کو دیکھا تو اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"کیف، تم اب بھی عمارہ کے ساتھ بچوں جیسا کھیل کھیلتی ہو؟" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بچوں کے ساتھ بچے بنناہی تو سب سے بڑی خوشی ہے، چھوٹے شاہ۔" کیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے۔" عالیان ہنستے ہوئے بولا۔

"کیفو، آؤ! میں آپ کو اپنا کمرہ دکھاؤں۔" عمارہ کیف کی گود سے اترتے ہوئے جوش سے بولی۔

"اچھا! تو تم نے اپنے کمرے کو سجایا ہے۔؟" کیف مسکراتے ہوئے عمارہ کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں! اور بہت اچھے سے۔!" عمارہ نے فخریہ انداز میں کہا اور کیف کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگی۔

"ٹھیک ہے، چلو، دکھاؤ مجھے اپنا کمرہ۔" کیف اس کے ساتھ چلنے کے لیے اٹھی۔

عمارہ کیف کا ہاتھ تھامے خوشی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی، جبکہ پیچھے سے عالیان اور بڑے شاہ کی نظریں کیف پر تھیں۔

"عمارہ تو کیف سے بہت قریب ہے۔" عالیان نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں جب سے کیف کو دیکھا ہے تب سے بہت زیادہ پیار کرتی ہے۔" چھوٹے شاہ نے عالیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیف ہے ہی ایسی کوئی بھی اسے دیکھ کر پسند کر لیتے ہیں۔ وہ کمال کی ہے۔" عالیان کی بات پر چھوٹے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، لیکن بڑے شاہ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ان کی نظریں ابھی بھی سیڑھیوں کی طرف تھیں، جہاں کیف اور عمارہ جا چکے تھے۔

"ہاں، وہ واقعی خاص ہے۔۔" چھوٹے شاہ نے آہستہ سے کہا۔

"پھر تو میں خوش قسمت ہوں کہ کیف میرا نصیب ہے۔" عالیان نے بڑے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عالیان کے الفاظ نے ایک پل کے لیے خاموشی طاری کر دی۔ بڑے شاہ کی آنکھوں میں ایک عجیب سا ارتعاش آیا۔ چھوٹے شاہ نے عالیان اور بڑے شاہ کے درمیان بدلتے تاثرات کو بغور دیکھا۔

"قسمت کے فیصلے اکثر غیر متوقع ہوتے ہیں۔" بڑے شاہ نے ٹھہرے ہوئے مگر گہرے لہجے میں جواب دیا۔ ان کے انداز میں ایک سختی تھی، جیسے وہ عالیان کو چیلنج دے رہے ہوں۔

"لیکن کچھ فیصلے انسان خود بھی کر سکتا ہے، شاہ بھائی۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل یہ جو سارے فیصلے ہوتے ہیں انسان خود ہی کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالی بناتا ہے وہ تو تقدیر ہے کیف کسی کی بھی قسمت میں ہو وہ خوش نصیب ہے۔ مگر کچھ لوگ اپنے اچھے قسمت کو لات پہ مار دیتے ہیں۔" چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے ان کی بات پر کوئی فوری جواب نہیں دیا۔اور ادھر ادھر دیکھنے لگا، جیسے چھوٹے شاہ کی بات کو نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

"چھوٹے شاہ، قسمت کا کھیل بڑا عجیب ہوتا ہے۔ بعض اوقات جو فیصلہ ہم اپنی خوشی کے لیے کرتے ہیں، وہی بعد میں ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت بن جاتا ہے۔"

"اور بعض اوقات وہ فیصلہ انسان کے دل میں ہمیشہ کے لیے ایک خلا چھوڑ دیتا ہے۔۔" چھوٹے شاہ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جواب دیا،ان کی نظریں اب بھی بڑے شاہ پر مرکوز تھیں۔عالیان مسکرایا اور بڑے شاہ کے طرف دیکھ کر کہا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں آپ کی تکلیف کو لیکن وہی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالی کی مرضی شامل ہو اللہ تعالی آپ کو صبر دے اور زندگی کی تمام خوشیاں دے۔" بڑے شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے وہاں سے اٹھ گیا۔

---

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سب کچھ نیچے رکھ کے اوپر آئی تھی اور چپکے سے دروازہ کھول کر اندر جھانکنے لگی وہ بالکونی میں کھڑا ہاتھ میں چائے کا کپ لیے گہری سوچ میں تھا کہ جب وہ پیچھے سے آئی اور آواز دی۔وہ چونکا اور پیچھے مڑ کر دیکھا سامنے ماہین کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا کیونکہ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ اس کے سامنے ہے۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟" زران نے اپنے حیرت پر قابو کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہم سب کو خالہ نے بلایا تھا اور جب خالہ بلائیں ہم نہ آئیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔؟" ماہی نے دونوں آئی بروا چکاتے ہوئے کہا۔

"ہمم بہت اچھا۔"

"شاہ جی آپ ابھی تک ناراض ہے۔؟"

"میں تم سے کیوں ناراض ہوں گا۔تم اس یونیورسٹی میں پڑھنا چاہتی ہو تو پڑھو لیکن یاد رکھنا اگر ایسا پھر کبھی ہوا تو میں زندگی بھر تمہیں معاف نہیں کروں گا۔" زران نے حتمی لہجے میں کہا۔

"اچھا شاہ جی آپ جہاں چاہیں میرا ایڈمیشن کروا دیں۔میں وہیں سے پڑھ لوں گی اب میرا بھی دل نہیں کر رہا وہاں پڑھنے میں۔"

"ٹھیک ہے پھر ہم کل دونوں ساتھ چلیں گے میں تمہارا ایڈمیشن کروا دوں گا اگر کچھ مسئلہ آئے تو سب سے پہلے مجھے کال کرنا۔نمبر اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم مجھے ضروری بات نہ بتا سکو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماہین زران کی بات سن کر دھیرے سے مسکرائی اور بولی۔ "شاہ جی، آپ کو ہمیشہ ہر بات پر غصہ کیوں آجاتا ہے؟ میں نے کب کہا کہ میں آپ کو ضروری بات نہیں بتاؤں گی؟ آپ کا نمبر میرے پاس ہے، اور اگر کوئی مسئلہ ہو گا تو سب سے پہلے آپ کو ہی کال کروں گی۔"

"ماہی، یہ بات مذاق کی نہیں ہے۔ مجھے تمہاری فکر رہتی ہے، اور اس بار کچھ بھی غلط ہوا تو میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔" زران نے اسے گہری نظروں سے دیکھا اور سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے، شاہ جی۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کوئی ایسی غلطی نہیں ہو گی جس سے آپ کو تکلیف ہو۔ اور جہاں تک یونیورسٹی کی بات ہے، آپ جہاں چاہیں میرا ایڈمیشن کروا دیں، میں وہاں خوشی سے پڑھ لوں گی۔" ماہین نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

زران نے اس کی طرف دیکھا اور سر ہلاتے ہوئے کہا، "بس یہ طے رہا، کل ہم دونوں ساتھ چلیں گے۔ اور یاد رکھنا، اگر کبھی کسی چیز کی ضرورت ہو یا کوئی مسئلہ ہو، تو مجھے فوراً بتانا۔"

"آپ پر بھروسہ ہے، شاہ جی۔ اب آپ یہ سب چھوڑیں اور تھوڑا مسکرا دیں۔ آپ کی یہ سنجیدگی دیکھ کر لگتا ہے جیسے آپ مجھ سے ہی ناراض ہیں۔" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے بہت اچھا کیا کہ تم آگئی ماہی، میں تمہیں مس کر رہا تھا۔" زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کیا؟ آپ مجھے مس کر رہے تھے؟" ماہین کو جیسے ان کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔

"کیوں؟ نہیں کرنا چاہیے؟" زران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کرنا چاہیے، مگر آپ مجھے مس کر رہے تھے، اس لیے حیران رہ گئی کہ شاہ جی بھی مجھے مس کرتے ہیں۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوست کو کون مس نہیں کرتا، ماہی؟" زران نے نرمی سے کہا۔

"دوست؟ بس؟" ماہین نے شرارت سے سوال کیا۔

"ہاں، اور کیا؟" زران نے آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"شاہ جی، آپ کبھی بھی سیدھے جواب نہیں دیتے۔" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کبھی کبھی کچھ باتیں سیدھے نہیں کہی جاتیں، ماہی۔" زران نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا، آپ کو پتہ ہے پرسوں میری برتھ ڈے ہے؟ آپ مجھے کیا گفٹ دو گے؟" ماہین نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں ایسا گفٹ دوں گا کہ تم حیران ہو جاؤ گی۔" زران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسا گفٹ دو گے، شاہ جی؟" ماہین نے اشتیاق سے پوچھا۔

"سرپرائز ہے۔" زران نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے پہلے سے آپ کو میری برتھ ڈے کے بارے میں پتہ تھا!"

Clubb of Quality Content!

"جی محترمہ، مجھے پتہ تھا۔ دوست کے بارے میں سب انفارمیشن رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ایسے دوستی کا کیا فائدہ جس میں آپ کو اپنے دوست کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ ہو۔" زران نے سنجیدگی اور شرارت کے امتزاج سے کہا۔

"تو پھر دیکھتے ہیں شاہ جی، آپ کا گفٹ کتنا خاص ہوتا ہے!" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا اور زران کی طرف دیکھنے لگی، جیسے کچھ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں آپ دونوں کے بیچ؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا؟" ردا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

اسے دیکھ کر ماہین کی مسکراہٹ پل بھر میں تھم گئی، اور اس کی نظریں زران پر جم گئیں۔

"نہیں، نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ اندر آؤ۔" زران بالکونی سے اندر آتے ہوئے بولا اور چائے کا کپ میز پر رکھ دیا۔

"وہ زران، مجھے اپنی دوست کے ہاں جانا تھا، لیکن میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔ تو میں یہ کہنے آئی تھی کہ پلیز، تم مجھے ڈراپ کر دو گے؟"

زران نے ایک لمحے کے لیے ماہین کی طرف دیکھا، جو خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ردا، ابھی تو میں..." زران کچھ بولنے ہی والا تھا کہ ماہین نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، "شاہ جی، آپ جائیں، ردا کو چھوڑ آئیں۔"

"نہیں، ماہی، میں تمہارے ساتھ..." زران نے وضاحت دینے کی کوشش کی، مگر ماہین نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں، میں ٹھیک ہوں۔ آپ ردا کو ڈراپ کر دیں، وہ انتظار کر رہی ہے۔"

ردا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی، اور زران نے ہچکچاتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے، تم یہی رکو، میں جلدی آتا ہوں۔"

ماہین نے سر ہلا دیا، مگر اس کے دل میں ایک عجیب سی خاموشی اتر آئی۔ ردا کے ساتھ جاتے زران کو دیکھتے ہوئے وہ کھڑکی کے قریب آ گئی اور باہر دیکھنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد دونوں گاڑی میں بیٹھ کر گھر سے نکل گئے۔ ماہین دونوں کو جاتا ہوا دیکھتی رہی۔

کیف عمارہ کے کمرے میں تھی، جہاں عمارہ اپنی چھوٹی چھوٹی چیزیں اسے دکھا رہی تھی۔ کبھی اپنی پسندیدہ گڑیا کی طرف اشارہ کرتی، کبھی دیوار پر لگی تصویریں دکھاتی، اور کبھی اپنی کتابوں کا ڈھیر۔ کیف ہر چیز غور سے دیکھ رہی تھی اور عمارہ کی خوشی میں شریک ہو رہی تھی۔

"یہ دیکھو کیفو! یہ میری سب سے پسندیدہ گڑیا ہے، اسے دادی نے گفٹ دی تھی۔" نے ایک خوبصورت گڑیا اٹھا کر کیف کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"واقعی بہت پیاری ہے، بالکل تمہاری طرح۔" کیف نے مسکراتے ہوئے گڑیا کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"کیفو، آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہا کریں۔ میں میں آپ کی گھر آتی ہوں لیکن آپ میرے گھر نہیں آتی۔ آج آپ پہلی بار ہمارے گھر آئی ہیں تو مجھے بہت مزہ آیا۔!" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

"مجھے جب بھی موقع ملے گا، تمہارے پاس آؤں گی، وعدہ۔!" کیف اس کی بات سن کر مسکرائی اور پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ عمارہ خوشی سے چہک اٹھی اور مزید چیزیں دکھانے میں لگ گئی۔

عمارہ کی باتوں کے دوران اچانک دروازہ کھلا، اور بڑے شاہ اندر داخل ہوئے۔ ان کی آمد پر کیف چونک گئی، لیکن جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔

"بابا!" بڑے شاہ کو دیکھ کر عمارہ نے چہکتے ہوئے کہا۔

"عمارہ، کیفو کو تنگ تو نہیں کر رہی۔؟" انہوں نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔

"نہیں بابا! میں تو صرف اپنی چیزیں دکھا رہی ہوں۔" عمارہ نے معصومیت سے جواب دیا۔

"گڈ اچھا اب تم جاؤ میں نے کیف سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"بابا، آپ کیا بات کریں گے؟" عمارہ نے تجسس سے پوچھا۔

"بیٹا، بڑے شاہ نے اس کے کان میں کچھ کہا۔ عمارہ خوش ہوئی لیکن پھر بھی بات کرنا نہیں بھولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا ٹھیک ہے، لیکن جلدی بات کریں، میں کیفو کو نیچے لے کر جاؤں گی۔" عمارہ نے ضدی انداز میں کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ کیف بھی جانے لگی۔

"رو کو کیف۔" بڑے شاہ کی آواز پر وہ رک گئی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

"لیکن مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔" کیف نے سرد مہری سے جواب دیا تھا۔

"میں مانتا ہوں جو کچھ بھی ہوا تھا میری غلطی تھی لیکن آپ کب تک مجھے سزا دیتی رہو گی خدا بھی تو انسانوں کی گناہ معاف کرتا ہے۔"

"میں نے اپ کو معاف کر دیا ہے میرا آپ سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی کوئی تعلق اور دوبارہ مجھ سے مخاطب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

بڑے شاہ نے کیف کی بات سن کر گہری سانس لی اور دھیرے سے کہا۔

"کیف، آپ نے مجھے معاف کر دیا، لیکن کیا واقعی دل سے؟ یا یہ صرف کہنے کی بات ہے؟"

"میں نے کہا ناں، معاف کر دیا۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔" کیف نے ان کی طرف سرد نظروں سے دیکھا اور کہا۔

"لیکن کیف، تعلق ختم کرنے سے زخم نہیں بھرتے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ دل سے میری بات سنیں، ایک بار۔" بڑے شاہ کی آواز میں التجا تھی۔

"مجھے آپ کی کوئی بات سننے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ہوا، وہ ماضی تھا، اور میں اس ماضی کو اپنی زندگی سے مٹا چکی ہوں۔" کیف نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

"ماضی کو مٹانے کا دعویٰ کرنا آسان ہے، لیکن اس کا درد کبھی ختم نہیں ہوتا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ جانیں، جو کچھ ہوا، اس پر مجھے آج بھی افسوس ہے۔" بڑے شاہ کی آنکھوں میں دکھ صاف نظر آ رہا تھا۔

کیف نے ایک لمحے کے لیے ان کی طرف دیکھا، پھر نظریں ہٹا لیں۔ "افسوس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جو ٹوٹ گیا، وہ دوبارہ نہیں جڑ سکتا۔

"آپ یہ منگنی توڑ دیں۔" بڑے شاہ نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اپنے سامنے کیا۔ کیف اس کے الفاظ سن کر حیران رہ گئی۔

اس نے اپنے بازو کو جھٹکتے ہوئے خود کو ان سے آزاد کروایا اور غصے سے بولی، "آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کو میری زندگی کے فیصلوں میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے حق ہے، کیف، کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اور یہ منگنی... یہ تمہاری خوشی نہیں، یہ تمہارے دکھ کو چھپانے کی ایک کوشش ہے۔"

"یہ میرا فیصلہ ہے، اور آپ کو اس پر سوال اٹھانے کا کوئی حق نہیں۔ محبت؟ آپ کی محبت نے مجھے ماضی میں برباد کیا تھا، اور اب میں مزید کسی جذباتی کھیل کا حصہ نہیں بننا چاہتی۔" کیف نے غصے سے انہیں گھورا اور کہا۔

"کیف، میں جانتا ہوں کہ میں نے غلطیاں کی ہیں، لیکن یہ منگنی تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ عالیان تمہارے لیے وہ نہیں بن سکتا جو تم deserve کرتی ہو۔" بڑے شاہ نے دھیرے سے کہا۔

"اور آپ یہ فیصلہ کریں گے کہ میرے لیے کون ٹھیک ہے؟ شاہ صاحب، اپنی رائے اپنے پاس رکھیں۔ آپ کا وقت گزر چکا ہے۔ اب میری زندگی میں آپ کی کوئی جگہ نہیں ہے۔" کیف نے تلخی سے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیف، اگر میں آپ سے اتنا کہوں کہ میں اپنی زندگی کے ہر لمحے کو آپ کے لیے بدلنے کے لیے تیار ہوں، تو کیا آپ ایک موقع دے سکتی ہیں۔؟" ان کی آنکھوں میں التجا تھی۔

"نہیں۔" کیف کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، لیکن اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور یہ کہہ کر کیف وہاں سے چلی گئی، اور بڑے شاہ وہیں کھڑے رہ گئے، بے بسی اور پچھتاوے کے ساتھ۔

کیف نے آنسو صاف کر کے نیچے آئی اور کچن چلی گئی۔ مایا اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"کیا ہوا آپی۔؟"

"کچھ نہیں بس سوچا کہ تم کیا بنا رہی ہو اس لیے یہاں آ گئی یا مجھے لگا کہ شاید تمہیں ضرورت ہو۔"

مایا نے کیف کو غور سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا، "آپی، آپ کے چہرے پر کچھ الگ ہی کہانی لکھی ہے، لیکن خیر، اگر آپ کہتی ہیں کہ سب ٹھیک ہے تو ٹھیک ہے۔"

"نہیں مایا، سب ٹھیک ہے۔ بس تمہیں کام کرتے دیکھا تو سوچا تمہاری مدد کر دوں۔" کیف نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا، آج آپی کو مدد کرنے کا شوق کیسے ہو گیا؟" مایا ہنستے ہوئے بولی۔

"شوق نہیں، محبت کہہ لو۔" کیف نے چمچ اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے، یہ سبزی کاٹ دو، پھر ہم ساتھ کھانا تیار کریں گے۔" مایا نے ہنستے ہوئے کہا۔

کیف نے کام شروع کرتے ہوئے دل ہی دل میں خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن اس کے چہرے پر چھائی ہوئی اداسی کو مایا نے محسوس کر لیا تھا۔

"میں جانتی ہوں آپی کہ آپ کیا محسوس کر رہی ہے لیکن فکر نہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ کو بھی بہت زیادہ خوشی ملے گی۔ جتنے دکھ آپ کو ملیں ہیں اس سے زیادہ خوشی ہے آپ کا انتظار کر رہی ہو گی۔"

مایا کی بات سن کر کیف کے ہاتھ رک گئے۔ وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولی، "مایا، کبھی کبھی دل کرتا ہے کہ یہ سب باتیں سچ ہو جائیں، کہ واقعی خوشی میرا انتظار کر رہی ہو، لیکن پھر حقیقت سامنے آتی ہے اور سب کچھ خواب لگنے لگتا ہے۔"

"آپی، زندگی میں ہر تاریک رات کے بعد ایک روشن صبح آتی ہے۔ جو وقت آپ پر گزرا ہے، وہ آپ کو مضبوط بنانے کے لیے تھا۔ اور یاد رکھیں، اللہ کبھی کسی کے دکھوں کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔" مایا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری باتوں میں واقعی سکون ہے، مایا۔" کیف نے مایا کو دیکھا اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یہی تو بہنوں کا رشتہ ہے آپی۔ دکھ ہو یا سکھ، ہم ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں۔" مایا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کیف نے ہاں میں سر ہلایا اور سبزیاں کاٹنے لگی۔

"ارے کیف تم یہاں۔؟" شاہ بیگم کچن میں آتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ میں باہر بور ہو رہی تھی تو سوچا کچن میں آ جاؤ اور مایا کی مدد کروں۔" کیف نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں یہ تو اچھی بات ہے ہمیں تمہارے ہاتھ کا کھانا بھی ملے گا۔"

"نہیں خالہ، میں بس مایا کی مدد کر رہی ہوں۔ کھانا تو وہی بنا رہی ہے۔" شاہ بیگم کی بات سن کر کیف نے جھجکتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے نہیں بیٹا، تم بھی کچھ بناؤ، کیونکہ مجھے پتہ ہے تم بہت اچھا کھانا بناتی ہو۔" شاہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی خالہ بناتی ہوں۔" کیف جلدی جلدی سے سبزیاں کاٹنے لگی۔ مایا ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کو کام کرتا ہوا دیکھنے لگی۔

"کیفو آپ یہاں ہے اور میں آپ کو گھر میں ڈھونڈ رہی تھی۔" عمرہ اپنے فراک کو ہاتھوں میں لیے بھاگتے ہوئے کچن میں آتے ہوئے کہا۔

کیف نے اسے گود میں اٹھایا اور شیلف پر بٹھا دیا۔

"ارے میری جان میں کام کر رہی تھی ادھر آگئی تم بھی یہاں بیٹھو۔"

"کیفو، آپ ہمیشہ میرے ساتھ کیوں نہیں رہتیں؟ میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں۔" عمارہ نے شیلف پر بیٹھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

"میری جان، میں ہمیشہ تمہارے دل کے قریب ہوں۔ اور جب بھی تم مجھے یاد کرو گی، میں تمہارے پاس آجاؤں گی۔" کیف نے اس کے گالوں کو پیار سے چھوتے ہوئے کہا۔

"پکا؟" عمارہ نے خوش ہو کر کہا۔

"بالکل پکا!" کیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمارہ، اب کیفو کو کام کرنے دو، ورنہ کھانا کیسے بنے گا؟" مایا نے عمارہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! میں بھی مدد کروں گی۔" عمارہ نے فوراً کہا۔

"ابھی تم چھوٹی ہو تم کھانا نہیں بنا سکتی۔ جب بڑی ہو جاؤ گی تب کھانا بناؤ گی۔" مایا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں مایا صحیح کہہ رہی ہے۔ابھی تم کام کرنے کے لیے نہیں ہو۔ابھی تم بیٹھو میں کام کرتی ہوں اوکے۔" اس کے گالوں کو چومتے ہوئے کہا۔ عمارہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کیف کام کرنے لگی۔ ہر وقفے بعد کیف اس کے منہ میں کچھ نہ ڈالتی اور کام کرتی۔ایک گھنٹے بعد سارا کھانا بن گیا تھا کیف نے گہری سانس لی اور شکر ادا کیا۔

"چلو سب بن گیا اب چلو عمارہ۔" کیف نے عمارہ کو گود میں اٹھایا اور باہر آ گئی۔لاؤنج میں داخل ہوتے ہی کیف نے عمارہ کو گود سے اتار کر زمین پر کھڑا کیا۔

"واہ! لگتا ہے کچن کا سارا کام ختم ہو گیا؟" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی خالہ، سب کچھ تیار ہے۔اب بس کھانے کی تیاری کریں۔" کیف نے نرمی سے جواب دیا۔

"ہاں، ہاں، چلو سب کو کھانے کی میز پر بلاتے ہیں۔" شاہ بیگم نے جلدی سے سب کو کھانے کی طرف متوجہ کیا۔

کیف نے خاموشی سے سب کے لیے پلیٹیں رکھنا شروع کیں، اور عمارہ کو قریب بٹھا دیا۔ بڑے شاہ کی نظریں بار بار کیف پر جا رہی تھیں، لیکن وہ جان بوجھ کر نظر انداز کر رہی تھی۔

کھانے کی میز پر سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ سربراہی کرسی پر شاہ بیگم شان سے بیٹھی تھیں۔ان کے دائیں جانب بڑے شاہ بیٹھے تھے،ان کے ساتھ چھوٹے شاہ اوران کے ساتھ مایا بیٹھی تھی۔ بائیں طرف کیف کی امی، کیف، عالیان،اور آخر میں حبیبہ بیگم بیٹھی تھیں۔

ماحول خوشگوار تھا، لیکن خاموشی کے ساتھ سب کھانے میں مصروف تھے۔ کبھی کبھی مایااور عمارہ کی باتوں پر سب مسکرادیتے۔عالیان کا دھیان مسلسل کیف کی طرف تھا،جبکہ بڑے شاہ کی نظریں کبھی کبھار عالیان اور کیف کی طرف اٹھ جاتیں۔

"کیف، کھاناواقعی بہت لذیذ ہے۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے آج اتنا زحمت اٹھائی۔"شاہ بیگم نے کیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"واؤ کھانا کیف نے بنایا ہے۔؟"چھوٹے شاہ نے نوالہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔"مایا نے مختصر جواب دیا۔

"کھانے کا ذائقہ واقعی لاجواب ہے۔مجھے یقین نہیں آرہا کہ کیف اتنا اچھا کھانا بناتی ہیں۔"عالیان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیف کے خاموش شکریہ کے بعد وہ دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گئی۔عالیان کی نظریں مسلسل اس پر تھیں،اس کی خاموشی اور سنجیدگی نے عالیان کو مزید متوجہ کر دیا تھا۔دوسری طرف، بڑے شاہ کی

حالت غیر تھی۔ وہ نوالے توڑ رہا تھا، لیکن حلق سے نیچے اتارنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کبھی عالیان اور کبھی کیف کی طرف اٹھتی تھیں۔

"بھائی، آپ کو اور چاہیے؟" مایا نے عالیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں، میں کافی کھا چکا ہوں اور مجھے لگتا ہے کہ دو دن تک مجھے اور کھانے کی ضرورت نہیں ہے" عالیان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا تھا کہ میں کیف پر کبھی کام نہیں کروں گی، لیکن اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کیف ہمارے لیے کھانا بنائے گی کیوں کیف۔؟" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیف نے ہاں میں سر ہلایا۔

"جی آنٹی، کیوں نہیں۔ اگر آپ سب کو میرا کھانا پسند آئے تو یہ میرے لیے خوشی کی بات ہو گی۔" کیف نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوئی نا بات! اب دیکھنا، تمہارے ہاتھ کا ذائقہ سب یاد رکھیں گے۔" حبیبہ بیگم خوش ہو کر بولیں۔

"ویسے حبیبہ عالیان کی شادی کب کر رہی ہو۔؟" کھانا ختم ہونے کے بعد شاہ بیگم نے سوال کیا۔

"ہاں اس بارے میں میں کیف کی امی سے بات کرنا چاہتی تھی۔ میں نے آج صبح کال کیا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ وہ یہاں پر ہے تو پھر میں نے سوچا کہ کسی دن ان کے گھر جا کے شادی کی بات کروں

گی۔ ہم اس مہینے میں شادی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ نیکسٹ منتھ ہم نے کینیڈا جانا ہے۔" شادی کی بات جیسے بڑے شاہ پر تندر کی طرح لگی تھی۔ اس کے دل میں ٹھیس سی اٹھی۔

"ارے واہ، یہ تو بہت اچھی خبر ہے!" شاہ بیگم خوشی سے بولیں۔

کیف کی امی تھوڑا سا حیران تو ہوئی مگر اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

کیف کی امی نے تھوڑا توقف کے بعد مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "جی بالکل، اگر بچوں کی خوشی اسی میں ہے تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کسی دن آیئے، ہم تفصیل سے بات کریں گے۔"

بڑے شاہ نے خاموشی سے پانی کا گلاس اٹھایا اور اپنے جذبات چھپانے کی کوشش کی۔

"آپ کسی دن آیئے، پھر ہم تفصیل سے بات کریں گے۔" کیف کی امی نے کہا۔

"ہم جلد ہی تاریخ طے کر کے بتائیں گے۔ سب کچھ وقت پر ہو جائے گا، ان شاءاللہ۔" حبیبہ بیگم بولیں۔

بڑے شاہ کی آنکھوں میں ایک مدھم سی غمگینی تھی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہے ہوں، مگر لفظ ان کے حلق میں پھنس کر رہ گئے ہوں۔ کیف نے ان کی خاموشی کو محسوس کیا، لیکن وہ خود بھی اس بات پر کچل رہی تھی کہ شادی کی بات اتنی جلدی آ گئی۔

کیف نے نظر اٹھا کر ایک لمحے کے لیے بڑے شاہ کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کپ کو گول گول گھمانا شروع کیا۔ بڑے شاہ بھی اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔ کیف نے جلدی سے نظریں چرائی تھیں۔

"ہم سب کی دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی، عالیان اور کیف۔ تم دونوں کا رشتہ مضبوط ہو، ان شاءاللہ۔" حبیبہ بیگم نے پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

سب آپس میں گپ شپ لگا رہے تھے اور دو دلوں میں بے سکونی تھی جیسے کہ ان کے دلوں کے بے سکونی ختم نہیں ہو گی۔

شام کا وقت تھا، اور جیسے ہی سورج کی کرنیں مدھم ہونے لگیں، کیف کی امی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اب چلنا چاہیے۔" ان کی آواز میں تھکاوٹ کے باوجود ایک نرم سا اصرار تھا۔ کیف بھی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"امی ہمیں بھی اب چلنا چاہیے۔" عالیان نے حبیبہ بیگم کو کہا۔

"ہاں بہت دیر ہو گئی ہے۔ اچھا ہم چلتے ہیں۔" حبیبہ بیگم نے شاہ بیگم سے کہا۔

شاہ بیگم کے بہت اصرار کرنے لگیں۔

"انٹی ہم رک جاتے لیکن مجھے کچھ کام ہے وہ کرنا ہے۔" عالیان نے کہا۔

"چلو کوئی بات نہیں آپ اتنا آئیں یہ میرے لیے بہت خوشی کی بات ہے۔" حبیبہ بیگم نے ہاں میں سر ہلایا۔

"آئیں آنٹی میں آپ دونوں کو بھی گھر چھوڑ دیتا ہوں۔" عالیان نے کیف کی امی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، علی، لیکن ہمیں خود ہی جانا ہے۔" کیف نے جواب دیا۔"

"ہاں چلیں ہمارے ساتھ ویسے بھی ہمارے راستے میں ہی آپ کا گھر آتا ہے تو عالیان آپ دونوں کو ڈراپ کر دے گا۔" حبیبہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو کیف۔" کیف کی امی نے مایا کو سینے سے لگایا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے زندگی بھر خوش رہنے کی دعا کی اور چھوٹے شاہ کو اپنے صحت کا خیال رکھنے کو کہا اور شاہ بیگم سے رخصتی لے کر باہر نکلنے لگیں۔

Clubb of Quality Content

کیف کی نظریں بڑے شاہ کی آنکھوں میں گئیں، جہاں ایک لمحے کے لیے دل کی کچھ بے سکونی نظر آئی۔ وہ اسے ایک گہری خاموشی میں گھومتے ہوئے دیکھ رہا تھا، جیسے اس کی خاموشی کا کوئی جواب نہ ہو۔

بڑے شاہ نے کچھ کہنے کی کوشش کی، مگر الفاظ حلق میں اٹک گئے۔ کیف نے آہستہ سے نظریں ہٹا کر اپنے قدم آگے بڑھائے۔

"چلو بیٹا، ہم چلتے ہیں۔" کیف کی امی نے اس کی طرف دیکھا اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

کیف نے سر ہلا دیا اور آخری نظر بڑے شاہ پر ڈالی، پھر مایا کے ساتھ چلتے ہوئے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔

عالیان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور کیف کی امی کو بٹھایا، پھر کیف بھی گاڑی میں سوار ہو گئی۔ سب لوگ ایک دوسرے کو بخیر رخصت کرتے ہوئے اپنے اپنے راستے پر روانہ ہو گئے۔ بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور صوفے پر سوئے ہوئے عمارہ کو اٹھا کر کمرے میں چلا گیا۔

زران ردا کو چھوڑنے کے بعد راستے میں بہت زیادہ ٹریفک کی وجہ سے گھر لیٹ آیا تھا۔ سب بیٹھے ہوئے تھے۔ زران نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں مگر ماہین نظر نہیں آئی۔ سب کو سلام کرتے ہوئے وہ اوپر آیا تا کہ ماہین سے بات کر سکے مگر ماہین اپنے کمرے میں بھی نہیں تھی۔ اس کو تھوڑا سا عجیب لگا پھر سوچا کہ فریش ہونے کے بعد دیکھ کر بات کروں گا۔ وہ اپنے کمرے میں آیا تو حیران رہ گیا۔ ماہین اس کے بیڈ پر سو رہی تھی۔ زران کچھ لمحوں کے لیے دروازے پر کھڑا حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔ ماہین کے چہرے پر سکون چھایا ہوا تھا، جیسے وہ کسی گہری نیند میں ہو۔ زران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور دھیرے سے کمرے کے اندر داخل ہوا تا کہ اسے جگائے بغیر اپنی چیزیں رکھ سکے۔

اس نے اپنے جوتے اتارے اور آہستگی سے بیڈ کے قریب آیا۔ وہ ماہین کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچنے لگا، "یہ لڑکی ہر جگہ آرام دہ محسوس کرتی ہے، چاہے میرا کمرہ ہی کیوں نہ ہو۔"

ماہین نے نیند میں کروٹ لی اور اس کا دوپٹہ تھوڑا سا سرک گیا۔ زران نے جھکتے ہوئے نرمی سے ڈوپٹہ اس کے سر پر رکھا اور خود صوفے پر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر تک وہ اپنے موبائل پر مصروف رہا، لیکن اس کی نظریں بار بار ماہین کی طرف اٹھ جاتیں۔

"یہی سکون ہے، شاید جسے میں تلاش کر رہا ہوں۔" وہ دل میں سوچتا رہا۔

ماہین کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلنے لگیں۔ اس نے پہلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر زران کو دیکھتے ہی چونک گئی۔

"آپ... آپ کب آئے؟" اس نے جلدی سے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کافی دیر پہلے، لیکن تمہیں جگانے کا دل نہیں کیا۔ تم یہاں کیوں سو رہی ہو؟" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس... میں سوچ رہی تھی اور پتہ نہیں کب نیند آ گئی۔" ماہین نے جھینپتے ہوئے کہا۔

"اچھا، سوچنے کے لیے میرا کمرہ ہی ملا۔؟" زران نے شرارتی لہجے میں کہا۔

"جی ہاں، آپ کا کمرہ ہی آرام دہ لگا۔" ماہین نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"چلو، اب نیند پوری ہو گئی ہو تو بتاؤ، کیا سوچ رہی تھی؟" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

ماہین نے اسے گھورا اور بولی، "کچھ نہیں، بس ایسے ہی..." لیکن اس کی نظروں سے ظاہر تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے ردا کے ساتھ کیوں بھیجا۔؟" زران نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔

"کیوں کہ ردا آپ کی دوست ہے اور آپ نے ہی کہا تھا کہ دوستوں کے لیے کچھ بھی۔ پھر آپ منع کیوں کرنے لگے تھے۔؟"

"کیوں کہ میں اس وقت تمہارے ساتھ تھا اس لیے میں جانا نہیں چاہتا تھا میں جس وقت تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی اور آئیں۔" ماہین زران کی بات سن کر ایک پل کے لیے حیران رہ گئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرارت آمیز مسکراہٹ آگئی، مگر اس نے جلدی سے اسے چھپاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"تو شاہ جی، آپ کو میرے ساتھ وقت گزارنا پسند ہے؟"

زران نے ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی اور دھیرے سے بولا۔ "ہاں، پسند ہے۔ شاید اس سے بھی زیادہ، جتنا میں خود سمجھتا ہوں۔"

ماہین کے دل کی دھڑکن ایک پل کے لیے تیز ہو گئی، لیکن اس نے خود پر قابو رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے، لیکن آپ نے پہلے کبھی یہ کیوں نہیں کہا۔؟"

"شاید اس لیے کہ میں خود بھی یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔" زران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ماہین کچھ بول نہیں پائی اور زران کو دیکھتی رہی پھر کچھ توقف کے بعد ماہین نے خاموشی توڑی تھی۔

"آپ اتنے خوبصورت کیوں ہیں شاہ جی۔؟"

"کیونکہ آپ کی آنکھیں خوبصورت ہیں اور یہ کمال آپ کی آنکھوں کا ہے۔" ماہین زران کی بات پر ایک لمحے کے لیے چونک گئی۔ ماہین نے سر جھکا لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد نظریں اٹھا کر زران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔؟"

"ہاں، میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں، خاص طور پر جب بات تم سے ہو۔"

ماہین نے کچھ نہیں بولا اور چپ چاپ بیڈ سے اتر گئی اور خاموشی سے کمرے سے نکل گئی اگر وہ مزید وہاں رہتی تو ممکن تھا کہ اس کا دل باہر آجاتا۔ اس کے جاتے ہی زران نے گہری سانس لی۔

بس دو دن کی بات ہے پھر تمہیں سب پتہ چل جائے گا۔ وہ خود سے بڑبڑایا تھا۔

"تم اس وقت فون پر کس سے بات کر رہی ہو۔؟ اور اتنی پریشان کیوں ہو۔؟" ردا کو اکیلے لان میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ردا چونک گئی اور جلدی سے کال کاٹ کر زران کی جانب دیکھا۔

"وہ دوست کی کال تھی اور اس کی ماں کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ رو رہی تھی تو اس لیے پریشان ہو رہی تھی۔"

"کیا سچ میں یہی بات ہے۔؟" زران کو جیسے اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔

"جی جی بس یہی بات ہے۔" ردا نے نظریں چرائی تھیں۔

"دیکھو اگر کوئی اور بات ہو تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو میں مدد کروں گا۔"

"نہیں سچ میں زران ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارا شکریہ۔" ردا نے کہا، پھر آہستہ سے چلتے ہوئے لان سے نکل گئی۔ زران بھی وہاں سے نکلتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ یہ کیس چھوڑ دیں آپ ضرور لڑیں اور ان لوگوں کو انصاف دلا دو جس نے آپ سے انصاف کی امید لگائی ہے مگر آپ کو اپنا خیال بھی رکھنا چاہیے۔" مایا چھوٹے شاہ کے پٹی بدلتے ہوئے نم لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں مایا۔" چھوٹے شاہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ "تمہیں تو پتہ ہے کہ میرا ایسا پروفیشن ہے جس میں اس طرح کا کچھ نہ کچھ ہوتا ہے اور یہ پہلی دفعہ نہیں ہے مجھ پر پہلے بھی حملے ہو چکے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں لوگوں کے ڈر سے وکالت چھوڑ دوں۔"

"میں جانتی ہوں میں نے آپ کو ایسا نہیں کہا ہے کہ آپ چھوڑ دیں لیکن پلیز اپنا خیال رکھیں۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں، مایا،" چھوٹے شاہ نے یقین دہانی کراتے ہوئے کہا، "کہ میں اپنا خیال رکھوں گا، مگر انصاف کے لیے لڑنا میری ذمہ داری ہے۔ جو لوگ میری مدد کی امید رکھتے ہیں، ان کے لیے یہ لڑائی ضروری ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں، چھوٹے شاہ،" مایا نے سر ہلایا، "اور تمہاری ہمت اور عزم کی بہت عزت کرتی ہوں، لیکن کبھی کبھی ہمیں اپنے آپ کو بھی بچانا ہوتا ہے۔

"او کے میڈم مایا، اور تمہاری فکر کا شکریہ۔ میں ہر قدم احتیاط سے اٹھاؤں گا۔"

اچھا آپ بیٹھے میں آپ کے لیے چائے بنا کے لاتی ہوں۔" اپنے جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ چھوٹے شاہ نے اثبات میں سر ہلایا اور مایا کمرے سے نکل گئی۔

کیف اور عالیان کی شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی۔ کیف نے عالیان سے کہا تھا کہ وہ کچھ دن گھر پر آرام کرنا چاہتی ہے۔ پہلے تو عالیان نے منع کر دیا مگر اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اجازت دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رابطے میں رہیں گی۔ کیف نے اس کی بات مانی تھی۔

رات کے دو بج رہے تھے وہ جائے نماز پر بیٹھی اپنے دل کا حال اللہ کو بتا رہی تھی وہ کافی اداس تھی یہ سوچ کر کہ شادی کے بعد وہ کینیڈا جائے گی۔ کیف دعا مانگتے ہوئے بے اختیار رو رہی تھی۔ اس کے آنسو بے آواز بہہ رہے تھے، مگر اس کے دل کی پکار عرش تک پہنچ رہی تھی۔

"یااللہ، مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ یہ دل کی بے چینی کیوں ہے؟" اس نے اپنی آنکھوں کو پونچھتے ہوئے کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ آپ میرے حق میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں، لیکن میرے دل کو سکون نہیں مل رہا۔ یہ جدائی کا غم، یہ نئے ماحول کا خوف، سب کچھ مجھے بوجھ لگ رہا ہے۔"

"میں عالیان کے ساتھ خوش رہنا چاہتی ہوں، مگر یہ سوچ کر کہ مجھے ان سے دور جانا ہے، دل بہت بوجھل ہو جاتا ہے۔ یااللہ یا تو اس کو میرے دل سے نکال دے۔ میں اس درد کے ساتھ اب نہیں رہ سکتی۔ مجھے مضبوطی دے کہ میں اپنی زندگی کے اس نئے مرحلے کو خوش اسلوبی سے قبول کر سکوں۔"

جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے اس نے آنکھیں بند کیں اور دل کو ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ وہ جانتی تھی کہ اللہ ہی اس کا سب سے بڑا سہارا ہے اور روتے روتے وہ اس نے سر سجدے میں گرایا اور دل ہی دل میں دعا کرنے لگی۔

بڑے شاہ اپنے آفس میں بیٹھا، کاغذات کے ڈھیر کے بیچ بظاہر کام میں مصروف تھا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک عجب سی خالی پن تھی۔ قلم اس کے ہاتھ میں تھا، مگر لفظ صفحے پر اترنے سے انکاری تھے۔ ہر بار جب وہ کاغذ پر کچھ لکھنے کی کوشش کرتا، کیف کا چہرہ اس کے ذہن میں ابھر آتا۔

"کیف... وہ اب میری نہیں رہی۔" یہ خیال اس کے دل پر وار کرتا، ہر بار پہلے سے زیادہ شدید۔

کام کی مصروفیت میں خود کو غرق کرنے کی کوشش کے باوجود وہ اپنی بے بسی سے فرار حاصل نہ کر سکا۔ وہ اپنی کرسی پر پیچھے جھک کر بیٹھ گیا، آنکھیں بند کیں، مگر سکون کہاں تھا؟ اندر ایک طوفان برپا تھا۔

"جدائی واقعی موت کا لمحہ ہوتی ہے..." اس نے زیرِ لب کہا۔

بڑے شاہ کی حالت بے بسی کی انتہا کو چھو رہی تھی۔ دفتر کی چار دیواری میں، جہاں فیصلے ہوتے تھے اور جہاں دنیا اسے طاقتور سمجھتی تھی، وہ آج خود کو سب سے زیادہ کمزور محسوس کر رہا تھا۔ دل کے نہ تھمنے والے درد نے اس کی روح کو بے سکون کر رکھا تھا۔

آنکھیں بند کیے، اس کے لب بے اختیار ہل رہے تھے۔ دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہوئی دعا شاید اس کے لبوں پر پہلی بار اتنے خلوص سے آئی تھی۔

"یا اللہ، اگر میرے اعمال میں کوئی نیکی ہے، کوئی ایسا عمل جسے تیری رضا حاصل ہوئی ہو، تو اس کے صدقے مجھے کیف دے دیں۔ میں جانتا ہوں، میں گناہگار ہوں، لیکن تیرا رحم میرے گناہوں سے بڑا ہے۔ تُو معاف کرنے والا ہے، تُو دلوں کا حال جاننے والا ہے۔ کیف میری تھی، یا اللہ، اور آج وہ میری نہیں رہی۔ لیکن تُو تو معجزے کر سکتا ہے، تُو چاہے تو سب کچھ ممکن ہے۔" آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے، کاغذات پر گر رہے تھے، مگر وہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ "جدائی موت سے کم نہیں، یا اللہ، مجھے اس عذاب سے نجات دے دے۔"

جدائی کا لمحہ، قیامت سے کم نہیں ہوتا

جسے چاہا، وہ دل سے قریب نہیں ہوتا

دل کے ٹکڑوں کی صدا، صبر کہاں سنتی ہے

ہر دھڑکن میں اک درد چھپا ہوا ہوتا

خواہشوں کے دیپ جلائے تھے جو کل

آج وہی خواب راکھ بنا ہوا ہوتا

وقت کے ہاتھوں ہار گئے ہیں ہم

ورنہ عشق کبھی ادھورا نہیں ہوتا

یادوں کی مہک، دل کو گھائل کرتی ہے

ہر سانس، جدائی کا احساس دیتی ہے

کاش پلٹ سکتا وقت کا یہ سفر

اس کے بغیر، زندگی خالی سی لگتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پتہ ہے آپ کو، عمائرہ؟"ماہین اپنے ہاتھوں میں چوڑیوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔

"کیا؟"عمائرہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

"مجھے ممی نے کہا کہ..."ماہین نے جھینپتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔

"کیا کہا؟"عمائرہ کے چہرے پر تجسس اور بھی بڑھ گیا۔

"یہی کہ خالہ نے شاہ جی کے لیے میرا رشتہ مانگا ہے۔"ماہین نے مدھم لہجے میں کہا اور پھر ذرا توقف کے بعد مزید بولی، "ممی نے مجھ سے پوچھا، اگر مجھے اعتراض ہے تو وہ نہ کریں۔"

"تو پھر تم نے کیا کہا؟"عمائرہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میں نے کہا، مجھے کوئی اعتراض نہیں... اور بھلا مجھے کیوں اعتراض ہو سکتا ہے؟"ماہین نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں اٹھا کر کہا۔۔

"مجھے تو شروع سے ہی اندازہ تھا کہ تمہارے دل میں شاہ جی کے لیے جگہ ہے۔ آخر کار بات وہیں پہنچی جہاں پہنچنی چاہیے تھی!"عمائرہ نے ماہین کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اب زیادہ مت بولو!"ماہین نے جھینپتے ہوئے عمائرہ کے کندھے پر ہلکا سا ہاتھ مارا اور شرما کر بولی۔

"چلو شکر ہے بس اب اللہ آپ کو خوش رکھیں۔"عمائرہ نے شرارت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ماہین نے بلند آواز میں آمین کہا۔

جاب چھوڑنے کے بعد وہ روز عمارہ سے ملنے اس کے سکول جاتی تھی۔اس سے ملتی اور واپس آجاتی۔کچھ ہی وقت وہ عمارہ جیسی اس کے لیے جینے کی وجہ بنی تھی۔اب وہ روز کئی دیر تک عمارہ سے کال پر بات کرتی۔عمارہ کی باتوں میں سب سے زیادہ بات یہ تھی کہ "آپ میری ممی کب بنو گی،آپ میرے گھر کب آؤ گی،آپ بابا سے شادی کب کرو گی۔؟"اور کیف بڑی مہارت سے بات کو بدل دیتی تھی کیونکہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

وہ آج بھی چھٹی کے وقت اس کے سکول آئی تھی جیسی ہی چھٹی ہوئی عمارہ نے کہا کہ وہ کیف کے ساتھ گھر جانا چاہتی ہو کیف نے بھی انکار نہیں کیا اور عمارہ کو اپنے ساتھ لے کر گھر آگئ۔اور اس کو ساتھ لے کر گھر آتے ہوئے اسے خوش دیکھا تو دل کو ایک عجب سا سکون محسوس ہوا۔عمارہ کی معصوم باتیں،بے ساختہ ہنسی،اور اس کے ساتھ رہنے کی ضد،جیسے یہ سب کیف کے زندگی میں ایک نیا مقصد لے آئی تھیں۔

کیف نے اس کو کمرے میں بٹھایا اور کھانا لانے کے لیے نیچے گئی۔ جلدی سے کھانا گرم کرتے اپنے کمرے میں آگئی اور عمارہ کو کھانا کھلایا اور عمارہ کو بیڈ پر لیٹایا تاکہ وہ کچھ دیر آرام کر سکے اور پھر موبائیل سے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ کچھ ہی سکینڈ بعد کال اٹھالی گئی تھی۔

"ہیلو!" کیف نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔

"زہے نصیب ہمیں یاد کرنے کی وجہ۔؟" فون سے بڑے شاہ کی آواز آئی تھی۔

"جی عمارہ ہی ہے کہ ہمیں ایسے ایک دوسرے کو کال کرنا پڑتا ہے۔اور عمارہ اس وقت میرے پاس ہے شام کو اسے لینے آجانا۔" کہتے ہوئے اس نے جلدی سے کال کاٹی۔ موبائیل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے گہری سانس لی۔

بڑے شاہ ابھی اس کے خیالوں میں تھا کہ فون کی گھنٹی سن کر اس نے فون کو دیکھا اور کیف کے کال دیکھ کر اس پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔اس سے بات کرتے ہوئے اس کی دل کو تھوڑا سا سکون ملا تھا۔

"تم سوچتی ہوں کہ میں عمارہ کی وجہ سے کال کرتا ہوں۔ نہیں مجھے آپ سے بات کرنے کے لیے بہانہ چاہیے ہوتا ہے اور میں آپ کے لیے ہی آتا ہوں۔"

وہ گہری سانس لیتے ہوئے عمارہ کی طرف دیکھنے لگی، جو معصومیت سے بیڈ پر لیٹی نیند کی آغوش میں جا چکی تھی۔اس کے چہرے پر ایک سکون تھا، جیسے دنیا کی کوئی پریشانی اسے چھو نہیں سکتی تھی۔ مگر کیف کے دل میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔

"بڑے شاہ... کیوں ہر بار تمہاری آواز میرے دل کو بے قابو کر دیتی ہے؟"اس نے زیرِ لب خود سے کہا۔

کیف اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے عمارہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔اس نے اپنے ہاتھ سے عمارہ کے ماتھے کو چھوا اور مسکراتے ہوئے کہا،

"عمارہ، پتہ نہیں کیوں تم میرے لیے سکون کا باعث بن رہی ہو جب میں یہاں سے جاؤں گی تو مجھے تم بہت یاد آؤ گی۔ کیف خود بھی اس کے ہی لیٹ گئی اور اسے دیکھتے دیکھتے خود بھی سو گئی۔

رات ہو چکی تھی،اور ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تھا۔آسمان پر چند ٹمٹماتے ستارے گویا خاموشی سے زمین کی بے سکونی دیکھ رہے تھے۔ماہین گہری نیند میں تھی جب اسے کال آئی اس نے نیند میں ہی کال کاٹ دی مگر اس نے پھر سے کال کاٹ دیا تیسری بار کال آنے پر اس نے غصے سے انکھیں کھولی اور موبائل پر آنے والے کال کو دیکھا حیرت سے اس کی دونوں آنکھیں کھل گئی اور جلدی سے کال اٹھائی۔

"ہیلو شاہ جی!"ماہین نے بوجھل آواز میں کہا۔

"میں نے تمہارے لیے کچھ رکھا ہے اسے پہن کے جلدی سے تیار ہو جاؤ اور آدھے گھنٹے بعد ٹیرس پہ آجانا۔"دوسری جانب زران کی آواز آئی تھی۔

"جی شاہ جی!"

"دیر مت کرنا ماہی آدھے گھنٹے بعد او کے۔؟" زران نے پھر سے کہا۔

"جی میں آدھے گھنٹے بعد آتی ہوں۔" زران نے کال کاٹ دی۔ ماہین متحیر سی فون کو دیکھ رہی تھی۔

"شاہ جی ایسا کیا کرنے والے ہیں کہ مجھے آدھے گھنٹے بعد ٹیرس پہ جانا ہوگا۔؟"

وہ تقریبا دس منٹ تک سوچتی رہی لیکن اس کے ذہن میں کچھ نہیں آیا پھر جلدی سے اتر کے الماری کھولی تو سامنے بیگ کو دیکھ کر جلدی سے اٹھایا اور بیڈ پر رکھ کر اسے چیزیں نکالنے لگی۔ مہرون ساڑھی کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی اور ساتھ میں ہیلز اور جیولری بھی تھی۔

ماہین نے مہرون ساڑھی کو ہاتھوں میں لے کر غور سے دیکھا۔ اس کی خوبصورتی اور نفاست نے اسے حیرت میں ڈال دیا تھا۔

"شاہ جی آخر کیا کرنا چاہتے ہیں؟" اس نے زیر لب کہا اور ساڑی کو ایک طرف رکھ کر ہیلز اور جیولری کو دیکھا۔

وہ ابھی تک سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی، مگر وقت ضائع کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔ جلدی سے واش روم گئی، اور جب واپس آئی تو اس نے ساڑھی پہننے کی تیاری شروع کر دی۔

Clubb of Quality Content

ساڑھی کو زیب تن کرنے کے بعد وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آ گئی۔ جیولری پہنتے ہوئے وہ یہ سوچ رہی تھی کہ زران نے یہ سب کیوں کیا۔ دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تیز ہو رہی تھی، اور اس کے دماغ میں بے شمار سوالات گردش کر رہے تھے۔

آخر جب وہ تیار ہو کر آدھے گھنٹے بعد ٹیرس پر جانے کے لیے نکلی، تو دل میں عجیب سی گھبراہٹ تھی۔ ٹیرس کے دروازے تک پہنچتے ہی اس نے ایک گہری سانس لی اور دروازہ کھولا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر جیسی کسی نے اس کے پیروں سے زمین کھسک لی ہو۔ اس کے ہاتھ پیر لرزنے لگے اسے اس کھلی جگہ میں بھی گھٹن کا احساس ہوا۔ اس سرد موسم میں بھی اسے پسینے آنے لگے وہ بے اختیار گہری سانسیں لینے لگیں۔ سامنے کا منظر اس کے قیامت سے کم نہیں تھا۔ ماہین کا دل جیسے ایک لمحے کے لیے رک گیا۔ وہ دروازے پر ساکت کھڑی تھی، آنکھوں میں حیرت اور دل میں دکھ کے طوفان کے ساتھ۔ ردا زران کو گلے لگائے ہوئے تھی، ماہین کو یقین نہیں آیا کہ یہ سب اس کے سامنے ہو رہا ہے۔ اس کے دل کی دھڑکن بے قابو ہونے لگی، اور وہ اپنے قدم پیچھے ہٹانے لگی۔ اس کے ہاتھ لرز رہے تھے، اور آنکھوں میں بے ساختہ آنسو بھرنے لگے۔

"ماہی۔" زران کی نظر جب ماہین پر پڑی اس نے ردا کو دور دھکیلا۔ ردا نے جلدی جلدی سے آنسو پونچھے وہاں سے چلی گئی۔ ماہین پیچھے کی طرف قدم لینے لگی مگر زران بھاگ کے اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑتے اس کے ساتھ آ گیا۔

"ماہی، میری بات سنو۔ یہ وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔" زران کھڑا وضاحت دینے لگا۔ ماہین نے گہری سانس لی اور ہاں میں سر ہلایا۔

یہ دل نادان ہے اسے ہم جس طرح چاہے اسے بہلا سکتے ہیں۔ وہ بات مان بھی لیتا ہے۔ یہاں پر محبت کی بات تھی۔ اسے لگا تھا کہ زران نے اس کے اعتماد کو توڑ دیا، لیکن اس بات پر اس کا دل پھر سے جڑ گیا اور اس نے یقین کر لیا کہ واقعی کچھ ایسا نہیں ہے اور اس کا یقین جلد ہی ٹوٹنے والا تھا۔

زران نے ہاتھوں میں گلابوں کا گلدستہ لیا اور سامنے آیا اور اس کے پیچھے جگنوؤں کی مانند جگمگاتی لائٹس نے پورے ٹیرس کو ایک خوابناک منظر بنا دیا تھا۔ ہوا میں خوشبو بکھری ہوئی تھی، اور زران کے چہرے پر ایک خاص سکون اور محبت بھری مسکراہٹ تھی۔

"ماہی، تمہیں یہ سب پسند آیا؟" زران نے نرمی سے پوچھا۔

"بہت زیادہ۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ماہین نے جیسے ہی سامنے کا منظر دیکھا، اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ خوشی کے آنسو جھلکنے لگے۔ بڑے بڑے حروف میں لکھا "ہیپی برتھ ڈے ماہین" اور چاروں طرف سجی روشنیوں اور گلاب کے پھولوں نے منظر کو خواب جیسا بنا دیا تھا۔

"یہ سب... میرے لیے؟" ماہین نے حیرت سے زران کی طرف دیکھا۔

"بالکل، تمہارے لیے۔ کیونکہ تم یہ سب کچھ ڈیزرو کرتی ہو، ماہی۔" زران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور گلدستہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"شاہ جی، یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" ماہین نے گلدستہ تھامتے ہوئے کہا۔

"یہ ضروری نہیں تھا، لیکن تمہارے چہرے کی یہ مسکراہٹ دیکھنے کے لیے سب کچھ کرنے کو دل چاہتا ہے۔" زران نے ہلکے سے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"آپ نے آج واقعی مجھے حیران کر دیا ہے۔" ماہین بے ساختہ مسکرادی اور بولی۔

زران نے آگے بڑھ کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور کہا، "یہ رہا تمہارا تحفہ۔"

ماہین نے ڈبہ کھولا تو اندر ایک خوبصورت بریسلیٹ تھا جس پر چھوٹے چھوٹے ستارے بنے ہوئے تھے۔

"یہ تو بہت خوبصورت ہے، شاہ جی۔" ماہین نے نرم لہجے میں کہا۔

"یہ تب تک ادھورا تھا جب تک تمہاری کلائی پر نہ ہوتا۔" زران نے بریسلیٹ اس کی کلائی پر باندھ دیا۔ ماہین، زران کو دیکھ رہی تھی کیا نہیں تھا اس کی آنکھوں محبت، تشکر۔"

"آؤ کیک کاٹے؟" زران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماہین کے ہاتھ میں ایک خوبصورت چھری تھما دی، جس پر سرخ ربن بندھا ہوا تھا۔

ماہین نے چھری کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولی، "شاہ جی، آپ نے تو ہر چیز کو خاص بنانے کا سوچ رکھا تھا، ہے نا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ظاہر ہے! تمہاری برتھ ڈے ہے، اور میں چاہتا تھا کہ یہ دن تمہیں ہمیشہ یاد رہے۔" زران ہنستے ہوئے بولا۔

ماہین نے کیک کی طرف قدم بڑھائے، جو سفید اور سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔ درمیان میں بڑے حروف میں لکھا تھا: "ہیپی برتھ ڈے ماہی"۔

زران نے کیک کے قریب کھڑے ہو کر کہا، "چلو، دعا مانگو اور پھر کیک کاٹو۔"

ماہین نے آنکھیں بند کر کے دل ہی دل میں دعا مانگی اور چھری کو کیک پر رکھا۔ جیسے ہی اس نے کیک کاٹا، زران نے زور سے کہا، "ہیپی برتھ ڈے، ماہی!"

پھولوں کی پتیاں اوپر سے برسنے لگیں اور زران نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ ماہین ہنستے ہوئے بولی، "شاہ جی، یہ سب واقعی خواب جیسا لگ رہا ہے۔"

زران نے کیک کا پہلا ٹکڑا کاٹ کر ماہین کی طرف بڑھایا، "یہ خاص لمحہ ہمیشہ یاد رہے گا، ماہی۔"

ماہین نے کیک کا ایک ٹکڑا زران کو کھلایا اور ہنستے ہوئے بولی، "آپ نے میرے دن کو بہت خاص بنا دیا، شاہ جی۔ شکریہ۔"

"تمہاری خوشی ہی میری خوشی ہے، ماہی۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا، پھر تجسس سے پوچھا، "ویسے تم نے کیا مانگا؟"

"میں نے آپ کے لیے لمبی عمر کی دعا کی۔" ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

زران چند لمحے خاموش رہا۔اور پھر کچھ بولنے کے لیے لب کھولے۔

"تم اپنے لیے بھی کچھ مانگ سکتی تھی۔میرے لیے دعا کیوں کی؟"زران نے حیرانی سے پوچھا۔

ماہین نے گہری سانس لیتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا،"کیونکہ میری خوشیاں آپ سے ہی ہیں۔"

زران کے چہرے پر ایک نرم سی مسکان آئی۔وہ چند لمحے خاموش رہا، جیسے الفاظ ڈھونڈ رہا ہو مگر وہ کچھ نہیں بول پایا۔دونوں ایسے ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔اور دونوں خاموشی سے کھڑے رہ کر اس لمحے کی خوبصورتی کو محسوس کرنے لگے۔

شام ________________________________

دھیرے دھیرے گہری ہو رہی تھی۔ہر طرف اندھیرا اپنے پاؤں پسارنے لگا تھا۔آسمان پر چھائے بادلوں کے درمیان چاند جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا،اور ہلکی ہلکی ہوائیں ماحول کو مزید سرد بنا رہی تھیں۔درختوں کی شاخیں ان ہواؤں کے ساتھ جھوم رہی تھیں جیسے کوئی خاموش ساز چھیڑ رہی ہوں۔سردی کی شدت بڑھنے لگی تھی اور فضا میں سکون اور خاموشی کا احساس گہرا ہو رہا تھا۔

کیف اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جس سے اٹھنے والی بھاپ اس کے چہرے پر ہلکا سا لمس چھوڑ رہی تھی۔ہواؤں کے سرد جھونکے کبھی کبھار کھڑکی کے راستے اندر آ جاتے،تو وہ چادر میں خود کو مزید لپیٹ لیتی۔اس نے ایک نظر بیڈ پر بیٹھی عمارہ

پر ڈالی جو موبائل پر کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی اسے دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرائی اور پھر سے باہر دیکھنے لگی۔

وہ چائے پی کر وہ کپ لے کر کمرے سے نکل گئی اور کچن میں آکر کپ سنک پر رکھ دیا اور جیسے ہی وہ کچن سے نکل گی سامنے بڑے شاہ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

"وہ میں عمارہ کو لے جانے آیا تھا۔" کیف کو ایسی حیرت سے دیکھتے ہوئے اس کی قریب آتے ہوئے کہا۔

"جی میں لے کر آتی ہوں۔" کیف جانے لگی تھی مگر بڑے شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا کیف کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

"رکو، کیف۔" بڑے شاہ کی آواز گہری اور سنجیدہ تھی۔ کیف کے قدم وہیں رک گئے، اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ پلٹ کر بڑے شاہ کو دیکھنے لگی اور اپنے ہاتھ کو چھڑوایا۔

"کیف، تم مجھ سے کیوں بھاگتی ہو؟" بڑے شاہ کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں، گویا اس کی روح میں جھانکنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

"میں اور آپ سے بھاگوں گی کیوں؟ آپ پولیس اور میں چور ہوں کیا؟" کیف نے کچھ جھنجھلاتے ہوئے کہا، مگر اس کے لہجے میں چھپی بے چینی کو بڑے شاہ نے محسوس کر لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بڑے شاہ کی ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر آئی، مگر ان کی آنکھوں میں درد واضح تھا۔"ہاں، اگر میں پولیس ہوتا تو شاید آپ کو آپ کے دل کی قید سے آزاد کروا لیتا۔"

"میں عمارہ کو لے کر آتی ہوں۔" کیف نے اس کی بات کو اگنور کیا۔

"کیف، میں جانتا ہوں میں نے غلطیاں کی ہیں، لیکن کیا میں ان غلطیوں کی سزا تمہاری خاموشی اور دوری کی صورت میں ساری زندگی بھگتوں گا؟" بڑے شاہ کی آواز ٹوٹنے لگی تھی۔

کیف کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔ وہ ان کی آنکھوں میں چھپی بے بسی کو محسوس کر رہی تھی، مگر اپنی بے بسی بھی اسے باندھے ہوئے تھی۔

"اب اس باتوں کا وقت گزر گیا ہے۔ اب میرے دل میں آپ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ ایک وقت تھا جب میرے دل میں آپ کے لیے کچھ تھا مگر اب نہیں ہے۔ مجھے آپ کو بھلانے کے لیے چھ سال لگے ہیں اور چھ سال کم وقت نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ آپ میری زندگی سے دور جائیں اور مجھے اپنے طریقے سے جینے دے۔"

بڑے شاہ کے قدم جیسے زمین پر جم گئے۔ کیف کے الفاظ نے اس کے دل پر وہ وار کیا تھا جس کی شدت وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا، جیسے الفاظ ڈھونڈ رہا ہو، مگر اس کی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"چھ سال..." بڑے شاہ نے مدھم آواز میں دہرایا، گویا خود سے بات کر رہا ہو۔ "چھ سال، اور میں آج بھی وہیں کھڑا ہوں جہاں سے آپ گئی تھیں۔"

کیف نے نظریں جھکا لیں۔ "یہ سب باتیں اب بے معنی ہیں۔ آپ کو آگے بڑھنا ہوگا، جیسے میں نے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔"

"کیف، تمہیں لگتا ہے کہ میں نے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی؟ ہر دن، ہر رات میں نے خود کو سمجھایا کہ تم اب میری زندگی کا حصہ نہیں ہو۔ لیکن دل... یہ دل تمہیں بھلا ہی نہیں پایا۔" بڑے شاہ کی آواز بھر آئی تھی۔

"یہ آپ کا مسئلہ ہے، بڑے شاہ، میرا نہیں۔ آپ کو اپنے دل کو سمجھانا ہوگا۔ میں اب اس زندگی میں واپس نہیں آسکتی۔" کیف نے مضبوط لہجے میں کہا، حالانکہ اندر سے وہ ٹوٹ رہی تھی۔

"کیا واقعی؟" بڑے شاہ کی آنکھوں میں ایک امید کی آخری کرن چمکی۔ "کیا واقعی تمہارے دل میں میرے لیے کچھ بھی باقی نہیں ہے؟"

کیف نے ایک گہری سانس لی اور خود کو سنبھالا۔ "نہیں، کچھ بھی نہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ آپ بھی اس حقیقت کو قبول کریں۔"

"ٹھیک ہے، کیف۔ اگر تم یہی چاہتی ہو تو میں تمہاری زندگی سے دور چلا جاؤں گا۔ لیکن یہ مت سوچنا کہ تمہارے بغیر جینا میرے لیے آسان ہوگا۔" بڑے شاہ نے سر جھکا لیا۔

کیف جیسے ہی پلٹی، سامنے عالیان کو کھڑا دیکھ کر اس کا دل جیسے رک گیا۔اس کی سانسیں اٹکنے لگیں، اور آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے حیرت چھا گئی۔عالیان کبھی بڑے شاہ کو کبھی کیف کو دیکھ رہا تھا۔

"سر...آپ یہاں؟"کیف نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔بڑے شاہ نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے عالیان دیکھ کر اس نے کرب سے آنکھیں بند کی۔

"ارے شاہ تم یہاں کیا۔؟"عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ میں گڑیا کو لینے آیا تھا اس لیے آگیا تھا۔"بڑے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا!"

"تو میں کیا کہہ رہا تھا ہاں وہ آپ کال نہیں اٹھا رہی تھی اور بات ضروری تھی تو اس لیے آنا پڑا۔"

"ج....جی بتائیں کیا بات تھی۔؟"کیف نے جلدی سے کہا۔

"وہ میں شادی کے ڈریس کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا تھا۔"

"اچھا آپ ادھر بیٹھیں میں عمارہ کو ان کے حوالے کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔۔"عالیان وہی بیٹھ گیا اور کیف اپنے کمرے میں آکر عمارہ کو اٹھایا اور نیچے آگئی۔کیف نے عمارہ کو گود سے اتار دیا عمارہ بھاگتے ہوئے بڑے شاہ سے لپٹ گئی۔

"بابا آپ یہاں۔؟"

"جی بابا کی جان۔"بڑے شاہ نے عمارہ کو گود میں اٹھاتے اور اس کے گال کو چومتے ہوئے کہا۔

"بابا، آپ مجھے لینے آئے ہیں؟" عمارہ نے خوشی سے کہا، اس کے چہرے پر چمکتی مسکان کسی روشنی سے کم نہ تھی۔

"ہاں، میری گڑیا۔ بابا تو ہمیشہ تمہیں لینے آتے ہیں،" بڑے شاہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا کیفو ہم کل آئینگے۔" عمارہ نے ہاتھ ہوا میں ہلاتے ہوئے کہا۔ کیف نے بھی ہاتھ ہلایا۔

"آپ بیٹھیں میں چائے لے کے آتی ہوں۔" کیف نے بڑے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر کبھی شکریہ!" کہتے ہوئے بڑے شاہ نے ایک آخری نظر کیف پر ڈالی، جیسے اپنی پوری دنیا کو ایک نظر میں سمیٹ لینا چاہتا ہو، پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیف کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگیں۔

"میں نے آپ کو تصویریں بھیجی ہیں اور ان سب میں سے ڈیزائن دیکھ لیں اور مجھے میسج کر لیں پھر ویسے ہی ڈریس بنے گا۔"

کیف نے آنکھوں میں آنسو لیے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور عالیان کی بات پر سر ہلادیا۔ "جی، میں دیکھ لوں گی اور بتادوں گی۔" اس کی آواز بھاری ہو چکی تھی، مگر وہ عالیان کے سامنے اپنی حالت ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

عالیان نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے، میں چلتا ہوں۔ تصویریں دیکھ کر مجھے بتادیجیے گا۔"

عالیان کے جاتے ہی کیف نے دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اندر جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور اپنے فون پر عالیان کے بھیجے گئے ڈریس کے ڈیزائن دیکھنے لگی، لیکن اس کی توجہ کہیں اور تھی۔

اس کی نظروں کے سامنے بار بار بڑے شاہ کا چہرہ آ رہا تھا، اور دل میں عجیب سی بے چینی چھا رہی تھی۔

"کیا عالیان سر نے کچھ سنا ہو گا۔؟ شاید نہیں اگر ایسا تھا تو وہ کپڑوں کی بات نہ کرتا اگر اس نے سچ میں کچھ سن لیا ہو تو۔؟" اس نے خود سے سوال کیا اور فون ایک طرف رکھ دیا۔ آنسو دوبارہ اس کی آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر بہنے لگے۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور گہری سانسیں لینے لگی، جیسے اپنے جذبات کو قابو میں لانے کی کوشش کر رہی ہو۔

وہ اس کے گھر سے تو آیا تھا مگر اس کے دماغ میں ان دونوں کی باتیں گونج رہی تھی اسے پہلے سے شک تھا مگر اس کا شک آج یقین میں بدل چکا تھا عمارہ کی کہی ہوئی باتیں، جو پہلے محض ایک معصوم بچی کی بچکانہ باتیں لگتی تھیں، اب اسے حقیقت کا آئینہ دکھا رہی تھیں۔ وہ غصے اور دکھ کے ملے جلے تاثرات لیے گاڑی چلا رہا تھا، مگر گاڑی کی رفتار بے اختیار بڑھتی جا رہی تھی۔ دونوں کے سوال اس کے دماغ میں گونجتے، اس کی گرفت اسٹیئرنگ پر اور مضبوط ہو جاتی۔

"یہ سب سچ نہیں ہو سکتا... وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ نہیں کیف صرف میری ہے" اس نے ایک گہری سانس لی، مگر اس کے سینے میں جلن کم نہ ہوئی۔

عالیان نے گاڑی ایک ویران جگہ پر روک دی۔ اس نے ہاتھوں سے چہرہ چھپالیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا، جیسے اندر کے طوفان کو باہر نکالنا چاہتا ہو۔

"کیف، آپ جانتی ہیں کہ آپ کو بھولنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ میں آپ کے دل میں اپنے لیے جگہ بنانا چاہتا تھا مگر آپ نے تو پہلی ہی... آپ نے تو پہلی ہی اپنے دل میں جگہ کسی اور کو دے چکی ہیں۔" اس کی آواز میں درد واضح تھا۔

رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا، اور سرد ہوا گاڑی کے اندر تک محسوس ہو رہی تھی، مگر عالیان کے دل کی گرمی اور جلن اس سرد ہوا کو شکست دے رہی تھی۔ وہ بہت دیر تک وہیں خاموش بیٹھا رہا، اپنے دکھ اور مایوسی کو قابو میں کرنے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔ رات کی تاریکی نے ہر طرف سکوت طاری کر رکھا تھا، مگر عالیان کے دل میں ہلچل تھی۔ اس کے اندر ایسا طوفان اٹھ رہا تھا جس کا شور باہر سنائی نہیں دے رہا تھا، مگر وہ خود کو اندر سے کھائے جا رہا تھا۔ اس نے گاڑی سے باہر نکل کر سرد ہوا کو اپنے چہرے پر محسوس کیا۔ مگر وہ ہوا بھی اس کے دل کی آگ کو سرد کرنے میں ناکام رہی۔ اس کی مٹھی بے اختیار بھینچ گئی، اور اس نے ایک قریبی پتھر کو زور سے ٹھوکر ماری۔ عالیان نے آسمان کی طرف دیکھا، جیسے اپنے اندر کا دکھ کسی ان دیکھی ہستی کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہو۔

"یااللہ، اگر کیف میری قسمت میں نہیں تو پھر اسے بھلانے کا حوصلہ دے دے۔" مگر اس کا دل اب بھی کیف کے خیالوں میں الجھا ہوا تھا۔ وہ بہت دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا، اپنی مایوسی اور بے بسی کے ساتھ، اور پھر واپس گاڑی میں بیٹھ گیا۔

وہ بیڈ پر لیٹا گہری سوچ میں تھا وہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا ایک طرف اس کی پوری زندگی کا سوال تھا دوسری جانب کسی کی زندگی بچانی تھی۔ وہ اس کشمکش میں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ کئی گھنٹوں تک سر کھپانے کے بعد اس نے وہی سوچا جس سے شاید اللہ جنت عطا کر دیتا اس سے آگے کچھ بھی ہوتا وہ سب اس نے اللہ پر چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ بہتر کرنے والا ہے۔

رات کا گہرا سکوت، ہر طرف خاموشی اور تنہائی کا عالم تھا۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر وضو کرتے وقت بھی گہرے خیالات میں غرق تھا۔ پانی کے قطرے اس کے چہرے سے ٹپکتے جا رہے تھے، مگر اس کے دل کی بے چینی کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی۔

جائے نماز پر بیٹھتے ہوئے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ جیسے ہر سانس ایک بھاری پتھر اٹھا رہی ہو۔ وہ نوافل پڑھتے وقت مکمل طور پر اپنے رب کے حضور جھک گیا، جیسے اپنی تمام بے بسی اور بے قراری کو اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہو۔

Clubb of Quality Content!

نوافل ختم کرنے کے بعد جب اس نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ بہنے لگے۔

"یا اللہ، یہ راستہ جو میں نے چنا ہے، شاید میرے لیے سب سے مشکل ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ وہی راستہ ہے جو آپ کو پسند ہے۔" اس کی آواز لرز رہی تھی، مگر اس کے الفاظ دل کی گہرائی سے نکل رہے تھے۔

"یا اللہ، مجھے ہمت دے کہ میں اپنے فیصلے پر قائم رہ سکوں۔ مجھے وہ سکون عطا کر جو آپ کے قرب میں ہے۔ میں نے ہمیشہ اپنی خواہشات کو اپنے اوپر غالب رہنے دیا، لیکن آج میں آپ کے لیے اپنی خواہش کو قربان کر رہا ہوں۔ یا اللہ، اگر میری نیت میں کوئی کمی ہو تو اسے قبول کر لے اور میرے قدم ڈگمگانے نہ دے۔"

وہ دیر تک دعا میں ڈوبا رہا، آنکھوں سے بہتے آنسو اور دل کی بے قراری اسے اللہ کے قریب تر کر رہی تھی۔

دعا کے بعد وہ جائے نماز پر بیٹھا رہا، سکون اور بے بسی کے درمیان معلق۔ مگر ایک چیز اس کے دل میں واضح تھی: اس نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اب جو کچھ بھی ہوگا، وہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔

Clubb of Quality Content

چھوٹے شاہ مکمل طور پر ٹھیک ہو گیا تھا وہ دو ہفتے بعد کورٹ آیا تھا اس کے دوست نے کیس پر کافی کام کیا تھا کیس مضبوط ہو گیا تھا بس کچھ ثبوت ڈھونڈنے تھے پھر مجرم کو کوئی بھی سزا سے نہیں روک سکتا تھا۔

وہ سارے فائلز کو دیکھ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک بزرگ اندر آیا اور سلام کیا۔

چھوٹے شاہ نے سلام کا جواب دیا اور اس کو بیٹھنے کے لیے کہا اور وہ بزرگ بیٹھ گیا۔

"کیسے ہیں چاچا جی؟" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"الحمدللہ میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔؟ ہمارے وجہ سے آپ زخمی ہو گئے ہمیں معاف کر دو بیٹا۔"

"نہیں چاچا جی یہ آپ کی وجہ سے نہیں۔ یہ میرے قسمت میں تھا۔ خیر یہ چھوڑو اور یہ بتاؤ اب آپ کی بیٹی کیسی ہیں۔؟"

"جی الحمدللہ پہلے سے کافی بہتر ہے۔" چھوٹے شاہ نے اطمینان بھری مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور کہا۔

"یہ سن کر بہت خوشی ہوئی، چاچا جی۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ اب بہتر ہے۔"

چاچاجی نے ایک لمحے کے لیے رک کر چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا، جیسے کچھ کہنا چاہتے ہوں مگر الفاظ تلاش کر رہے ہوں۔ پھر آہستہ سے بولے، "بیٹا، ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہماری عزت خاک میں مل جاتی۔"

چھوٹے شاہ نے فائل بند کرتے ہوئے کہا، "چاچاجی، یہ میرا فرض تھا۔ آپ شکریہ کے الفاظ چھوڑ دیں، اور دعا کریں کہ ہمیں انصاف ملے۔ ان لوگوں کو سزا ضرور ملنی چاہیے جنہوں نے یہ سب کیا ہے۔"

چاچاجی کی آنکھوں میں نمی آگئی۔ "اللہ آپ کو کامیابی دے، بیٹا۔ ہماری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔"

چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے کہا، "ان شاءاللہ، جلد ہی ان مجرموں کو ان کے انجام تک پہنچائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں، ہم انصاف کے قریب ہیں۔"

چاچاجی نے دعا دیتے ہوئے کہا، "اللہ آپ کے کام میں برکت دے اور آپ کو ہر مشکل سے بچائے، بیٹا۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے چھوٹے شاہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور اٹھنے لگے۔

چھوٹے شاہ نے انہیں دروازے تک چھوڑا اور کہا، "آپ کبھی بھی کسی چیز کی فکر نہ کریں، چاچاجی۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔"

چاچا جی نے جاتے ہوئے ایک بار پھر دعائیں دیں اور کہا، "بیٹا، اللہ آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ آپ نے ہماری زندگی بدل دی۔"

چھوٹے شاہ کچھ دیر دروازے کے پاس کھڑا رہا، گہری سانس لی اور واپس اپنی کرسی پر بیٹھ کر فائلیں دوبارہ کھول لیں۔ اس کے چہرے پر عزم اور مضبوطی واضح تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس جنگ کو مکمل کرنا صرف اس کی ذمہ داری نہیں، بلکہ اس کا فرض بھی ہے۔

رات کو کافی سوچتے ہوئے وہ نہیں سو پایا تھا اس کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ فجر پڑھنے کے بعد وہ سویا تھا۔ اب جب اٹھا تو نو بج رہے تھے وہ جلدی سے اٹھا اور فریش ہو کے نکلا۔ اس نے آئینے میں خود کو دیکھا، اس کے چہرے پر تھکن کے آثار واضح تھے۔ کالے کپڑوں میں ملبوس، وہ آج اور زیادہ پر وقار لگ رہا تھا۔ اس نے بالوں کو ہاتھ سے مزید سنوارا، گھڑی باندھی اور کمرے سے باہر نکلا۔

کمرے سے نکلتے ہی سامنے وہ ماہین سے ٹکرایا۔ زران رک گیا اور اس کو دیکھا جو گرے کلر کے کپڑے پہنے دوپٹے کو اچھے سے اوڑھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"شاہ جی چائے!" ماہین نے کپ آگے کی مگر زران اس کو اگنور کرتے آگے بڑھنے لگا۔

"شاہ جی کیا ہوا۔؟" ماہین اس کے پیچھے پیچھے آنے لگی۔

"مجھے چائے نہیں پینی۔" اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

"کیوں۔؟"اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"میں نے کہا نہ کہ نہیں پینی تو نہیں پینی کیوں زبردستی کر رہی ہو۔؟"زران نے پلٹ کر اسے دیکھا اور غصے سے کہا۔

"مگر۔"زران کو ایسے غصہ کرتے دیکھ ماہین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"پلیز شاہ جی مجھے بتائیے کیا ہوا ہے۔؟"اس کی آواز بھر آئی تھی مگر زران اس کی بات کو اگنور کرتے آگے بڑھ گیا اور نایاب بیگم کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ماہین وہیں کھڑی رہ گئی،زران کے رویے نے اسے اندر تک ہلا دیا تھا۔اس کی آنکھوں میں بے اختیار نمی آگئی، مگر وہ اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ زران کا یہ رویہ کیوں تھا،اور اس کے دل میں ہزاروں وسوسے پیدا ہونے لگے۔

"آخر شاہ جی کو کیا ہوا ہے؟ کیا میں نے کوئی غلطی کی؟ یا وہ کسی پریشانی میں ہیں؟"ماہین نے خود سے سوال کیا، مگر کوئی جواب نہ ملا۔اس نے گہری سانس لی اور چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے زران کے پیچھے آئی۔

زران نایاب بیگم کے کمرے میں داخل ہوا۔نایاب بیگم اسے دیکھتے ہی مسکرائیں۔

"آؤ بیٹا، خیریت؟ اتنے پریشان لگ رہے ہو۔"

"امی، آپ کو کچھ کہنا ہے۔"زران نے سنجیدگی سے کہا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں، بیٹا، بولو۔ کیا بات ہے؟"نایاب بیگم کے چہرے سے فکر ظاہر ہو رہی تھی۔

"مجھے ماہین سے شادی نہیں کرنی۔"زران نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم زران ہوش میں تو ہو۔؟"نایاب بیگم اس کی بات پر ششدر تھی۔

"ہاں میں ہوش میں ہوں اس لیے کہہ رہا ہوں۔"زران نے سرد مہری سے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ میں نے عائشہ سے بات کی ہے اور اس نے مجھے رضامندی دی ہے اب میں کیا جواب دوں گی۔"وہ پریشان ہونے لگیں۔

زران نے نایاب بیگم کی بات سن کر گہری سانس لی اور سر جھکا لیا۔کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد، اس نے کہا۔

"امی، میں جانتا ہوں آپ نے یہ فیصلہ ہماری بھلائی کے لیے کیا ہے، اور میں آپ کی نیت کو کبھی غلط نہیں سمجھتا۔ لیکن میں اپنی زندگی ایسی لڑکی کے ساتھ نہیں گزار سکتا جس سے مجھے محبت نہ ہو۔

"زران میں نے تم سے پوچھ کر عائشہ سے بات کی تھی اور تم نے مجھے رضامندی دی تھی۔"

"مگر ماں میں اس وقت بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا اس لیے میں خاموش ہو گیا تھا۔"نایاب بیگم کچھ بول نہیں پائی۔

"ماہین سے نہیں تو بتاؤ پھر کس سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔؟"نایاب بیگم نے تقریباً چلاتے ہوئے پوچھا۔

"ردا سے۔" زران نے سکون سے جواب دیا۔ زران کی جواب پر وہ ساکت ہو گئیں اور دروازے میں کھڑی ماہین کا وجود لرزنے لگا۔ اس نے گرنے کے خوف سے دروازے کو پکڑ لیا۔

"کیا۔؟ مگر کیوں۔؟" نایاب بیگم کے گلے سے کمزور آواز آئی تھی۔

"کیونکہ میں ردا سے محبت کرتا ہوں، امی۔ اور میں اپنی زندگی ایسے رشتے میں نہیں باندھ سکتا جہاں محبت نہ ہو۔" زران کے لہجے میں سکون تھا، مگر اس کے الفاظ نایاب بیگم کے دل پر جیسے وار کر رہے تھے۔

نایاب بیگم نے زران کی طرف دیکھا، گویا اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ "زران، تمہیں معلوم ہے کہ ردا کس طرح کی لڑکی ہے؟ وہ ہمارے خاندان میں کبھی فٹ نہیں ہو سکتی۔ اس کے اور تمہارے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"امی، میں جانتا ہوں کہ آپ کے خدشات جائز ہیں، لیکن محبت طبقوں یا حیثیت سے نہیں دیکھی جاتی۔ میں نے ردا کو جانا ہے، سمجھا ہے، اور اس کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"تمہارا یہ فیصلہ صرف تمہاری زندگی پر اثر نہیں ڈالے گا، زران۔ یہ پورے خاندان کی عزت کا سوال ہے۔ اور ماہین؟ اس کا کیا ہو گا؟ اور کیا کمی ہے ماہین میں؟" نایاب بیگم کو جیسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

دروازے کے پیچھے کھڑی ماہین کے لیے یہ لمحے کسی قیامت سے کم نہیں تھے۔اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے،اور دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو گئیں۔اس نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کی، مگر زران کے الفاظ نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"امی، میں نے کب کہا کہ اس میں کمی ہے مگر ردا میں بھی کوئی کمی نہیں ہے اور رہی بات ماہین کی تو مجھے میچیور لڑکی چاہیے جو کہ ردا ہے اور ماہین نہیں اور میں جانتا ہوں یہ فیصلہ آپ کے لیے آسان نہیں ہو گا، لیکن میں آپ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے جذبات کو سمجھیں۔ردا میری خوشی ہے،اور میں اپنی زندگی اس کے ساتھ ہی گزارنا چاہتا ہوں۔" زران نے دھیرے سے کہا۔

نایاب بیگم بے بسی سے کرسی پر بیٹھ گئیں۔ان کے چہرے پر دکھ اور غصہ تھا۔

"زران، اگر تم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے، تو پھر میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن یاد رکھو، تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے اور مجھ سے کوئی امید مت رکھنا۔" زران نے کرب سے آنکھیں بند کیے۔

ماہین یہ سن کر تیزی سے اپنے کمرے کی طرف پلٹی۔اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے،اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

رات کا تیسرا پہر تھا جب اچانک اس کی آنکھیں کھلی۔سائڈ لیمپ کی روشنی نے پورے کمرے کو مدھم روشنی سے بھر دیا تھا۔وہ انگڑائی لے کر بیٹھ گیا اور وقت کو دیکھا ساڑھے تین بج رہے

تھے۔اس نے آنکھوں کو مسلتے ہوئے بیڈ سے اترا اور وضو کر کے بجائے نماز پر بیٹھ گیا۔رات کی گہری خاموشی میں، جب ہر طرف سکون چھایا ہوا تھا،اس کی دعائیں آسمانوں تک جا رہی تھیں۔وہ سر جھکائے، آنکھوں میں ایک عجب سکون اور دل میں ایک بے چینی لیے،اپنے رب کے حضور جھکا ہوا تھا۔ہر سجدے میں، ہر دعا میں ایک التجا تھی،ایک بے نام سی خواہش جو الفاظ میں ڈھلنے سے قاصر تھی۔اس کے دل کا حال وہی جانتا تھا جس کے آگے وہ جھکا ہوا تھا۔

"اے اللہ میں نے ان چھ سالوں میں آپ سے کیف مانگا ہے۔ہمیشہ سے اس کی خیریت کی دعا مانگی ہے۔میں بہت زیادہ پیار کرتا ہوں کیف سے۔مجھے میری کیف لوٹا دے اللہ میری یہ بے چینی ختم کر دے۔کیف کو میری محرم بنا دے۔میری سینے میں اٹھتے ہر تکلیف اس بات کی گواہ ہے کہ کیف میرے دل کے ہر کونے میں ہے۔اس کے بغیر میں کچھ بھی نہیں۔میری اس تکلیف کو کم کر دے۔ آپ مجھے اس درد سے نجات دے۔میں کیسے دیکھوں گا کیف کو کسی اور کی دلہن بنتے دیکھنا۔ممکن ہے کہ وہی میری سانسیں رک جائیں۔اے رب، میری محبت کو میرے لیے حلال کر دے، مجھے اس امتحان سے نکال دے۔اگر کیف میری قسمت میں نہیں ہے تو میرے دل کو اس کی محبت سے آزاد کر دے، ورنہ مجھے اس کے قریب کر دے۔میری یہ دعائیں خالی نہ لوٹا، مالک۔میں خود غرض نہیں ہوں مگر کیف کے لیے میں خود غرضی کر رہا ہوں مجھے کیف دے دے آمین"

دعا کے دوران اس کی آواز بھرا گئی تھی۔ انکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے، اور دل ایک عجیب درد سے بوجھل تھا۔ وہ اپنی پیشانی کو سجدے میں رکھے دیر تک یوں ہی رہا، جیسے اپنے دل کے ہر گوشے کو اپنے رب کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہو۔ رونے کے بعد وہ ایسی ہی بیٹھا رہا اب اس کو تھوڑا سا سکون مل گیا تھا اور وہی سر رکھے نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

کیف نماز پڑھنے کے بعد سکون سے سو گئی تھی، مگر جب جاگی تو گھڑی پر نظر پڑتے ہی وہ چونک گئی۔

"اوہ، دس بج گئے!" وہ جلدی سے بستر سے اٹھی اور کھڑکی کے پردے ہٹا کر باہر دیکھا۔ دھوپ اپنے عروج پر تھی، اور باہر پرندے چہچہا رہے تھے۔

"کتنی دیر سو لیا آج..." وہ خود سے بولی۔ پھر جلدی سے بستر درست کیا اور واش روم کی طرف بڑھی۔ فریش ہو کر نیلی کپڑوں میں باہر نکلی تو اس نے موبائل اٹھایا، اور جیسے ہی اسکرین پر نظر پڑی، وہاں کئی مسڈ کالز تھیں۔

"عالیان کی کالز؟" اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ کیف نے ایک لمحے کے لیے فون کو دیکھا، پھر گہری سانس لیتے ہوئے موبائل واپس رکھ دیا۔

"پہلے کچھ کھا لیتی ہوں، پھر بات کرتی ہوں۔" کیف نے خود سے کہا اور کچن کی طرف چل دی۔ مگر دل میں ایک بے چینی سی تھی، جیسے کچھ غیر معمولی ہونے والا ہو۔ وہ جیسے کمرے سے جانے لگی تھی اس کے موبائل پر پھر کال آئی اس نے جلدی سے کال اٹھایا اور فون کان سے لگایا۔

"ہیلو سر!"

"کیف میں آپ کو ایڈریس میسج کر رہا ہوں آپ پلیز وہاں پہنچ جائیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔"

کیف نے عالیان کی سنجیدہ آواز سن کر پل بھر کے لیے سوچا، مگر کچھ کہے بغیر "ٹھیک ہے، سر" کہہ کر کال کاٹ دی۔

وہ بے چینی سے موبائل کو دیکھتی رہی، جیسے یہ سوچ رہی ہو کہ آخر ایسا کیا ضروری ہو سکتا ہے۔ چند لمحوں بعد موبائل پر ایک میسج آیا، جس میں ایڈریس درج تھا۔

"یہ جگہ... کہاں بلا رہے ہیں؟" کیف نے زیرِ لب کہا اور فوراً تیار ہونے لگی۔

جلدی سے ہلکے رنگ کا لباس پہن کر، اس نے اپنے بالوں کو سیدھا کیا اور ہینڈ بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھی۔ دل میں عجیب سی بے چینی تھی، مگر اس کے باوجود وہ اس ملاقات کے لیے نکل پڑی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے میسج میں بھیجے گئے ایڈریس کو نیویگیٹ کرنا شروع کیا۔ "پتہ نہیں سر کو اچانک کیا بات کرنی ہے؟" وہ خود سے سوال کرتی رہی، مگر دل میں بے شمار خیالات اور سوالات گردش کر رہے تھے۔

کیف نے گاڑی سے اتر کر عالیان کی طرف قدم بڑھائے۔ دور سے وہ عالیان کو دیکھ رہی تھی، جو کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔ ہوا اس کے شرٹ کو اڑا رہی تھی، اور وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"سر؟" کیف نے آہستہ آواز میں کہا، مگر عالیان نے اسے آتے دیکھ کر ہی سر اٹھایا۔

"آپ آ گئیں؟" عالیان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، مگر اس کی آنکھوں میں وہ گہرائی اور اضطراب صاف جھلک رہا تھا۔

"جی سر، آپ نے بلایا تھا۔ سب خیریت؟" کیف نے قریب پہنچ کر سوال کیا، اس کے لہجے میں تشویش نمایاں تھی۔

عالیان نے گہری سانس لی، جیسے خود کو کچھ کہنے کے لیے تیار کر رہا ہو۔ "کیف، مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بات پوری توجہ سے سنیں۔"

کیف نے سر ہلایا اور قریب کھڑے ہو کر اس کی بات سننے لگی۔ "جی، سر، کہیے۔"

عالیان نے نظریں جھکا لیں اور پھر سنجیدگی سے کہا۔

"یہ وہ بات ہے جو شاید میرے دل کو سکون دے یا ہمیشہ کا درد بن جائے، لیکن میں اسے اب اپنے دل میں نہیں رکھ سکتا۔"

"جی سر بتائیں۔" کیف نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مجھ سے شادی کرنے پر خوش ہے۔؟" عالیان کے سوال پر وہ چونک گئی تھی۔

"یہ کیسا سوال ہے سر۔؟"

"جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔"

"اگر میں خوش نہیں تھی تو شادی کے لیے کیوں مانتی۔" عالیان خاموش ہو گیا اور کئی دیر تک کیف کو دیکھتا رہا۔ کیف کو اس کی نظروں سے الجھن ہونے لگی۔

"میں نے کل آپ دونوں کی باتیں سن لی تھی۔" عالیان نے جیسے کیف پر دھماکا کیا تھا۔ وہ گنگ سی کھڑی عالیان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے پاس الفاظ نہیں بچے تھے کہ وہ کچھ کہتی۔

"میں نے رات کو بہت سوچا کہ جو میں نے سنا وہ میری غلط فہمی ہے مگر نہیں وہ سب حقیقت تھا۔ مجھے پہلے ہی شک تھا کہ شاید آپ کسی سے پیار کرتی تھی۔ یا کرتی ہے میں اپنے دل کو سمجھا رہا تھا کہ ایسا کچھ نہیں ہے مگر آج میں کیسے سمجھاؤں۔" کیف جیسے ساکت ہو گئی۔ عالیان کی باتوں نے اسے خاموش کر دیا تھا، اور اس کے ذہن میں ایک طوفان سا برپا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں جھک گئیں، اور دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"سر... آپ نے جو بھی سنا، وہ..." کیف نے بمشکل الفاظ نکالے، مگر اس کی آواز لرز رہی تھی۔

"صاف بات کرو، کیف!" عالیان کی آواز میں دکھ اور غصہ نمایاں تھا۔ "کیا آپ کسی اور سے محبت کرتی ہیں؟"

کیف نے اپنی آنکھیں بند کیں، جیسے اپنے جذبات کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "ہاں، سر... میں کسی سے محبت کرتی تھی... لیکن وہ محبت میری زندگی کا ایک ایسا حصہ ہے جو ختم ہو چکا ہے۔ وہ میری ماضی کی داستان ہے، اور اس کا آج سے کوئی تعلق نہیں۔"

"مگر کیف، کیا آپ نے اس حقیقت کو میرے سامنے رکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی؟" عالیان نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں نے آپ سے اپنی پوری زندگی بانٹنے کا فیصلہ کیا تھا، اور آپ نے؟"

کیف نے آنکھیں اٹھا کر عالیان کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میں نے کبھی نہیں چاہا کہ میرے ماضی کا سایہ آپ کی زندگی پر پڑے، سر۔ میں نے سوچا تھا کہ میں اس سب کو دفن کر چکی ہوں، اور آپ کے ساتھ ایک نئی شروعات کر سکوں گی۔"

"تو پھر کیوں...؟" عالیان نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس کے چہرے پر کرب واضح تھا۔

"سر، میں آپ سے جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی، مگر میں اپنے دل کے زخم آپ پر ظاہر نہیں کر سکی۔ میں نے آپ کو قبول کیا تھا، اور یہی حقیقت تھی۔" کیف نے ہلکی آواز میں کہا۔

عالیان نے خاموشی سے کیف کی بات سنی۔ پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔

"کیف، محبت میں ماضی کا کوئی مقام نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اگر آپ کا دل آج بھی کہیں اور ہے، تو یہ رشتہ ہمارے لیے عذاب بن جائے گا۔"

"لیکن سر، آپ غلط سمجھ رہے ہیں!" کیف نے جلدی سے کہا۔ "شاہ میری زندگی میں ماضی تھا، اور وہ ماضی اب ختم ہو چکا ہے۔ میں نے آپ کو قبول کیا ہے، اور یہی میری سچائی ہے۔"

عالیان نے اس کی بات کو تحمل سے سنا، مگر اس کی آنکھوں میں بے یقینی جھلک رہی تھی۔ "کیف، میں نے کل رات جو سنا، وہ سب مجھے جھوٹ نہیں لگتا۔ آپ کے لہجے میں اب بھی ایک جھجک ہے، ایک خوف۔ شاید آپ نے خود کو یہ بات قبول کرنے پر مجبور کیا ہو، لیکن یہ کافی نہیں ہے۔"

"سر، میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ ماضی کو بھلا سکوں۔ میں نے آپ کے ساتھ ایک نیا آغاز کرنے کی نیت سے ہاں کہا تھا۔" کیف کی آواز بھر آئی تھی۔ "آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ میرے دل میں آپ کے لیے عزت اور احساس ہے؟"

"یہ عزت اور احساس کافی نہیں ہے، کیف،" عالیان نے کرب بھرے لہجے میں کہا۔ "محبت کے بغیر یہ رشتہ ایک بوجھ بن جائے گا، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ خوش رہیں، چاہے وہ میرے بغیر ہی کیوں نہ ہو۔"

کیف نے بے بسی سے عالیان کو دیکھا۔

"آپ کو پتہ ہے کیف میں آج جس مقام پہ ہوں وہ میرے اللہ کے بعد شاہ کے وجہ سے ہوں اگر وہ میری زندگی میں نہ آتا تو میں کچرے کا ڈھیر ہوتا، یا کسی کے پاؤں کے نیچے آنے والا کیچڑ ہوتا۔"

عالیان کی آواز رھند گئی اور وہ وہی ریت پر بیٹھ گیا۔ کیف بھی دوزانوں بیٹھ گئی۔

عالیان کی آنکھوں میں درد کی گہرائی تھی۔ اس کی آواز بھرا گئی تھی، جیسے وہ بہت کچھ کہہ دینا چاہتا ہو لیکن الفاظ اس کے گلے میں اٹک رہے تھے۔

"آپ کو پتہ ہے، کیف، میں دس سال کا تھا جب میرے بابا نے میری ماں کو طلاق دی۔ وہ ہمیں چھوڑ گئے، اور کسی اور عورت کے ساتھ اپنی زندگی شروع کی۔"

کیف خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی، اس کی آنکھوں میں چھپے دکھ کو پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ عالیان نے گہری سانس لی اور بات جاری رکھی، "میری ماں اکیلی رہ گئیں، اور ہمیں پالنے کے لیے انہوں نے لوگوں کے گھروں میں کام کرنا شروع کیا۔ لیکن وہ دن بھی آیا جب ماں کی بیماری نے انہیں بستر سے لگا دیا۔ میں دس سال کا بچہ، اپنی ماں کو بیمار اور بے بس دیکھ کر، کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں تھا۔"

عالیان کی آنکھیں نمی سے بھر گئیں۔

"ہمیں رہنے کے لیے جگہ نہیں تھی۔ایک رات، بارش ہو رہی تھی،اور ہم فٹ پاتھ پر بیٹھے تھے۔ مجھے اب بھی وہ رات یاد ہے، جیسے کل کی بات ہو۔میں اپنی ماں کو بارش سے بچانے کے لیے ان کے اوپر ایک پرانی چادر ڈالے بیٹھا تھا،اور اسی دوران شاہ آیا تھا اپنے والد کے ساتھ۔"

کیف نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔"شاہ جی؟"

عالیان نے ہلکی سی مسکراہٹ دی، لیکن وہ مسکراہٹ درد سے لبریز تھی۔"ہاں، شاہ۔وہ ہمیں وہاں دیکھ کر رک گیا۔اس کے والد نے ہمیں اپنے ساتھ لے جانے کا کہا،اور ہماری زندگی بدل دی۔اس نے میری ماں کا علاج کروایا، ہمیں رہنے کے لیے جگہ دی،اور میرے لیے ایک اسکول کا انتظام کیا۔ شاہ وہ انسان تھا جس نے میرے ٹوٹے ہوئے خوابوں کو دوبارہ جوڑنے کی ہمت دی۔وہ مجھ سے ایک سال بڑا تھا انہوں نے میرے لیے کلاس تک چھوڑنے کی بات کی مگر میں بچپن سے ایک ہونہار تھا تو مجھے ایک کلاس آگے کیا۔شاہ میرا خیال رکھتا میری ہر ضرورت پوری کرتا۔تب سے ہم دوست بن گئے مگر میری ماں ہر وقت اپنے شوہر کو یاد کرتی وہ روتی اور چلاتیں اور اس غم کی وجہ سے وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئیں۔میں پندرہ سال کی عمر میں اس بے رحم زندگی میں اکیلا رہ گیا۔پھر میری خالہ جس کے شوہر نہیں رہے تھے اور نہ ہی ان کی کوئی اولاد تھی انہوں نے مجھے پالا اور اتنا بڑا کیا۔میں شاہ کی وجہ سے پڑھ پایا اور دیکھو آج جو ہوں اس کے بدولت ہوں اور اسی لیے میں آج بھی اس کا احسان مند ہوں۔شاہ نے مجھے زندگی دی،اور آپ نے مجھے جینے کا مقصد دیا۔"

عالیان کی آنکھوں میں ماضی کی یادیں صاف جھلک رہی تھیں، اور کیف بے خودی سے اس کی باتوں کو سن رہی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کی زندگی کے ان گوشوں کو جان رہی تھی، جو شاید اس نے پہلے کبھی کسی کے ساتھ نہیں بانٹے تھے۔

"شاہ میرے لیے صرف ایک دوست نہیں تھا، کیف، وہ میرے بڑے بھائی جیسا تھا۔ اس نے ہمیشہ مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ جب میری ماں نے دنیا چھوڑ دی، تو میں بے سہارا ہو گیا تھا۔ لیکن شاہ اور اس کے والد نے میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھے سنبھالا۔ شاہ نے میرے خوابوں کو اپنی ترجیحات بنایا اور ہر وہ چیز دی جو میرے اپنے والد نے دینے سے انکار کر دی تھی۔"

عالیان نے ایک گہری سانس لی اور اپنی بات جاری رکھی۔

"پھر جب میں کینیڈا گیا، تو شاہ ہی تھا جس نے میری تمام تعلیمی اخراجات کا انتظام کیا۔ وہ ہمیشہ کہتا تھا، 'عالیان، تم میری امید ہو۔' اس کا اعتماد مجھے ہر مشکل وقت سے نکال دیتا تھا۔ ہم دونوں نے اپنی اپنی منزلوں پر محنت کی، لیکن ہمارا تعلق کبھی کمزور نہیں پڑا۔ وہ میرے لیے ہر لمحے وہی بھائی اور دوست رہا۔"

کیف نے عالیان کے چہرے پر گہرے جذبات دیکھے۔ اس کے دل میں عالیان کے لیے احترام مزید بڑھ گیا تھا۔

"عالیان سر، یہ سب سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ شاہ آپ کے لیے کتنے اہم ہیں۔ لیکن آپ کو یہ سب مجھ سے کیوں کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی؟" کیف نے نرم لہجے میں پوچھا۔

عالیان نے گہری نظر کیف پر ڈالی اور دھیرے سے کہا، "کیف، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ جانیں کہ میں کیوں شاہ کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے آپ کو جینے کا مقصد سمجھا تھا، لیکن اگر شاہ آپ کو خوش دیکھنا چاہتا ہے اور وہ خوشی کسی اور کے ساتھ ہے تو میں پیچھے ہٹنے کے لیے تیار ہوں۔ میری خوشی آپ کی خوشی میں ہے۔"

کیف کی آنکھیں حیرت اور جذبات سے بھر گئیں۔ اس کے دل میں کئی سوالات اٹھ رہے تھے، لیکن وہ عالیان کے الفاظ کی گہرائی کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ دیر تک خاموشی کے بعد، اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"سر، آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں؟ کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں اس فیصلے سے خوش ہوں گی؟"

عالیان نے ایک تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "کیف، خوشی اور سکون میں فرق ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے، اس وقت آپ خوش نہ ہوں، لیکن وقت کے ساتھ، سکون مل جائے گا۔ اور میرا ماننا ہے کہ شاہ وہ انسان ہے جو آپ کو وہ سکون دے سکتا ہے، جو میں شاید کبھی نہ دے سکوں۔"

کیف کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ "لیکن سر، یہ سب اتنا آسان نہیں ہے جتنا آپ کہہ رہے ہیں۔ میرے لیے یہ فیصلہ لینا... یہ سب سننا... یہ سب سہنا... بہت مشکل ہے۔

Clubb of Quality Content

"میں نہیں جانتا کہ کیف کی چھ سال پہلے آپ دونوں کی بیچ کیا ہوا تھا جس کے وجہ سے آپ دونوں الگ ہو گئے تھے مگر میری بات مانو تو شاہ کو ایک موقع دو۔"

عالیان کی بات سن کر کیف کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔ وہ نظریں جھکائے خاموش کھڑی تھی، لیکن اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔

"سر، چھ سال پہلے جو ہوا تھا، وہ میرے لیے ایک ایسا زخم ہے جو ابھی بھی تازہ ہے۔ میں نے اسے بھلانے میں اپنی زندگی کے سب سے اہم سال لگا دیے ہیں۔ اب آپ کہتے ہیں کہ میں شاہ کو ایک موقع دوں؟ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔"

عالیان نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا، "کیف، میں یہ سب سمجھ سکتا ہوں، لیکن کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ شاید وہ بھی ان سالوں میں پچھتاوے کے ساتھ جی رہا ہو؟ شاید وہ بھی آپ سے بات کرنے اور معافی مانگنے کا انتظار کر رہا ہو؟"

کیف نے نظریں اٹھا کر عالیان کو دیکھا۔ "سر، اگر یہ سب اتنا آسان ہوتا تو وہ خود مجھ سے بات کرنے آتا۔ لیکن اس نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ اور میں نے بھی کبھی اس کے لیے اپنی زندگی میں جگہ نہیں چھوڑی۔"

عالیان نے دھیرے سے جواب دیا، "کیف، کبھی کبھی زندگی ہمیں دوسرا موقع دیتی ہے، لیکن وہ موقع لینا ہمارے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ میں آپ پر دباؤ نہیں ڈال رہا، لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ

اپنی خوشی کے بارے میں سوچیں۔ شاید شاہ ہی وہ شخص ہو جو آپ کو وہ سکون دے سکے جو آپ کے دل کو چاہیے۔"

"سر، میں آپ کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں، لیکن میرے لیے یہ فیصلہ کرنا ابھی بہت مشکل ہے۔ میں خود بھی نہیں جانتی کہ میرا دل کیا چاہتا ہے۔" کیف نے آہستگی سے کہا۔

"کیف، وقت لیں۔ جلدی مت کریں۔ لیکن جب بھی فیصلہ کریں، دل سے کریں۔ اور ہمیشہ یاد رکھیں، میں یہاں ہوں، آپ کے ساتھ، چاہے آپ جو بھی فیصلہ کریں۔" عالیان نے مسکرا کر کہا۔

کیف نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ اس کے اندر ایک طوفان سا اٹھ رہا تھا، لیکن عالیان کی باتوں نے اسے مزید سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کی زندگی ایک بار پھر ایک ایسے موڑ پر تھی جہاں ہر راستہ اسے مختلف انجام تک لے جا سکتا تھا۔

"بھلے ہم لائف پارٹنر نہ بنے کیا ہم اچھے دوست ہو سکتے ہیں۔؟" عالیان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیف نے عالیان کی بات سن کر گہری سانس لی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "سر، یہ سوال شاید آسان ہے، لیکن اس کا جواب دینا اتنا آسان نہیں ہے۔ دوست بننا اور رہنا تبھی ممکن ہے جب دل میں کوئی گلہ، کوئی شکوہ، اور کوئی بوجھ نہ ہو۔ اور اس رشتے میں خلوص اور عزت سب سے زیادہ اہم ہیں۔"

عالیان نے اس کی بات پر غور کیا اور دھیمی آواز میں کہا، "کیف، میں آپ سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں رکھنا چاہتا۔ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کی زندگیوں میں ایک مثبت کردار ادا کریں، بھلے وہ کردار دوست کا ہی کیوں نہ ہو۔"

"ٹھیک ہے پھر مجھے آپ کو اپنا دوست بنا کر بہت خوشی ہوئی۔"

کیف کی بات سن کر عالیان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، جو اس کے دل کے سکون کو ظاہر کر رہی تھی۔

"آپ کے یہ الفاظ میرے لیے بہت معنی رکھتے ہیں، کیف۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم اس رشتے کو خلوص اور عزت کے ساتھ آگے بڑھا سکتے ہیں۔"

"زندگی میں کچھ رشتے قسمت سے ملتے ہیں اور کچھ ہم خود بناتے ہیں۔ اگر یہ دوستی ہمارے لیے نئی شروعات ہو سکتی ہے، تو مجھے خوشی ہوگی کہ ہم ایک دوسرے کے لیے سہارا بن سکیں۔" کیف نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ دوستی کا رشتہ ہمیشہ مضبوط رہے گا، کیف، اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی بھی اسے ٹوٹنے نہیں دوں گا۔" عالیان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دوستی کی بنیاد خلوص اور اعتماد پر ہوتی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ ہم اسے برقرار رکھ پائیں گے۔" کیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، اور ان کے درمیان ایک نئی، مثبت شروعات کا احساس ہوا۔ یہ لمحہ ان کے لیے سکون اور امید کا پیغام تھا۔

ماہین نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا۔ آنکھیں سرخ تھیں، چہرہ آنسوؤں سے تر، اور وجود ٹوٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اپنی ہی حالت پر حیران تھی۔ "یہ میں کیا بن گئی ہوں؟" اس نے خود سے سرگوشی کی۔

"میں نے تو ہمیشہ ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھا تھا، لیکن وہ میری خوشی کے بارے میں ایک لمحہ بھی نہیں سوچتے۔" ماہین کی آواز لرز رہی تھی، جیسے وہ اپنی ہی حقیقت کو قبول کرنے کی ہمت جمع کر رہی ہو۔

آئینے میں اپنی بکھری حالت کو دیکھتے ہوئے، وہ دوپٹے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے بولی، "شاید محبت قربانی مانگتی ہے، لیکن کیا میری محبت اتنی کمزور تھی کہ وہ اسے محسوس بھی نہ کر سکے؟"

وہ وہی زمین پر بیٹھ گی اور ہچکیوں سے رونے لگی۔ عمائرہ اس کے کمرے میں آتے ہوئے اسے ایسے روتے جان دیکھ کر وہ بھاگ کے اس کے پاس آئی۔ اور اس خود سے لگایا۔

"کیا ہوا ماہی ایسی کیوں رو رہی ہوں۔؟"

"وہ شاہ جی!" ماہین بس اتنا ہی بول پائی۔

Clubb of Quality Content

"زران بھائی۔۔؟ کیا ہوا انھیں۔؟" عمائرہ کی لہجے میں تشویش تھی۔

"انھوں نے مجھ سے شادی سے انکار کر دیا یہ کہہ کر کہ وہ مجھ سے نہیں ردا سے پیار کرتی ہے۔" عمائرہ نے ماہین کی بات سنی تو جیسے ساکت رہ گئی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ماہین کو کیسے تسلی دے۔ ماہین کے آنسو اور ٹوٹا ہوا لہجہ اسے اندر تک جھنجھوڑ رہا تھا۔

"ماہین... تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو کہ سب ختم ہو گیا ہے؟ شاہ بھائی نے ایسا کیوں کہا، یہ تو وہی بہتر جانتے ہیں، لیکن تم اتنی جلدی خود کو ہارنے مت دو۔" عمائرہ نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اپنی پوری زندگی ان کے نام کر دی تھی، عمائرہ۔ میں نے کبھی اپنی خواہشات کے بارے میں نہیں سوچا، صرف ان کی خوشی کے لیے جیتی رہی۔ اور آج... آج وہ کہتے ہیں کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے؟" ماہین نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

عمائرہ نے اس کے آنسو پونچھنے کی کوشش کی اور نرمی سے بولی، "ماہین، محبت زبردستی نہیں ہوتی۔ اگر شاہ بھائی ردا سے محبت کرتے ہیں، تو یہ ان کا فیصلہ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہاری اہمیت کم ہو گئی ہے۔ تم ایک مضبوط لڑکی ہو، اور میں جانتی ہوں کہ تم اس دکھ سے باہر آ سکتی ہو۔"

"لیکن میں کیا کروں، عمائرہ؟ میرا دل ٹوٹ چکا ہے۔ میں ان کے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔" ماہین نے سر جھکا کر کہا۔

عمائرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور سنجیدگی سے کہا، "ماہین، کبھی کبھی اللہ ہماری دعاؤں کا جواب ایسے دیتا ہے جو ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے، چاہے ہمیں وہ سمجھ نہ آئے۔ شاید تمہارے لیے کوئی اور راستہ ہو، کوئی اور خوشی ہو، جو اللہ نے تمہارے لیے رکھی ہو۔"

"نہیں مجھے شاہ.جی چاہیے اور میں نے کہا تھا نہ کہ مجھے ردا سے اچھی وائبز نہیں آ رہی وہ مجھ سے شاہ.جی کو چھین لیں گی اس نے وہی کیا اس نے شاہ.جی کو چھین لیا میں کیا کروں گی میں کیسے اس دکھ کے ساتھ رہوں گی۔"

ماہین کی بات سن کر عمائرہ کا دل بھی کٹ کر رہ گیا۔ اس نے ماہین کو گلے لگایا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، "ماہین، میں جانتی ہوں کہ تمہارے لیے یہ دکھ سہنا آسان نہیں ہے۔ تم نے اپنی پوری دنیا شاہ بھائی میں دیکھی تھی، اور اب یہ سب برداشت کرنا تمہارے لیے ناممکن لگ رہا ہے۔ لیکن دیکھو، زندگی ہمیشہ ایسے امتحانات لاتی ہے، جو ہمیں توڑنے کے لیے نہیں بلکہ مضبوط بنانے کے لیے ہوتے ہیں۔"

"نہیں عمائرہ، میرے پاس کچھ نہیں بچا۔ میرا سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ شاہ.جی میری دنیا تھے۔ میں نے ان کے بغیر کبھی اپنی زندگی کا سوچا ہی نہیں تھا۔" ماہین نے روتے ہوئے کہا۔

"ماہین، میں تمہارا دکھ سمجھ سکتی ہوں، لیکن کسی کو دل سے محبت کرنا تمہاری کمزوری نہیں ہے۔ اگر شاہ بھائی نے ایسا فیصلہ لیا ہے، تو تمہیں اپنے لیے جینے کا حوصلہ پیدا کرنا ہوگا۔ وہ تمہیں چھوڑ کر جا

سکتے ہیں، لیکن تمہیں خود کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔" عمائرہ نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور کہا۔

"عمائرہ، میں کیسے اس حقیقت کو قبول کروں کہ وہ اب میری نہیں رہے؟" ماہین نے بے بسی سے کہا۔

"ماہین، تمہیں اس بات کو سمجھنا ہو گا کہ اگر کوئی چیز یا شخص ہماری قسمت میں نہیں ہے، تو وہ جتنا بھی قریب ہو، آخر کار ہم سے جدا ہو جاتا ہے۔ شاید شاہ بھائی کو کھونا تمہارے نصیب کا امتحان ہے، لیکن تمہارے لیے آگے کچھ بہتر لکھا ہوا ہو گا۔" عمائرہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں دل کو کیسے سمجھاؤں، عمائرہ؟" ماہین نے ایک لمحے کے لیے سوچا، لیکن اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو رکے نہیں۔ عمائرہ نے اس کے آنسو صاف کیں اور اسے خود سے لگاتے اس کے پشت کو تھپتھپانے لگی۔ وہ اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی اور روتے روتے وہی سو گئی۔ عمائرہ نے آرام سے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا اور اس کے قدم آہستہ آہستہ کمرے سے باہر نکلے۔ دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے پلٹ کر ایک آخری نظر ماہین پر ڈالی، جو آنسوؤں میں بھیگی آنکھوں کے ساتھ گہری نیند میں جا چکی تھی۔ عمائرہ کا دل ماہین کی حالت دیکھ کر بوجھل ہو رہا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

عالیان تھکے قدموں کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کرتے ہی اسے ایسا لگا جیسے ساری دنیا کی آوازیں بند ہو گئی ہوں اور ایک گہری خاموشی نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔

"تم کہاں گئے تھے۔۔؟" عالیان جیسے کمرے میں جا رہا تھا جب پیچھے سے حبیبہ بیگم کی آواز سن وہ پلٹ کے اس کے پاس آ گیا۔

"ہاں وہ میں۔" عالیان خاموش ہو گیا۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"کیا وہ۔؟ اور تم کیوں پریشان لگ رہے ہو۔؟" حبیبہ بیگم نے فکر مندی سے پوچھا۔

"مجھے کیف سے شادی نہیں کرنی چاہیے۔" عالیان نے بغیر کسی تمہید باندھے کہا۔ حبیبہ بیگم نے حیرت سے عالیان کو دیکھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو، عالیان؟ تمہیں کیف سے شادی نہیں کرنی؟ یہ سب اتنا اچانک کیوں؟" ان کے لہجے میں تشویش صاف ظاہر تھی۔

عالیان نے ایک گہری سانس لی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تھکن اور الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"امی، میں نے بہت سوچا... کیف کسی اور کو چاہتی ہے۔ میں اس کے دل کو مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خوش نہیں ہو گی، تو میں بھی کبھی خوش نہیں رہ سکوں گا۔"

"مگر تم نے کہا تھا کہ وہ کسی سے پیار نہیں کرتی۔" حبیبہ بیگم کے چہرے پر پریشانی مزید بڑھ گئی۔عالیان اٹھ کر ان کے پاس آیا اور قدموں میں بیٹھ گیا۔

"مما میں نے پوچھا تھا مگر وہ مجھے کیوں بتاتی کوئی بھی آسانی سے اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں بات نہیں کرتا ہے کیف نے بھی وہی کیا اس لیے میں نے رشتہ بھیجا تھا۔"

"بیٹا اگر ہر کوئی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر فیصلے بدلنے لگے تو... تو کیا رشتوں کی اہمیت باقی رہے گی؟"

"امی، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ لیکن یہ میرے لیے زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ہے۔ میں کیف کو اس کے جذبات کی قید میں نہیں رکھ سکتا۔ میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنی زندگی کا فیصلہ خود کر سکے۔" عالیان نے ان کے گود میں سر رکھا۔

"مگر تمہارا کیا ہو گا۔؟ تم کیا کرو گے۔؟" حبیبہ بیگم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"امی میں ان لوگوں میں شامل ہو گیا جن کو اس دنیا میں اس کا من پسند شخص نہیں ملتا اور اس عورت کا بیٹا ہوں جس کے شوہر نے اسے چھوڑ دیا پھر کیا ممکن تھا کہ اس کے بیٹے کو محبت ملتی۔" عالیان کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے۔حبیبہ بیگم نے گہری سانس لی۔

"ایسے باتیں نہ کرو بیٹا۔" حبیبہ بیگم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا، لیکن ان کی آواز بھی دکھ سے بوجھل تھی۔ "تمہیں یہ سب سوچ کر خود کو کمزور نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ نے ہر انسان کے لیے کچھ نہ کچھ بہتر سوچا ہوتا ہے، اور شاید یہ سب بھی اسی کا حصہ ہے۔"

عالیان نے گہری سانس لی اور آنکھیں بند کر لیں۔ "امی، میں جانتا ہوں کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں، لیکن دل کو سمجھانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ میری پوری زندگی جیسے ایک خلا میں گزر رہی ہے، اور اب کیف کا یوں دور ہو جانا... یہ سب میرے لیے بہت بھاری ہے۔"

حبیبہ بیگم نے عالیان کے آنسو صاف کیے اور اسے تسلی دی، "بیٹا، تم نے جو فیصلہ لیا ہے، وہ بہت ہمت والا ہے۔ کسی کو آزاد کرنا، خاص طور پر جب تمہارے دل میں اس کے لیے محبت ہو، بہت بڑی قربانی ہے۔ لیکن تم نے یہ ثابت کر دیا کہ تمہارا دل بڑا ہے۔ اللہ تمہارے لیے بہتر راستے ضرور نکالے گا۔"

عالیان نے دھیرے سے سر ہلایا۔ "امی، میں دعا کرتا ہوں کہ کیف اپنی زندگی میں خوش رہے اور جس کو وہ چاہتی ہیں اس کے ساتھ سکون پائے۔ شاید یہی میری محبت کا اصل امتحان تھا۔"

"اور تم؟ تم اپنی زندگی کے بارے میں کیا سوچتے ہو؟" حبیبہ بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

Clubb of Quality Content

"امی، میں ابھی کچھ نہیں سوچ سکتا۔ شاید وقت مجھے آگے بڑھنے کا راستہ دکھادے۔ فی الحال، میں اپنے کام پر دھیان دوں گا اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔" عالیان نے مدھم آواز میں کہا۔ حبیبہ بیگم نے اسے گلے لگا یا۔

"اچھا مما، میں اپنے کمرے میں جارہا ہوں، مجھے آفس کا کچھ کام کرنا ہے۔" عالیان نے دھیرے سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ حبیبہ بیگم نے گہری سانس لی لیکن کچھ نہ کہا۔ وہ جانتی تھیں کہ عالیان اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کررہا ہے۔

"ٹھیک ہے، بیٹا۔ لیکن خود کا خیال رکھنا۔

"جی، مما۔" عالیان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ بند کیا اور کچھ لمحوں کے لیے وہیں کھڑا رہا۔ اور آکر فرش پر بیٹھ کر بیڈ سے ٹیک لگا یا اور گھٹنوں پر سر رکھ کر بچوں کی طرح رونے لگا۔ اس کے آنسو بے آواز مگر دل کی گہرائیوں سے نکل رہے تھے۔ وہ مضبوط نظر آنے کی کوشش کرتا تھا، لیکن اس لمحے وہ ساری مضبوطی ٹوٹ گئی تھی۔

اس کے اندر ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ ایک طرف وہ شاہ کا احسان منداور دوست تھا، تو دوسری طرف اس کا دل کیف کے لیے دھڑکتا تھا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ رشتے نصیب میں نہیں ہوتے، چاہے ہم انہیں کتنا بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

عالیان نے اپنے نم آنکھوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا، جو کانپ رہے تھے۔ وہ گہری سانس لیتے ہوئے سوچنے لگا، "میں نے کیف کو حاصل کیا، لیکن اس کے دل کو کبھی نہ جیت سکا۔ محبت صرف جسمانی موجودگی کا نام نہیں، یہ دلوں کا رشتہ ہے، اور وہ رشتہ شاید ہمارے درمیان کبھی تھا ہی نہیں۔"

عالیان نے اپنے ہاتھ مٹھیوں میں بھینچ لیے۔ "میں نے اپنی ساری کوشش کی، اپنا سب کچھ دے دیا، لیکن شاید کچھ چیزیں ہماری قسمت میں نہیں ہوتیں، چاہے ہم ان کے لیے کتنا بھی لڑیں۔"

اس کی نظریں خالی تھیں، جیسے وہ اپنے دل کی شکست کو قبول کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ جانتا تھا کہ کیف کو آزاد کرنا ہی صحیح ہے، لیکن یہ خیال کہ وہ اپنی محبت کے بغیر زندگی گزارے گا، اس کے دل کو بے حد تکلیف دے رہا تھا۔

"محبت کو جیتنے کی نہیں، کبھی کبھار قربان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔" اس نے دھیرے سے خود سے کہا، اپنی مٹھیوں کو ڈھیلا چھوڑا، اور آنکھیں بند کر کے اپنے آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن دل کا بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ وہ چاہ کر بھی خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔

زران بات ختم کرنے کے بعد جا چکا تھا۔ نایاب بیگم زران کی وجہ سے کافی دکھ ہوا تھا۔ اگر جوان بیٹے ضد کرنے لگ جاتے ہیں تو ماں خاموش ہو جاتی ہے۔ بچوں کی خوشیوں پر مائیں سر جھکا کر بات مان لیتی ہیں۔

"میں کیا جواب دوں گی عائشہ کو اور میرے بارے میں کیا سوچیں گی۔" وہ یہی سوچوں میں ڈوبی تھکی سی اٹھ کر باہر گئی۔ لاؤنج میں عائشہ بیگم اس کے ساتھ عمائرہ اور ضرار بیٹھے تھے۔

"ماہین کہاں ہے۔؟" ماہین کو نا پا کر نایاب بیگم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"خالہ وہ سو رہی ہے اس کے سر میں درد تھا۔" عمائرہ نے فوراً جواب دیا۔

"ہمم!" نایاب بیگم بھی وہی پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا نایاب۔؟ آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔" عائشہ بیگم نے اس کے چہرے پر دکھ کے اثرات دیکھتے ہوئی پوچھا۔

"عائشہ، میں جانتی ہوں کہ آپ نے اپنے دل میں ہماری عزت رکھی ہے اور ماہین کو اپنے بیٹے کے لیے چنا ہے، لیکن... زران نے یہ رشتہ نبھانے سے انکار کر دیا ہے۔" نایاب بیگم نے سر جھکا لیا اور دھیرے سے کہا۔

یہ سن کر عائشہ بیگم کا چہرہ فق ہو گیا۔ عمائرہ اور ضرار بھی حیرت سے نایاب بیگم کو دیکھنے لگے۔ "کیا؟ زران نے انکار کر دیا؟ مگر کیوں؟" عائشہ نے بے یقینی سے پوچھا۔

"وہ کہتا ہے کہ وہ ردا سے محبت کرتا ہے اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" ان کی آواز ٹوٹ رہی تھی، اور آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"مجھے معاف کر دے بہن مگر مجھے نہیں پتہ تھا کہ زران ایسا کرے گا۔"

عائشہ نے نایاب بیگم کی باتیں سنی اور فوراً ان کے قریب آکر ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"نایاب بیگم، آپ کو اس بارے میں خود کو الزام دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ زران نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ اس کی مرضی ہے، اور ہمیں اس کا احترام کرنا چاہیے۔"

دیکھو بہن، یہ سب کچھ بہت مشکل ہے، لیکن ہمیں سوچنا ہو گا کہ جو بھی ہوتا ہے، وہ ہمارے بہتر کے لیے ہی ہوتا ہے۔ زران کے دل میں جو تھا، وہ اب سامنے آگیا، اور ہمیں اس کا سامنا کرنا ہو گا۔"

"مجھے صرف یہ دکھ ہے کہ ماہین کو اس بات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ تو اتنی معصوم ہے۔" ان کی آواز میں دکھ اور ملامت تھی۔ نایاب بیگم کی آنکھوں سے ایک اور آنسو گرا، مگر وہ خاموش رہیں۔

"ماہین کو میں سمجھا دوں گی آپ فکر نہ کریں اور ویسی بھی ابھی اس کی شادی کرنے کی عمر نہیں ہے۔" عائشہ نے ان کے کندھے پر نرم ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مجھے اپنے بیٹے کی خوشی کا بھی احترام کرنا ہو گا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ماہین کو چھوڑ دینا چاہیے۔" نایاب بیگم نے آہستہ سے سر ہلایا اور پھر ایک لمبی سانس لی۔ عائشہ بیگم نے ہاں میں سر ہلایا۔ لاؤنج میں ایک گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ ہر کوئی اپنی جگہ پر بےچین اور غمگیں تھا، جیسے ایک نئی حقیقت کا سامنا کر رہے ہوں۔

"یہ لو سر اس لڑکے کے خلاف آخری ثبوت بھی میں نے ڈھونڈ لیا ہے۔" چھوٹے شاہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا جب اس کے ساتھی اندر آتے ہوئے کہا۔

"کیا ثبوت ملا۔؟" چھوٹے شاہ اس کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے کہا۔

"سر جس وقت وہ یہ کام کر رہا تھا اس وقت اس نے ویڈیو بھی بنائی تھی۔ بعد میں ڈر کی وجہ سے ویڈیو ڈیلیٹ کر دیا تھا مگر میں نے کسی کے مدد سے اس کے فون کو چوری کیا اور فون کو کسی ماہر ہیکر کے مدد سے سب ریکور کر دیا اور ویڈیو میں اس کا چہرہ صاف نظر آ رہا ہے اور اس سے بڑی ثبوت کیا ملے گی سر۔" چھوٹے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"جمال، تم نے بہت زبردست کام کیا ہے۔ یہ ثبوت ہمارے کیس کو مضبوط سے مضبوط تر بنا دے گا۔" چھوٹے شاہ نے جمال کی طرف دیکھتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا اور کہا۔

"سر، اب ہمیں صرف عدالت میں یہ ثبوت پیش کرنا ہے اور وہ مجرم سزا سے بچ نہیں سکتا۔" جمال نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"اب وقت آ گیا ہے کہ وہ اپنے کیے کی سزا پائے۔ ہم قانون کے ذریعے اسے وہ انجام دیں گے جو اس کے لیے ٹھیک ہے۔" چھوٹے شاہ نے فون پر ویڈیو دوبارہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر، اگر آپ کہیں تو میں ابھی اس ویڈیو کو کیس فائل کے ساتھ منسلک کر دیتا ہوں۔" جمال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، فوراً یہ کام کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ کل عدالت میں ہم پوری تیاری کے ساتھ پہنچیں۔ اب یہ کیس صرف ایک قانونی جنگ نہیں، بلکہ انصاف کی فتح ہے۔" چھوٹے شاہ کی آنکھوں میں عزم واضح تھا۔

جمال جلدی سے فائلز اور ثبوت مکمل کرنے کے لیے وہاں سے روانہ ہو گیا، جبکہ چھوٹے شاہ نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے خود کو سکون کا سانس لینے دیا۔ ان کے چہرے پر وہ اطمینان تھا جو صرف انصاف کے قریب پہنچنے پر محسوس ہوتا ہے۔

کیف فون پر مایا سے بات کر رہی تھی اس نے اسے سب بتا دیا جو کچھ آج ہوا تھا ابھی وہ مزید کچھ بتاتی جب امی اندر آئی۔

"اچھا مایا میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ کر فون سائیڈ پر رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"امی آپ یہاں آئیں بیٹھیں۔" کیف کی امی خاموشی سے آ کر بیٹھ گئی کیف بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا امی۔؟" کیف نے الجھن بھری نظروں سے امی کو دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ مسلسل کیف کو دیکھ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"کیا ہوا ہے تم دونوں کی بیچ۔؟"

"کون دونوں۔؟"

"عالیان اور تمہاری۔"

"کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔" کیف نے سر جھکایا۔

"پھر عالیان نے شادی سے انکار کیوں کیا ہے۔؟" امی کی آنکھوں میں نم ہونے لگیں۔ کیف نے سختی سے آنکھیں بند کیے اس نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ امی کو کیا جواب دیں گی۔

"مجھے نہیں معلوم۔" اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"کیوں نہیں معلوم مجھے صاف بتاؤ۔"

کیف نے گہری سانس لیتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو مٹھی میں بند کر لیا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اپنی ماں کو کیا جواب دے۔ کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد، اس نے دھیرے سے کہا۔

"امی، عالیان سر کو لگا کہ میں... میں اس رشتے کے لیے دل سے تیار نہیں ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ تم نے انکار کیا؟" امی کی آواز میں حیرت اور دکھ واضح تھا۔

"نہیں، امی، میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بس... وہ کچھ بات سنی تھیں۔" کیف نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا باتیں؟" امی نے سخت لہجے میں پوچھا۔ اب ایسا وقت نہیں تھا کہ کیف کچھ چھپاتی جو کئی سالوں پہلے ہوا تھا اور پھر جو کل رات کو اور آج صبح، وہ دھیرے دھیرے سب بتاتی گئی۔ امی شاکڈ سے اسے سنتی گئی ان کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں۔

"اتنا سب ہوا اور تم نے مجھے خبر تک نہیں دی۔" ان کے لہجے میں دکھ کے ساتھ ناراضگی بھی تھی۔ کیف نے ماں کی آنکھوں میں دکھ اور ناراضگی دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔ "امی، میں آپ کو بتانا چاہتی تھی، لیکن مجھے لگا کہ آپ پریشان ہوں گی۔ میں خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ سب کچھ کیسے سنبھالوں۔"

"پریشان؟ بیٹا، میں تمہاری ماں ہوں۔ اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہو، تو سب سے پہلے مجھے بتانا چاہیے تھا۔ تم نے یہ سب اکیلے کیسے برداشت کیا؟" امی کی آواز لرز رہی تھی۔

کیف نے آنکھوں میں آنسو لیے دھیرے سے کہا، "امی، میں نے خود کو سمجھایا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے سوچا کہ جو کچھ ہوا وہ ماضی ہے، لیکن جب عالیان سر کو پتا چلا... سب کچھ بگڑ گیا۔"

امی نے گہری سانس لی اور کیف کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا، "بیٹا، غلطیاں یا ماضی سب کے ہوتے ہیں۔ لیکن ان سے آگے بڑھنے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ اگر عالیان کو تم سے محبت تھی، تو وہ تمہارے ماضی کو قبول کر لیتے۔"

"امی، انہوں نے مجھے قبول کیا تھا، لیکن اس نے شاہ کے لیے مجھے آزاد کر دیا۔" کیف نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے سر جھکا لیا۔

امی نے اس کی بات سنی اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا، "بیٹا، اگر تمہارے دل میں کوئی غلطی نہیں تھی، تو پھر شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، لیکن تمہیں خود کو مضبوط کرنا ہوگا۔ ایسے رونے یا مایوس ہونے سے کچھ نہیں بدلے گا۔"

کیف نے امی کی بات سن کر سر ہلایا، لیکن اس کے دل میں ابھی بھی بے چینی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ آگے کا راستہ آسان نہیں ہوگا، لیکن اسے اپنی ماں کی باتوں سے کچھ ہمت ضرور ملی۔

آج کی دن میں صبح کے کھلے راز کی مہک بھی موجود تھی۔ اس مہک کو جب اس کے کمرے کے بیڈ پر لیٹے وجود نے پہچانا تو اس میں ہلکی سی ہلچل ہوئی۔۔ آنکھیں جب خوابوں کے اثر سے جاگیں تو دیکھا کمرا اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔ پھر اس نے اپنی خمار بھری آنکھوں کو مسلتے تھوڑا تلخ حقیقت کو دماغ میں لائی تو اٹھ بیٹھی پھر ٹیبل سے موبائیل اٹھایا اور ٹائم دیکھا تو چار بج رہے تھے۔۔ اگلے ہی لمحے صبح زران اور نایاب بیگم کی باتیں اسکے ذہن کی خاموشی میں خلل ڈالنے لگیں تو اس کے سینے میں درد اٹھا وہ جلدی سے اٹھ کر واشروم گئی۔ ہاتھ منہ دھو کر وہ بھاگ کے زران کے کمرے میں آئی۔

"شاہ جی!" اس نے آہستگی سے پکارا۔

محبت میں احترام ہمیشہ رہنا چاہیے۔

زران جو بالکونی میں کھڑا سوچوں میں گم تھا جب ماہین کی آواز اسکی سماعتوں کی دسترس میں آئی تو زران نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ بکھری ہوا وجود سامنے آیا۔ زران کے دل کو کچھ ہوا یہ بھی اسی کی ہی کرم نوازش تھی۔۔ وہ سمجھ گیا تھا اسکی نوازش کی خبر پہنچ چکی ہے اس تک۔۔

ماہین دھیرے سے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پاس آئی اور زران کو دیکھنے لگی۔ زاران نے گہری سانس لی اور ایک لمحے کے لیے خاموش رہا، جیسے اپنے جذبات کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کی نظریں ماہین کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں، دل میں درد اٹھا۔۔ ماہین نے غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں کچھ نہیں تھا۔۔ یا شاید سامنے کھڑا شخص جزبات عیاں نا کرنے میں ماہر تھا۔۔

"ماہین، تمہاری آنکھوں میں جو سوال ہے، وہ میں جانتا ہوں," زران نے دھیرے سے کہا۔ "تمہیں یہ حقیقت جان کر تکلیف ہو رہی ہے کہ میں نے تمہیں ردا کے لیے چھوڑ دیا ہے۔"

ماہین کا دل جیسے پتھر کا ہو گیا تھا، اس کی زبان جیسے جواب دینے کے قابل نہیں تھی۔۔ اور وہ الفاظ اسکی سماعتوں میں اکر اپنی اہمیت کھو کر دل کے کسی کونے میں چلے گئے شاید وہاں جگہ ہو ان الفاظ کی ۔۔ مگر وہ صرف زران کو دیکھ رہی تھی، اور اگلے ہی پل اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔ شاید الفاظوں کو اپنی اہمیت وہاں مل چکی تھی۔۔

"شاہ جی آپ ایسا نہیں کر سکتے۔میں آپ سے پیار کرتی ہوں میں آپ کو کسی اور کے ہوتے نہیں دیکھ سکتی میں مر جاؤں گی۔میرے ساتھ ایسا ظلم نہ کرو۔"وہ گڑگڑانے لگی تھی۔

لفظ اہمیت رکھتے ہیں۔

زران پہلی بار اس کے منہ سے پیار کا لفظ سن کر حیران ہوا تھا۔۔یہ باتیں آنکھوں تک محدود رہتی تو اچھا تھا مگر۔

"ماہین یہ کیا بچپنا ہے ایسا نہیں ہو سکتا اور پیار بچوں کا کھیل نہیں ہے۔"زران اس سے دور ہوا۔زران کے دل نے انکار کیا۔اسکے قدم ساتھ نا دیتے اگر وہ انکو ترتیب دینے میں ماہر نا ہوتا۔۔

"کیوں نہیں ہو سکتا شاہ جی!اور میں بچی نہیں ہوں میں بیس سال کی ایک بالغ لڑکی ہوں۔۔جو اپنے اندر ہر جزبات رکھتی ہے۔۔اور۔۔۔اور آپ بھی تو مجھ سے محبت کرتے ہیں نا پھر کیوں ردا سے کیوں شادی کررہے ہیں۔۔"وہ ایک مان سے بولی تھی۔۔

"میں نے کب آپ سے کہا ہے کہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں۔؟"اگلا وار تھوڑا گہرا تھا۔۔ماہین کو سمجھنے میں وقت لگا۔

"آپ نے نہیں کہا تھا لیکن مجھے محسوس ہوا ضروری نہیں کہ پیار کو لفظوں سے بیان کیا جائے پیار تو محسوس ہوتا ہے میں نے بھی محسوس کیا تھا۔آپ نے تو کہا کہ ردا آپ کے لیے بہنوں کی طرح ہے پھر آپ بہن سے شادی کیسے کر سکتے ہیں۔۔"

"تم میری دوست ہو۔۔میں نے تمہارے کے لیے جو کیا دوستی میں کیا اور دنیا جانتی ہے کہ زران دوستوں کے لیے جان تک دیتا ہے اس لیے تم نے میرے دوستی کو محبت کا نام دیا جو کہ ایسا کچھ ہے نہیں اور رہی ردا کی بات تو شادی سے پہلے سبھی بہنیں ہوتی ہیں مگر شادی کے بعد بیوی بن جاتی ہے۔۔"وہ جیسے اس ملاقات کے لیے تیار تھا۔۔دل کے انکار کرنے کے باوجود وہ بولتا گیا۔۔

اور ماہین۔۔ماہین کا دل جیسے ریت کی طرح پھسلتا جا رہا تھا،اس کے ذہن میں بے شمار سوالات گردش پا رہے تھے۔اس کی آنکھوں میں آنسو تھے،اور زبان جیسے بند ہو گئی تھی۔۔۔کبھی کبھی دوسرے کے کہے الفاظ بھی ہماری قوت گویائی چھین لیتے ہے اسے آج اندازہ ہوا۔۔وہ زران کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی، مگر دل میں ٹوٹتے ہوئے جذبات تھے جو اسے مکمل طور پر مفلوج کر رہے تھے۔۔۔مگر آج کہنا ضروری تھا۔۔ذہن میں تحریر بنتے ہی اسکے ہونٹوں سے الفاظ بر آمد ہوئے۔۔

"پلیز شاہ جی آپ یہ کہہ دے کہ ابھی جو آپ نے کہا وہ جھوٹ ہے۔۔۔"

آخری کوشش۔۔آخری التجا۔۔آخری امید۔۔سماعتوں کے غلط ہو جانے کی امید۔۔موت سے پہلے کی آخری خواہش۔۔

"آپ ردا سے شادی نہیں کر رہے اور جو میں نے سنا وہ بھی جھوٹ ہے۔۔۔"

سانسیں واپس آجانے کی دعا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں جانتی ہو کہ اپ مجھ سے پیار کرتے ہیں ردا سے نہیں۔" ماہین کی آواز میں اتنی شدت تھی کہ زران کا دل ایک لمحے کے لیے دہل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے لیے یہ سب کہنا کتنا مشکل ہے، اور وہ اس دکھ کے بوجھ کو اپنی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

"ماہین، تمہارا یقین کرنا میرے لیے بہت قیمتی ہے، مگر حقیقت یہی ہے کہ جو کچھ میں نے کہا وہ سچ ہے۔ ردا سے میری شادی ایک ایسا فیصلہ ہے جسے میں نے اپنی زندگی کے لیے لیا ہے۔" زران نے گہری سانس لی اور پھر کہا، "میں نے کبھی تمہیں یہ نہیں کہا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں، اور نہ ہی میں ردا کے ساتھ کسی وعدے کے بغیر آگے بڑھ سکتا ہوں۔" مطلب آخری امید ٹوٹ چکی تھی۔۔ برے خواب کی تصدیق ہو چکی تھی۔۔ باہر چلتی ہوائیں تھم گیں تھیں اور اداسی سے اس معصوم پری کو دیکھا جو شاید آج اپنا سب ہار چکی تھی۔۔

ماہین کی آنکھوں میں آنکھوں کی گہرائی میں کچھ ایسا تھا جیسے کوئی ٹوٹا ہوا خواب دوبارہ زندہ ہو رہا ہو، لیکن اس کا دل جانتا تھا کہ یہ حقیقت ہے۔ وہ ابھی تک اس لمحے کو حقیقت میں قبول نہیں کر پا رہی تھی، اور زران کا انکار اس کے دل کو چیر رہا تھا۔۔

"شاہ جی، آپ نے کبھی نہیں کہا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں، مگر میں نے ہمیشہ محسوس کیا تھا۔ آپ اور میں، ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہیں، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ردا سے شادی کر

لیں؟"ماہین کی آواز میں بے بسی تھی،اور وہ دھیرے دھیرے اس کے سامنے آئی، جیسے کسی آخری کوشش کے طور پر۔

"ماہین، محبت صرف ایک احساس نہیں ہوتا، بلکہ وہ عمل سے جڑی ہوتی ہے۔اور میں نے ہمیشہ تمہارے ساتھ ایمانداری رکھی ہے، لیکن اب تمہیں یہ سمجھنا ہوگا کہ میری زندگی میں کوئی اور بھی ہے،اور میری انتخاب وہی ہے جسے میں اپنا شریک زندگی بناؤں گا۔"زران نے ایک لمحے کے لیے اپنے جذبات کو قابو کرنے کی کوشش کی، پھر اس کی طرف مایوسی سے دیکھا۔

وہ آنکھیں وہ جانتی تھی آنکھیں جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔انسان بولتے ہیں۔۔آنکھیں تو ابھی بھی کہہ رہی تھی کہ زران شاہ صرف اور صرف ماہین سے محبت کرتا ہے۔۔ مگر الفاظ بھی اہمیت رکھتے ہیں۔۔وہ آنکھوں کو گواہ نہیں بناسکتی تھی۔۔دھڑکتے دل کی گواہی جس میں ماہین کا نام تھا اسے نہیں سناسکتی تھی۔۔ماہین کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا ہو۔۔اس کے اندر ایک سناٹا تھا، لفظوں کی اہمیت کیا اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ آنکھوں اور دل کی گواہی بھی ٹھکرادے۔۔اور پھر جواں آیا۔۔ہاں۔۔وہ وہی کھڑی رہ گئی، جیسے وہ سب کچھ بھول گئی ہو۔۔

"پلیز شاہ جی مت چھینو خود کو مجھ سے، آپ کے سوا میرے پاس ہے ہی کیا۔؟میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں پلیز مجھ سے شادی کرے میں نہیں رہ پاؤں گی میں مر جاؤں گی۔"وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔۔یہ دل بھی عجیب چیز ہے پتا نہیں کیا چاہتا ہے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو میں کیا کروں۔۔"الفاظ نہیں تھے پگھلتا ہوا سیسا تھا جو اس کے کانوں میں قطرہ قطرہ الٹایا جارہا تھا ۔۔زران چلایا۔

"کیا کروں میں تمہاری محبت کا۔مجھے نہیں چاہئے تمہاری سو کالڈ محبت۔ نفرت ہو رہی ہے مجھے تم سے دوست سمجھا تھا اور تم نے دوستی کا غلط فائدہ اٹھایا اور نا جانے کتنے لڑکوں کو کہا ہو گا۔"

زران کی بات پر دل کو چیرتے ہوئے اندر کھب سی گئ۔۔آنسو رک گئے وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے زران کو دیکھنے لگی ماہین کو ایسی دیکھ کر اسے اپنے لفظوں پر بے حد پچھتاوا ہوا مگر تیر کمان سے نکلا تھا۔۔ انسان کو ہوش میں بھی الفاظ ہی لاتے ہیں۔۔

"آپ نے میری محبت کو بے مول کر دیا شاہ جی! آپ نے مجھے احساس دلایا کہ آپ سے محبت میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔"

ماہین کا دل ٹوٹ چکا تھا، اور وہ جان چکی تھی کہ اس کا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔زران کی محبت کا احساس اس کے لیے اب ایک دریا بن چکا تھا، جس میں غم اور درد کی لہریں بلند ہو رہی تھیں۔اس کی آنکھوں سے ٹوٹے ہوئے ارمانوں کے آنسو بہتے تھے، اور وہ اپنی جگہ پر ساکت ہو کر کھڑی تھی۔۔مگر نہیں خواب کتنے ہی اچھے کیوں نا ہو زات ہر کرچیاں لگائیں تو نہیں کچل دینا چاہیے۔۔

Clubb of Quality Content

اب زران کے دل میں ایک نیا درد اٹھا، وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی باتوں کو واپس لے لے، لیکن ایسا ممکن نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ لمحے کا غصہ اور جلن اب دیر سے آنے والے پچھتاوے کی صورت میں بدل چکا تھا۔۔۔اس نے یہ الفاظ نہیں سوچے تھے۔۔اب دل اس سے روٹھ گیا۔۔

"مجھے معاف کر دو، ماہین... میں نہیں جانتا تھا کہ تمھیں اتنی تکلیف ہو گی۔" زران نے گہری سانس لی اور کچھ کہنا چاہا، مگر الفاظ گلے میں پھنس گئے۔ ماہین نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور اپنا رخ موڑ لیا، اس کی دل کی حالت ایسی تھی کہ وہ زران کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔" اس کی آواز بے رنگ ہو چکی تھی، جیسے وہ خود سے بھی خالی ہو گئی ہو۔

زران خاموش کھڑا رہا، جیسے وہ اس لمحے کو روکنا چاہتا ہو، مگر وقت کا پہیہ رک چکا تھا، اور ان کی تقدیر الگ ہو چکی تھی۔۔

صبح کی روشنی کھڑکیوں سے اندر آ رہی تھی اور پورا ماحول ایک عجیب سی خاموشی اور سکون میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ بستر سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا اور پردہ ہٹا دیا۔ باہر پرندے چہچہا رہے تھے، اور سورج کی سنہری کرنیں درختوں کی شاخوں پر پڑ رہی تھیں۔ اس نے گہری سانس لیتے فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں بلیک تھری پیس پہنے نکھرا نکھرا باہر آیا اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بال سنوارنے لگا۔

"بابا چلیں۔"عمارہ کی آواز پر اس نے دیکھا تو وہ سکول یونیفارم میں تیار کھڑی تھی اسے دیکھ کر بڑے شاہ مسکرائے۔

"آرہا ہوں، بیٹا۔" بڑے شاہ نے آئینے میں ایک آخری نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

انہوں نے اپنی گھڑی پہن کر کوٹ سیدھا کیا اور عمارہ کے پاس آکر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ "آج بہت پیاری لگ رہی ہو، میری گڑیا۔"

"شکریہ، بابا۔ لیکن جلدی کریں، ورنہ میں لیٹ ہو جاؤں گی!" عمارہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے، تمہارے بابا تمہیں کبھی لیٹ ہونے دیں گے؟ چلو، چلتے ہیں۔" بڑے شاہ نے ہنس کر کہا۔

دونوں نیچے آئے، جلدی جلدی سے ناشتہ کیا اور دونوں باہر نکلے، اور بڑے شاہ نے عمارہ کو کار میں بٹھایا۔ وہ ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھے اور گاڑی اسٹارٹ کی۔ راستے میں عمارہ نے سکول کی تیاری کے بارے میں باتیں کیں، اور بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے اس کی باتیں سنیں۔

جب وہ سکول کے گیٹ پر پہنچے تو بڑے شاہ نے کہا۔

"اچھے سے پڑھنا، اور اپنا خیال رکھنا۔"

"جی، بابا۔ آپ بھی اپنا خیال رکھیں۔"

بڑے شاہ نے سکول کے گیٹ پر عمارہ کو الوداع کہا اور گاڑی کا رخ آفس کی طرف موڑ دیا۔ راستے میں وہ خاموشی سے سڑک پر نظریں جمائے بیٹھے تھے۔

گاڑی آفس کے مرکزی گیٹ پر رکی تو گیٹ مین نے فوراً دروازہ کھول دیا۔شاہ گاڑی سے اترے اور سیدھے اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے۔اندر پہنچتے ہی ان کا سیکریٹری فائلوں کا ایک ڈھیر لے کر ان کے پاس آئی۔

"سر، یہ سب آج کے ضروری معاملات ہیں۔آپ کو ایک میٹنگ بھی اٹینڈ کرنی ہے، اور دوسری میٹنگ دو بجے کو ہے۔

شاہ نے فائلیں اٹھاتے ہوئے گہری سانس لی اور کہا، "ٹھیک ہے، سب کچھ وقت پر ہونا چاہیے۔"

پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے، اور کام میں مصروف ہو گئے۔

وہ کام کرنے میں مصروف تھا جب آفس کا دروازہ کھلا تھا بڑے شاہ نے دروازے کی جانب دیکھا تو تھوڑا سا حیران ہوا۔

"ارے عالیان تم۔"سامنے عالیان کو وائٹ شرٹ اور بلیک جینز میں اوپر بلیک کوٹ پہنے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا اور آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔

"یار، تم یہاں؟ تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔"

"میں نے سوچا کہ آپ کو سرپرائز دیا جائے، شاہ۔"عالیان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سرپرائز اچھا تھا۔"شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاہ مجھے آپ سے کچھ پوچھنا بھی بتانا بھی ہے اور گلہ بھی کرنا ہے۔" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

شاہ نے عالیان کی باتوں کو غور سے سنا اور پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "تمہاری نظروں میں کچھ ایسا ہے جو بتانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ ٹھیک ہے، پوچھو اور بتاؤ، جو بھی ہے۔

"آپ کو کیف سے محبت ہے اور آپ نے یہ بات مجھے نہیں بتائی"۔ بڑے شاہ کو ایسا لگا کہ اس کے پیروں سے کسی نے زمین کھینچ لی ہو۔ وہ ساکت سا عالیان کو دیکھنے لگا۔ اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا مگر الفاظوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

"اب مجھ سے اور کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں مجھے جاننا ہے اور پرسوں میں نے آپ دونوں کی باتیں سن لی تھی۔" بڑے شاہ نے گہری سانس لی۔

"میں تم دونوں کی بیچ نہیں آنا نہیں چاہتا تھا۔" بڑے شاہ نے مختصر جواب دیا۔

"نہیں یہ وہ جواب نہیں ہے جو میں چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو کیف سے محبت تھی تو شادی کیوں نہیں کی۔؟"

"عالی پلیز اس باتوں کو نہ چھیڑیں جو ہوا ہے وہ سب ماضی تھا اور ماضی کی باتوں کو حال میں ڈسکس نہیں کرتے۔"

"نہیں مجھے جاننا ہے۔ آپ نے ہر بات مجھ سے شیئر کی مگر اپنے محبت کے بارے میں مجھ سے چھپایا اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کیف سے شادی کے لیے نہ کہتا اچھا ہوا مجھے پہلے سے پتہ چلا۔"

بڑے شاہ نے نظریں جھکائیں اور کچھ لمحوں کے لیے خاموش رہے۔ پھر گہری سانس لیتے ہوئے کہا،
"عالیان، تمہاری بات درست ہے، اور میں نے حقیقت چھپائی۔ مجھے خوف تھا کہ اگر میں تمہیں بتاتا تو شاید تمہیں تکلیف ہوتی یا تم دونوں کی دوستی میں دراڑ آجاتی۔ لیکن اب جب تم نے یہ سب کہا، تو مجھے یہ سمجھ آرہا ہے کہ تمہیں اس بارے میں مکمل سچ جاننے کا حق تھا۔"

"لیکن شاہ، تمہیں میری دوستی اور میری محبت میں فرق کرنا چاہیے تھا۔ اگر تم نے مجھ سے یہ بات شیئر کی ہوتی تو شاید میری زندگی کا رخ مختلف ہوتا۔" عالیان کی آنکھوں میں غم اور ناراضگی کی جھلک تھی۔ بڑے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

"خیر اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے آپ کیف سے شادی کرے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔؟" بڑے شاہ کو جھٹکا لگا تھا۔

عالیان نے گہری سانس لی "شاہ، میں جانتا ہوں کہ تمہاری اور کیف کی کہانی پیچیدہ ہے، لیکن اگر تم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو، تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے موقع دو۔ زندگی اتنی مختصر ہے، اور اگر تم اس سے دور رہو گے تو ہمیشہ ایک خلاء رہے گا۔"

بڑے شاہ کی آنکھوں میں تذبذب تھا۔ وہ اس بات پر یقین نہیں کر پا رہے تھے کہ عالیان اس طرح کی بات کر رہا ہے، کیونکہ ان کے دل میں کیف کے لیے محبت کے جذبات ابھی بھی موجود تھے۔

"لیکن تم... تم اور کیف...؟" بڑے شاہ نے پوچھا، جب کہ وہ پوری بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"میں نہیں کر رہا کیف سے شادی اور میں نہیں جانتا کہ چھ سال پہلے آپ دونوں کے بیچ کیا ہوا تھا مگر اتنا کہوں گا کہ سب ٹھیک کر کے کیف سے شادی کر و کچھ دنوں بعد میں کینیڈا جا رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کیف سے شادی کرے اور شادی اٹینڈ کرنے کے بعد میں کینیڈا جاؤں گا۔"

بڑے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور عالیان کی باتوں پر غور کیا۔ وہ اس وقت اپنے اندر کی کشمکش سے گزر رہے تھے۔ ایک طرف کیف کے ساتھ گزرا وقت اور وہ جذبات تھے جواب تک ان کے دل میں زندہ تھے۔

"تم یہ کیا کہہ رہے ہو، عالیان؟ تمہیں لگتا ہے کہ ایسا سب کچھ اتنا آسان ہو سکتا ہے؟" بڑے شاہ نے سوال کیا، لیکن اس کی آواز میں بے یقینی تھی۔

عالیان نے ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "شاہ، زندگی اتنی پیچیدہ نہیں ہوتی، جتنا ہم اسے بناتے ہیں۔ اگر تم نے واقعی کیف سے محبت کی تھی، تو یہ تمہارے لیے سب سے بڑی خوشی ہو گی کہ تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارو۔"

"نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔" بڑے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بھی نہیں کر رہا آپ بھی نہیں کر رہے تو تیسرا آ کے کیف سے شادی کر لے گا اس سے اچھا ہے آپ کر لے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور کچھ دیر تک خاموشی میں ڈوبے رہے۔ عالیان کی باتوں میں ایک حقیقت تھی، لیکن ان کا دل اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"تم یہ کیوں چاہ رہے ہو؟""تم کیوں قربانی دے رہے ہو، اور تم کیوں چاہتے ہو کہ میں کیف سے شادی کروں؟"

"شاہ، زندگی میں کبھی کبھار ہمیں ایسے فیصلے لینے پڑتے ہیں جو ہم نہیں چاہتے، لیکن وہ دوسروں کے لیے بہتر ہوتے ہیں۔ اور آپ مجھ سے زیادہ کیف سے پیار کرتے ہیں اور شاید کیف بھی۔" عالیان نے ایک بار پھر مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے، میں شادی کروں گا۔" بڑے شاہ نے ایک آخری بار عالیان کی آنکھوں میں دیکھ کر فیصلہ کیا۔ عالیان آسودہ سا مسکرایا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں مجھے ضروری میٹنگ کے لیے جانا ہے۔"

"جاؤ، تمہیں کامیابی ملے،" بڑے شاہ نے اسے رخصت کرتے ہوئے کہا۔ عالیان نے سر ہلایا اور آہستہ سے کیبن سے باہر نکل گیا۔

بڑے شاہ نے کچھ لمحوں کے لیے دروازے کی طرف دیکھا، پھر ایک گہری سانس لی اور مسکرا کر اوپر کی طرف دیکھا۔ بڑے شاہ نے دل میں ایک سکون محسوس کیا، جیسے ایک بوجھ کم ہو گیا ہو۔

"اللہ شکر ہے آپ کا آپ نے میری دعائیں قبول کیے۔ بیشک دعائیں رد نہیں ہوتی دعائیں محفوظ کر لی جاتی ہیں۔"

نایاب بیگم نے ردا اور اس کی ماں شائستہ بیگم کو گھر پر بلایا تھا۔ نایاب بیگم نے تو پہلے سے سب بتا دیا تھا۔ وہ بہت زیادہ خوش ہوئیں اس نے فوراً ہاں کر دیا تھا۔ اب بس بات کو پکی کرنے وہ دونوں آئی تھیں۔ زران، عائشہ بیگم، ماہین عمائرہ اور ضرار بھی بیٹھے تھے۔

نایاب بیگم کی نظر میں یہ سب کچھ اتنا آسان اور خوشی کا موقع تھا، لیکن اندرونی طور پر وہ جانتی تھیں کہ کچھ دلوں میں ادھورے سوالات اور درد چھپے ہیں۔ عائشہ بیگم اور شائستہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹیں تھیں، مگر ان میں سے کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس خوشی کے پیچھے کتنی تکلیفیں چھپی ہیں۔

ماہین، جو پہلے ہی اتنی زیادہ دکھ میں تھی، اب ان سب کو اکٹھا دیکھ کر خود کو اور بھی اکیلا محسوس کر رہی تھی۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لیے زران کی طرف اٹھیں، مگر پھر وہ فوراً نظریں جھکا کر خاموشی

سے کمرے میں بیٹھ گئی۔ عمائرہ نے اس کی طرف دھیان دیا اور بس اس کے دکھ کو محسوس کیا، مگر کچھ کہنے کا وقت نہیں تھا۔

"زران، یہ سب کچھ بہت اچھا ہے۔ ہم بہت خوش ہیں کہ ردا کے ساتھ تمہاری شادی پکی ہو رہی ہے۔" شائستہ بیگم نے خوشی سے کہا، ان کے لہجے میں اتنی محبت اور اطمینان تھا کہ جیسے ساری دنیا کا بوجھ ہلکا ہو چکا ہو۔

لیکن زران، جوان کی خوشی میں شریک نہیں ہو رہا تھا، گہری سانس لے کر اپنی نظریں ایک لمحے کے لیے بند کیے اور پھر بوجھل دل سے جواب دیا، "ہاں، یہ اچھا ہے۔" اس کی آواز میں کوئی جذبہ یا محبت نہیں تھی، بس ایک سنسان خاموشی تھی۔ ماہین نے کرب سے آنکھیں بند کیے۔

عائشہ بیگم کی نگاہ بار بار ماہین کی جانب اٹھتی جو سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔

"مما میں چاہتا ہوں کہ نکاح کے دن رخصتی بھی ہو جائیں۔"

"ہم چاہتے ہیں کہ سب کچھ جلدی سے ہو جائے، تاکہ اس خوشی کے موقع پر کوئی رکاوٹ نہ آئے۔"

ان کے چہرے پر ایک مکمل سکون تھا، جیسے ان کی تمام دعائیں اب پوری ہونے والی ہوں۔

"بالکل، میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ بس اب رخصتی کے لیے دن کا انتخاب کرنا باقی ہے۔" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا، وہ بہت خوش تھیں کہ ان کی سب کوششیں کامیاب ہو رہی تھیں، مگر ان کے اندر کی بے چینی اور انکے چہرے پر نظر آنے والی ہلکی سی تکلیف بھی چھپی تھی۔

ماہین نے سنا اور دل میں ایک زبردست ٹوٹ پھوٹ محسوس کی۔اس کا دل جیسے بس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا، مگر وہ خاموش رہی، ان سب کے درمیان اس کا دم گھٹ رہا تھا۔اس کے اندر کا دکھ اتنا شدید تھا کہ وہ اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔

"زران، تمہاری رضا کے بغیر، یہ سب کچھ ممکن نہیں ہو سکتا،" شائستہ بیگم نے زران کی طرف مڑ کر کہا، اس کی آواز میں ایک نرم سلیقہ تھا۔ "ہم سب چاہتے ہیں کہ تم خوش رہو، اور اگر تمہاری خوشی ردا میں ہے تو ہم سب تمہارا ساتھ دیں گے۔"

ردا کی نظر زران پر تھی اس سے پہلے اس نے زران کو اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔

عمائرہ نے اس کی طرف مڑ کر ایک نظر ڈالی، پھر اس کی آنکھوں میں جو دکھ تھا، وہ بھی مکمل طور پر سمجھ چکی تھی۔وہ جانتی تھی کہ ماہین کے لیے یہ سب بہت مشکل تھا، لیکن اس وقت وہ خاموش تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کچھ باتیں سننا ضروری ہیں اور کچھ باتیں خاموشی سے برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

"مگر بھائی اتنی جلدی بھی کیا ہے۔؟" ضرار جواب تک خاموش تھا بول پڑا۔زران نے ضرار کو گھورا تو وہ خاموش ہو گیا۔

جب ماہین سے برداشت نہیں ہوا وہ خاموشی سے اٹھ کر کمرے کی طرف چلی گئی زران نے گہری سانس لی۔اب سب کیا باتیں کر رہے تھے زران نہیں سن رہا تھا اس کے دماغ میں ماہین کی باتیں گونج رہی تھی۔

زران کمرے میں بیٹھا گہری سوچ میں تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔زران چونک گیا اور اس کی طرف دیکھا۔

"کیوں کیا ایسا۔؟"ضرار اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیا کیا۔؟"

"ماہین کے لیے انکار کیوں کیا اسے کیوں چھوڑ دیا ماہین سے شادی نہ کرتے کسی اور سے کرتے ردا ہی کیوں۔؟؟"

"میں نے وجہ بتادی ہے۔"زران نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

"نہیں بھائی وہ وجہ میں نہیں مانتا آپ کی آنکھیں آپ کی الفاظوں کا ساتھ نہیں دے رہی۔کچھ تو ہے جو ہم سے چھپا ہے۔"

"ایسی کوئی بھی بات نہیں تم خوامخواہ شک کررہے ہو۔"

ضرار نے زران کی بات سن کر گہری سانس لی اور اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا،"بھائی، میں آپ کو بچپن سے جانتا ہوں۔آپ چاہے جو مرضی کہہ لیں، لیکن آپ کے چہرے اور آنکھیں وہ سب کہہ دیتی ہیں جو آپ زبان سے نہیں کہہ رہے۔آپ خوش نہیں ہیں۔اور ردا کے ساتھ شادی کا فیصلہ... یہ آپ کی مرضی نہیں لگتی۔"

زران نے نظریں چرائیں اور سخت لہجے میں جواب دیا، "ضرار، ہر بات کے پیچھے کوئی جذباتی کہانی نہیں ہوتی۔ میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور مجھے نہیں لگتا کہ اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت ہے۔"

ضرار اس کے قریب ہو کر بیٹھ گیا اور نرمی سے بولا، "بھائی، میں آپ پر کوئی دباؤ ڈالنے نہیں آیا۔ لیکن میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے ماہین کو کیوں چھوڑا؟ کیا وہ آپ کے لیے واقعی اہم نہیں تھی؟ یا آپ خود کو کسی مجبوری کے تحت پیچھے کر رہے ہیں؟"

زران نے گہری سانس لی اور بالکونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماہین ایک اچھی لڑکی ہے، لیکن ہم دونوں کے درمیان ایسا کچھ نہیں تھا..."

"لیکن آپ یہ بھول رہے ہیں کہ ماہین کے لیے یہ سب کچھ آسان نہیں ہے۔ وہ آپ سے محبت کرتی ہے، بھائی۔ اور میں جانتا ہوں کہ آپ بھی اسے چاہتے ہیں۔" ضرار نے اس کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

زران نے ضرار کی بات پر ہلکا سا قہقہہ لگایا، لیکن اس کی ہنسی میں تلخی تھی۔ "محبت؟ محبت صرف کتابوں میں اچھی لگتی ہے، ضرار۔ حقیقت میں، یہ صرف کمزوری پیدا کرتی ہے۔ اور میرے پاس کمزور ہونے کا وقت نہیں ہے۔"

ضرار نے مایوسی سے سر ہلایا اور کہا، "بھائی، حقیقت میں محبت کمزوری نہیں، بلکہ طاقت دیتی ہے۔ لیکن شاید آپ کو ابھی یہ سمجھنے میں وقت لگے گا۔ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کریں۔ کیونکہ یہ آپ کی اور ماہین، دونوں کی زندگی کا سوال ہے۔"

زران نے خاموشی اختیار کر لی اور نظریں جھکا لیں۔ ضرار اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا، لیکن جاتے ہوئے ایک آخری بات کہہ گیا۔

"کبھی کبھی زندگی میں اپنی خوشی کو خود سے دور نہ کریں، ورنہ بعد میں صرف پچھتاوا باقی رہ جاتا ہے۔"

زران نے اس کی بات پر کوئی جواب نہیں دیا، لیکن ضرار کے لفظوں نے اس کے دل میں ایک ہلچل ضرور پیدا کر دی تھی۔

Clubb of Quality Content

رات کا وقت تھا۔ سب ہال میں بیٹھے تھے۔ ہیٹر جل رہا تھا۔ صوفے پر حسین شاہ، شاہ بیگم، مایا، چھوٹے شاہ، بڑے شاہ اور اس کے گود میں عمارہ بیٹھی تھی۔

"مما بابا مجھے آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔" بڑے شاہ نے گلہ کنگھارتے ہوئے کہا۔ سب بڑے شاہ کی بات سننے کے لیے متوجہ ہوئے۔

"ہاں کہو بیٹا۔" حسین شاہ نے کہا۔

"وہ مجھے شادی کرنی ہے۔" سب کی نگاہیں خود پر محسوس کر کے بڑے شاہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے جی آپ کی باتوں کا اثر ہو گیا ہے۔" شاہ بیگم نے حسین شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ میرا بیٹا میری بات ضرور مانے گا۔" حسین شاہ مسکرا کر صوفے پر مزید آرام سے بیٹھ گئے اور بڑے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"تو پھر بتاؤ، بیٹا، کس خوش نصیب لڑکی کا انتخاب کیا ہے؟"

بڑے شاہ نے ایک لمحے کے لیے نظریں جھکائیں اور پھر ہمت کرتے ہوئے کہا، "مما، بابا، وہ کوئی اور نہیں، بلکہ کیف ہے۔"

یہ سن کر ہال میں خاموشی چھا گئی۔ سب حیرت سے منہ کھولے بڑے شاہ کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا بابا آپ کیفو سے شادی کر رہے ہیں۔؟" عمارہ نے اس کے چہرے پر اپنے ننھے ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ بڑے شاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تھینک یو بابا۔" عمارہ نے بڑے شاہ کے گال پر لب رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کیف مگر اس کی شادی تو عالیان سے ہو رہی ہے۔" شاہ بیگم نے حیرت سے کہا۔

"جی مما مگر عالیان اس سے شادی نہیں کر رہا۔" زران نے سکون سے جواب دیا۔

"مگر کیوں۔؟" چھوٹے شاہ نے پوچھا تھا۔

بڑے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا، "عالیان نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ وہ کیف سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔اس کی کچھ وجوہات ہیں جن پر میں بات نہیں کرنا چاہتا۔"

"اور تم نے فیصلہ کر لیا کہ تم اس سے شادی کرو گے؟ کیا کیف نے بھی اس پر رضامندی ظاہر کی ہے؟" شاہ بیگم نے الجھن سے پوچھا۔

"ابھی اس سے بات نہیں کی، مما۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ عمارہ کے لیے وہ ایک بہترین ماں بن سکتی ہے اور... میں بھی کیف سے پیار کرتا ہوں اور میں اسے خوش رکھوں گا۔" بڑے شاہ نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

حسین شاہ نے بڑے شاہ کی بات سن کر گہری سوچ میں سر ہلایا اور پھر کہا، "بیٹا، تمہارا فیصلہ اگر دل سے ہے اور تم واقعی سمجھتے ہو کہ تم کیف کے ساتھ خوش رہ سکتے ہو، تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہو گا اگر کیف بھی اس رشتے کے لیے رضامند ہو۔"

"یہ سب اتنی جلدی کیوں ہو رہا ہے؟ پہلے عالیان نے انکار کر دیا اور اب تم یہ سب کہہ رہے ہو؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ آخر کیا ہو رہا ہے۔" شاہ بیگم نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"مما، میں جانتا ہوں کہ یہ سب اچانک ہے، لیکن میں صرف آپ دونوں کی دعائیں چاہتا ہوں۔ میں کیف سے بات کروں گا اور اس کی رضامندی کے بعد ہی کوئی قدم اٹھاؤں گا۔"

"بھائی، اگر دل کی بات کرنی ہے تو پھر ہمت بھی دکھانی ہوگی۔ جاؤ اور کیف سے اپنی بات کرو۔ اگر وہ مان گئی، تو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا،

عمارہ نے خوش ہو کر کہا، "ہاں بابا، مجھے کیفو چاہیے! پلیز اس سے شادی کریں۔" بڑے شاہ نے عمارہ کی معصوم خواہش پر مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے پھر میں کیف کی امی سے بات کرتی ہوں یقیناً وہ بہت زیادہ خوش ہوگی۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بڑے شاہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ مایا کی آنکھوں میں غصہ اور بے چینی واضح تھی۔ وہ بڑے شاہ کو مسلسل گھور رہی تھی، جیسے اپنی تمام ناراضگی ان نگاہوں میں سمیٹ کر ان تک پہنچانا چاہتی ہو۔ لیکن بڑے شاہ، جو اپنی ہی خوشی میں مگن تھے، مایا کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی نہ کر رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

مایا کی خاموشی کو عمارہ نے محسوس کیا۔ وہ معصومیت سے مایا کے قریب آئی اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی، "چاچی، آپ خوش نہیں؟ بابا اور کیفو کی شادی ہوگی، ہے نا؟"

"ہاں۔" مایا نے اپنی جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے عمارہ کی طرف مسکرا کر دیکھا، مگر اس کی مسکراہٹ میں کوئی گرمجوشی نہیں تھی۔

بڑے شاہ نے مایا کی غیر معمولی خاموشی کو نوٹ کیا، مگر کچھ کہنے کے بجائے انہوں نے فیصلہ کیا کہ مناسب وقت پر اس سے بات کریں گی۔

زران کی اس طرح بے دردی سے ٹھکرانے کے بعد ماہین کافی ٹوٹ چکی تھی۔اس کے بعد ماہین نے زران سے بات کیا اس کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔وہ کمرے میں خاموش سی بیٹھی تھی۔آنسو بھی شاید خشک ہو گئے تھے۔وہ گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے بیٹھی تھی۔جب عمائرہ اندر آئی تھی۔

"ماہی۔'عمائرہ کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور سیدھ ہو کے بیٹھ گئ۔

عمائرہ نے ماہین کی حالت دیکھی تو اس کا دل بھر آیا۔وہ اس کے قریب آئی اور نرمی سے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا۔"ماہی، تم کب تک اس طرح خود کو اذیت دیتی رہو گی؟"عمائرہ نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں نے خود کو ہمیشہ مضبوط سمجھا تھا، عمائرہ۔لیکن زران کی باتوں نے مجھے توڑ کر رکھ دیا ہے۔"ماہین نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔

عمائرہ نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اس کے آنسو پونچھنے کی کوشش کی۔"ماہی، زندگی رکتی نہیں ہے کسی کے لیے۔زران کی بے رخی نے تمہیں تکلیف دی ہے، لیکن تمہیں اب خود کے بارے میں سوچنا ہو گا۔تمہارا دل کتنا بھی دکھا ہو، لیکن اسے مزید تکلیف دینے سے کچھ نہیں بدلے گا۔"

"کیسے بھول جاؤں، عمائرہ؟ کیسے یہ سب اپنے دل سے نکال دوں؟ میں نے زران کے ساتھ زندگی کے خواب دیکھے تھے، اور آج وہی خواب میرے لیے زہر بن چکے ہیں۔" ماہین نے نظریں جھکا لیں اور آہستگی سے بولی۔

عمائرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دی، "تمہیں بھولنے کی ضرورت نہیں، ماہی۔ لیکن تمہیں آگے بڑھنے کی ہمت پیدا کرنی ہوگی۔ زران نے تمہاری محبت کو ٹھکرایا، لیکن یہ اس کی کمزوری ہے، تمہاری نہیں۔ تم بہت خاص ہو، اور ایک دن وہ بھی یہ بات سمجھے گا، لیکن تب تک تمہیں اپنی زندگی کو سنوارنا ہوگا۔"

"مجھ سے نہیں ہوگا یہ سوچ کر میرا دل پھٹا جا رہا ہے کہ شاہ جی اب میرے نہیں رہے وہ کسی اور کے ہونے جا رہے ہیں۔ میں کیسے اس دکھ کے ساتھ رہوں گی۔۔؟" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

عمائرہ نے ماہین کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا، "ماہی، میں جانتی ہوں کہ یہ تمہارے لیے کتنا مشکل ہے، لیکن تمہیں اپنے آپ کو سنبھالنا ہوگا۔ زندگی کسی ایک انسان پر نہیں رکتی، اور تمہیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اگر زران تمہارے نصیب میں نہیں تھا، تو یہ اللہ کی مرضی ہے۔"

"عمائرہ، میں نے ہر خواب زران کے ساتھ دیکھے تھے۔ میں نے اس کے لیے خود کو ہمیشہ بدلنے کی کوشش کی۔ اور آج وہ خواب ٹوٹ کر بکھر گئے ہیں۔" ماہین نے روتے ہوئے کہا۔

"ماہی، خواب بکھرنے کے بعد زندگی ختم نہیں ہوتی۔ تمہیں اپنی زندگی کو ایک نئے مقصد کے ساتھ جوڑنا ہوگا۔ زران نے تمہاری قدر نہیں کی، لیکن تمہیں اپنی قدر کرنی ہوگی۔" عمائرہ نے اس کے آنسو پونچھے اور نرم لہجے میں کہا۔

ماہین نے نم آنکھوں کے ساتھ سر ہلایا، مگر اس کے دل کا دکھ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں، ماہی۔ جب تک تم خود کو سنبھال نہیں لیتی، میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گی۔ لیکن وعدہ کرو، تم اپنی زندگی کو زران کے بغیر جینے کی ہمت کروگی۔" عمائرہ نے اسے گلے لگایا اور کہا۔

"کوشش کروں گی، لیکن یہ درد مجھے جینے نہیں دے گا۔" عمائرہ نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تسلی دی، "وقت ہر زخم بھر دیتا ہے، ماہی۔ تمہیں صرف صبر کرنا ہوگا۔" ماہین نے عمائرہ کے گلے لگتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

کچھ لوگ ہمارے زندگی میں صرف درد دینے کے لیے آتے ہیں۔ زران بھی ماہین کی زندگی میں ایک درد بن کر آیا تھا۔

کیف اچھے سے تیار ہو کے نیچے آئی تھی۔ اس نے بلیک کرتا اور بلیک پاجامہ پہنا تھا اور دوپٹے کو اچھے سے سر پہ اوڑھا ہوا تھا اور شال کو اپنے کندھوں پر پھیلایا تھا۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔؟" کیف کو باہر کی طرف جاتے دیکھ کر امی نے پوچھا۔

"وہ اماں میں بازار جا رہی ہوں مجھے کچھ چیزیں لینی ہیں اور مجھے عمارہ سے بھی ملنا ہے میں دو دنوں سے اسے ملی نہیں ہوں۔ مجھے اس کی بہت یاد آ رہی ہے۔"

"ادھر آؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"کیا بات۔؟ اچھا امی میں جلدی آتی ہوں پھر بات کرتے ہیں۔"

"بات ابھی ضروری ہے بس پانچ منٹ بات کرنی ہے پھر جاؤ میں منع نہیں کر رہی۔"

"ٹھیک ہے امی۔۔" کیف آ کے ان کے ساتھ صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"بیٹا میں جو بھی بات کر رہی ہوں۔ تم اس کو غور سے سننا اور فیصلہ کرنا لیکن اس سے پہلے یہ بات سنو کہ میں تمہاری ماں ہوں اور ماں کبھی اپنی بچوں کی برائی نہیں چاہتی۔ وہ چاہتی ہیں کہ اس کی بچے خوش رہیں۔ چاہے اپنے گھر میں ہو یا دوسرے گھر میں ہو۔"

"جی جی امی۔ آپ بتائیں میں سن رہی ہوں۔"

"مجھے صبح شاہ بیگم نے کال کیا تھا اور انہوں نے بڑے شاہ کے لیے آپ کو مانگا ہے وہ چاہتی ہیں کہ آپ ان کے گھر کی بہو بنے۔"

امی کی بات سنتے وہ ساکت ہو گئی۔ دل کی دھڑکنوں میں ہلچل مچی۔ اس نے دھیرے سے لبوں کو حرکت دی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ امی مجھے نہیں کرنی شادی اور اس کے گھر میں بالکل بھی نہیں کرنی۔۔ایسا تو نہیں کہ آپ نے رضامندی دی ہے۔؟"

"نہیں بیٹا میں نے کوئی رضامندی نہیں دی ہے میں نے ان سے کہا کہ میں تم سے پوچھ کر ہاں کروں گی۔"

کیف کی آنکھوں میں حیرت اور الجھن کے آثار واضح تھے۔وہ امی کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی جیسے تصدیق کرنا چاہتی ہو کہ وہ واقعی سن رہی ہے یا یہ سب اس کا وہم ہے۔

"امی،آپ جانتی ہیں اس سب کے بارے میں اور پھر بھی.....شادی اور وہ بھی بڑے شاہ کے ساتھ؟ وہ تو...وہ تو..."کیف کے الفاظ رک گئے۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کیا کہے۔

"میں جانتی ہوں بیٹا لیکن قسمت نے تمہارے لیے دروازے کھولے ہیں ہاں کر دو اس سے اچھا رشتہ کبھی نہیں ملے گا۔"

"امی مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔چاہے کوئی بھی ہو اور بڑے شاہ سے تو میں کسی بھی قیمت پر شادی نہیں کروں گی۔اور اگر وہ دنیا کے آخری انسان بھی ہوں گے تو بھی میں اسے شادی نہیں کروں گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

امی نے کیف کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی۔ان کی آنکھوں میں ایک ماں کی فکر اور دکھ نمایاں تھا، لیکن وہ جانتی تھیں کہ اس وقت کیف کو سمجھانے کے لیے صبر اور محبت کی ضرورت ہے۔

"بیٹا، میں تمہاری تکلیف سمجھتی ہوں۔یہ آسان نہیں ہے، لیکن زندگی ہمیشہ آگے بڑھنے کا نام ہے۔ ہم ماضی کے غموں کو دل سے لگائے رکھیں تو خوشی کبھی قریب نہیں آتی۔ بڑے شاہ کا رشتہ تمہارے لیے ایک موقع ہو سکتا ہے اپنی زندگی کو ایک نیا آغاز دینے کا۔"

کیف نے اپنی نظریں جھکا لیں، اس کے ہاتھ مٹھیوں میں بند ہو گئے۔"امی، آپ کو لگتا ہے کہ میں نے بھولنے کی کوشش نہیں کی؟ کہ میں نے خود کو سمجھانے کی کوشش نہیں کی؟ لیکن یہ درد، یہ اذیت... یہ ہر لمحہ میری سانسوں میں گھل گئی ہے۔میں اسے بھولنا چاہتی ہوں، لیکن وہ ختم ہی نہیں ہوتا۔"

"بیٹا، میں یہ نہیں کہتی کہ تمہیں اپنی تکلیف کو نظرانداز کرنا چاہیے۔ لیکن اپنے دل کے دروازے بند مت کرو۔اگر تم اس رشتے کو ایک موقع دو، تو شاید تمہیں سکون مل جائے۔"امی نے اس کے قریب ہو کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

کیف نے گہری سانس لی اور نرمی سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ "امی، میں آپ کی بات سمجھتی ہوں، لیکن یہ میرا فیصلہ ہے۔ میں کسی بھی قیمت پر بڑے شاہ سے شادی نہیں کروں گی۔ چاہے دنیا کچھ بھی کہے، میں اپنے دل کے خلاف نہیں جا سکتی۔"

"ٹھیک ہے، بیٹا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن میرے لیے اس فیصلے پر تھوڑا سوچنا کیونکہ میں چاہتی ہوں تم خوش رہو۔ کیف نے نم آنکھوں سے امی کو دیکھا اور دھیرے سے سر ہلا دیا۔ وہ وہاں سے اٹھ گئی، لیکن اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا فیصلہ ٹھیک ہے، لیکن اپنے غم کو سینے میں چھپائے رکھنا اور اس کے ساتھ جینا آسان نہیں تھا۔

ساری تیاریاں ہو چکی تھی۔ شاہ مینشن کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی خواب حقیقت بن گیا ہو۔ پورا مینشن روشنیوں اور رنگ برنگے پھولوں سے جگمگا رہا تھا۔ ہر کونا خوشبوؤں سے معطر تھا، اور مہمانوں کی چہل پہل نے ماحول کو مزید پرجوش بنا دیا تھا۔ دلہن کی طرح سجایا گیا یہ مینشن کسی شاہی محل کا منظر پیش کر رہا تھا۔

لان کے اندر ایک وسیع پنڈال لگایا گیا تھا، جس میں سفید اور سنہری رنگ کے پردے اور فانوسوں نے ماحول کو انتہائی خوبصورت بنا دیا تھا۔ میزوں پر سجی ہوئی موم بتیاں اور گلاب کے پھول دلکش منظر کا حصہ بن رہے تھے۔

شاہ مینشن کے لان میں ایک شاندار سٹیج بنایا گیا تھا جو پورے پنڈال کا مرکز تھا۔ سٹیج پر سنہری اور سفید رنگ کا امتزاج نمایاں تھا، جس نے اسے نہایت دلکش اور شاہانہ بنا دیا تھا۔ سٹیج کے عقب میں خوبصورت پردے لگے ہوئے تھے، جن پر روشنیوں کا عکس پڑ رہا تھا، اور بیچ میں پھولوں سے تیار کردہ ایک بڑا دل بنایا گیا تھا۔

سٹیج کے دونوں اطراف فانوس لٹک رہے تھے، جو روشنیوں سے جگمگا رہے تھے، اور نیچے قالین بچھا ہوا تھا جو سرخ اور سنہری رنگ کا تھا۔ دلہن اور دلہے کے بیٹھنے کے لیے مخصوص دو بڑی شاہی کرسیاں رکھی گئی تھیں، جن پر سنہری کڑھائی کا کام تھا اور وہ مخملی گدوں سے مزین تھیں۔ کرسیاں ایسے انداز میں رکھی گئی تھیں کہ ہر مہمان ان پر بیٹھے جوڑے کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

سٹیج کے سامنے ہر طرف سفید گلابوں کی قطاریں لگائی گئی تھیں، اور فرش پر خوبصورت روشنیوں کا جال بچھایا گیا تھا جو پورے سٹیج کو جگمگ کر رہا تھا۔ اس پورے منظر نے نہ صرف پنڈال کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا بلکہ مہمانوں کے لیے یہ جگہ نظروں کو مسحور کر دینے والی لگ رہی تھی۔

مہمان آہستہ آہستہ آنے لگے تھے، اور خوشیوں کی گونج پورے مینشن میں سنائی دے رہی تھی۔

لیکن اس خوبصورتی اور رونق کے بیچ کچھ دل ایسے بھی تھے جو اندرونی طور پر بہت کچھ سہہ رہے تھے۔

ماہین تو تیار نہیں ہو رہی تھی مگر مایا نے اسے زبردستی تیار کیا تھا۔ ماہین نے مہرون ساڑھی پہنی تھی اور اس کے ساتھ ہیلز پہنے اچھے سے تیار ہو کے وہ نیچے جا رہی تھی جب اچانک اس کا پیر مڑا وہ گرنے

والی تھی مگر کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے طرف کھینچا وہ کسی کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے لگی تھی۔

ماہین نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن وہ شخص اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

اس کے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں، اور اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ زران اسے دیکھتا رہا۔ پہلی بار زران نے اس کو ایسی روپ میں دیکھا تھا۔ اس کی نظریں ماہین پر جم گئیں۔ مہرون ساڑھی میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے بکھرے ہوئے بال اور جھکی ہوئی نظریں اسے مزید معصوم اور دلکش بنا رہی تھیں۔ پھر اپنے آپ کو سنبھالا۔

"دھیان نہیں ہے کیا؟" وہ آواز سن کر ماہین کے جسم میں ایک جھٹکا سا لگا۔ یہ زران تھا۔ اس کے لہجے میں نرمی اور سختی کا امتزاج تھا، مگر آنکھوں میں کوئی اور ہی جذبات چھپے ہوئے تھے۔

ماہین فوراً پیچھے ہٹنے لگی، لیکن اس کے ہیلز نے اسے پھر سے لڑکھڑانے پر مجبور کر دیا۔

زران نے اسے دوبارہ تھام لیا اور غصے سے بولا۔ "تم ہر وقت خود کو تکلیف کیوں دیتی ہو؟ کیا اتنا بھی خیال نہیں رکھ سکتی۔؟"

ماہین نے آنکھیں اٹھا کر زران کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے، مگر اس نے ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے، شاہ جی۔ آپ نے جو کرنا تھا، کر لیا۔ اب میں گر و یا اٹھو آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

زران اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گیا۔اس کے چہرے پر پشیمانی کے آثار تھے، مگر وہ کچھ کہنے کے بجائے خاموش رہا۔ماہین نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور جلدی سے نیچے چلی گئی، لیکن زران وہیں کھڑا رہا، اپنے دل کی الجھنوں میں گم۔اس نے گہری سانس لی اور اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔

عمائرہ نے پرپل میکسی پہنی تھی وہ بھی اچھے سے تیار ہو کے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی جب دروازہ کھلا اور ضرار گرے کرتے اور وائٹ پاجامے میں ملبوس اور گرے ویسٹ کوٹ پہنے اندر آیا اور دروازہ بند کیا۔

عمائرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں حیرت در آیا۔

"آپ یہاں۔؟"

"کیوں میں یہاں نہیں آ سکتا۔؟ یہاں پر میری ہونے والے بیوی ہے ضرار کا ہونا بنتا ہے۔"

عمائرہ ضرار کی بات پر سرخ ہو گئی اور نظریں جھکا کر بولی۔

"یہ کیا باتیں کر رہے ہیں آپ؟ سب لوگ نیچے ہیں، کوئی یہاں آ گیا تو؟"

"تو آنے دو، سب کو تو پتا ہے کہ تم میری ہونے والی بیوی ہو۔اور ویسے بھی، میں تمہیں اتنا خوبصورت دیکھ کر نیچے جانے سے پہلے ملنا چاہتا تھا۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیشہ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟" عمائرہ نے شرما کر رخ دوسری طرف کر لیا اور بولی۔

"کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم جان لو، تم میری زندگی کی سب سے خاص انسان ہو۔ اور یہ بات میں تمہیں بار بار بتانا چاہتا ہوں۔" ضرار نے آگے بڑھ کر عمائرہ کا ہاتھ تھاما اور نرمی سے کہا۔

عمائرہ کی آنکھوں میں چمک اور شرم کے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ ہلکی آواز میں بولی، "آپ جانتے ہیں، آپ کی ایسی باتوں سے مجھے بہت عجیب لگتا ہے۔"

"عجیب؟ یا اچھا؟" ضرار نے شرارت سے کہا۔

عمائرہ ہلکا سا مسکرا دی، مگر کچھ بولی نہیں۔ ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا، "چلو نیچے چلتے ہیں، ورنہ لوگ سوچیں گے ہم کہاں غائب ہو گئے ہیں۔"

ضرار نے عمائرہ کا ہاتھ چھوڑا، مگر جاتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر بولا، "پرپل واقعی تم پر جچ رہا ہے، لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ کسی دن میں تمہیں اپنی پسند کا لباس پہناؤں۔"

عمائرہ نے حیرت اور شرارت سے اس کی طرف دیکھا۔

"آپ کے ارمان کبھی ختم نہیں ہوں گے۔" دونوں ہنستے ہوئے نیچے جانے لگے۔

نکاح کے رسم کی تیاریاں ہو رہی تھی ماہی اور عمائرہ دونوں ایک ساتھ سٹیج کے نیچے کھڑی تھیں، جب ضرار پیچھے سے اکر ماہین کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"آپ کے لیے ایک شعر ہے اگر آپ حکم کریں تو میں وہ شعر آپ کو سناؤں گا۔" ماہین کو دیکھتے ہوئے ضرار نے شرارت سے کہا۔

ماہین نے ضرار کی بات پر حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا اور بولی۔

"آپ کے شعر؟ یہ کون سا نیا شوق شروع کیا ہے آپ نے؟"

"نیا نہیں، پرانا شوق ہے، بس موقع ملا ہے آپ کو سنانے کا۔ اجازت ہے؟" ضرار نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ماہی، سن لو۔ شاید آج یہ واقعی کوئی اچھا شعر سنا دیں۔" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، سنائیں۔ لیکن اگر اچھا نہ ہوا تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔" ماہین نے بیزاری سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content!

ضرار نے ہلکی سی کھنکار لی اور کہا۔

وہ تو یوں ہی حلیہ بگاڑے رکھتی ہے۔

سنورنے پہ آئے تو قیامت لگتی ہے۔

"سچ بتاؤ ماہی آج اب بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔ اگر مجھے عمارہ سے محبت نہ ہوتی تو میں آپ سے شادی کر لیتا۔ اور بھائی نے بہت غلط کیا آپ کے ساتھ۔ ماہی، میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل پر کیا گزری ہے، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ زران نے آپ کے ساتھ زیادتی کی۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں

کہ آپ اس سب سے کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔ آپ کی قدر کوئی دوسرا کرے گا، بس خود کو کبھی کمزور مت سمجھنا۔"

"شکریہ۔"

ماہین نے ضرار کی بات پر مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور کہا۔

"اچھا اس بات پہ میں اپ کو ایک اور شعر سنانا چاہتا ہوں۔"

"ضرور، سنائیں۔ لیکن اگر اس بار اچھا نہ ہوا تو پھر میں آپ کو باتیں سناؤں گی!" ماہین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چیلنج قبول ہے۔ تو لیجیے، سنیے۔" ضرار نے ہلکے سے ہنستے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content!

محبت کے رنگ میں رنگا تھا جو دل،

وہی دل آج تنہا تڑپتا ہے پل پل۔

"کیسا لگا؟" ضرار نے شرارت سے پوچھا۔

ماہین کے آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ عمائرہ نے ضرار کو گھورا۔

ضرار نے ماہین کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر فوراً اپنی بات بدلنے کی کوشش کی اور مسکراتے ہوئے کہا،

"ارے، ارے! میری بات دل پر مت لیں۔ لو، ایک اور شعر سناتا ہوں۔

وہ جس دن اس کو چھوڑنے والا تھا۔

اس دن وہ سب سے پیاری لگ رہی تھی۔

ماہین کے دل میں ایک کہرام مچ گیا تھا، جیسے ہر لفظ میں درد اور یادیں چھپی ہوئی ہوں۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، اور وہ خاموشی سے ضرار کو دیکھنے لگی۔ ضرار نے فوراً اس کی خاموشی محسوس کی اور اپنی بات کو کچھ نرم انداز میں پیش کیا۔

"ماہین، میں جانتا ہوں کہ یہ سب تمہارے لیے کتنا تکلیف دہ ہو گا۔ لیکن کبھی کبھی، ہمیں وہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے جو دل میں پیار کی جگہ نہیں رکھتا۔ اور یاد رکھو، تمہاری دلکشی کسی بھی دن کم نہیں ہوئی، چاہے حالات کیسے بھی ہوں۔"

"دیکھو ماہی بھائی نے جو کیا بہت برا کیا لیکن میں آپ کو ایک مشورہ دوں آپ میرے لیے چھوٹی بہن کی طرح ہے اور مجھے اب بہت عزیز ہو۔ سب بھول جاؤ اگر اب بلا نہیں پا رہی تو بولنے کی کوشش کرو اس سے تمہارا من ہلکا ہو جائے گا۔"

ماہین کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور اس کی آواز میں ہچکچاہٹ تھی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہو لیکن الفاظ گم ہو گئے ہوں۔

Clubb of Quality Content

"ضرار بھائی اب میں اور کیا بتاؤں؟ وہ اب ردا کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا وقت آئے گا جب وہ مجھے چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ ہو گا۔" اس کی آواز مغموم تھی، لیکن ضرار کی باتوں نے اسے تھوڑا سا سکون دیا تھا۔

"تمہارا دکھ سمجھتا ہوں ماہی، لیکن یاد رکھو، زندگی ہمیشہ ایک ہی راستے پر نہیں چلتی۔ کبھی کبھی ہمیں اپنے دکھوں کو چھوڑ کر نئے راستوں کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ تمہاری تقدیر تمہارے ہاتھ میں ہے، بس اپنے دل کی باتوں کو کسی سے کہنا ضروری ہے۔"

ماہین نے ضرار کی باتوں پر سر ہلایا اور کچھ لمحوں کے لیے خاموش رہی۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

"میں کوشش کروں گی، ضرار۔ لیکن اب، میرا دل بھی تھک چکا ہے۔"

نکاح شروع ہو چکا تھا زران ردا کے ساتھ سٹیج پر بیٹھا تھا۔ مولوی نکاح پڑھا رہے تھے۔ ماہین آنسو سے بھری آنکھوں سے زران کو دیکھ رہی تھی۔ زران خود پر اس کی نظریں محسوس کر سکتا تھا جو ہمیشہ اس کی نظروں کو خود پر محسوس کرتا تو اسے سکون ملتا تھا۔ آج اس کی نظریں اسے تکلیف دے رہی تھی۔ کیونکہ وہ رو رہی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جو اسے تکلیف دے رہی تھی۔ وہ چاہ کر بھی اسے چپ نہیں کروا سکتا تھا۔

مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات دوہرائے، اور زران نے جیسے ہی "قبول ہے" کہا، ماہین کا دل جیسے ایک بار پھر ٹوٹ گیا۔ اس کے آنسو بے آواز بہنے لگے، اور اس نے فوراً اپنی نظریں جھکا لیں، جیسے وہ اس لمحے کا سامنا نہ کر سکتی ہو۔

زران نے اپنی آنکھوں کے کونے سے ماہین کو دیکھا، اور اس کی حالت نے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے الفاظ کسی کے لیے جشن تھے، لیکن کسی اور کے لیے زخم کا باعث۔ ردا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ زران کی طرف دیکھا، مگر زران کی نظریں کہیں اور الجھی ہوئی تھیں۔

اُدھر زران نکاح نامے پر دستخط کر رہا۔ اِدھر ماہین کی محبت کا قتل ہو رہا تھا ماہین کو لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کی سانسیں بے رحمی سے کھینچ رہا ہو۔ ہر لفظ، ہر لمحہ، ہر دستخط اس کے دل پر ایک نئی چوٹ کر رہا تھا۔ زران کی قلم کی نوک جیسے کاغذ پر نہیں، ماہین کے دل پر چل رہی تھی۔ وہ ایک طرف خاموشی سے کھڑی تھی، مگر اندر سے چیخ رہی تھی، رو رہی تھی۔

ماہین کو لگ رہا تھا کہ اس کی محبت کا نہ صرف قتل ہوا ہے بلکہ اس کا جنازہ بھی اسی حال میں اٹھ رہا ہے۔ اس کی نظریں زران کے ہاتھوں پر تھیں، جو نکاح نامے پر دستخط کر رہے تھے، اور وہ لمحہ جیسے اس کی زندگی کا اختتام بن گیا ہو۔

"ماہین، چل، یہاں سے چل۔!" عمائرہ نے اسے سہارا دینے کی کوشش کی، مگر ماہین کے قدم زمین سے جڑے ہوئے تھے۔ وہ زران کے چہرے کی طرف دیکھنا چاہتی تھی، مگر اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"یہ سب خواب ہے۔۔ ہے نا۔؟" اس نے دھیرے سے عمائرہ سے پوچھا، مگر اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو اس حقیقت کو بے نقاب کر رہے تھے جس سے وہ بھاگ رہی تھی۔

نکاح مکمل ہونے کی آواز گونجی، اور ہال خوشیوں سے گونج اٹھا، مگر ماہین کے لیے یہ آوازیں کسی ماتم سے کم نہ تھیں۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہاں سے باہر نکلنے لگی، جیسے ہر قدم اسے اس حقیقت سے مزید دور لے جا رہا ہو، جو کبھی اس کا خواب تھی۔

عمائرہ نے ماہین کو سہارا دے کر کمرے میں بٹھایا۔ ماہین کی حالت بے حد خراب تھی، اس کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ وہ ایک کونے میں دبکی ہوئی، اپنی سسکیوں کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ عمائرہ اس کے قریب بیٹھ گئی اور نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ماہی، خود پر قابو رکھو۔ میں جانتی ہوں، یہ سب تمہارے لیے کتنا مشکل ہے، لیکن پلیز، اپنے آپ کو اس طرح توڑ مت دو۔" عمائرہ کی آواز میں درد اور بے بسی واضح تھی۔

اتنے میں ضرار کمرے میں داخل ہوا۔اس کے چہرے پر سنجیدگی اور ہمدردی کا ملا جلا تاثر تھا۔

"عمائرہ، تم جاؤ، میں بات کرتا ہوں اس سے۔"

عمائرہ نے کچھ کہنا چاہا، مگر ضرار کے اشارے پر خاموشی سے باہر نکل گئی۔ضرار نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور ماہین کے قریب آیا۔

"ماہین، تم اس حال میں کیوں خود کو لے کر آئی ہو۔؟"ضرار نے دھیرے سے پوچھا۔

ماہین نے بمشکل اپنی آنکھیں اٹھائیں اور ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں کس حال میں ہوں۔فرق پڑتا تو اسے پڑتا... جو میری محبت کو سمجھ نہ سکا۔"

"دیکھو، میں جانتا ہوں، تم نے زران سے سچی محبت کی، لیکن زندگی میں کبھی کبھی دل کے رشتے ہمیں وہ نہیں دیتے جو ہم چاہتے ہیں۔ تمہیں اپنی طاقت بننا ہوگا، نہ کہ اپنی کمزوری۔"ضرار نے گہری سانس لی اور اس کے پاس بیٹھ کر کہا۔

"طاقت؟ کہاں سے لاؤں طاقت؟ ضرار بھائی، جب دل ہی مر جائے، تو کیا باقی رہتا ہے؟"ماہین نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

"باقی رہتا ہے، تمہاری خود کی قدر، تمہاری اپنی پہچان۔ زران نے جو کیا، وہ اس کا انتخاب تھا، لیکن تمہاری زندگی تمہارے فیصلوں پر منحصر ہے، اس کے فیصلوں پر نہیں۔" ضرار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہین خاموشی سے ضرار کی بات سنتی رہی، اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے، مگر شاید کہیں نہ کہیں اس کے دل کو ضرار کے الفاظ نے تھوڑا سا سہارا دیا تھا۔

چھوٹے شاہ خراب طبیعت کی وجہ سے کورٹ نہیں گئے تھے اور بیڈ پر بیٹھے فائلوں پر جھکے کام کر رہے تھے۔ ان کی طبیعت ناساز ہونے کے باوجود ان کے ماتھے پر سنجیدگی اور کام کی لگن جھلک رہی تھی۔

کمرے میں مایا کا شور تھا، جو غصے سے ہر چیز سمیٹنے میں مصروف تھی۔ وہ چیزوں کو اٹھاتی اور بے دھیانی سے جگہ پر رکھتی، ساتھ ہی بڑبڑاتی جا رہی تھی۔

"کیا ہوا مایا اتنے غصے میں کیوں ہو۔؟" جب چھوٹے شاہ سے برداشت نہیں ہوا بالآخر اس نے پوچھ لیا۔

"آپ جانتے تو ہیں کہ مجھے غصہ کیوں آرہا ہے اور ایک بات یاد رکھیں اور اپنے بھائی کو بھی بتا دینا کیف ان سے شادی نہیں کرے گی میں کیف سے کہہ دوں گی کہ وہ اس شادی کے لیے انکار کر دے۔"

"دیکھو مایا آپ کا غصہ جائز ہے لیکن آپ میری بات سنیں یہ کیف کے لیے بہتر رہے گا۔"

"کیسی بہتر رہے گا مجھے بتائیں۔ جو کچھ انہوں نے چھ سال پہلے کیا تھا وہ بھول گئے کیا۔؟"

"مایا میری بات کو سمجھو اگر وہ دونوں شادی کریں سچ میں ان دونوں کے لیے اچھا رہے گا آپ سمجھ کیوں نہیں رہی۔"

"میں سمجھنا بھی نہیں چاہتی۔ جیسے بڑے شاہ آئیں گے میں ان سے بات کروں گی اور کہوں گی کہ ان کو کیف سے شادی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"خبردار اگر تم نے بھائی سے کچھ کہا وہ شادی کرے گے اور کیف بھی مان جائیں گی۔"

"نہیں مانیں گی وہ اور نہ ہی وہ شادی کرے گی سمجھ گئے آپ۔" مایا نے غصے سے کہا۔

"نہیں!" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں آپ اپنے بھائی کی حمایت کر رہے ہیں۔" مایا کا اب پارہ چڑھنے لگا تھا۔

"مایا بات حمایت کی نہیں حق کی ہے اور آپ کو سچائی کے بارے میں کچھ بھی نہیں پتہ مجھے بھی بھائی پر غصہ تھا دوسرا ناراض بھی رہا تھا لیکن جب مجھے سچ پتہ چلا تو مجھے کیف سے زیادہ بھائی پہ رحم آیا تھا۔ اس پہ ترس آیا تھا۔"

مایا نے حیرت سے چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا، جیسے وہ اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ الجھن بھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کون سی سچائی؟" مایا نے تیز لہجے میں پوچھا۔ "کیا ایسی بات ہے جس کا مجھے علم نہیں؟"

مایا، ہر کہانی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بھائی نے کیف کے ساتھ زیادتی کی، لیکن اس کے پیچھے جو وجہ تھی، وہ تمہیں نہیں معلوم۔" چھوٹے شاہ نے ایک گہری سانس لی اور دھیرے سے کہا۔

"مجھے بتاؤ کیا سچائی ہے۔؟"

"سوری مایا وہ بھائی کا راز ہے میں آپ کو نہیں بتا سکتا مگر میری بات سنو بھائی کیف کے بغیر ادھورے ہیں، اور کیف بھی ان کے بغیر۔ اگر ان دونوں کو ایک موقع ملے تو شاید وہ ایک دوسرے کو دوبارہ خوشی دے سکیں۔"

مایا نے خاموشی سے چھوٹے شاہ کی بات سنی، لیکن اس کے چہرے پر سختی برقرار تھی۔ "آپ کو لگتا ہے کہ یہ سب اتنا آسان ہوگا؟ کیف ان سب کو بھلا دے گی۔؟"

"مایا، زندگی میں ہر کسی کو دوسرا موقع ملنا چاہیے۔ اور اگر یہ موقع کیف اور بھائی کے لیے ہے، تو ہمیں ان کا ساتھ دینا چاہیے، نہ کہ ان کے راستے میں رکاوٹ بننا۔" چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

مایا نے کچھ دیر سوچا، پھر دھیرے سے کہا، "ٹھیک ہے، میں کچھ نہیں کہوں گی۔ لیکن اگر کیف نے انکار کیا، تو میں اس کے ساتھ ہوں گی۔"

"یہی کافی ہے، مایا۔ وقت سب کچھ ٹھیک کر دے گا اور یہ ان دونوں کا معاملہ ہے دونوں کو حل ہونے دو انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" چھوٹے شاہ نے سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے کہا۔ مایا نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ آ کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور چھوٹے شاہ کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

کیف غصے سے بھری گھر سے نکلی تھی، اس کے قدم تیز تھے اور دماغ میں پرانی یادوں کا طوفان برپا تھا۔ وہ عمارہ سے ملنے کے بجائے بڑے شاہ کے آفس کے طرف روانہ ہوئی کچھ دیر بعد وہ بڑے شاہ کے آفس کے سامنے تھی۔ اس نے گہری سانس دی اور اندر جانے لگی اندر آتے ہوئے اس نے ارد گرد دیکھا اور بڑے شاہ کے کیبن کی طرف جانے لگی۔ جیسے ہی وہ بڑے شاہ کے کیبن کی طرف بڑھی، وہاں موجود تمام ایمپلائز نے حیرت اور تجسس سے اسے دیکھنا شروع کیا۔ ان کے چہرے پر سوالات تھے، جیسے وہ سوچ رہے ہوں۔

"یہ کون ہے؟ اور اتنے غصے میں یہاں کیوں آئی ہے؟"

"دیکھیں میم سر اپنے کیبن میں نہیں ہے۔ وہ میٹنگ میں بیزی ہیں آپ بعد میں ان سے مل لیں۔" جب کیف کیبن کا دروازہ کھولنے لگی تو ریسپشنسٹ اس کے پیچھے سے آتے ہوئے کہا۔ کیف نے ریسپشنسٹ کی بات کو مکمل طور پر نظر انداز کیا اور تیز قدموں سے کانفرنس روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا غصہ اس کے چہرے سے صاف جھلک رہا تھا۔ پیچھے سے ریسپشنسٹ بار بار آوازیں دیتی رہی۔

"میم، پلیز رُک جائیں! آپ وہاں نہیں جا سکتیں۔۔!"لیکن کیف نے ایک لمحے کے لیے بھی پیچھے مڑ کر دیکھنے یا سننے کی زحمت نہیں کی۔

کانفرنس روم کے قریب پہنچتے ہی، اس نے دروازے کو زور سے دھکیلا۔اندر موجود لوگ، جو کسی اہم میٹنگ میں مصروف تھے، ایک دم چونک گئے۔کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔بڑے شاہ، جو میز کے سربراہی مقام پر بیٹھے تھے، حیرت اور الجھن کے ساتھ دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

کیف تیز قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے بڑے شاہ کے کالر کو پکڑا اور غصے سے دیکھنے لگی۔

"کیوں کر رہے ہو ایسا ہاں۔؟"کیف دھاڑی تھی۔

"کیف، ہم آرام سے بات کرتے ہیں یہ کوئی بات کرنے کی جگہ نہیں ہے۔"

"نہ مجھے اس جگہ کی پرواہ ہے اور نہ کسی کے وقت کی۔!"کیف نے غصے سے کہا۔"آپ نے جو کچھ کیا ہے، اس کا جواب آپ کو ابھی اور اسی وقت دینا ہوگا۔"

کانفرنس روم میں موجود دیگر لوگ بے چینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، اور بڑے شاہ نے انہیں اشارہ کیا کہ میٹنگ ختم کر دی جائے۔لوگ جلدی سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگے اور کمرے سے باہر نکلنے لگے۔

کیف نے ابھی تک اس کے کالر کو پکڑا تھا۔

کانفرنس روم میں موجود سب لوگ باہر جا چکے تھے، لیکن ماحول میں تناؤ باقی تھا بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور ہلکا سا مسکرایا آج وہ پہلی دفعہ کیف کے اس روپ کو دیکھ رہا تھا جو شیرنی بنی ہوئی تھی۔

"کیف میری بات سنو۔" بڑے شانہ نے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کیف نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے الگ کیا تھا اور جھٹکے سے اس کے گریبان کو چھوڑ کر اسے دھکا دیا۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا وہ لڑکھڑا کے پیچھے گرتے گرتے بچا۔

"میں نے کوئی بھی بات نہیں سننی اور نہ ہی تم سے شادی کرنی ہے۔ میں کچھ بھی نہیں بھولی۔ یاد ہے سب مجھے اب میرے لیے شادی کی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ اور میں تو وہی لڑکی ہوں نہ جس کی عزت پر انگلی اٹھائی تھی۔ تو کیوں کر رہے ہو اس بدکردار لڑکی سے۔؟ مجھے نفرت ہے آپ سے۔" وہ حلق کے بل چلائی تھی۔

بڑے شاہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے گہری سانس لی اور اپنے کوٹ کو ٹھیک کیا۔ ان کی آنکھوں میں تھکن اور ندامت کی جھلک تھی، لیکن وہ کیف کی طرف دیکھ کر تحمل سے بولے۔

"کیف، میں جانتا ہوں آپ کو میری باتوں سے بہت دکھ پہنچا ہے، اور آپ کو مجھ سے نفرت کرنے کا پورا حق ہے۔ لیکن جو کچھ بھی ہوا، وہ سب کچھ تمہارے سامنے کا نہیں تھا۔ تمہیں صرف وہی نظر آیا جو میں نے چاہا تھا کہ تم دیکھو۔"

"بس! اب اور کوئی بہانہ یا وضاحت مت دینا!" کیف غصے سے چیخی۔ "مجھے کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اپنی مرضی کی، مجھے توڑ دیا، اور اب تم پھر سے وہی کرنے کی کوشش کر رہے ہو!"

"تمہارے زخموں کا احساس ہے مجھے، لیکن یہ شادی صرف میرے لیے نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی زندگی میں آگے بڑھو، خوش رہو۔ شاید..." بڑے شاہ نے اپنا لہجہ نرم رکھتے ہوئے کہا۔

"شاید کیا؟" کیف نے تلخی سے اس کی بات کاٹ دی۔ "یہ سب تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے؟ یا پھر تم اپنی انا کی تسکین چاہتے ہو؟"

بڑے شاہ نے چند لمحے خاموشی اختیار کی، پھر دھیمے لہجے میں کہا۔ "کفارہ ہو یا انا، اس سے فرق نہیں پڑتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں نے جو غلطی کی، وہ تمہاری زندگی کو خراب کرنے کے لیے نہیں تھی۔ لیکن اب جو کر رہا ہوں، وہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔"

کیف نے غصے اور بے بسی سے اسے دیکھا۔ اس کے دل میں طوفان مچا ہوا تھا، اور اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گرنے لگے۔ "تم میرے لیے کیا بہتر کر سکتے ہو؟ تمہاری یہ باتیں میری تکلیف کم نہیں کر سکتیں۔"

"میں کر سکتا ہوں آپ میری بات سنیں۔" بڑے شاہ نے التجا کی۔

"مجھے نہیں سننی اور یہ شادی نہیں ہو گی، اور اگر تم نے زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میں چاہوں گی کہ آپ کے نکاح میں آنے سے پہلے میری سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائیں۔ آپ کی بیوی بننے سے اچھا ہے کہ میں مر جاؤ، خاک ہو جاؤ، کسی ٹرک کے نیچے آ جاؤ۔"

کیف کے الفاظ جیسے تیز تلوار کی طرح اس کے دل پر لگے تھے، یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گئی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ بڑے شاہ، جو پہلے تو اس کی ناراضگی کو سہہ رہے تھے، اب بے اختیار اس کے پیچھے دوڑے تھے، مگر کیف کی تیز رفتاری اور ارادے نے اسے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ "کیف، تم مجھے چھوڑ نہیں سکتیں۔!" اس کے پیچھے آتے ہوئے بڑے شاہ نے پکارا۔ آفس کے تمام ایمپلائز ابھی تک ان دونوں کی طرف متوجہ تھے، اور ان کے درمیان کی کشمکش دیکھ کر وہ چپ چاپ بس دیکھتے رہ گئے تھے۔

کیف کا دل تیز دھڑک رہا تھا اور اس کی سانسیں بے قابو ہو چکی تھیں۔ وہ ایک پاگل کی طرح سڑک پر دوڑ رہی تھی، جیسے اپنی تکلیف سے بچنے کی کوئی امید نہ ہو۔ بڑے شاہ پیچھے سے اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے، لیکن کیف نے ان کی آواز کو نظر انداز کرتے ہوئے مزید تیز دوڑنا شروع کر دیا۔ اس کا دل اس بھاگتے ہوئے لمحے میں بے آرام تھا، اور وہ نہ جانے کس بات کا بدلہ لے رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر اچانک، سامنے سے ایک بڑی گاڑی آئی۔ کیف کی نظر اس پر پڑی اور وہ ایک لمحے کے لیے جھٹکے سے رک گئی، مگر اس سے پہلے کہ وہ رکے، وہ گاڑی سے ٹکرا گئی۔ اس کا جسم گاڑی کی فرنٹ سے ٹکرایا اور وہ ایک دم نیچے گر گئی۔

بڑے شاہ جو ابھی تک کیف کے پیچھے دوڑ رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر وہ چلایا اور بھاگتے ہوئے کیف کے پاس آیا اس کے سر اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی ایک لمحہ لگا تھا اور اس کی بددعائیں قبول ہو گئی تھی۔

"کیف...!" وہ بے ساختہ پکارے اور فوراً اس کے قریب جھک کر اس کی حالت کا جائزہ لینے لگے۔ اس کے جسم کو نرم ہاتھوں سے سہارا دیتے ہوئے، وہ گہری سانس لے کر کیف کی نبض کو چیک کرنے لگے۔ اس کی جسم میں حرکت کرتے نہ دیکھ کر وہ چلایا۔

"نہیں... نہیں، یہ نہیں ہو سکتا...! کیف آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔" بڑے شاہ نے اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا لیکن ان کی آواز میں لرزاہٹ تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے سے بہتے خون کو صاف کرتے اس پاس لوگ جمع ہونے لگے۔ بڑے شاہ نے کیف کو گود میں اٹھایا اور اپنی گاڑی میں آگے سیٹ پر بٹھایا اور تیزی سے اسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ بڑے شاہ کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور ان کا دل کسی برف کے تودے کی طرح ٹوٹ رہا تھا۔ گاڑی کی رفتار تیز تھی، لیکن اس سے زیادہ ان کے دل کی دھڑکنیں بے قابو تھیں۔

"کیف، پلیز، تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ تم سن رہی ہو، نا۔؟" وہ بار بار خود سے بات کرتے، جیسے کیف کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ان کے ایک ہاتھ سے گاڑی کا اسٹیئرنگ تھاما ہوا تھا، جبکہ دوسرا ہاتھ بے ساختہ کیف کے ماتھے کو سہلا رہا تھا۔

راستے میں ٹریفک کے شور اور گاڑی کے ہارن کی آوازیں بھی ان کے دل کی بے چینی کم نہ کر سکیں۔

اسپتال قریب آتے ہی انہوں نے گاڑی کو ایک جھٹکے سے روکا اور کیف کو گود میں اٹھائے بھاگتے ہوئے ایمرجنسی وارڈ کی طرف گئے۔

"ڈاکٹر! کوئی ہے؟ پلیز، میری مدد کریں! یہ بہت زخمی ہے!" بڑے شاہ نے بلند آواز میں پکارا، اور ڈاکٹرز اور نرسز فوراً ان کی طرف لپکے۔ کیف کو اسٹریچر پر لٹایا گیا، اور ڈاکٹرز نے اسے ایمرجنسی روم میں لے جایا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

بڑے شاہ وارڈ کے باہر بے بسی سے کھڑے تھے، ان کی آنکھیں دروازے پر جمی تھیں اور ذہن میں بے شمار خیالات گردش کر رہے تھے۔

وہ بار بار دعا کر رہے تھے، "یا اللہ، اسے کچھ نہ ہو۔ میں نے بہت غلطیاں کیں، لیکن اس کی زندگی بچا لے۔ پلیز!"

کئی دیر تک وہ ایسے ہی بیٹھا دعائیں مانگ رہا تھا کہ اچانک اسے یاد آیا کہ اس کی امی کو بتانا چاہیے۔

بڑے شاہ نے کانپتے ہاتھوں سے فون نکالا اور جلدی سے چھوٹے شاہ کا نمبر ڈائل کیا۔ فون کی گھنٹی

بجتی رہی، اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ان کا دل مزید بے چین ہو رہا تھا۔ آخر کار، چھوٹے شاہ نے فون اٹھایا۔

"بھائی، سب خیریت۔؟ آپ اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہیں؟" چھوٹے شاہ کی آواز میں تشویش تھی۔

"چھوٹے شاہ... کیف کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ اسپتال میں ہے، اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ فوراً یہاں آؤ، اور امی کو بھی اطلاع دے دو۔" بڑے شاہ کی آواز لرز رہی تھی، اور ان کے الفاظ سے ان کی بے بسی صاف جھلک رہی تھی۔

چھوٹے شاہ یہ سن کر ششدر رہ گئے۔ "کیا؟ کیف کا ایکسیڈنٹ؟ بھائی، آپ کہاں ہیں؟ میں ابھی آتا ہوں!" انہوں نے جلدی سے پتا پوچھا، اور کال بند کر دی۔

بڑے شاہ نے فون بند کر کے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور ایک گہری سانس لی۔ ان کے ذہن میں کیف کی بے ہوش حالت بار بار گھوم رہی تھی۔ وہ اسپتال کے کوریڈور میں بے چین قدموں کے ساتھ چلنے لگے، ہر لمحہ طویل اور اذیت ناک محسوس ہو رہا تھا۔

مایا جو چھوٹے شاہ کے پاس ہی بیٹھی تھی، کیف کے ایکسیڈنٹ کا سن کر ساکت ہو گئی۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی کتاب زمین پر گر گئی، اور اس کے چہرے پر بے یقینی کے آثار نمودار ہوئے۔

"کیا؟ آپی کا ایکسیڈنٹ؟" مایا نے بے اختیار کہا، اور اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

چھوٹے شاہ نے پریشان نظروں سے مایا کی طرف دیکھا اور کہا، "ہاں، بھائی کا فون تھا۔ وہ اسپتال میں ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کیف کی حالت نازک ہے۔"

مایا کا دل دھڑکنا بھول گیا۔ وہ فوراً کھڑی ہوئی اور بولی، "ہمیں فوراً وہاں جانا ہوگا۔ آپی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔"

چھوٹے شاہ نے ہاں میں سر ہلایا اور جلدی سے اپنی چابی اٹھائی۔ مایا ان کے پیچھے لپکی، دل میں دعا کرتی ہوئی کہ آپی محفوظ ہو۔

نیچے آکر چھوٹے شاہ نے جلدی سے شاہ بیگم کو کیف کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتایا۔ شاہ بیگم، جو لاؤنج میں آرام کر رہی تھیں، یہ خبر سن کر چونک گئیں۔

"کیا؟ کیف کا ایکسیڈنٹ؟ کیسے؟ کہاں ہے وہ؟" شاہ بیگم نے گھبراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"امی، بڑے شاہ اسپتال میں ہیں، کیف کی حالت نازک ہے۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہوگا۔" چھوٹے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

شاہ بیگم کا دل دہل گیا۔ وہ جلدی سے کھڑی ہوئیں اور کہا، "مایا، تم بھی چلو۔ ہم سب کو وہاں ہونا چاہیے۔"

مایا، جو پہلے ہی بے چین تھی، فوراً بولی، "جی ممی، ہمیں جلدی چلنا ہوگا۔"

چھوٹے شاہ نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا اور سب کو لے کر روانہ ہو گیا۔ راستے میں گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، سوائے شاہ بیگم کے، جو بار بار دعائیں پڑھ رہی تھیں۔

چھوٹے شاہ نے راستے میں گاڑی کیف کے گھر کے سامنے روکی اور تیزی سے اندر گئے۔ کیف کی امی صحن میں بیٹھی دعائیں پڑھ رہی تھیں، جب انہوں نے چھوٹے شاہ کو اندر آتے دیکھا تو فوراً چونک گئیں۔

"سب خیریت ہے؟ آپ یہاں اس وقت؟" انہوں نے بے چینی سے پوچھا۔

چھوٹے شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا، "خالہ، کیف کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ اسپتال میں ہے، لیکن آپ فکر نہ کریں، بڑے شاہ اس کے ساتھ ہیں۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔ ہمیں جلدی اسپتال پہنچنا ہوگا۔"

یہ سنتے ہی کیف کی امی کے ہاتھ سے دعا کی کتاب گر گئی۔ "میری بیٹی...! یہ کیسے ہو گیا؟ کہاں ہے وہ؟" ان کی آواز لرزنے لگی۔

مایا بھی اندر آ گئی اور کیف کی امی کے قریب ہو کر ان کا ہاتھ تھام لیا۔ "امی، ہم سب وہاں جا رہے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں، ان شاءاللہ آپی بالکل ٹھیک ہو گی۔"

کیف کی امی نے جلدی سے دوپٹہ ٹھیک کیا اور گھبراتے ہوئے کہا۔ "چلو، جلدی چلتے ہیں۔ میری بیٹی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھوٹے شاہ نے انہیں سنبھالتے ہوئے گاڑی تک پہنچایا اور پیچھے کی سیٹ پر بٹھایا۔ گاڑی میں اب خاموشی تھی، صرف کیف کی امی کی دعائیں اور ہچکیاں گونج رہی تھیں۔ چھوٹے شاہ نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی تاکہ جلدی اسپتال پہنچ سکیں۔ گاڑی کے اندر ایک بے چینی سی فضا تھی۔ کیف کی امی کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں، اور ان کی نظریں بار بار گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھیں۔ ہر گزرتا لمحہ انہیں طویل لگ رہا تھا۔

آخر کار، اسپتال کے دروازے قریب آئے۔ چھوٹے شاہ نے فوراً گاڑی روکی اور جلدی سے باہر نکل کر کیف کی امی کی مدد کی۔ "چلیں، آنی۔ بڑے شاہ اور کیف اندر ہوں گے۔"

مایا نے امی کو سہارا دیتے ہوئے اسپتال کے اندر لے جانے میں مدد کی، اور تینوں تیزی سے آگے کی طرف بڑھے۔ چھوٹے شاہ نے ریسپشنسٹ سے پوچھا اس نے جلدی سے کمپیوٹر پر نظر دوڑائی اور کہا، "کیف بی بی کو ایمرجنسی وارڈ میں رکھا گیا ہے۔ وہیں جائیں۔"

"شکریہ۔" چھوٹے شاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مایا نے امی کا ہاتھ تھامے رکھا اور ان کے ساتھ تیزی سے ایمرجنسی وارڈ کی طرف بڑھنے لگی۔ اسپتال کے راہداریوں میں ہر طرف خاموشی تھی، صرف مشینوں کی آوازیں اور ڈاکٹرز کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔

جب وہ ایمرجنسی وارڈ کے قریب پہنچے تو بڑے شاہ نظر آئے۔ وہ وارڈ کے باہر کھڑے تھے، ان کے چہرے پر پریشانی اور اضطراب کے گہرے آثار تھے۔ ان کے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے تھے، اور آنکھوں میں تھکن واضح تھی۔

کیف کی امی انہیں دیکھتے ہی بے اختیار بول اٹھیں۔ "میری بچی کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے؟"

"آنی، ڈاکٹرز اندر ہیں۔ وہ پوری کوشش کر رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔" بڑے شاہ نے فوراً ان کی طرف دیکھا اور تیزی سے آگے بڑھ کر کہا۔

"میری بیٹی کو کچھ نہ ہو۔ وہ تو پہلے ہی اتنا سہہ چکی ہے۔" کیف کی امی نے بے بسی سے روتے ہوئے کہا۔

مایا نے بڑے شاہ کی طرف دیکھا، ان کے چہرے کی حالت اور خون دیکھ کر وہ بولی۔ "آپ بیٹھ جائیں۔ یہ خون؟"

بڑے شاہ نے سر جھکا کر دھیرے سے کہا۔ "یہ کیف کا خون ہے... وہ میرے ہاتھوں پر لگا ہوا ہے۔" ان کی آواز بھاری ہو گئی، اور انہوں نے اپنی مٹھی سختی سے بند کر لی۔

"آپ کو خود بھی آرام کی ضرورت ہے۔ ہم سب دعا کر رہے ہیں، ان شاءاللہ آپی ٹھیک ہو جائے گی۔" مایا نے پرسکون رہنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی، آپ مضبوط رہیں۔ ہم سب اس کے ساتھ ہیں۔ ڈاکٹرز کو اپنا کام کرنے دیں۔" چھوٹے شاہ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

اسی وقت وارڈ کا دروازہ کھلا، اور ایک ڈاکٹر باہر آیا۔ سب کی نظریں اس پر جم گئیں۔

ڈاکٹر نے ماسک نیچے کرتے ہوئے سب کی طرف دیکھا اور سنجیدگی سے کہا۔ "آپ لوگ کیف بی بی کے رشتے دار ہیں؟"

کیف کی امی جلدی سے آگے بڑھیں اور لرزتی آواز میں بولیں، "جی... میں اس کی ماں ہوں۔ وہ کیسی ہے؟"

ڈاکٹر نے ایک لمحے کو توقف کیا، جیسے وہ مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا ہو، پھر کہا، "کیف بی بی کی حالت بہت نازک ہے۔ ان کے سر پر شدید چوٹ لگی ہے، اور کافی خون بہہ چکا ہے۔ ہم نے خون کا بندوبست کیا ہے اور فوری سرجری کی ضرورت ہے۔ لیکن آپ سب دعا کریں کہ ان کا جسم اس سب کو برداشت کر سکے۔"

کیف کی امی کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے، اور وہ بے اختیار بول پڑیں، "میری بچی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے، ڈاکٹر صاحب! خدا کے لیے اسے بچا لیجیے۔"

"امی، دعا کریں، وہ ٹھیک ہو جائے گی۔" مایا نے انہیں سنبھالتے ہوئے کہا۔

"آپ کو جو بھی ضرورت ہو، ہمیں بتائیں۔ وقت ضائع مت کریں۔" چھوٹے شاہ نے ڈاکٹر سے کہا۔

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ آپ دعا کریں اور صبر رکھیں۔" ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر واپس وارڈ میں چلا گیا، اور سب کے دل بوجھل ہو گئے۔ بڑے شاہ نے بے بسی سے وارڈ کے دروازے کی طرف دیکھا، جیسے ان کی دنیا اسی دروازے کے پار قید ہو چکی ہو۔ بڑے شاہ کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے۔ وہ وارڈ کے دروازے کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہی ان کی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش ہو۔ ان کی آنکھوں میں بے بسی اور پچھتاوے کی شدت واضح تھی۔

"میری بیٹی کو بچالو، یااللہ! وہ اتنی تکلیف میں کیوں ہے؟" کیف کی امی نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"امی، وہ مضبوط ہے۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ ہمیں ایسی چھوڑ کر نہیں جا سکتی" مایا نے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے تسلی دی۔

Clubb of Quality Content

چند لمحے ایسے ہی گزرے، پھر وارڈ کے دروازے کے باہر "سرجری جاری ہے" کی لائٹ روشن ہو گئی۔ یہ دیکھ کر سب کے دل اور زیادہ بوجھل ہو گئے۔ بڑے شاہ کی نظریں اس لائٹ پر جم گئیں، جیسے وہ امید اور خوف کے درمیان معلق ہوں۔

زران کی نکاح اور رخصتی کے بعد ماحول کچھ تھکاوٹ اور جذباتی لمحوں سے بوجھل تھا۔ عائشہ بیگم نے ماہین اور عمائرہ کو اپنے قریب بلا کر کہا۔

"بیٹا، اب وقت ہو گیا ہے کہ ہم گھر واپس چلیں۔ پڑھائی بھی ضروری ہے، اور اپنا گھر تو اپنا ہی ہوتا ہے۔"

"ارے عائشہ بہن، ابھی کہاں جا رہی ہیں؟ ابھی کچھ دن اور رک جائیں، بچے بھی گھر میں خوش ہیں اور ہم بھی۔" نایاب بیگم نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"نایاب بہن، آپ کی محبت کا شکریہ، لیکن بچوں کی پڑھائی کا معاملہ ہے۔ اور ویسے بھی، آنا جانا تو لگا ہی رہے گا۔ آپ کا گھر ہمارا اپنا ہی تو ہے۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ماہین اور عمائرہ بھی جانے پر اصرار کرتی دکھائی دیں، شاید ان کے دل بھی بدلتے حالات سے الجھے ہوئے تھے۔ رخصتی کے بعد کے احساسات نے دونوں بہنوں کو مزید خاموش اور سوچ میں گم کر دیا تھا۔

آخر کار، عائشہ بیگم نے نایاب بیگم کی محبت بھری التجاؤں کو نرمی سے ٹال دیا اور واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ نایاب بیگم نے ان کے لیے دعائیں کیں اور کہا، "جلدی واپس آیئے گا، آپ لوگوں کی کمی بہت محسوس ہو گی۔"

ماہین کمرے میں اپنے چیزیں سمیٹ رہی تھی جب دروازہ کھلا اور زران اندر آیا۔ ماہین نے اس کی طرف نہیں دیکھا اسے پتہ تھا کہ کون ہے۔ وہ تو اس کے پیروں کی آہٹ بھی پہچان سکتی تھی۔ زران کے بدن سے اٹھتی خوشبو نے پورے کمرے کو بھر دیا تھا۔

ماہین چپ چاپ پیکنگ کرتی رہی زران اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کس طریقے سے بات کروں مگر جانے سے پہلے میری بات سنو۔" زران نے اس کے پشت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر ماہین نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ماہین کی انگلیاں جو کپڑے تہہ کرنے میں مصروف تھیں، زران کے الفاظ سنتے ہی لمحہ بھر کے لیے رک گئیں۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا، اور اپنی نظریں سامان پر مرکوز رکھیں۔ زران نے گہری سانس لی، جیسے وہ خود کو ہمت دلانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ماہین، مجھے پتہ ہے تم مجھ سے ناراض ہو۔ اور شاید تمہارے پاس اس کا پورا حق ہے، لیکن جانے سے پہلے میری بات سن لینا۔ میں تم سے... تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، کچھ سمجھانا چاہتا ہوں۔" زران کے لہجے میں التجا تھی۔

ماہین نے خاموشی سے اپنے کپڑے بند کیے اور بیگ کے زپ کو کھینچا، جیسے اس کی باتوں کو مکمل طور پر نظر انداز کرنے کی ٹھان لی ہو۔

زران نے ایک قدم آگے بڑھایا، اور اس کے قریب آکر دھیمے مگر سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "کیا تم ہمیشہ کے لیے مجھے اس سزا میں مبتلا رکھو گی۔؟ کیا ایک بار بھی میری بات سننے کی گنجائش نہیں ہے؟"

Clubb of Quality Content

ماہین نے ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی، اور پھر دھیرے سے بولی۔ "شاہ جی، آپ کی بات سن کر کیا بدلے گا؟ کچھ بھی تو نہیں۔ آپ نے اپنا فیصلہ پہلے ہی کر لیا تھا، اور اب مجھے اس بارے میں کوئی وضاحت یا معافی نہیں چاہیے۔"

زران نے اس کے الفاظ پر بے بسی سے آنکھیں بند کیں۔ "ماہین، اگر تمہیں لگتا ہے کہ میرا فیصلہ آسان تھا، تو یہ تمہاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔ میں نے یہ سب تمہیں تکلیف دینے کے لیے نہیں کیا۔"

"غلط فہمی پہلے تھی اب نہیں ہے شاہ صاحب!" زران ماہین کے الفاظ سن کر ساکت رہ گیا۔ "شاہ صاحب" کے الفاظ نے جیسے اس کے دل پر ایک چرکہ لگا دیا ہو۔ وہ جو ہمیشہ "شاہ جی" سننے کا عادی تھا، آج اس بدلتے لہجے نے اسے اندر تک جھنجھوڑ دیا۔

"ماہین..." زران نے اس کا نام پکارا، لیکن اس کی آواز میں بے بسی تھی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو مگر الفاظ اس کا ساتھ نہ دے رہے ہوں۔

"آپ کو پتہ ہے، شاہ صاحب، میری ایک دوست تھی۔ وہ شیخ تھی۔ شیخوں کے بارے میں کہا جاتا کہ وہ کنجوس ہوتے ہیں، اور وہ بھی کنجوس تھی۔ لیکن اس کے الفاظ میں کبھی کنجوسی نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن اس نے مجھ سے ایک بات کہی تھی جو میرے دل میں اتر گئی۔

Clubb of Quality Content

اس نے کہا تھا، "کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ ہمیں ہرٹ کر سکے۔ یہ ہماری اپنی توقعات ہوتی ہیں جو ہمیں ہرٹ کرتی ہیں۔" اور اس نے بالکل صحیح کہا تھا۔

"شاہ صاحب، آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ دراصل، میں نے آپ سے کچھ زیادہ ہی توقعات وابستہ کر لی تھیں۔ وہ میری ہی توقعات تھیں جنہوں نے مجھے تکلیف دی اور میں نے خود کو خود ہی ہرٹ کیا۔"

ماہین کی باتیں زران کے دل پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں۔ اس کے الفاظ میں ایک تلخ سچائی تھی، ایک ایسا سچ جس کا سامنا زران نے کبھی نہیں کیا تھا۔

"ماہین ایسی باتیں نہ کرو ہم ابھی بھی تو دوست ہے۔"

ماہین نے زران کی بات سن کر ہلکا سا تلخ قہقہہ لگایا، مگر اس کے آنکھوں میں دکھ واضح تھا۔

"دوست؟" ماہین نے نظریں اٹھا کر زران کو دیکھا۔ "دوستی تو وہ ہوتی ہے جہاں نہ کوئی شرط ہو، نہ کوئی گلہ۔ اور یہاں؟ یہاں تو صرف زخم ہیں، جو آپ نے دیے ہیں۔ کیا ایسی دوستی ممکن ہے، شاہ صاحب۔؟"

زران کے چہرے پر بے بسی کے آثار مزید گہرے ہو گئے۔ "ماہین، میں جانتا ہوں کہ میں نے تمہیں بہت دکھ دیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہماری دوستی ختم ہو جائے۔ ہم نے جو وقت ایک ساتھ گزارا، کیا وہ سب جھوٹ تھا۔؟"

ماہین نے گہری سانس لی، جیسے اپنے جذبات کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "شاہ صاحب، وہ وقت خوبصورت تھا، میں مانتی ہوں۔ لیکن اس خوبصورتی کی قیمت میں نے اپنے دل کی ٹوٹ پھوٹ سے چکائی ہے۔ اور جب دل ہی سلامت نہ رہے، تو دوستی کی بنیاد کہاں سے مضبوط ہو گی؟"

"ماہین، میں بس یہ چاہتا ہوں کہ ہماری یادیں کسی کڑواہٹ کے بغیر زندہ رہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے دل میں میرے لیے صرف نفرت ہو۔" زران نے آگے بڑھ کر ماہین کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"نفرت؟ نہیں، شاہ صاحب۔ میں آپ سے نفرت نہیں کر سکتی۔ جو انسان دل کے قریب ہوتا ہے، اس سے نفرت کرنا ممکن نہیں۔ لیکن اب، آپ میرے لیے ایک سبق ہیں، ایک یاد، جسے میں کبھی بھول نہیں سکتی۔" ماہین نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

زران نے کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھا، پھر دھیرے سے کہا، "اگر تمہیں یہی سکون ملتا ہے، تو میں اسے قبول کرتا ہوں، ماہین۔ لیکن یاد رکھنا، اگر کبھی تمہیں میری ضرورت ہو، میں ہمیشہ تمہارے لیے حاضر ہوں گا۔"

ماہین نے آخری بار زران کی طرف دیکھا، مگر کچھ کہنے کے بجائے اپنی نظریں جھکا لیں۔ زران نے ایک آخری نظر اس پر ڈالی اور بیگ ہاتھ میں لیے کمرے سے نکل گئی جبکہ زران خاموشی سے کھڑے رہے، دل میں ایک عجیب سا بوجھ لیے۔

اسے کہنا!

مکمل کچھ نہیں ہوتا۔

ملن بھی نامکمل ہے،۔

جدائی بھی اُدھوری ہے۔

یہاں اک موت پوری ہے۔

اسے کہنا!

بساطِ عشق میں بھی مات ہوتی ہے۔

ہنسی کہ شہر میں بھی رات ہوتی ہے۔۔

اسے کہنا!

مکمل بس خدا کی زات ہوتی ہے۔

ہر احساس ہر لمحہ، بھی مکمل نہیں ہوتا۔

وارڈ کی طرف نظر دوڑاتے ہوئے، سب کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں، جہاں سے ڈاکٹر کسی بھی وقت باہر آسکتا تھا۔ وہ لمحے اتنے سخت تھے کہ وقت جیسے رک گیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سب کی نظریں وارڈ کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں، جیسے ہر شخص دل کی گہرائیوں سے دعا کر رہا ہو کہ ڈاکٹر باہر آ کر خوشخبری دے۔ وقت جیسے ٹھہر سا گیا تھا، ہر سیکنڈ میں ایک گھنٹہ محسوس ہو رہا تھا۔

کیف کی امی کی حالت بے حد پریشان تھی، ان کے چہرے پر تذبذب اور خوف کا غلبہ تھا۔ وہ بار بار اللہ سے اپنے بیٹی کی صحت کی دعا کر رہی تھیں۔

چھوٹے شاہ کا چہرہ فکر سے بوجھل تھا، لیکن وہ مسلسل اپنے جذبات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا، تاکہ امی اور مایا کو تسلی دے سکے۔

پھر اچانک، وارڈ کا دروازہ کھلا، اور ایک ڈاکٹر باہر آیا۔ اس کے چہرے پر ایک سنجیدہ مگر پرسکون تاثرات تھے۔ سب نے بے تابی سے اس کی طرف دیکھا۔

"ڈاکٹر صاحب، کیف کی حالت کیسی ہے۔؟" بڑے شاہ نے پہلی دفعہ آواز میں نرمی کے بجائے بے چینی سے پوچھا۔

"اس کی حالت اب بہتر ہے۔ ہم نے سرجری مکمل کر لی ہے، اور وہ ہوش میں آ گئی ہے۔" ڈاکٹر نے گہری سانس لی اور کہا۔

یہ سن کر سب کی سانس میں سانس آئی، اور جیسے ہر دل میں سکون کا پہلا قطرہ گرا ہو۔ کیف کی امی کی آنکھوں میں امید کی ایک نئی کرن جاگ اٹھی، اور مایا نے بے ساختہ ان کے ہاتھ تھام لیے۔ چھوٹے شاہ کا چہرہ بھی کچھ پرسکون ہو گیا تھا۔

"اللہ کا شکر ہے۔" کیف کی امی نے ہچکی لیتے ہوئے کہا، اور سب نے ایک ساتھ اللہ کا شکر ادا کیا۔

"کیا میں اپنی بیٹی سے مل سکتی ہوں۔؟"

"جی ہاں، آپ اپنی بیٹی سے مل سکتی ہیں۔ وہ ابھی مکمل طور پر ہوش میں نہیں آئی، لیکن آپ اس کے قریب جا سکتی ہیں تاکہ اس کا حوصلہ بڑھا سکیں۔ بس، تھوڑا خیال رکھیں اور اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف کی امی نے ہاں میں سر ہلایا اور اندر گئیں۔ شاہ بیگم اور مایا بھی ان کے ساتھ اندر گئیں۔

"بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں۔؟" بڑے شاہ کو جاتے دیکھ کر چھوٹے شاہ نے پوچھا۔

"وہ میں عمارہ کو لینے جا رہا ہوں اس کی چھٹی ہونے والی ہے۔"

"ٹھیک ہے، بھائی۔ لیکن جلدی واپس آیئے۔" چھوٹے شاہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ بڑے شاہ نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز قدموں سے اسپتال کے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

چھوٹے شاہ اندر داخل ہوئے تو ان کا دل کانپ گیا۔ کیف کا وہ زندہ دل اور چمکتا ہوا چہرہ آج زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی، ایک ہاتھ پلستر میں تھا، اور آنکھوں کے گرد سوجن نمایاں تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ وہی کیف نہیں ہے جو ہمیشہ زندگی سے بھرپور نظر آتی تھی۔

شاہ بیگم کیف کے پاس بیٹھی اس کے ہاتھ کو تھامے تھیں۔ مایا کنارے کھڑی خاموش آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ کیف کی ماں بار بار اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعائیں کر رہی تھیں۔

"یااللہ! میری بیٹی کو صحت دے، اسے اس حال سے نکال دے۔"

چھوٹے شاہ نے قدم آگے بڑھائے اور کیف کے پاس کھڑے ہو کر اس کا چہرہ دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں بے بسی صاف جھلک رہی تھی۔ انہوں نے نرمی سے کہا۔

"کیف، تمہیں ہارنے نہیں دیں گے۔ تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ گی، ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔"

کیف نے ہلکی سی حرکت کی، شاید ان کی آواز کو پہچان کر۔ چھوٹے شاہ نے ایک کرسی کھینچ کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں، تمہارے مسکرانے کا، تمہارے ناراض ہونے کا۔ جلدی ٹھیک ہو جاؤ، کیف۔ ہم سب تمہیں بہت یاد کر رہے ہیں۔" کیف مدھم سا مسکرائی۔ کیف نے باری باری سب کو دیکھا۔ سب تھے مگر وہ نہیں تھا۔ کیف کی نظریں دروازے پر جمی رہیں، مگر وہ شخص جس کا دل بے اختیار انتظار کر رہا تھا، وہاں موجود نہیں تھا۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی کشمکش جاری تھی۔

"مجھے کیا ہو گیا ہے؟" کیف نے دل ہی دل میں خود کو ڈانٹا۔ "جس نے مجھے اس حال تک پہنچایا، میں اسی کا انتظار کر رہی ہوں؟ کیوں؟ کیا میری تکلیف کافی نہیں؟"

یہ سوچتے ہی اس کے دل پر ایک بوجھ سا آیا۔ اس نے گہری سانس لی اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ مگر اندر کی بے چینی اور وہ نہ ختم ہونے والی امید اسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔

کیف کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں۔ شاید دوا کا اثر تھا، یا شاید اس کے دل نے خود کو وقتی طور پر تھکاوٹ کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ نیم بے ہوشی کی کیفیت میں جا رہی تھی، مگر دل کے کسی کونے میں ابھی بھی وہ دروازہ اور اس کا انتظار باقی تھا۔

مایا نے آہستہ سے اس کی چادر ٹھیک کی اور اسے آرام کرنے دیا، مگر وہ بھی کیف کے چہرے کی بے چینی کو نظرانداز نہیں کر پا رہی تھی۔

بڑے شاہ عمارہ کو لے کر ہسپتال آیا تھا تو عمارہ نے بے چینی سے ادھر اُدھر دیکھا۔

"بابا ہم ہسپتال کیوں آئے ہیں۔؟"

"کیونکہ آپ کی ہونے والی مما ہسپتال میں ہے۔" بڑے شاہ کافی سنجیدگی سے کہا۔

عمارہ کی آنکھیں حیرت اور فکر سے پھیل گئیں۔ "کیفو ہسپتال میں ہے؟"

بڑے شاہ نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا، "ہاں گڑیا، وہ بیمار ہیں۔ لیکن اب ٹھیک ہو رہی ہیں۔ آپ ان سے ملنا چاہیں گی؟"

"ہاں، بابا۔ میں کیفو کو دیکھنا چاہتی ہوں۔" عمارہ نے فوراً سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور عمارہ کا ہاتھ تھام کر ہسپتال کے اندر چلنے لگے۔ان کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی، لیکن دل میں کہیں ایک عجیب سی امید بھی تھی کہ شاید عمارہ کی موجودگی کیف کو تھوڑا سکون دے سکے۔

عمارہ کا دل بے چین تھا۔"بابا، کیا وہ بہت بیمار ہیں؟ کیا وہ ٹھیک ہو جائیں گی؟"

بڑے شاہ نے عمارہ کی بات کا جواب نرمی سے دیا،"گڑیا، وہ مضبوط ہیں۔انہیں کچھ نہیں ہوگا۔بس آپ ان سے پیار سے بات کریں اور انہیں خوش کرنے کی کوشش کریں۔"

عمارہ نے ہاں میں سر ہلایا، اور دونوں کیف کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔بڑے شاہ نے عمارہ کو گود سے اتار دیا اور خود باہر کھڑا رہا اور پھر گہری سانس لے کر اندر آیا۔کیف کی آنکھیں بند تھی اس کو ایسے حالت میں دیکھ کر جیسے کسی نے اس کے دل کو مٹھی میں جھکڑا ہو۔بڑے شاہ چند لمحوں کے لیے کیف کو دیکھتے ہی رہ گئے۔اس کے چہرے پر زخموں کے نشان اور پٹی بندھی حالت میں وہ اتنی کمزور لگ رہی تھی کہ ان کا دل بے اختیار بھر آیا۔انہوں نے اپنے جذبات قابو میں رکھنے کی کوشش کی اور عمارہ کا ہاتھ تھام کر آہستہ سے اسے آگے بڑھایا۔

"کیفو۔!"عمارہ نے نرم آواز میں کہا اور آہستہ سے بیڈ کے قریب پہنچی۔

"ششش کیفو سو رہی ہے۔"شاہ بیگم نے سرگوشی نما کہا۔

"دادی جان مجھے کیفو سے بات کرنی ہے ان سے کہیں جاگ جائیں۔اور دادی بابا نے کہا کہ کیفو بیمار ہے مگر کیفو کے سر پر پٹی اور ہاتھ پر پلستر کیوں ہے۔؟"عمارہ کی معصومانہ باتیں سن کر شاہ بیگم نے اسے پیار سے اپنے پاس بلایا اور آہستہ سے کہا۔

"بیٹا، آپ کی کیفو بیمار ہیں اور تھوڑا زخمی بھی ہیں، اس لیے ان کے سر پر پٹی اور ہاتھ پر پلستر ہے۔ لیکن وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گی۔ آپ دعا کریں، ٹھیک ہے۔"

"دادی، میں دعا کروں گی کہ کیفو جلدی ٹھیک ہو جائیں اور میرے ساتھ کھیلیں۔"عمارہ نے معصومیت سے سر ہلایا.

ناولز کلب
Club of Quality Content

شاہ بیگم نے عمارہ کو گلے لگایا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، "میری گڑیا، آپ کی دعا بہت خاص ہے۔ آپ کی دعا ضرور قبول ہو گی۔"

"جی دادی میں دعا کروں گی کہ کیفو ٹھیک ہو جائیں۔" کہتے ہوئے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کیفو!"عمارہ نے آہستہ سے کہا۔ کیف کی بند آنکھوں نے جیسے عمارہ کی آواز پہچان لی ہو۔اس نے مدھم سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

"عمارہ..."کیف نے بہت دھیمی آواز میں کہا، اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"آپ ٹھیک ہو جائیں گی نا۔؟"عمارہ نے معصومیت سے پوچھا،اور اس کا ننھا ہاتھ کیف کے ہاتھ پر رکھا۔کیف نے اپنی سانسیں سنبھالتے ہوئے دھیرے سے سر ہلایا۔وہ بولنا چاہ رہی تھی مگر تکلیف کی وجہ سے اس کے منہ سے کچھ نہیں نکل رہا تھا۔

بڑے شاہ خاموشی سے ایک کونے میں کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ان کے دل میں عجیب سا سکون اور دکھ ایک ساتھ بھر گئے۔وہ چاہتے تھے کہ کچھ کہیں، لیکن الفاظ جیسے کہیں گم ہو گئے تھے۔ بس ان کی نظریں کیف پر جمی تھیں،اور وہ دل ہی دل میں دعا کر رہے تھے کہ کیف جلد صحت یاب ہو جائے۔جب برداشت نہیں ہوا وہ باہر نکل گیا۔بڑے شاہ کو نکلتے دیکھ کر چھوٹے شاہ بھی باہر آئے تھے۔

بڑے شاہ بینچ پر بیٹھے سر ہاتھوں میں گرائے ہوئے تھے۔چھوٹے شاہ بھی آکر اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔

فکر نہ کرو وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور سر اٹھایا،ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے بسی تھی۔"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کیف کو اس حال میں دیکھوں گا۔"ان کی آواز میں تکلیف واضح تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھوٹے شاہ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "بھائی، جو ہونا تھا وہ ہو گیا، لیکن اب آپ کو مضبوط رہنا ہو گا۔ کیف کو آپ کی ضرورت ہے، اور یہ وقت خود کو ملامت کرنے کا نہیں، بلکہ اس کے لیے دعا کرنے اور اس کا ساتھ دینے کا ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے کبھی معاف کرے گی یا نہیں، لیکن میں بس چاہتا ہوں کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔" بڑے شاہ نے سر جھکا کر آہستہ سے کہا۔

"محبت میں معافی مشکل ضرور ہوتی ہے، لیکن ناممکن نہیں۔ وقت سب زخم بھر دیتا ہے، بس آپ کو صبر کرنا ہو گا۔" چھوٹے شاہ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

بڑے شاہ خاموش ہو گئے، ان کی نظریں دور کہیں خلا میں گم تھیں، اور دل میں صرف ایک دعا تھی کہ کیف جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔

Clubb of Quality Content

وہ صبح سویرے اُٹھی تھی۔ اچھے سے وضو کی اور جائے نماز بچھا کر فجر پڑھی اور دعائیں مانگنے لگی۔ کل وہ وہاں سے تو آئی تھی مگر اپنا دل وہاں چھوڑ کر آئی تھی۔

"ابھی تو ایک دن بھی نہیں گزرا ہے میں آگے کیا کروں گی اللہ مجھے ہمت اور صبر دے۔" ماہین ہاتھ پھیلائے جائے نماز پر بیٹھ کر دعائیں کر رہی تھی۔

دعا کے بعد وہ کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی۔ دل بوجھل تھا، آنکھوں میں نمی تھی، مگر چہرے پر ایک عزم جھلک رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ زندگی آسان نہیں ہوگی، مگر اسے خود کو مضبوط رکھنا تھا۔

ماہین نے آہستہ سے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ کل جو کچھ ہوا، وہ ایک خواب کی طرح لگ رہا تھا ایک ایسا خواب جس نے اس کی حقیقت بدل دی تھی۔ زران کی باتیں، اس کے لہجے کی بے بسی، اور اس کی اپنی خاموشی... سب کچھ جیسے ایک فلم کی طرح اس کے ذہن میں چلنے لگا۔

"مجھے آگے بڑھنا ہوگا۔" اس نے خود سے کہا۔ "مجھے خود کو سنبھالنا ہوگا۔"

وہ جائے نماز سے اٹھی، اور کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ باہر سورج نکلنے لگا تھا، ہلکی سنہری روشنی ہر چیز کو منور کر رہی تھی۔ وہ بھی اس روشنی کی طرف دیکھتے ہوئے دعا کرنے لگی کہ شاید جلد ہی اس کی زندگی میں بھی روشنی آجائے۔

پھر جلدی سے یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر نیچے آئی۔ عمائرہ اور عائشہ بیگم بھی دونوں ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھی تھیں۔ ماہین نے دونوں کو سلام کیا اور خاموشی سے بیٹھ گئی۔

عائشہ بیگم نے ماہین کی طرف دیکھا۔

"کیسی طبیعت ہے، بیٹا؟ ٹھیک ہو نا؟" ان کے لہجے میں فکر تھی۔

"جی امی، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" ماہین نے زبردستی مسکرا کر سر ہلایا۔

Clubb of Quality Content

عمائرہ نے بغور ماہین کو دیکھا، جیسے اس کی آنکھوں میں چھپی تھکن اور اداسی کو پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "آج یونیورسٹی جانے کا دل ہے؟ اگر تم چاہو تو ایک دن آرام کر لو۔"

"نہیں، میں جانا چاہتی ہوں۔" ماہین نے جلدی سے کہا اور ناشتہ کرنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ زیادہ سوالات ہوں گے، اور وہ مزید کسی کو اپنی فکر میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"بیٹا، اگر دل بوجھل ہو تو اللہ سے بات کرو۔ وہی سکون دینے والا ہے۔" عائشہ بیگم نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ماہین نے نظریں جھکا کر سر ہلایا۔ ناشتہ ختم کر کے اس نے بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"اللہ حافظ، امی۔"

"اللہ حافظ، بیٹا۔ اپنا خیال رکھنا۔"

ماہین نے عمائرہ کی طرف دیکھا، جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ماہین نے زبردستی مسکرا کر کہا، "جلدی آ جاؤں گی، فکر نہ کرو۔"

اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی، جیسے اپنے دل میں اٹھتے طوفان کو باہر کی ہوا میں بکھیرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیف کی آنکھیں کھلی تو خود کو ہسپتال میں پایا۔اسے پیاس لگ رہی تھی اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی مگر وہ ہل نہیں پائی اس کے پورے وجود میں درد کی لہر اٹھی۔اس نے آس پاس دیکھا تو مایا اور امی اس کے ساتھ بیٹھی تھیں اور عمارہ اس کے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی۔عمارہ کو ایسی سوتے دیکھ کر وہ مدھم سا مسکرائی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی اس کے منہ سے سسکی نکلی۔

مایا فوراً چونک گئی اور کیف کی طرف متوجہ ہوئی۔"کیف! تم جاگ گئی؟"اس کی آواز میں بے حد خوشی اور فکر تھی۔

کیف نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، مگر اس کی آنکھوں میں تکلیف صاف جھلک رہی تھی۔مایا نے جلدی سے اسے سہارا دیا۔"تمہیں کچھ چاہیے؟"

"پ...پانی..."کیف نے مدھم آواز میں کہا۔

مایا نے جلدی سے پانی کا گلاس اٹھایا اور نرمی سے اس کے لبوں سے لگا دیا۔کیف نے دو گھونٹ لیے تو مایا نے گلاس ہٹا لیا۔

"زیادہ مت پیو، ابھی ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔"

کیف نے نظر گھما کر اپنی امی کو دیکھا جو آنسو پونچھ رہی تھیں۔"امی، پلیز رونا بند کریں، میں ٹھیک ہوں۔"اس نے ہلکی آواز میں کہا۔

"کیسے نہ رووں۔؟"ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔"تمہیں اس حال میں دیکھ کر کلیجہ منہ کو آرہا تھا، اللہ کا شکر ہے تمہیں ہوش آگیا۔"

عمارہ، جو کیف کی حرکت سے جاگ چکی تھی، فوراً سیدھی ہوئی اور خوشی سے چہک کر بولی۔

"کیفو! آپ جاگ گئیں؟ آپ ٹھیک ہیں نا؟ بابا کہہ رہے تھے کہ آپ بیمار ہیں، مگر مجھے لگتا ہے آپ بس آرام کر رہی تھیں!"

کیف عمارہ کی معصومیت پر مسکرائی اور مشکل سے ہاتھ اٹھا کر اس کے گال پر رکھا۔

"ہاں گڑیا، میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

"دادی جان نے کہا تھا کہ میری دعا قبول ہو گی، دیکھیں نا، کیفو جاگ گئی!"عمارہ خوش ہو کر شاہ بیگم کی طرف مڑی۔

"ہاں میرا بچہ آپ کی دعا قبول ہو گئی۔"شاہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں چھوٹے شاہ اور بڑے شاہ دونوں اندر آئے۔ چھوٹے شاہ آگے بڑھتے ہوئے کیف کی خیریت پوچھنے لگا شاہ وہی پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

کیف کی نظریں لاشعوری طور پر بڑے شاہ کی جانب اٹھیں۔ وہ دروازے کے قریب کھڑا تھا، اس کی آنکھوں میں ایک انجانی سی بے قراری تھی۔ کیف نے نظریں پھیر لیں، جیسے اسے دیکھنا بھی گوارا نہ ہو۔

"کیف کیسی طبیعت ہے؟ کچھ تکلیف تو نہیں ہو رہی؟" چھوٹے شاہ اس کے قریب آکر نرمی سے بولے۔

"اب بہتر ہوں۔" کیف نے ہلکا سا سر ہلایا۔

مایا نے پانی کا گلاس اٹھایا۔ "اگر اور پیاس لگے تو مجھے بتانا، ٹھیک ہے؟"

کیف نے نظریں جھکا کر آہستہ سے "جی" کہا، مگر وہ محسوس کر رہی تھی کہ بڑے شاہ کی نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں۔ عمارہ نے خوشی سے بابا کی طرف دیکھا، "بابا، دیکھیں نا کیفو اب ٹھیک ہو رہی ہیں!" بڑے شاہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، مگر وہ خاموش رہا۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا، مگر کیف کے رویے نے اسے روک دیا۔ کیف کی آنکھوں میں جو ٹھنڈک تھی، وہ سب کچھ واضح کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

شاہ بیگم نے محسوس کیا کہ ماحول کچھ بوجھل ہو رہا ہے، لہٰذا انہوں نے نرمی سے کہا، "سب دعا کریں کہ کیف جلدی مکمل صحتیاب ہو جائے۔"

"ویسے یہ بتاؤ کیف کا ایکسیڈنٹ کیسے ہوا اور تم جیسے اس کو لے کر آئے۔؟" شاہ بیگم نے بڑے شاہ کے جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ممی....... میں عمارہ سے ملنے جا رہی تھی تو راستے میں میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور یہ مجھے لے کر آئے۔" بڑے شاہ جو بتانے والا تھا کیف نے جلدی سے بات بدلی۔

بڑے شاہ نے ایک لمحے کے لیے کیف کو دیکھا، مگر وہ نظریں چرا چکی تھی۔ شاہ بیگم نے الجھن سے دونوں کو دیکھا مگر کچھ کہنے کے بجائے سر ہلا دیا۔

"بس اللہ کا شکر ہے کہ تم محفوظ ہو۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔

"ہاں کیف، ہمیں تمہاری بہت فکر ہو رہی تھی۔ اگلی بار احتیاط کرنا۔" مایا نے بھی تائید میں سر ہلایا۔

"کیفو، آپ مجھے ڈرا دیتی ہیں۔ اب دوبارہ ایسا نہیں کرنا، ٹھیک ہے؟" عمارہ نے کیف کا ہاتھ تھام لیا۔

"ہاں، گڑیا، آئندہ دھیان رکھوں گی۔" کیف نے زبردستی مسکرا کر کہا۔

بڑے شاہ نے اب تک کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کیف نے سچ کیوں چھپایا، مگر وہ بھی خاموش رہے۔ یہ وقت بحث کرنے کا نہیں تھا۔ وہ بس یہ دیکھ کر مطمئن تھے کہ وہ ہوش میں آ چکی ہے اور محفوظ ہے۔

Clubb of Quality Content!

ماہین یونیورسٹی آئی تھی وہ کلاس میں گم سم بیٹھی تھی مگر اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ لیکچر جاری تھا وہ کتاب میں سر دیے بیٹھی تھی۔

فاطرہ جو اس کی دوست تھی اس نے کہنی مار کر اسے ہوش دلایا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟" فاطرہ نے سرگوشی میں کہا، "صبح سے دیکھ رہی ہوں، تم کہیں اور ہی گم ہو۔"

"کچھ نہیں، بس نیند پوری نہیں ہوئی۔" ماہین نے چونک کر اسے دیکھا اور سر جھٹک دیا۔

"اچھا؟" فاطرہ نے بھنویں چڑھائیں، "یا پھر یہ زران کی شادی کا اثر ہے؟"

ماہین نے کتاب کی ورق الٹنے کا بہانہ کیا، مگر اس کی نظریں دھندلا گئیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں، میں ٹھیک ہوں۔"

"ماہین، میں تمہیں اتنے سالوں سے جانتی ہوں۔ تم ٹھیک نہیں ہو، اور نہ ہی تمہیں کوئی اور بات پریشان کر رہی ہے، بس زران کی شادی کے بعد سے تم بالکل بدلی بدلی لگ رہی ہو۔" فاطرہ نے گہری نظر سے اسے دیکھا۔

"کچھ چیزیں بدل جاتی ہیں، فاطرہ، ہمیں بھی بدلنا پڑتا ہے۔" ماہین نے بمشکل مسکرا کر کہا۔

"بدلنے اور خود کو زبردستی بدلنے میں فرق ہوتا ہے، اور تم زبردستی خود کو مضبوط دکھانے کی کوشش کر رہی ہو۔" فاطرہ نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا۔

"دونوں نکلو کلاس سے۔" سر کی گھمبیر آواز دونوں کے کانوں سے ٹکرائی وہ دونوں بات کرتے کرتے یہ بھول چکی تھیں کہ لیکچر کا ٹائم تھا۔

ماہین اور فاطرہ نے چونک کر سر کی طرف دیکھا، جو غصے سے انہیں گھور رہے تھے۔ کلاس میں مکمل خاموشی چھا گئی تھی، سب کی نظریں ان دونوں پر جم چکی تھیں۔

"لیکن سر، ہم..." فاطرہ نے کچھ کہنے کی کوشش کی، مگر سر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

Clubb of Quality Content!

"ابھی اور اسی وقت کلاس سے باہر نکلو۔ اگر باتیں ہی کرنی ہیں تو باہر جا کر کرو!" سر کی آواز سخت تھی۔

ماہین نے ایک لمحے کو فاطرہ کی طرف دیکھا، پھر بغیر کچھ کہے اپنا بیگ اٹھایا اور کھڑی ہو گئی۔ فاطرہ نے بے بسی سے سر جھٹکا اور وہ بھی اس کے ساتھ چل پڑی۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا، اگر تم اتنی گم سم نہ ہوتیں تو مجھے بار بار تمہیں ہوش میں نہ لانا پڑتا!" کلاس سے باہر آتے ہی فاطرہ نے تاسف سے کہا۔

ماہین نے کوئی جواب نہیں دیا، بس لمبی سانس لے کر دیوار سے ٹیک لگا لی۔

"اب کیا کریں؟" فاطرہ نے پوچھا۔

"کینٹین چلتے ہیں۔" ماہین نے مدھم آواز میں کہا۔

"تم اور کینٹین؟ کہیں زمین تو نہیں پھٹنے والی؟" فاطرہ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"شاید کچھ نیا کرنے سے موڈ بہتر ہو جائے۔" ماہین ہلکے سے مسکرا دی۔

"چلو پھر، دیکھتے ہیں چائے تمہارا موڈ ٹھیک کر پاتی ہے یا نہیں۔" فاطرہ نے کندھے اچکائے۔

دونوں کینٹین کی طرف بڑھنے لگیں۔ راستے میں فاطرہ نے ماہین کو غور سے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے بولی، "ویسے، سچ بتاؤ، تمہیں ہوا کیا ہے؟ آج کل تمہاری گم سم ہونے کی حد ہی بڑھ گئی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماہین نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، جیسے الفاظ تلاش کر رہی ہو، پھر مدھم لہجے میں بولی، "کبھی کبھی زندگی کچھ ایسے موڑ پر لے آتی ہے جہاں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی خالی خالی سا لگنے لگتا ہے۔"

"ارے واہ، آج تو بڑے گہرے فلسفے جھاڑے جا رہے ہیں! لیکن یہ سب زران کی شادی کے بعد زیادہ بڑھا ہے، میں غلط تو نہیں کہہ رہی؟" فاطرہ نے بھنویں چڑھائیں۔

ماہین نے ایک دم فاطرہ کی طرف دیکھا، جیسے اس نے کوئی راز کھول دیا ہو۔ پھر نظریں جھکا کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "کچھ چیزیں کہنے کی نہیں، بس سمجھنے کی ہوتی ہیں۔"

"چلو، آج صرف چائے نہیں، سموسے بھی کھاتے ہیں۔ شاید یہ فلسفیانہ موڈ کچھ بہتر ہو جائے!" فاطرہ نے لمبی سانس لی۔

"ہاں، شاید چائے اور سموسے دل کا بوجھ کچھ ہلکا کر دیں۔" ماہین نے سر ہلایا۔

اور دونوں کینٹین میں داخل ہو گئیں، جہاں یونیورسٹی کی عام چہل پہل جاری تھی، مگر ماہین کے دل میں ایک عجیب سی خاموشی تھی۔

دونوں کینٹین میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔

"اچھا اب بتاؤ اپنی اداسی کی وجہ، کیونکہ مجھ سے آپ کا یہ اداس چہرہ نہیں دیکھا جا رہا۔" فاطرہ نے چائے کی سپ لیتے ہوئے کہا۔

"میں شاہ جی سے بہت پیار کرتی ہو۔اس نے مجھ سے دوستی کی میرا خیال رکھتے رہے میری بات مانتے تھے۔مجھے لگا کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔میں تو پہلے سے اسے محبت کرنے لگی تھی لیکن اس نے شادی کرلی اور مجھ سے کہا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔"

فاطرہ نے گہری سانس لی اور ماہین کو غور سے دیکھا، جو چائے کے کپ کو گھور رہی تھی، جیسے اس میں اپنے سوالوں کے جواب تلاش کر رہی ہو۔

"ماہین، محبت اور توقعات میں یہی فرق ہوتا ہے۔ہم جس سے محبت کرتے ہیں، اکثر اس سے کچھ نہ کچھ امیدیں باندھ لیتے ہیں، اور جب وہ پوری نہیں ہوتیں، تو تکلیف ہوتی ہے۔" فاطرہ نے نرمی سے کہا۔

ماہین نے ایک افسردہ مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹکا۔"پر فاطرہ، وہ میری ہر بات مانتے تھے، میرے لیے ہمیشہ موجود ہوتے تھے، میں نے ہر اشارہ محبت کا سمجھا...اور پھر ایک دن بس کہہ دیا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔اتنا آسان تھا کیا؟"

فاطرہ نے اس کا ہاتھ تھپتھپایا، "شاید ان کے لیے آسان نہ ہو، لیکن تمہیں یہ سمجھنا ہوگا کہ کچھ لوگ صرف ہمارے سفر کا حصہ ہوتے ہیں، ہماری منزل نہیں۔اگر زران تمہاری قسمت میں ہوتا، تو وہ کسی اور کا نہ ہوتا۔"

ماہین کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مگر وہ جلدی سے انہیں پلکوں میں ہی روک گئی۔"پر میں اسے کیسے بھولوں، فاطرہ؟اس کی موجودگی میری زندگی کا ایک حصہ تھی۔"

"بھولنا ضروری نہیں، بس خود کو یاد دلانا ضروری ہے کہ تمہاری خوشی کسی ایک شخص پر منحصر نہیں ہے۔ تمہاری زندگی کا مقصد صرف محبت نہیں، بلکہ تم خود بھی ہو۔"فاطرہ نے مسکراتے ہوئے چائے کا آخری گھونٹ لیا۔

ماہین فاطرہ کی بات پر خاموش ہو گئی اور پھر کچھ دیر بعد اس نے اپنے لبوں کو حرکت دی۔

"تو پھر میں کیا کروں۔؟"

"اگنور کرو۔"فاطرہ نے سکون سے جواب دیا۔

"تم یہ کیا کہہ رہی ہو میں شاہ جی کو کیسے اگنور کر سکتی ہوں۔؟"

"دیکھو ماہین آپ کا جو شاہ جی ہے اب وہ شادی شدہ ہے اور اس نے جیسے تم سے کہا کہ وہ تم سے پیار نہیں کرتا ہے اور کسی اور سے شادی کی تو اب تم کیا کرو گی اب وہ تو تمہارے ہاتھ آنے سے رہا تو تمہیں اگنور ہی کرنا پڑے گا نا۔ دیکھو ماہین کچھ چیزوں کو اگنور کرنا پڑتا ہے ورنہ اس کو سوچ کر ہماری زندگی خراب ہو جائیں گی۔"

نادل کلب
Clubb of Quality Content

ماہین نے خاموشی سے فاطرہ کی بات سنی، مگر اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے بسی تھی۔

"فاطرہ، تم سمجھ رہی ہو نا؟ میں نے خواب دیکھے تھے، امیدیں باندھی تھیں... اور اب بس یوں ہی سب ختم کر دوں؟"

"ہاں، ماہین، ختم کرنا ہی پڑے گا۔ دیکھو، محبت صرف تب تک خوبصورت ہوتی ہے جب وہ دو طرفہ ہو۔ اگر کوئی تمہیں اپنانا ہی نہیں چاہتا، تو تم کیوں اس کے پیچھے اپنی زندگی برباد کرو؟" فاطرہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"مگر دل... دل کیسے سمجھاؤں؟" ماہین نے گہری سانس لی۔

"دل کو سمجھانے کے لیے دماغ کو مضبوط بنانا پڑتا ہے۔ خود کو مصروف کرو، کچھ نیا سوچو، اپنے خوابوں پر کام کرو۔ اور سب سے اہم بات، خود سے محبت کرنا سیکھو!" فاطرہ نے مسکرا کر کہا۔

ماہین نے نظریں جھکا لیں۔

"ویسے زران نے تمہارے ساتھ اتنا برا کیا۔ کیا تم نے اسے بددعا نہیں دی۔؟"

"نہیں فاطی جن لبوں سے ان کے لیے دعائیں نکلی ہیں۔ ان لبوں سے بددعائیں کیسی نکلتی ہے اس نے پیار نہیں کیا تھا میں بس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی تھی۔"

فاطرہ نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا۔

"بس بھول جاؤ پھر اگر نہیں کر سکتی تو یاد کرنا چھوڑ دو اس سے تمہیں آسانی ہو گی۔" شاید فاطرہ ٹھیک کہہ رہی تھی، مگر دل تھا کہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ اگر وہ خود کو سنبھال نہیں سکی، تو یہ درد اس کی پوری زندگی برباد کر دے گا۔

رات کا پہر تھا، چاند کی مدھم روشنی باہر پھیل رہی تھی اور پورا ماحول خاموش تھا۔ گھروں کے اندر لوگ اپنے اپنے خیالات میں گم تھے، اور رات کی ٹھنڈی ہوا میں ایک عجیب سا سکوت تھا۔

زران اپنے کمرے میں بیٹھا تھا، بالکنی سے چاند کی روشنی کی جھرمٹ میں اس کی نظریں کہیں دور جا رہی تھیں۔ ماہین اس کی آنکھوں سے نہیں ہٹ رہی تھی ایک لمحے کے لیے اس کا دل کیا کہ اسے کال کر کے بات کریں مگر شاید وہ کال نہ اٹھائیں یہ سوچ کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ زران کا دل بھی ماہین کی یادوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں وہ لمحے تازہ ہو گئے تھے جب وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب تھے، لیکن اب سب کچھ بدل چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ماہین نے اس سے محبت کی تھی مگر شاید قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔۔

کمرے کی خاموشی میں ایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ زران نے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ یہ ردا تھی، جو آہستہ آہستہ اندر آئی اور اس کے سامنے رک کر کھڑی ہو گئی۔

زران۔ ردا نے پکارا۔ زران جو سوچوں میں غرق تھا اس کی آواز پر چونک گیا۔

"ہمم۔" زران نے ہنکارا بھرا۔

"کیا تم ٹھیک ہو۔؟"

"کیوں میں تمہیں ٹھیک نہیں لگ رہا۔؟" زران نے بیزاری سے جواب دیا اس کا ابھی موڈ نہیں کسی سے بات کرنے کو۔

"زران، میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتے، مگر میں تمہاری یہ حالت بھی برداشت نہیں کر سکتی۔" ردا نے نرمی سے کہا، مگر اس کے لہجے میں ایک التجا تھی۔

زران نے گہری سانس لی اور نظریں چُرا کر دوبارہ باہر دیکھنے لگا۔ "مجھے کچھ وقت چاہیے، ردا۔"

"وقت چاہیے یا کسی اور کی یادوں سے نکلنے کا حوصلہ؟" ردا نے تھوڑا قریب آتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات کر رہی ہو؟" زران کے ماتھے پر شکن پڑی، اس نے پلٹ کر ردا کو دیکھا۔

"وہی جو تمہارے چہرے پر لکھی ہوئی ہے، زران۔ میں اندھی نہیں ہوں، دیکھ سکتی ہوں کہ تم کہاں کھڑے ہو۔" ردا نے دھیرے مگر ٹھوس لہجے میں کہا۔

"مجھے اکیلا رہنے دو ماہین۔"

میں ماہین نہیں ردا ہوں زران کیا ہو گیا ہے۔"

زران نے چونک کر ردا کو دیکھا، جیسے ابھی حقیقت کا ادراک ہوا ہو۔ ردا کی آنکھوں میں حیرانی اور خفگی تھی، مگر اس کے چہرے پر دکھ زیادہ نمایاں تھا۔

"سوری،" زران نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔ "میں بس... میں تھکا ہوا ہوں۔"

"تھکا ہوا ہو یا کسی اور کے خیالوں میں گم؟" ردا نے تلخی سے پوچھا۔

زران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بس خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔ ردا نے ایک گہری سانس لی، جیسے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"زران۔" ردا نے پھر سے آواز دی۔

"میں نے کہا نہ کہ مجھے اکیلا چھوڑ دے مجھے نہیں کرنی کسی سے بات۔"

"زران، تم ہمیشہ ہر بات سے بھاگ نہیں سکتے۔" ردا نے مضبوط لہجے میں کہا۔

زران نے غصے سے آنکھیں بند کیں اور گہری سانس لی۔ "ردا، پلیز! میں ابھی کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"ٹھیک ہے زران تم اپنا خیال رکھو۔" یہ کہہ کر وہ پلٹ گئی، اور دروازہ بند ہونے کی آواز کے ساتھ کمرے میں ایک گہری خاموشی چھا گئی۔

کیف کو ہسپتال سے ڈسچارج کیا تھا وہ گھر آ گئی تھی۔ مایا نے چھوٹے شاہ سے اجازت لے کر ایک ہفتے تک رہنے کو کہا تھا۔ چھوٹے شاہ نے اجازت دی تھی۔ عمارہ بھی کیف کے ساتھ گھر آئی تھی۔ شاہ

بیگم، بڑے شاہ اور چھوٹے شاہ تینوں اپنے گھر جا چکے تھے۔ بڑے شاہ نے ان دو دونوں میں کافی کوشش کی کہ وہ کیف سے بات کریں مگر کیف نے ایسے موقع نہیں دیا۔

رات کا وقت تھا، کیف اپنے بستر پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔ درد اب بھی اس کے وجود میں ہلکی ہلکی ٹیسیں اٹھا رہا تھا، مگر اس سے زیادہ تکلیف دہ وہ خیالات تھے جو اسے چین نہیں لینے دے رہے تھے۔

عمارہ اس کے قریب ہی سو رہی تھی، معصومیت سے، جیسے دنیا میں کوئی دکھ نہ ہو۔ کیف نے اس کے چہرے کو دیکھا اور ہلکی مسکراہٹ لبوں پر آ گئی۔

مگر پھر اس کا ذہن کسی اور کی طرف چلا گیا بڑے شاہ۔

ان دو دنوں میں وہ بار بار اس سے بات کرنے کی کوشش کر چکے تھے، مگر کیف نے خود کو ہر بار پیچھے کر لیا تھا۔ کیا وہ واقعی اس شخص سے مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھی؟ یا پھر وہ خود بھی اس کا سامنا کرنے سے ڈر رہی تھی؟ کیف نے آنکھیں بند کر لیں، مگر دماغ میں چلتی سوچوں کا شور ختم نہ ہوا۔

اس نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ بڑے شاہ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی، مگر حقیقت شاید کچھ اور تھی۔

"نہیں، مجھے اس سے بات نہیں کرنی۔۔" اس نے خود کو سختی سے کہا، مگر اندر کہیں ایک ہلکی سی آواز اب بھی سر گوشی کر رہی تھی،

"اگر وہ کل پھر آیا تو۔۔؟"

اتنے میں دروازہ کھلا تھا مایا چائے کے ساتھ اندر آئی۔مایا نے چائے کا کپ کیف کی طرف بڑھایا اور نرمی سے بولی، "کیف، چائے پی لو۔ تمہیں دوائی بھی لینی ہے۔"

کیف نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور مایا کی طرف دیکھا، پھر خاموشی سے کپ تھام لیا۔مایا اس کے پاس بیٹھی اور بغور اس کا چہرہ دیکھنے لگی، جیسے کچھ جاننا چاہتی ہو۔

"کیا ہوا؟" کیف نے نظریں چائے پر مرکوز رکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی تو میں آپ سے پوچھ رہی ہوں، آپی۔ آپ کسی سے بات کیوں نہیں کر رہی؟ خاص طور پر... ان سے؟" مایا نے دھیمے لہجے میں کہا۔

کیف نے ایک لمحے کے لیے چائے کا کپ روکا، پھر نظریں جھکا لیں۔

"مایا، میں تھک گئی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ میری زندگی میں بار بار آئے اور چلا جائے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔"

مایا نے اس کی بات غور سے سنی، پھر دھیرے سے بولی، "لیکن کیا آپ واقعی یہی چاہتی ہیں؟ یا پھر آپ خود سے جھوٹ بول رہی ہیں؟"

"مایا میں وہ بھی نہیں بھول سکتی جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مایا نے کیف کے ہاتھ پر نرمی سے ہاتھ رکھا اور سنجیدگی سے بولی، "میں جانتی ہوں، آپی۔ اور تم کو یہ محسوس کرنا بالکل جائز ہے۔ لیکن کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کے دل میں جو تکلیف ہے، وہ کب تک آپ کو جکڑے رکھے گی؟"

کیف نے گہری سانس لی اور چائے کا کپ میز پر رکھ دیا۔ "مایا، میں اسے معاف نہیں کر سکتی۔ اس نے میری محبت کو ٹھکرا دیا، مجھے تکلیف دی، اور اب جب میں سنبھلنے کی کوشش کر رہی ہوں، وہ دوبارہ میری زندگی میں آرہا ہے۔ میں اس سب سے تھک چکی ہوں۔"

مایا نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں آنسو تیر رہے تھے۔ "معاف کرنا صرف دوسرے کے لیے نہیں ہوتا، آپی۔ یہ خود کو آزاد کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے۔ شاید وہ اپنی غلطی مانے، شاید نہ مانے، لیکن آپ کب تک خود کو اس تکلیف میں رکھو گی؟"

"مایا جو سب ہوا تھا مجھے اسے تکلیف نہیں ہوتی" لیکن وہ بار بار میرے سامنے آجاتا ہے، مایا...اور پھر سب کچھ یاد آجاتا ہے، وہ تکلیف، وہ درد، وہ لمحے جب مجھے لگا تھا کہ میں ٹوٹ گئی ہوں۔" کیف نے نم آنکھوں سے مایا کی طرف دیکھا۔

مایا نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ہاتھ کو تھپتھپایا۔ "آپی، ماضی کو بار بار دہرانے سے صرف تکلیف بڑھتی ہے۔ آپ کو خود کو اس سے آزاد کرنا ہوگا۔"

Clubb of Quality Content

"میں کوشش کر رہی ہوں، مایا، لیکن شاید میں خود کو دھوکہ دے رہی ہوں۔ اگر واقعی وہ میرے لیے کچھ نہیں بچا، تو پھر اس کی موجودگی میرے دل کو کیوں ہلا دیتی ہے؟" کیف کی آواز مدھم ہو گئی۔

مایا نے گہری سانس لی۔ "کیونکہ کہیں نہ کہیں، آپ کے دل میں ابھی بھی کوئی جذبہ باقی ہے۔ شاید غصہ، شاید دکھ، یا شاید کچھ اور... لیکن جب تک آپ اس کا سامنا نہیں کرو گی، آپ خود کو اس درد سے آزاد نہیں کر سکو گی۔"

"سامنا۔؟" کیف نے تلخی سے ہنسی۔ "مایا، میں نے اسے نظرانداز کرنے کا فیصلہ کیا تھا، مگر وہ بار بار میرے راستے میں آتا ہے۔ جیسے میرے زخموں کو پھر سے ہرا کرنا چاہتا ہو۔"

مایا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، جو اندرونی جنگ کی عکاسی کر رہی تھیں۔ "کبھی کبھی، کچھ سوالوں کے جواب پانے کے لیے ہمیں خود اس شخص سے بات کرنی پڑتی ہے جس نے ہمیں تکلیف دی ہو۔ شاید یہی آپ کے دل کے بوجھ کو ہلکا کر سکے۔"

"اگر میں اس کا سامنا کروں بھی، تو کیا فرق پڑے گا؟" کیف نے بے بسی سے سر جھکا لیا۔

"فرق یہ پڑے گا کہ آپ خود کو مزید تکلیف دینے سے بچا لو گی۔" مایا نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ تھامے۔

کیف نے کچھ لمحے خاموش رہ کر مایا کی بات پر غور کیا۔ وہ جانتی تھی کہ مایا ٹھیک کہہ رہی تھی، لیکن اس کے دل میں ایک خوف تھا، ایک دروازہ جو وہ بند کرنا چاہتی تھی مگر کبھی کبھی وہ خود ہی اسے کھولنے کی کوشش کر لیتی تھی۔

"اور اگر میں اس سے بات کروں اور پھر مجھے دوبارہ وہی تکلیف ملی تو۔؟" کیف نے دھیمی آواز میں کہا۔

"پھر آپ اس تکلیف کو اپنے اندر بڑھنے نہیں دو گی، آپی۔ آپ نے جو سیکھا ہے، جو آپ کو اس تکلیف سے گزرتے ہوئے سمجھ آیا ہے، وہ آپ کو دوبارہ ٹھیک ہونے میں مدد دے گا۔" مایا نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا۔

"میں ڈرتی ہوں مایا، میں نہیں جانتی کہ یہ سب کیسے ہو گا۔" کیف نے ایک گہری سانس لی۔

مایا نے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا، "ہمت کرو، آپی۔ آپ کے اندر وہ طاقت ہے جو آپ کو اس تکلیف سے آزاد کر سکتی ہے۔" کیف نے ہاں میں سر ہلایا جیسے وہ خود کو آگے مرحلے کے لیے تیار کر چکی ہو۔

"کیا ہوا تھا سچ بتاؤ۔" رات کے وقت چھوٹے شاہ بڑے شاہ کے کمرے میں آیا تھا بڑے شاہ کو روتے دیکھ کر اس کا دل دہل گیا اور اس کو خود سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

بڑے شاہ نے چھوٹے شاہ کو اپنے قریب محسوس کیا اور ایک لمحے کے لیے رکے۔ پھر اس نے گہری سانس لی اور آنکھوں میں جمع ہوتے ہوئے آنسوؤں کو جھکایا۔

"میں نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کے لیے کچھ بہتر کروں، چھوٹے شاہ، لیکن میں ناکام ہو گیا۔ کیف نے مجھے بتایا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی۔ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے دو دن پہلے میرے آفس آئی تھی مجھے صاف انکار کر کے گئی اور پھر نکلتے میرے سامنے اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اس وقت مجھے لگا جیسی میری زندگی ختم ہو گئی ہے۔"

"بڑے شاہ، یہ تمہاری تقدیر نہیں تھی۔ ہم سب اپنی زندگیوں میں ایسے لمحوں سے گزرتے ہیں، جہاں ہمیں تکلیف پہنچتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ناکام ہو گئے ہیں۔" چھوٹے شاہ نے اسے دلی ہمدردی سے گلے لگا لیا اور نرم آواز میں کہا۔

"میں نے سچ میں اسے بہت تکلیف دی ہے۔ میں نے اس کو بہت رلایا ہے مگر اب میں سب ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس سے شادی کر رہا ہوں جتنا میں تڑپا ہوں اتنا وہ تڑپی ہو گی۔"

بڑے شاہ کی آواز میں ایک گہرا درد تھا، اور اس کا دل واقعی اپنی غلطیوں کی قیمت ادا کرنا چاہتا تھا۔

"مجھے سمجھ آ رہا ہے کہ وہ کتنی تکلیف میں تھی، اور میں نے اسے کتنا رلایا۔ لیکن اب میں اس سب کو ٹھیک کرنا چاہتا ہوں،" اس نے گہری سانس لی، "جو کچھ بھی ہو چکا، میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی، لیکن اب میں وہ سب کر رہا ہوں جس سے اس کا دل ٹھیک ہو جائے۔"

چھوٹے شاہ اس کے جذبات کو سمجھتے ہوئے خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ بڑے شاہ کا ارادہ نیک ہے، لیکن محبت میں کچھ بھی ٹھیک ہونے میں وقت لگتا ہے۔

"یقیناً، تمہیں اس کا حق ادا کرنا ہو گا۔ اور وہ جب تمہیں تمہاری حقیقت میں دیکھے گی، تب ہی وہ تمہاری محبت کو سچے دل سے قبول کر سکے گی۔" چھوٹے شاہ نے نرمی سے کہا، "لیکن یاد رکھنا، اس کی دل آزاری کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ تمہیں اسے اپنا اعتماد دوبارہ جیتنا ہو گا۔"

"میں تیار ہوں،" بڑے شاہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا، "میں اسے دکھاؤں گا کہ میں اب وہ شخص نہیں ہوں جو میں پہلے تھا۔"

"وہ مجھے قبول کرے یا نہ کرے، میں اس کے ساتھ اپنا ہر لمحہ جینا چاہتا ہوں۔ اس کے درد کو دور کرنا چاہتا ہوں، اور اس کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"

دو ہفتے گزر چکے تھے۔ کیف پوری طرح ٹھیک ہو چکی تھی۔ کیف کی امی نے کئی بار اسے سمجھانے کی کوشش کی، لیکن ہر بار وہ خاموشی سے انکار کر دیتی۔ ان کی پریشانی دن بدن بڑھ رہی تھی۔

"بیٹا، آخر تمہاری ضد کیا ہے؟ بڑے شاہ نے تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچایا، بلکہ تمہیں ہر مشکل سے بچایا ہے۔ وہ تم سے محبت کرتے ہیں، پھر تم انکار کیوں کر رہی ہو؟" امی نے نرمی سے پوچھا۔

کیف نے نظریں جھکا لیں، جیسے ان الفاظ نے اس کے دل میں کوئی زخم ہرا کر دیا ہو۔

"امی، محبت کافی نہیں ہوتی۔ اگر محبت کافی ہوتی، تو شاید آج میں اس حال میں نہ ہوتی۔"

"بیٹا، تم اپنی تکلیف کو خود پر حاوی مت ہونے دو۔ زندگی دوسرا موقع بھی دیتی ہے۔ شاید بڑے شاہ تمہارے لیے وہی دوسرا موقع ہیں۔" امی نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"امی، میں انکار کر رہی ہوں، نفرت نہیں کر رہی۔ بس میرا دل نہیں مانتا۔ اور جس رشتے میں دل کا سکون نہ ہو، وہ زبردستی جوڑنے سے بوجھ بن جاتا ہے۔" کیف نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"بیٹا، میں تمہاری خوشی چاہتی ہوں، لیکن مجھے لگتا ہے کہ تم اپنی خوشی خود سے چھین رہی ہو۔" امی نے گہری سانس لی اور اس کے ہاتھ تھامے۔

"امی، میں ٹھیک ہوں۔ اور میں خود کو سنبھال لوں گی۔" کیف نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

امی نے بے بسی سے اسے دیکھا، لیکن کچھ نہ کہہ سکیں۔ وہ جانتی تھیں کہ کیف ضدی ہے، لیکن وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ وقت کبھی کبھی ضد سے بھی زیادہ مضبوط ثابت ہوتا ہے۔

وہ صبح اٹھی اچھے سے تیار ہو کے کمرے سے نکلی اور نیچے آئیں۔ اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ پھر سے جاب شروع کرے گی۔ وہ نیچے آئی تو امی نہیں تھیں۔

Clubb of Quality Content

"امی آپ کہاں ہے۔؟"ان کے کمرے میں آتے ہوئے پوچھا مگر وہ سو رہی تھی کیف کو کچھ غلط احساس ہوا۔وہ بھاگ کے ان کے پاس گئی ان کے بازو کو ہلایا اور پریشانی سے پوچھنے لگی مگر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔

امی وہ چیخی اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھیں۔

کیف کے دل کی دھڑکن جیسے رک گئی۔

"امی! امی، آنکھیں کھولیں!" وہ تڑپ کر چیخی، لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے امی کی نبض چیک کرنے کی کوشش کی، مگر اسے کچھ محسوس نہ ہوا۔اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھا گئی۔

"نہیں! نہیں، امی! آپ کو کچھ نہیں ہوگا!" کیف ہسٹیریا کی کیفیت میں ان کے چہرے کو تھپتھپانے لگی، جیسے اس طرح ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

وہ روتے ہوئے لڑکھڑاتی چلی گئی اور جلدی سے فون اٹھا کر عالیان کو کال کی۔

"میری امی بے ہوش ہو گئی ہیں، پلیز جلدی پہنچیں!"

اس کے ہاتھ لرز رہے تھے، دماغ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

"کیف، تم ہاسپٹل لے کر جا رہی ہو؟ میں فوراً پہنچ رہا ہوں!" عالیان کی آواز میں بھی گھبراہٹ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیف کچھ کہے بغیر فون بند کر کے دوبارہ امی کی طرف بھاگی۔ وہ ان کا چہرہ سہلا رہی تھی، ان کے ہاتھوں کو تھامے ہوئے بار بار "امی، پلیز آنکھیں کھولیں!" کہہ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی۔ کیف نے بھاگ کر دروازہ کھولا، عالیان وہاں کھڑا تھا، اس کے چہرے پر شدید پریشانی تھی۔

"آنٹی کہاں ہیں۔؟"

"اندر، عالیان پلیز کچھ کرو۔!" کیف کی آواز کانپ رہی تھی۔

عالیان فوراً اندر آیا، اس نے امی کی نبض چیک کی اور فوراً انہیں اٹھانے میں مدد دی۔

"ہمیں انہیں فوراً ہاسپٹل لے کر جانا ہوگا۔!" وہ جلدی سے کہنے لگا۔

کیف نے کانپتے ہاتھوں سے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور دونوں نے مل کر امی کو گاڑی میں بٹھایا۔

گاڑی تیزی سے اسپتال کی طرف روانہ ہو چکی تھی، اور کیف کی آنکھوں سے آنسو رکے بغیر بہہ رہے تھے۔

"اللہ پلیز میری امی کو کچھ نہ ہو۔!" وہ مسلسل دل میں دعا کر رہی تھی۔

عالیان نے تیز رفتاری سے گاڑی اسپتال کی طرف دوڑائی۔ کیف کی نظریں اپنی ماں کے بے جان چہرے پر جمی ہوئی تھیں، اس کے لب مسلسل دعائیں پڑھ رہے تھے۔

"عالیان، جلدی کرو... پلیز۔!" کیف کی گھٹی ہوئی آواز نکلی۔

"پہنچ رہے ہیں، کیف! کچھ نہیں ہوگا آنٹی کو، بس حوصلہ رکھو!" عالیان نے اس کی طرف ایک پل کے لیے دیکھا، مگر کیف کی نظریں اپنی ماں کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔

اسپتال پہنچتے ہی عالیان نے گاڑی روکی۔ کیف نے فوراً دروازہ کھولا اور مدد کے لیے چیخنے لگی، "کوئی ڈاکٹر! پلیز، میری امی کو بچا لیں۔!"

نرسیں اور وارڈ بوائز اسٹریچر لے کر دوڑے۔ عالیان نے امی کو سہارا دے کر اسٹریچر پر لٹایا، اور وہ جلدی سے انہیں ایمرجنسی روم کی طرف لے گئے۔ کیف بھی ساتھ بھاگنے لگی، مگر نرس نے ہاتھ بڑھا کر اسے روکا۔

"میڈم، آپ باہر انتظار کریں، ڈاکٹر ابھی دیکھ رہے ہیں۔"

کیف بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی، اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ عالیان نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، "ہمت کرو، کیف! کچھ نہیں ہوگا آنٹی کو!"

مگر کیف کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں، جیسے ابھی اندر سے کوئی آئے گا اور اسے اس کے سب سے بڑے خوف کی خبر دے گا۔

عالیان نے اس کو بینچ پر بٹھایا۔

"یہ سب کیسے ہوا۔؟" اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ کل رات تک ٹھیک تھی۔ میں صبح اٹھی تو اس حال میں...." کیف زور زور سے رونے لگی۔

"کیف! پلیز حوصلہ رکھو، خالہ کو کچھ نہیں ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گی، دیکھنا!" عالیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

کیف نے بے بسی سے سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں بے شمار خوف تھا۔ "اگر انہیں کچھ ہو گیا تو؟ میں اکیلی کیسے...؟"

"چپ کرو! ایسی بات مت کرو۔ تم اکیلی نہیں ہو، میں ہوں تمہارے ساتھ۔" عالیان نے نرمی سے کہا، مگر اس کی اپنی آواز بھی بے یقینی کا شکار تھی۔

ایمرجنسی روم کا دروازہ کھلا، اور کیف فوراً کھڑی ہو گئی۔ ڈاکٹر سنجیدہ چہرے کے ساتھ باہر آیا۔ کیف کا دل زور سے دھڑکا، وہ تیزی سے آگے بڑھی۔

"ڈاکٹر! امی کیسی ہیں۔؟ وہ ٹھیک ہیں نا؟" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

ڈاکٹر نے ایک نظر کیف کو دیکھا، پھر دھیمے لہجے میں کہا۔

"اس کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔"

کیف کا رنگ فق ہو گیا۔ "ہارٹ اٹیک؟" اس کے لب کانپے۔ "مگر امی کو تو کبھی دل کی کوئی بیماری نہیں تھی... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"کبھی کبھی ذہنی دباؤ اور پریشانی بھی دل کے دورے کی وجہ بن سکتی ہے۔ان کی حالت نازک ہے، ہم نے دوا دے دی ہے، مگر اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔اگر انہوں نے ریسپانڈ کیا تو خطرہ ٹل جائے گا، ورنہ..."ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ورنہ کیا، ڈاکٹر؟"کیف کی آواز کانپ گئی۔

"ورنہ ہمیں کچھ بھی کہنے میں احتیاط برتنی ہوگی۔آپ دعا کریں اور اللہ پر بھروسا رکھیں۔"ڈاکٹر نے نرمی سے کہا۔

کیف کے پیر جیسے زمین میں دھنس گئے، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔عالیان نے جلدی سے اسے تھاما۔

"کیف! تمہیں حوصلہ رکھنا ہوگا، آنٹی کے لیے تمہیں مضبوط بننا ہوگا۔وہ تمہیں یوں ٹوٹا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھیں، تمہیں ان کے لیے خود کو سنبھالنا ہوگا۔!"

کیف نے اپنی مٹھیاں سختی سے بند کر لیں۔اس نے نم آنکھوں سے ایمرجنسی روم کے دروازے کو دیکھا اور چلائی۔

"امی، پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیں...!"

عالیان نے جلدی سے بڑے شاہ کو کال کیا۔

"ہیلو؟"بڑے شاہ نے فون اٹھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شاہ، فوراً اسپتال پہنچو!" عالیان کی آواز میں بے چینی تھی۔

"کیا ہوا؟ کیف ٹھیک ہے؟" بڑے شاہ کے دل میں ایک دھڑکا سا ہوا۔

"کیف کی امی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے، وہ ایمرجنسی میں ہیں۔" عالیان نے جلدی سے بتایا۔

بڑے شاہ کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا۔ "میں... میں پہنچ رہا ہوں!"

وہ فوراً اپنی گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر بھاگا۔ دل میں عجیب بے چینی تھی، جیسے کچھ غلط ہونے والا ہو۔

کیف پر کیا گزر رہی ہو گی؟ وہ خود کو کیسے سنبھال رہی ہو گی؟

گاڑی اسپتال کی طرف دوڑ رہی تھی، اور بڑے شاہ کے ذہن میں صرف کیف کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ تھا...

ایمرجنسی روم کے دروازے کے پیچھے ڈاکٹرز اپنی پوری کوشش کر رہے تھے، لیکن کیف کا دل بے چینی سے دھڑک رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ عالیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کیف، ہمت کرو۔ آنٹی کو کچھ نہیں ہو گا۔"

"عالیان، میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتی..." کیف کی آواز کانپ رہی تھی، آنکھیں دروازے پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ بس کسی معجزے کی منتظر ہو۔

اتنے میں بڑے شاہ اسپتال کے اندر داخل ہوئے۔اس کی نظریں سیدھا کیف پر پڑیں، جو عالیان کے کندھے پر سر رکھے بینچ پر بیٹھی رو رہی تھی۔اس کا دل ایک پل کے لیے جیسے رک سا گیا۔وہ تیزی سے آگے بڑھا اور کیف کے سامنے بیٹھ کر اس کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو دیکھا۔

"کیف..."اس نے دھیرے سے کہا، کیف نے نظریں اٹھائیں۔اور اٹھ کر بے اختیار اس کے گلے لگی۔ بڑے شاہ ساکت ہو گئے۔وہ اس کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

کیف کی آنکھوں میں اتنی بے بسی اور درد تھا کہ وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔اس کا دل جیسے ٹوٹ کر چھوٹا ہو گیا تھا۔ بڑے شاہ نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا، جیسے وہ اسے بچانے کی کوشش کر رہے ہوں، مگر اس کے دل کی حالت یہ تھی کہ وہ خود بھی بے بس ہو چکے تھے۔ کیف کے رونے کی آواز نے پورے اسپتال میں خاموشی چھوڑی تھی۔

"کیف، میں یہاں ہوں، کچھ نہیں ہو گا، تمہاری امی ٹھیک ہو جائیں گی۔" بڑے شاہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، لیکن ان کی آواز میں خود بھی لرزہ تھا۔

کیف نے کچھ نہیں کہا، بس اس کے سینے سے لگے رہی۔اس کی بے قابو دھڑکن، اس کی تیز سانسیں، سب کچھ گواہ تھے اس درد کا جو وہ محسوس کر رہی تھی۔

"کیا ہو گا اب؟"کیف کی آواز بہت مدھم تھی، اور وہ بے اختیار بڑے شاہ کے سینے میں سر چھپائے روتی رہی۔

اچانک، ایمرجنسی روم کا دروازہ کھلا، اور ڈاکٹر باہر آیا۔ سب کے دل جیسے حلق میں آ گئے۔ کیف فوراً بڑے شاہ سے الگ ہو گئی۔ "ڈاکٹر، میری امی کیسی ہیں؟ وہ ٹھیک ہیں نا؟"

ڈاکٹر نے ایک گہری سانس لی اور نرمی سے کہا، "ہم نے اپنی پوری کوشش کی، مگر۔۔۔"

"نہیں۔!" کیف چیخ پڑی، اس کے قدم لڑکھڑائے، اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گرنے لگی۔ بڑے شاہ نے فوراً آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں تھام لیا...

"مگر کیا۔؟" عالیان نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"ابھی ہوش نہیں آیا ہے اور ہوش آنے کے بعد پتہ چلے گا۔"

ڈاکٹر کی بات سن کر کیف کی آنکھوں میں بے بسی اور خوف کے دریا بہنے لگے۔ وہ ایک لمحے کے لیے جیسے ساکت ہو گئی تھی، پھر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کی سانسیں رک رہی ہیں اور دل میں ایک وزنی بوجھ محسوس ہو رہا ہے۔ اس کا دماغ تھم چکا تھا، لیکن دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

"ڈاکٹر، پلیز، آپ نے کچھ نہیں کیا؟ میری امی کی حالت کیا ہے؟" کیف کی آواز ہچکیاں لیتے ہوئے نکلی۔

"ہم نے ہر ممکن علاج کیا ہے، لیکن ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ وہ کمزور حالت میں ہیں اور مزید دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔" ڈاکٹر نے افسوس کے ساتھ سر جھکایا۔

یہ سن کر کیف کی دنیا جیسے دھڑکنا بند ہو گئی۔اس کے ہاتھ لرز رہے تھے اور آنکھوں میں بے شمار سوالات تھے، مگر ان سب کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"کیف، تمہیں مضبوط ہونا ہو گا۔" عالیان نے اس کا ہاتھ تھاما۔

کیف کی نظریں خالی سی ہو گئی تھیں۔اس کا دماغ ابھی تک اس حقیقت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ جسے اپنا سب کچھ سمجھتی تھی، وہ اتنی بڑی آزمائش میں مبتلا ہو گئی تھی۔

"کیف، پلیز، ہمیں امید نہیں چھوڑنی چاہیے۔" بڑے شاہ نے نرم لہجے میں کہا، اور اس کی آنکھوں میں بھی بے شمار جذبات کی گونج تھی۔

لیکن کیف کی حالت یہ تھی کہ وہ بس رو رہی تھی۔اور اس کا دل بکھر رہا تھا۔

بڑے شاہ نے راستے میں چھوٹے شاہ کو خبر کیا وہ شاہ بیگم اور مایا کے ساتھ آئی تھیں۔

مایا کو دیکھ کر کیف اس کے گلے لگی رو رہی تھی۔مایا خود اپنی امی کا ہارٹ اٹیک سن کر اسے دھچکا لگا تھا۔

مایا نے کیف کو اپنے بازوؤں میں مضبوطی سے تھام لیا، جیسے وہ اس کے بکھرتے وجود کو سنبھالنا چاہتی ہو۔کیف کی سسکیاں مایا کے دل میں تیر بن کر اتر رہی تھیں۔

"مایا... میری امی... میری امی کو کچھ نہیں ہو گا نا؟" کیف نے کانپتی آواز میں پوچھا۔

مایا نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور خود کو مضبوط کرتے ہوئے بولی، "نہیں آپی، امی کو کچھ نہیں ہو گا۔امی ٹھیک ہو جائیں گی۔ ہمیں اللہ سے دعا کرنی ہے، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

دونوں بہنوں کی آوازیں پورے ہسپتال میں گونج رہی تھی سب لوگ ان دو بہنوں کو دیکھ رہی تھی۔

کیف کی سسکیاں رکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔مایا نے اسے اور مضبوطی سے تھام لیا، لیکن خود بھی آنسو نہیں روک پا رہی تھی۔شاہ بیگم نے آگے بڑھ کر دونوں بہنوں کو اپنے بازوؤں میں لے لیا، جیسے اپنی ممتا سے ان کے بکھرتے وجود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

"بیٹا، دعا کرو۔اللہ بہت مہربان ہے۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔" شاہ بیگم نے نرمی سے کہا، لیکن ان کی اپنی آنکھیں بھی نم ہو چکی تھیں۔

بڑے شاہ ایک طرف کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ان کی نظریں کیف پر تھیں، جس کی دنیا جیسے پل بھر میں بکھر گئی تھی۔ان کے دل میں عجیب سا درد اٹھا، لیکن وہ بے بس تھے۔

"کیف، بیٹھو، تم بہت دیر سے کھڑی ہو۔" عالیان نے نرمی سے کہا اور اسے سہارا دے کر بینچ پر بٹھایا۔لیکن کیف کا دھیان بس ایمرجنسی روم کے دروازے پر تھا، جیسے وہ کسی معجزے کے انتظار میں ہو۔

وقت جیسے تھم گیا تھا۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔پھر اچانک ایمرجنسی روم کا دروازہ کھلا، اور ڈاکٹر باہر آیا۔سب کے دل جیسے حلق میں آ گئے۔

کیف فوراً کھڑی ہو گئی، اس کے لب کانپ رہے تھے۔

"ڈاکٹر... میری امی... وہ کیسی ہیں؟"

ڈاکٹر نے گہری سانس لی، پھر نرم لہجے میں بولا۔"ابھی ان کی حالت خطرے سے باہر ہے، لیکن وہ بے حد کمزور ہیں۔اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ وہ کیسے ریکور کرتی ہیں۔"

کیف نے بے یقینی سے ڈاکٹر کی بات سنی،اس کے آنسو بے اختیار بہنے لگے۔"کیا میں انہیں دیکھ سکتی ہوں؟"

ڈاکٹر نے ہلکا سا سر ہلایا،"جی، لیکن زیادہ دیر نہیں۔انہیں آرام کی سخت ضرورت ہے۔"

کیف بغیر کچھ سنے اندر بھاگی۔اس کی امی بیڈ پر بے حد کمزور نظر آرہی تھیں، سانس لینے میں دقت ہو رہی تھی، مگر وہ زندہ تھیں۔ کیف نے ان کا ہاتھ تھاما، جو سرد محسوس ہو رہا تھا۔

"امی، پلیز جلدی ٹھیک ہو جائیں...مجھے آپ کی ضرورت ہے..."وہ آنسو بہاتے ہوئے بولی۔

مایا اور شاہ بیگم دروازے پر کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھیں، جبکہ بڑے شاہ دور سے خاموشی سے کیف کو دیکھ رہے تھے،اس کے درد کو محسوس کر رہے تھے مگر کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔

"اب آپ باہر جائیں۔"ڈاکٹر اس کے پاس آتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے امی کے پاس رہنا ہے۔"

"بیٹا، میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ اپنی امی کے پاس رہنا چاہتی ہیں، لیکن ابھی انہیں مکمل آرام کی ضرورت ہے۔ ہم ان کی نگرانی کر رہے ہیں، جیسے ہی وہ ہوش میں آئیں گی، ہم آپ کو بلوالیں گے۔" ڈاکٹر نے نرمی سے سمجھایا۔

"نہیں، میں انہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی!" کیف ضدی لہجے میں بولی، اس کی آنکھوں میں التجا تھی۔

"آپی، ڈاکٹر صحیح کہہ رہے ہیں۔ امی کو آرام کی ضرورت ہے، اگر آپ بیمار پڑ گئیں تو امی کے لیے اور پریشانی ہو گی۔ آیئے، تھوڑی دیر کے لیے باہر چلتے ہیں۔" مایا نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

کیف نے بے بسی سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا، ان کا ہاتھ تھامے رکھا، مگر آخر کار مایا کے اصرار پر آہستہ سے ہاتھ چھوڑ دیا۔ اس کا دل بوجھل تھا، مگر وہ جانتی تھی کہ امی کے لیے مضبوط رہنا ضروری ہے۔

وہ بوجھل قدموں سے باہر نکلی، جہاں بڑے شاہ، شاہ بیگم اور عالیان سب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی وہ باہر آئی، اس کے قدم ڈگمگائے، مگر بڑے شاہ نے فوراً آگے بڑھ کر اسے سنبھال لیا۔

"سنبھل کر کیف..." ان کے لہجے میں بے ساختہ نرمی تھی۔ کیف نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا کیف کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ وہ اور اس کے قریب ہوتے اس کے گلے لگی۔

بڑے شاہ نے لمحہ بھر کو حیرت سے کیف کو دیکھا، مگر اگلے ہی لمحے اس کے آنسوؤں کی تپش نے ان کے دل کو جکڑ لیا۔ وہ بغیر کچھ کہے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ گئے۔

"میں تھک گئی ہوں... میں بہت تھک گئی ہوں۔!" کیف نے روتے ہوئے کہا۔

"میں ہوں نا، کیف... سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بڑے شاہ نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

مایا، عالیان، اور شاہ بیگم نے یہ منظر دیکھا تو ان کی آنکھوں میں بھی نمی آگئی۔ عالیان نے کرب سے آنکھیں بند کیے۔ کیف کی سسکیاں ہلکی ہوتی گئیں، جیسے وہ کسی محفوظ پناہ گاہ میں آگئی ہو۔

"امی ٹھیک ہو جائیں گی، نا؟" کیف نے مدھم آواز میں پوچھا۔

"ہاں، بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ تم بس ہمت رکھو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔" بڑے شاہ نے تسلی دی۔ کیف اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی اچانک اس کی سسکیاں تھم گئی جب بڑے شاہ نے دیکھا تو وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"کیف۔!" بڑے شاہ گھبرا کر چیخے اور فوراً اسے سنبھالا۔

چھوٹے شاہ، مایا اور عالیان بھی فوراً آگے بڑھے۔

"یہ اچانک کیا ہو گیا؟" مایا نے پریشانی سے کہا۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ!" بڑے شاہ نے سختی سے کہا اور خود کیف کو بانہوں میں اٹھا کر تیزی سے ایمر جنسی روم کی طرف بڑھنے لگے۔

ڈاکٹرز نے فوراً کیف کا معائنہ کیا اور نرسوں کو کچھ ہدایات دیں۔

"انہیں شدید صدمہ پہنچا ہے، ان کا بلڈ پریشر بہت کم ہو گیا ہے۔ انہیں فوری آرام اور ذہنی سکون کی ضرورت ہے، ورنہ ان کی طبیعت مزید بگڑ سکتی ہے۔" ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا میں اس کے پاس رک سکتا ہوں؟" بڑے شاہ نے بے چینی سے پوچھا۔

"فی الحال، آپ سب کو باہر انتظار کرنا ہو گا۔ ہمیں انہیں مکمل آرام دینا ہو گا۔" ڈاکٹر نے نرمی سے جواب دیا۔

بڑے شاہ نے بے بسی سے کیف کو دیکھا، جو بے ہوش پڑی تھی۔

مایا نے روتے ہوئے شاہ بیگم کا ہاتھ تھام لیا، جبکہ عالیان بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"بھائی، آپ کو حوصلہ رکھنا ہو گا۔ کیف کو ابھی آپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔"

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور اپنی مٹھیاں سختی سے بند کر لیں۔ ان کی نظریں کیف کے بے جان چہرے پر تھیں، جیسے وہ بس اسی لمحے کا انتظار کر رہے ہوں کہ وہ آنکھیں کھولے اور انہیں دیکھے۔

"اگر اسے کچھ ہوا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گا..." انہوں نے خود سے سرگوشی کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مایا نے آنسو صاف کرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے، اور عالیان نے تھکے ہوئے انداز میں دیوار سے ٹیک لگا لی۔ پورے ہسپتال میں ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی، صرف دل کی دھڑکنوں کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا......

رات کے آٹھ بج رہے تھے کیف دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔ بڑے شاہ کیف کے پاس بیٹھا تھا رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سوجھی تھی۔

"میں نے تمہیں ہمیشہ تکلیف ہی دی، نا؟" انہوں نے مدھم آواز میں خود سے کہا۔ "تم ہر بار میری قریب آئی اور میں نے آپ کو خود سے دور کیا، مجھے آپ کو نہیں چھوڑنا چاہیے تھا... تو شاید تب تمہاری زندگی میں یہ سب نہ ہوتا..."

انہوں نے تھکی ہوئی سانس لی اور اپنی انگلیوں سے آنکھیں مسلنے لگے۔

ہسپتال کی خاموشی میں صرف مشینوں کی مدھم آواز اور کیف کی ہلکی سانسوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"میں تمہاری زندگی میں زبردستی نہیں آنا چاہتا تھا، کیف... لیکن دل کا کیا کروں؟" وہ دھیرے سے بولے، جیسے خود سے مخاطب ہوں۔

رات کی تاریکی میں، ایک ادھورا خواب ان کی آنکھوں میں بسیرا کر چکا تھا، اور اس خواب کا نام کیف تھا...

کیف نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ بڑے شاہ جو کرسی پر بیٹھے تھے، جیسے ہی انہوں نے کیف کی ہلکی سی جنبش محسوس کی، فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"کیف...؟" ان کی آواز میں حیرانی اور نرمی کا امتزاج تھا۔

کیف نے مدھم نظروں سے انہیں دیکھا، جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کے لب ہلکے سے کپکپائے، لیکن کوئی لفظ ادا نہ کر پائے۔

"کیسی ہو؟" بڑے شاہ نے نرمی سے پوچھا، آگے جھکتے ہوئے۔

کیف نے آنکھیں جھپکائیں، پھر بہت آہستگی سے بولی۔ "امی... میری امی کہاں ہیں؟"

"وہ ایمرجنسی وارڈ میں ہے۔"

امی کیف نے ہاتھ سے کنولہ نکالا اور کمرے سے بھاگنے لگی۔

"کیف، رکو!" بڑے شاہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کے پیچھے لپکے۔

کیف کی آنکھوں میں آنسو تھے، دل میں خوف، اور قدم بے اختیار ایمرجنسی وارڈ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچی، نرسوں نے اسے روک لیا۔

"آپ اندر نہیں جا سکتیں، مریض کو آرام کی ضرورت ہے۔!" ایک نرس نے نرمی مگر سختی سے کہا۔

"مجھے امی کے پاس جانا ہے!" کیف تقریباً چلائی، اس کی سانس پھول رہی تھی۔

بڑے شاہ نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے کندھوں کو تھاما۔

"کیف، خود کو سنبھالو! اس وقت تمہارا کمزور ہونا تمہاری امی کے لیے بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے!"

"مجھے ان کے پاس جانا ہے، ! پلیز مجھے مت روکیے..." اس کی آواز لرز رہی تھی، آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

"دیکھو کیف صبر سے کام لو۔" شاہ بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ مایا بھی آگے آتے ہوئے کیف کو سہارا دیا اور اسے بٹھایا۔ وہ مسلسل رو رہی تھی۔

"مریضہ کو ہوش آگیا ہے۔" ڈاکٹر نکلتے ہوئے کہا۔

کیف کے آنسو پل بھر کو تھمے، اس نے بے یقینی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔ "کیا؟ امی کو ہوش آگیا؟" اس کے لہجے میں بے قراری تھی۔

"جی، لیکن وہ ابھی کمزور ہیں۔ آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں، مگر زیادہ دیر نہیں۔" ڈاکٹر نے نرمی سے کہا۔

کیف فوراً کھڑی ہو گئی، مگر کمزوری کے باعث لڑکھڑا گئی۔ مایا نے فوراً اسے سنبھالا۔

"آیئے، میں آپ کو اندر لے چلتی ہوں۔" مایا نے پیار سے کہا۔

کیف نے ہلکی سی ہاں میں سر ہلایا اور آہستہ آہستہ ایمر جنسی وارڈ کی طرف بڑھنے لگی، جہاں اس کی ماں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

کیف، مایا، شاہ بیگم، بڑے شاہ اور چھوٹے سب ایک ساتھ اندر گئے۔

کیف کی نظریں بیڈ پر پڑی تو اس کا دل جیسے مٹھی میں آگیا۔امی نڈھال حالت میں لیٹی تھیں، آنکھیں نیم وا تھیں،اور چہرے پر نقاہت نمایاں تھی۔

"امی!" کیف تیزی سے آگے بڑھی اور ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"آپ کیسی ہیں؟ مجھے معاف کر دیں، میں آپ کا خیال نہیں رکھ سکی۔" اس کی آواز آنسوؤں میں بھیگ گئی۔

Clubb of Quality Content!

امی نے دھیرے سے آکسیجن ماسک ہٹاتے ہوئے کیف کے ہاتھ پر اپنا کمزور ہاتھ رکھا۔اور نفی میں سر ہلایا۔" کیف ان کے ہاتھ چومنے لگی۔

شاہ بیگم بھی اس کے پاس آکر پوچھنے لگی۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" شاہ بیگم نے نرمی سے امی کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

امی نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں، ایک نظر کیف کو دیکھا، پھر شاہ بیگم کی طرف دیکھا اور مدھم آواز میں بولیں، "الحمدللہ...

"آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے۔" شاہ بیگم نے نرمی سے کہا اور کمبل درست کیا۔

"ہاں، آپ سب بھی تھوڑا آرام کریں، میں ہوں یہاں،" بڑے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

کیف نے امی کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رکھا، جیسے وہ انہیں ایک لمحے کے لیے بھی چھوڑنے کو تیار نہ ہو۔

"کیف میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" ایک نظر بڑے شاہ اور پھر کیف کو دیکھتے ہوئے اپنی کمزور آواز میں کہا۔

"امی آپ آرام کریں باتیں تو ہوتی رہیں گی۔"

"نہیں بیٹا، یہ بات ابھی کرنا ضروری ہے۔" امی نے دھیرے سے کہا اور کیف کا ہاتھ تھوڑا اور مضبوطی سے پکڑا۔

کیف نے بے چینی سے ان کی طرف دیکھا، پھر ایک نظر بڑے شاہ پر ڈالی، جو خاموشی سے کھڑے تھے۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم اپنی زندگی کو یوں تکلیف میں نہ رکھو۔" امی نے محبت سے اس کے چہرے کو دیکھا۔ "بعض اوقات ہم ضد میں اپنی خوشیاں خود سے دور کر دیتے ہیں۔"

"امی، یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔۔" کیف نے نظریں چرا کر کہا۔

Clubb of Quality Content

"یہی وقت ہے، بیٹا۔" امی کی سانسیں کچھ بھاری ہوئیں، لیکن انہوں نے بات جاری رکھی۔ "میں چاہتی ہوں کہ تم خوش رہو، اپنی زندگی سنوارو۔ اور میں جانتی ہوں، تمہاری خوشی کہاں ہے۔"

کیف نے چونک کر انہیں دیکھا، جبکہ بڑے شاہ نے نظریں جھکا لیں۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم بڑے شاہ کے نکاح میں آجاؤ۔" امی نے دھیرے مگر مضبوط لہجے میں کہا۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ کیف کی آنکھوں میں بے یقینی تھی، مایا اور شاہ بیگم ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں، اور بڑے شاہ نے پہلی بار کیف کی طرف دیکھا، لیکن اس کی نظریں جھک گئیں۔

"امی پلیز یہ سب باتوں کا وقت نہیں ہے۔"

"کیف اپنی امی کی آخری تمنا سمجھ کر میری بات مانو۔" اس کی سانسیں بھاری ہو گئی تھی۔

"امی آپ جو بھی کہو گی میں کروں گی میں آپ کی بات مانو گی امی! پلیز آنکھیں کھولیں!" کیف گھبرا کر ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے چیخی۔

ڈاکٹر اور نرسیں فوراً کمرے میں داخل ہوئیں۔ "آپ سب باہر جائیں، ہمیں مریضہ کو سنبھالنے دیں!" ایک نرس نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں! میں اپنی امی کے پاس رہوں گی!" کیف ضد سے بولی، مگر بڑے شاہ نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑا اور نرمی مگر مضبوطی سے باہر لے آیا۔

کیف تڑپ رہی تھی، آنسو اس کے گالوں پر بے قابو ہو کر بہہ رہے تھے۔

"وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں... وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں!" وہ بے یقینی سے بڑبڑا رہی تھی۔

مایا نے اسے تھامنے کی کوشش کی، مگر کیف جیسے ساکت ہو چکی تھی۔

"دیکھیں اس کی طبیعت ابھی بھی ناساز ہے زیادہ سے زیادہ اس کو خوشی دیں تاکہ وہ بہتر محسوس کریں۔" ڈاکٹر نے ایک گہری سانس لی، پھر نرمی سے بولا۔

ڈاکٹر کی بات سن کر سب نے شکر کا سانس لیا۔ کیف جو مسلسل روتی جا رہی تھی، نڈھال ہو کر بڑے شاہ کے کندھے سے لگ گئی۔

"کیف، امی ٹھیک ہو جائیں گی، تمہیں حوصلہ رکھنا ہو گا۔" مایا نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"میں... میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتی، مایا۔" کیف نے سسکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ان کے لیے مضبوط ہونا ہو گا۔ وہ تمہیں کمزور نہیں دیکھنا چاہتیں۔" شاہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

"امی آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھیں، جاؤ ان کے پاس بیٹھو۔" مایا نے آہستہ سے کیف کے سر پر ہاتھ رکھا۔

کیف نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا، پھر دھیرے سے اپنے قدم امی کے کمرے کی طرف بڑھائے اور اس کے پیچھے مایا بھی آئی۔

کیف کی امی نے دونوں کے لیے بازو پھیلائے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیف اور مایا تیزی سے آگے بڑھیں اور ان کے بازوؤں میں سما گئیں۔ کیف نے ان کے سینے سے لگ کر آنکھیں بند کر لیں، جیسے وہ اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے روک لینا چاہتی ہو۔

"میری بچیوں..." ان کی کمزور آواز کانوں میں گونجی۔

"امی، پلیز آپ زیادہ مت بولیں، آپ کو آرام کرنا چاہیے۔" مایا نے ان کے ہاتھوں کو تھام کر نرمی سے کہا۔

"نہیں بیٹا، مجھے کہنا ہے..." انہوں نے کیف کے چہرے کو تھپکتے ہوئے آہستہ سے کہا، "کیف، میں جانتی ہوں کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی، لیکن میں تمہیں اکیلا بھی نہیں چھوڑ کر جانا چاہتی۔"

"امی، پلیز ایسی باتیں مت کریں!" کیف کی آنکھوں میں آنسو دوبارہ امڈ آئے۔

"بیٹا، زندگی میں ہمیشہ کسی نہ کسی کا سہارا چاہیے ہوتا ہے... اور میں چاہتی ہوں کہ تمہارا سہارا وہ ہو جو تمہاری حفاظت کر سکے، جو تمہیں خوش رکھ سکے۔" ان کی نظریں کیف پر مرکوز تھیں، جیسے اس کی رضامندی مانگ رہی ہوں۔

"جی امی میں ان سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔" کیف نے دھیرے سے کہا۔

کیف کے لبوں سے نکلے یہ الفاظ جیسے پورے کمرے میں گونج گئے۔ سب نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اسے دیکھا، جبکہ بڑے شاہ کی نظریں کیف پر جم گئیں۔

امی کی آنکھوں میں نمی آگئی، مگر اس بار یہ آنسو خوشی کے تھے۔ انہوں نے کمزور ہاتھوں سے کیف کے چہرے کو چھوا، جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہوں کہ ان کی بیٹی نے واقعی ان کی آخری خواہش مان لی ہے۔

"میری بچی... اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔" ان کی لرزتی آواز میں دعائیں تھیں۔

مایا نے مسکرا کر کیف کا ہاتھ تھام لیا، جیسے کہہ رہی ہو کہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔

بڑے شاہ نے گہری سانس لی، جیسے دل کو کسی طوفان سے باہر نکالا ہو۔ ان کے چہرے پر جذبات کا طوفان تھا، لیکن انہوں نے کچھ نہیں کہا، بس خاموشی سے کیف کو دیکھتے رہے۔

چھوٹے شاہ اور شاہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا، اور شاہ بیگم نے کیف کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

Clubb of Quality Content

"اللہ تمہیں بہت خوشیاں دے، بیٹا۔ تم نے اپنی امی کی سب سے بڑی خواہش پوری کر دی۔" شاہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

کیف نے نظریں جھکا لیں، دل میں ایک عجیب سی ہلچل تھی۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اسے اس موڑ پر لے آئے گی، لیکن اگر یہ اس کی امی کی خوشی تھی، تو اسے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

عالیان جب گھر پہنچا تو وہ حبیبہ بیگم سے بغیر ملے اپنے روم میں گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ آنکھیں بند کرتے ہی وہ منظر سامنے آ گیا—— کیف بڑے شاہ کے سینے سے لگی رو رہی تھی، اور وہ بے بسی سے بس دیکھتا رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ کیف صدمے میں تھی، لیکن اس کے لیے یہ منظر سہنا آسان نہیں تھا۔ عالیان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور گہری سانس لینے کی کوشش کی، مگر حلق میں جیسے کانٹے چبھ رہے تھے۔

"کاش کیف آپ بڑے شاہ سے پیار نہیں کرتے۔ اور نہ ہی وہ آپ سے پیار کرتے۔ آج آپ میری بیوی کہلاتی۔ مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے جب میں آپ کو شاہ کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ مجھے یہ سوچ کے گھٹن محسوس ہوتی ہے کہ اب آپ میری نہیں رہی آپ شاہ کی ہیں۔" عالیان نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس لی، جیسے خود کو تسلی دینے کی کوشش کر رہا ہو، مگر دل کی بے قراری کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ دن دیکھنا پڑے گا، کیف... آپ میری زندگی کا سب سے خوبصورت خواب تھیں، اور اب آپ کسی اور کی حقیقت بننے جا رہی ہیں۔"

اس کے ہاتھ مٹھیاں بن گئے، آنکھوں میں نمی اتر آئی، لیکن وہ رو نہیں سکتا تھا۔ وہ کمزور نہیں پڑ سکتا تھا۔ مگر اندر کہیں بہت کچھ ٹوٹ رہا تھا۔

"اللہ میں کیا کروں گا میں نے خود کیف کو جانے کے لیے کہا مگر میرا دل ٹوٹ کے بکھر رہا ہے۔" عالیان بے بسی سے زمین پر بیٹھ گیا، ہاتھوں میں چہرہ چھپالیا۔ آنسو خاموشی سے اس کی انگلیوں کے درمیان سے بہنے لگے۔

"میں نے خود اسے جانے کے لیے کہا تھا... میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کسی اور کے حوالے کر دی... مگر یہ دل، یہ دل کیوں نہیں مانتا؟"

اسے یاد آیا جب کیف نے اس کے سامنے بڑے شاہ کے لیے ہاں کی تھی، اس کے دل میں جیسے کوئی خنجر اتر گیا ہو۔

"اللہ! میں کیا کروں؟ میں اسے بھول بھی نہیں سکتا اور اسے کسی اور کا ہوتا دیکھنا بھی میرے بس میں نہیں... میں کیا کروں؟"

عالیان کی سانسیں تیز ہونے لگیں، سینے میں گھٹن محسوس ہوئی۔ وہ اٹھا اور آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ سامنے اپنا عکس دیکھا تو لگا جیسے وہی عالیان کہیں کھو گیا ہے، جو ہمیشہ مسکراتا تھا، جو کیف کے ساتھ اپنی دنیا بسا لینے کے خواب دیکھتا تھا۔

"شاید میری قسمت میں وہ نہیں تھی... شاید میں نے خود اپنی قسمت خراب کر لی..."

وہ بے بسی سے ہنس دیا، مگر اس ہنسی میں صرف درد تھا، ٹوٹا ہوا شخص جو خود کو جوڑنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر جانتا تھا کہ کچھ چیزیں ٹوٹ کر کبھی مکمل نہیں ہوتیں۔

Clubb of Quality Content

"ہاں، وہ میری دوست تو ہے..." عالیان نے خود کو تسلی دی، مگر یہ تسلی بھی بے اثر تھی۔

دوستی...؟ کیا وہ واقعی اب صرف ایک دوست تھی؟ کیا وہ اسے دیکھ کر وہی محسوس کرتا تھا جو ایک عام دوست کے لیے کیا جاتا ہے؟"

"نہیں... میں خود کو دھوکہ دے رہا ہوں۔" اس نے آہستہ سے سر جھٹکا۔

کیف کی ہنسی، اس کی باتیں، سب کچھ اب بھی اسی شدت سے دل میں تازہ تھا۔ مگر اب وہ اس کی نہیں رہی تھی۔

"دوستی کا رشتہ قائم رکھنا ہوگا... کم از کم اتنا تو باقی رہے گا ناں؟" عالیان نے خود سے سوال کیا، مگر اس کا دل جانتا تھا کہ یہ اتنا آسان نہیں ہوگا۔

اس نے گہری سانس لی اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"ہاں، میں اس کا دوست ہوں، اور دوستوں کو خوش دیکھنا چاہیے، چاہے وہ خوشی انہیں کہیں اور سے کیوں نہ ملے..." عالیان نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی، مگر دل کے زخم ابھی بھی ہرے تھے، درد ابھی بھی باقی تھا۔

امی کے ٹھیک ہوتے انھیں ہسپتال سے ڈسچارج کیا تھا۔ شاہ بیگم نے ان کو اس کے گھر لے جانے سے منع کیا تھا۔ اور امی کو لے کر کیف کے ساتھ شاہ مینشن آئی تھیں۔

کیف نے بہت احتجاج کیا تھا، مگر شاہ بیگم کے اصرار کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

"بیٹا، تمہاری امی کو ابھی مکمل آرام کی ضرورت ہے، اور ہم سب یہاں ہیں ان کا خیال رکھنے کے لیے۔" شاہ بیگم نے نرمی سے کہا تھا۔

بڑے شاہ بھی خاموشی سے یہ سب دیکھ رہے تھے، جبکہ مایا کیف کا ہاتھ تھامے اسے تسلی دے رہی تھی۔

شاہ مینشن پہنچتے ہی شاہ بیگم نے خاص ہدایت دی کہ کیف کی امی کے لیے سب سہولتیں مہیا کی جائیں۔ کیف کی امی بھی کافی نڈھال تھیں، وہ کچھ کہنے کے بجائے خاموشی سے سر جھکا کر رہ گئیں۔

کیف نے بے چینی سے اپنی امی کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔ "امی، آپ آرام کریں، میں آپ کے لیے کچھ لے کر آتی ہوں۔"

"بیٹا، بس میرے پاس بیٹھ جاؤ، یہی کافی ہے۔" امی نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھاما۔

کیف نے ایک نظر بڑے شاہ پر ڈالی، جو دور کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان کی نظروں میں کچھ ایسا تھا جو کیف کا دل بے چین کر رہا تھا۔

مایا نے آہستہ سے کیف کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "آپی، سب ٹھیک ہو جائے گا، بس آپ ہمت رکھیں۔" کیف نے ہاں میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھوٹے شاہ اور شاہ بیگم کو سہارا دیا اور ان کو کمرے میں لے کر گئے۔ اور ان کو بیڈ پر بٹھایا۔ کیف بھی ان کے پاس آئی اور ان کے پاس بیٹھ گئی۔ دوسری جانب مایا بیٹھ گئی۔ اور بڑے شاہ بھی آکر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں آپ سب سے۔" کیف کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کیف کی امی نے ہلکی آواز میں کہا۔

"کیا۔؟" شاہ بیگم نے پوچھا۔ بڑے شاہ، مایا اور چھوٹے شاہ بھی ان کو دیکھنے لگی۔

"میں چاہتی ہوں کہ نکاح جلد جلد سے ہو جائیں تاکہ موت آئے تو سکون سے مر جاؤں۔"

کیف نے فوراً اپنی امی کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا، جیسے ان کے الفاظ کی سختی کو محسوس کر رہی ہو۔

"امی، پلیز ایسی باتیں مت کریں۔ آپ ٹھیک ہو رہی ہیں، آپ کو لمبی زندگی جینی ہے۔" کیف کی آواز کانپ رہی تھی۔

"بہن، اللہ آپ کو صحت دے، مگر آپ کی یہ خواہش سر آنکھوں پر۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ سب کچھ خوشی خوشی ہو۔" شاہ بیگم نے نرمی سے کیف کی امی کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

بڑے شاہ خاموش بیٹھے تھے، مگر ان کے چہرے کے تاثرات گہرے تھے۔ انھوں نے ایک نظر کیف پر ڈالی، جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

"امی ٹھیک کہہ رہی ہیں، نکاح جلدی ہو جانا چاہیے، تاکہ سب کچھ بہتر طریقے سے ہو سکے۔" مایا نے آہستہ سے کہا۔

"بھائی، آپ کیا کہتے ہیں؟" چھوٹے شاہ نے بڑے شاہ کی طرف دیکھا۔

"اگر کیف راضی ہے، تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور دھیمے لہجے میں کہا۔

کیف نے چونک کر سر اٹھایا۔ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔سب کی نظریں اس پر تھیں۔

"کیف، بیٹا؟" شاہ بیگم نے نرمی سے پکارا۔

کیف نے ایک نظر اپنی امی کے کمزور چہرے پر ڈالی، پھر بڑے شاہ کی جانب دیکھا، جو پر سکون مگر گہری نظریں جمائے اسے دیکھ رہے تھے۔وہ جانتی تھی کہ اب پیچھے ہٹنے کا کوئی راستہ نہیں۔

"جی امی، میں نکاح کے لیے تیار ہوں۔" اس نے دھیرے سے کہا، مگر اس کے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں۔

"تو ٹھیک ہے پھر طے رہا پرسوں جمعہ ہے تو اس بابرکت دن نکاح ہو گا۔" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیف نے سر جھکا لیا، اس کا دل عجیب سی کیفیت میں تھا۔مایا نے خوشی سے اس کا ہاتھ دبایا۔ "آپی، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

بڑے شاہ نے ایک نظر کیف پر ڈالی، مگر وہ اب بھی خاموش بیٹھی تھی۔انھوں نے گہری سانس لی اور سر ہلایا،"جیسا آپ سب مناسب سمجھیں۔"

کیف کی امی نے مطمئن ہو کر آنکھیں بند کر لیں، جیسے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہو۔"اللہ سب کے نصیب اچھے کرے۔"

چھوٹے شاہ نے خوشی سے بڑے شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔"بھائی، آپ کی زندگی کی نئی شروعات ہونے جا رہی ہے۔"

بابا، بابا، عمارہ بھاگ کر آ گئی مگر کیف کو دیکھ کر وہ حیرت سے کبھی بڑے شاہ کو دیکھ رہی تھی کبھی کیف کو دیکھ رہی۔

"بابا، یہ کیا ہو رہا ہے۔؟"عمارہ کی چھوٹی سی پیشانی پر حیرت کے شکن تھے۔

"بیٹا، یہ سب تمہیں جلد ہی سمجھ آ جائے گا۔"بڑے شاہ نے نرمی سے کہا اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔

"لیکن... کیفو کیوں یہاں بیٹھی ہیں؟"عمارہ کی معصوم نظریں کیف پر جمی تھیں۔

"کیونکہ اب کیفو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گی۔"مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سچ میں؟"عمارہ کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں،"پھر تو کیفو میری مما بن جائیں گی؟"

یہ سوال سنتے ہی کیف کا دل زور سے دھڑکا، اور بڑے شاہ نے عمارہ کو سینے سے لگا لیا۔

"ہاں، بیٹا۔" بڑے شاہ نے دھیرے سے کہا، جبکہ کیف نے نظریں جھکا لیں۔

عمارہ کیف کے پاس آئی اور اس کے گود میں بیٹھ گئی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھ اس کے گال پر رکھ دیے۔

"کیا سچ میں آپ میری مما بنیں گی۔؟" کیف کی نظریں بے اختیار بڑے شاہ کی طرف اٹھ گئی جو پہلے سے ہی اس کے طرف دیکھ رہا تھا۔

بڑے شاہ کی نظروں میں کچھ ایسا تھا کہ کیف کا دل بے اختیار تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ اس سوال کا جواب دینا چاہتی تھی، مگر الفاظ جیسے لبوں پر آکر رک گئے۔

"کیفو؟" عمارہ نے اس کے چہرے کو نرمی سے تھپتھپایا، "آپ خاموش کیوں ہو؟"

"بیٹا، کیا تمہیں خوشی ہوگی اگر میں تمہاری مما بن جاؤں۔؟" کیف نے زبردستی مسکراتے ہوئے عمارہ کو اپنے قریب کر لیا، اور کان میں کہا۔

عمارہ نے جوش سے سر ہلایا۔ "بہت زیادہ! پھر میں آپ کے ساتھ سوتی بھی، کہانیاں بھی سنتی، اور آپ میرے بال بھی بناتیں!"

بڑے شاہ نے گہری سانس لی اور کیف کے تاثرات جانچنے لگے۔ کیف نے ایک لمحے کو نظریں جھکا لیں، پھر آہستہ سے سر ہلا دیا۔

"پھر تو پکی بات ہے۔!" عمارہ نے خوشی سے تالی بجائی، اور سب کے چہروں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی، سوائے کیف کے، جس کا دل عجیب کشمکش میں الجھا ہوا تھا۔

"ارے ارے یہ دیکھیں کون ہے۔"ماہین یونیورسٹی آئی تھی اور کلاس میں جا رہی تھی جب پیچھے سے کامران کی آواز سنی۔ماہین نے پلٹ کر غصے سے اس کی طرف دیکھا جو ہاتھ پینٹ کے جیبوں میں ڈالے ہوئے کھڑا تھا۔

"لگتا ہے تم کو پھر سے میری مار کھانی ہے یا پھر میرے شاہ جی کے تھپڑ یاد آرہی ہے۔"ماہین نے دانت پیستے ہوئے کہا۔کامران نے گال پر ہاتھ رکھا اور غصے سے دیکھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں ڈر جاؤں گا۔؟"

"آپ پہلے ہی ڈر رہے ہیں۔"ماہین ہنسی۔

کامران آگے آیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

"چھوڑو مجھے۔"ماہین اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارنے لگی مگر اس نے ہاتھ نہیں چھوڑا ماہین نے جھک کر اس کے ہاتھ پر زور سے دانتوں سے کاٹا کہ خون نکلا کامران کراہ کر اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور پھر کامران کو تھپڑ دیا اور مارنے لگے آس پاس سٹوڈنٹس دیکھنے لگی فاطرہ آگے آکر اسے دور کرنے لگی۔

"ماہین! بس کرو، سب دیکھ رہے ہیں!"فاطرہ نے جلدی سے ماہین کو پیچھے کیا۔

"یہ شخص اپنی حد بھول رہا ہے، میں اسے یاد دلا رہی ہوں!"ماہین کا غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔

"تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو، ماہین! اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا!" کامران نے زخمی ہاتھ کو سہلاتے ہوئے غصے سے کہا۔

"میں تم جیسے بزدلوں سے نہیں ڈرتی! اور خبردار جو آئندہ میرے قریب بھی آئے!" ماہین نے طنزیہ ہنسی۔

یہ کہہ کر وہ تیزی سے پلٹی اور فاطرہ کے ساتھ کلاس کی طرف بڑھ گئی، لیکن اس کی پشت پر کامران کی غصے بھری نظریں گڑی ہوئی تھیں۔

"کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی۔؟" فاطرہ نے غصے سے کہا۔

"کیا مطلب کیا ضرورت تھی؟" ماہین رک کر فاطرہ کی طرف گھومی، "تم نے دیکھا نہیں وہ کیا کر رہا تھا؟ اگر میں کچھ نہ کرتی تو وہ اپنی حد پار کر دیتا!"

"میں مانتی ہوں کہ وہ غلط تھا، مگر تمہیں ہاتھا پائی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ یونیورسٹی ہے، یہاں سب دیکھ رہے تھے۔" فاطرہ نے گہری سانس لی۔

"تو کیا کرتی؟ چپ چاپ کھڑی رہتی اور اسے موقع دیتی؟ تم ہی بتاؤ!" ماہین نے بے زاری سے سر جھٹکا۔

"ماہین، ہمیں اپنے طریقے سے اسے سبق سکھانا ہو گا، نہ کہ سب کے سامنے تماشا بنا کر۔" فاطرہ نے نرمی سے کہا۔

ماہین نے تھوڑا سوچا، پھر آہستہ سے بولی۔ "شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو، لیکن مجھے کوئی افسوس نہیں۔ کم از کم اب وہ دوبارہ ایسی حرکت کرنے سے پہلے دس بار سوچے گا!"

"ماہین تم بہت جذباتی لڑکی ہو ایک دم ری ایکٹ کرتی ہوں کبھی تو کچھ کرنے سے پہلے سوچا کرو۔"

"ہاں، میں جذباتی ہوں، کیونکہ میں غلط چیزیں برداشت نہیں کر سکتی!" ماہین نے بے زاری سے کہا۔

"دیکھو ماہین، میں تمہاری نیت پر شک نہیں کر رہی، مگر ہر مسئلے کا حل لڑائی نہیں ہوتا۔ کچھ چیزوں کو عقل سے بھی حل کرنا پڑتا ہے۔" فاطرہ نے اس کا بازو پکڑا اور نرمی سے بولی۔

"پتہ نہیں، لیکن جب کوئی حد سے بڑھتا ہے، میں برداشت نہیں کر سکتی۔" ماہین نے گہری سانس لی اور نظریں دوسری طرف کر لیں۔

"بس یہی تو مسئلہ ہے!" فاطرہ نے مسکراتے ہوئے کہا، "اگر تم تھوڑا صبر اور سمجھداری سے کام لو، تو شاید مسئلے اور بھی بہتر طریقے سے حل ہو سکتے ہیں۔"

ماہین نے ہلکا سا سر ہلایا، "شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو، مگر سچ کہوں، اگر پھر کامران نے ایسی حرکت کی تو میں دوبارہ یہی کروں گی!"

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا، چلو کلاس میں چلتے ہیں!" فاطرہ نے ہلکے سے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

دونوں کلاس میں آئیں تو کامران بھی اس کے پیچھے آگیا اور ماہین کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ماہین کی طرف جھک گیا اس کا چہرہ بالکل ماہین کے چہرے کے قریب تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم مجھ سے بچ سکتی ہو ایسا حال کروں گا کہ خود سے بھی منہ چھپاتے پھرو گی۔۔"کمران نے آنکھ ونک کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ماہین نے غصے سے اسے دھکا دیا وہ دور جا کر گر گیا اور اس کا ماتھا بینچ سے لگنے کی وجہ سے خون بہنے لگا۔ماہین اٹھ کر اس کے چہرے پر تین چار زوردار تھپڑ رسید کیے۔

کلاس میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔سب لوگ حیرت اور سنسنی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔کامران نے اپنے زخمی ماتھے پر ہاتھ پھیرا،خون انگلیوں پر آ گیا۔اس کی نظریں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

"پاگل ہو گئی ہو کیا؟"وہ غرایا اور کھڑا ہونے کی کوشش کی،مگر ماہین نے مزید دو قدم آگے بڑھ کر انگلی اٹھائی،"خبردار!اگر میرے قریب آنے کی کوشش بھی کی تو اگلی بار تمہارا سارا غرور توڑ دوں گی!"

فاطرہ فوراً آگے آئی اور ماہین کو پیچھے کرنے کی کوشش کی۔"بس کرو،ماہین!کافی ہے!"

کامران نے آنکھیں تنگ کر کے ماہین کو گھورا،پھر مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں سے خون پونچھا۔

"بہت مزہ آرہا ہے نا یہ سب کر کے؟دیکھ لینا،اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا!"

Clubb of Quality Content

"دھمکی دینا بند کرو، کامران! جو کرنا ہے، سامنے آکر کرو۔ چھپ کر وار کرنے والے بزدل ہوتے ہیں!" ماہین نے ایک قدم آگے بڑھایا۔

اتنے میں پروفیسر کلاس میں داخل ہوئے اور دونوں کو لڑتے دیکھ کر اور پھر کامران کے ماتھے پر خون کو دونوں کو غصے سے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے کلاس میں؟" پروفیسر کی گرجدار آواز پورے کمرے میں گونجی۔ ساری کلاس ساکت ہو گئی، اور سب کی نظریں ماہین اور کامران پر جم گئیں۔

"کیا تم دونوں یونیورسٹی کو فائٹ کلب سمجھتے ہو۔؟" پروفیسر نے سخت لہجے میں کہا اور غصے سے کامران کے ماتھے سے بہتے خون کو دیکھا۔

"سر، اس نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی، میں نے بس اپنا دفاع کیا ہے۔" ماہین نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سر، یہ جھوٹ بول رہی ہے، اس نے بلاوجہ مجھ پر حملہ کیا۔ دیکھیں، میرا ماتھا زخمی ہو گیا ہے!" کامران ہنسا اور طنزیہ انداز میں بولا۔

"بکواس بند کرو! تم دونوں میرے آفس میں آؤ، ابھی!" پروفیسر نے غصے سے دونوں کو دیکھا۔

"یہ مسئلہ بڑھ سکتا ہے، تمہیں سوچ سمجھ کر بات کرنی ہو گی۔" فاطرہ نے ماہین کا بازو پکڑ کر آہستہ سے کہا۔

ناولز کلب
Clubs of Quality Content

"جو بھی ہو گا، میں سچ بولوں گی۔" ماہین نے گہری سانس لی۔

دونوں پروفیسر کے آفس کی طرف بڑھ گئے، جہاں یونیورسٹی کے ڈسپلن ہیڈ بھی موجود تھے۔ یہ معاملہ اب اور بھی سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ یونیورسٹی میں مار پیٹ؟ تم دونوں سمجھتے ہو کہ یہ کوئی تماشہ گاہ ہے؟" پروفیسر نے غصے سے دونوں کو گھورا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں پوری حقیقت جاننی ہے۔ سب کچھ سچ سچ بتاؤ!" ڈسپلن ہیڈ نے بھی سختی سے کہا۔

"سر، کامران نے مجھ پر نازیبا الفاظ کہے اور میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔ جب میں نے خود کو بچانے کی کوشش کی تو اس نے مجھے اور دھمکیاں دیں۔ میں نے اپنے دفاع میں اسے دھکا دیا، اور اسی دوران وہ بینچ سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا۔" ماہین نے گہری سانس لی اور مضبوط لہجے میں بولی۔

"یہ جھوٹ ہے! سر، میں نے تو بس مذاق میں بات کی تھی، اس نے مجھے بلاوجہ مارا۔" کامران فوراً بولا۔

"اگر تم سچے ہو تو کیا تم یہ بات اپنی فیملی کے سامنے دہرانے کے لیے تیار ہو؟" پروفیسر نے سخت نگاہوں سے کامران کو دیکھا۔

کامران ایک لمحے کے لیے چپ ہو گیا، جبکہ ڈسپلن ہیڈ نے ماہین کی طرف دیکھا، "کیا کوئی گواہ ہے جو تمہاری بات کی تصدیق کر سکے؟"

Clubb of Quality Content!

فاطرہ فوراً بولی، "جی سر، میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کامران نے واقعی ماہین کو ہراساں کرنے کی کوشش کی، اور ماہین نے صرف اپنا دفاع کیا۔"

"یہ معاملہ اب سنجیدہ ہو چکا ہے۔ دونوں اپنے والد کو فوراً کال کریں!" ڈسپلن ہیڈ نے سختی سے کہا۔

ماہین کی آواز بھرّا گئی۔ "سر، میرے والد نہیں ہیں..." یہ کہہ کر وہ چپ ہو گئی، جیسے اس کے گلے میں کوئی چیز اٹک گئی ہو۔

فاطرہ نے فوراً صورتحال کو سنبھالا۔ اس نے جلدی سے ماہین کے ہاتھ سے فون لیا اور زارون کو کال ملائی۔

"ہیلو، زران بھائی! پلیز جلدی یونیورسٹی آ جائیں، معاملہ بہت سنجیدہ ہے!" فاطرہ کی آواز میں بے چینی تھی۔

"کیا ہوا؟ ماہین ٹھیک تو ہے؟" زارون کی پریشان آواز آئی۔

"بس آپ آ جائیں، پھر سب بتاتے ہیں!" فاطرہ نے جلدی سے کہا اور فون بند کر دیا۔

ماہین چپ چاپ کھڑی تھی، اس کی آنکھیں نم تھیں، لیکن اس نے خود کو مضبوط رکھا۔

تقریباً بیس منٹ بعد، زران تیزی سے یونیورسٹی کے آفس میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی تھی۔

"ماہین!" زران کی آواز سن کر وہ چونک گئی اور حیرت سے زران کو دیکھنے لگی۔

Clubb of Quality Content!

"آپ یہاں۔؟"

"کیوں آپ کو کیا لگتا ہے آپ مصیبت میں ہو گی اور میں نہیں آؤ گا ایسا کیسے ممکن ہے۔؟"

"مگر آپ جائیں یہاں سے مجھے آپ کی ضرورت نہیں ہے میں سب خود سنبھال سکتی ہوں۔"

زران نے گہری سانس لی اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"ماہین، میں جانتا ہوں تم مضبوط ہو، خود کو سنبھال سکتی ہو، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ دوں۔"

"میں کسی کی ہمدردی نہیں چاہتی!" ماہین نے ناراضی سے رخ موڑ لیا۔

"یہ ہمدردی نہیں، یہ میرا حق ہے، تم میری ذمہ داری ہو!" زران نے نرمی سے کہا۔

ماہین کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔

"ذمہ داری؟ میں تمہاری کیا لگتی ہوں؟" اس نے تلخی سے پوچھا۔

زران چند لمحے خاموش رہا، پھر آہستہ سے بولا، "یہ تمہیں خود سمجھنا ہو گا، ماہین۔"

ماہین نے حیرانی سے زران کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جو وہ پڑھ نہیں پائی...

اتنے میں کامران کے والد بھی آئے۔ کامران کے والد غصے سے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز میں بولے۔

Clubb of Quality Content

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ میرے بیٹے کے سر سے خون بہہ رہا ہے، اور یہاں میرے بیٹے کو ہی مجرم بنا کر کھڑا کیا جا رہا ہے؟"

"مسٹر کامران کے والد، یونیورسٹی میں کسی بھی قسم کی بدتمیزی اور ہراسمنٹ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ کے بیٹے نے جو کیا، اس کے گواہ پوری کلاس کے طلبہ ہیں۔" پروفیسر نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ سب جھوٹ ہے! اس لڑکی نے مجھے مارا ہے، میں نے تو بس..." کامران جھٹ سے بولا۔

"ہم نے سب کچھ جانچ لیا ہے۔ اگر آپ کو شک ہے، تو آپ سی سی ٹی وی فوٹیج بھی دیکھ سکتے ہیں۔" پروفیسر نے سختی سے کامران کو چپ کروایا۔

"سر، ایسے رویے کو بالکل برداشت نہیں کرنا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ کامران کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے تاکہ دوبارہ کسی اور لڑکی کو اس سب کا سامنا نہ کرنا پڑے۔" زران نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یہ لڑکی بھی برابر کی قصوروار ہے! اس نے میرے بیٹے کو سب کے سامنے مارا ہے، اسے بھی سزا ملنی چاہیے!" کامران کے والد مزید غصے میں آ گئے۔

"اگر آپ کا بیٹا یہ سب نہ کرتا، تو یہ سب ہوتا ہی کیوں؟ میں نے اپنا دفاع کیا ہے، اور اگر دوبارہ ایسا ہوا تو میں پھر یہی کروں گی!" ماہین نے غصے سے کہا۔

ڈسپلن ہیڈ نے ہاتھ میں موجود فائل بند کی اور فیصلہ سنایا، "کامران کو ایک ہفتے کے لیے یونیورسٹی سے سسپینڈ کیا جاتا ہے، اور اگر آئندہ کوئی ایسی شکایت آئی تو اسے مکمل طور پر نکال دیا جائے گا۔"

کامران نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں، جبکہ ماہین نے گہری سانس لی۔

"بھولنا مت کہ یہ زمین میری ہے۔" کامران کے والد غرائے تھے۔

"مگر یونیورسٹی آپ کا نہیں ہے۔" پروفیسر نے سکون سے کہا تھا۔

"یہ یونیورسٹی میرے پیسوں سے چلتی ہے، میں چاہوں تو ابھی کے ابھی تم سب کو یہاں سے نکال سکتا ہوں!" کامران کے والد غرائے۔

"مسٹر کامران کے والد، یونیورسٹی اصولوں کے تحت چلتی ہے، کسی کی دولت کے بل بوتے پر نہیں۔ یہاں ہر طالبعلم کے لیے ایک ہی قانون ہے، چاہے وہ کسی بڑے بزنس مین کا بیٹا ہو یا ایک عام شہری کا۔" پروفیسر نے تحمل سے کہا۔

"اب دیکھنا، میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں، ماہین!" کامران غصے سے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دھمکیاں دینا بند کرو، کامران! اگر دوبارہ تم نے ماہین کو تنگ کیا، تو بات یونیورسٹی سے باہر بھی جا سکتی ہے۔" زران نے آگے بڑھ کر سخت لہجے میں کہا۔

"آپ لوگ اب جا سکتے ہیں، فیصلہ ہو چکا ہے۔" پروفیسر نے سخت لہجے میں کہا۔

کامران کے والد نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں، پھر کامران کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گئے۔ جاتے جاتے کامران نے نفرت بھری نظروں سے ماہین کو گھورا، مگر ماہین نے بے خوفی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

زران نے ماہین کی طرف دیکھا۔"تم ٹھیک ہو؟ماہین نے کوئی جواب نہیں دیا اور آگے بڑھنے لگی۔

زران نے اس کی خاموشی محسوس کی اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔

"ماہین، میں نے کچھ پوچھا ہے۔"اس کا لہجہ نرم مگر سنجیدہ تھا۔

ماہین نے ایک پل کے لیے اس کی طرف دیکھا، پھر نظریں چرا کر بولی،"میں ٹھیک ہوں۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کامران کیا کہتا ہے یا کیا کرتا ہے۔"

جہاں واضح پریشانی اور تکلیف چھپی تھی۔"تم جتنی مرضی مضبوط بننے کی کوشش کرو، میں جانتا ہوں کہ تمہیں فرق پڑتا ہے۔"زران نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اگر مجھے فرق پڑتا بھی ہے تو میں خود سنبھال سکتی ہوں۔ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔"ماہین نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

زران نے گہری سانس لی، پھر آہستہ سے بولا،"مدد مانگنا کمزوری نہیں ہوتی، ماہین۔ میں یہاں ہوں، ہمیشہ رہوں گا۔ بس اتنا یاد رکھنا۔"

ماہین کے دل کی دھڑکن ایک پل کو تیز ہوئی، مگر وہ جلدی سے رخ موڑ کر آگے بڑھ گئی۔ زران نے اسے جاتے دیکھا، پھر خود بھی آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چل دیا۔

رات کا وقت تھا۔ امی سو رہی تھی اور کیف اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ امی کے سونے کے بعد وہ ایسی ہی بیٹھی رہی مگر اسے بہت زیادہ بھوک لگ رہی تھی وہ آہستہ سے اٹھی اور کچن میں آگئی۔

کیف نے کچن میں آکر سوچنے لگی کہ کیا بنائے پھر اس نے فریج سے ڈبل روٹی نکال کر اس پر جیم لگایا اور چائے بنانے لگی۔

کیف نے آہستہ سے چائے کی پتی چمچ میں ڈالی اور پانی اُبالنے کے لیے چولہے پر رکھ دیا۔ اس دوران وہ ڈبل روٹی پر جیم لگا کر اس کے کنارے احتیاط سے کاٹنے لگی تاکہ وہ خوبصورت لگے۔ کچھ دیر بعد چائے اُبال کر اس نے کپ میں ڈالی اور ساسپین کے ساتھ فریج سے دودھ نکال کر چائے میں ڈال دیا۔

چائے کی خوشبو پورے کچن میں پھیل گئی، اور کیف کو تھوڑی سی تسلی ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ زندگی کبھی آرام سے نہیں گزرتی، لیکن ان چھوٹی چھوٹی چیزوں سے دل کو سکون ملتا تھا۔ ڈبل روٹی کے ساتھ چائے کا پہلا گھونٹ اس کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ لے آیا۔

اچانک اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے مگر اس کی مہک سے اسے پتہ چلا کہ کون ہو سکتا ہے اس نے مڑ کر نہیں دیکھا اور چائے پینے لگیں۔

"کیف!" بڑے شاہ کی آواز سن کر اس کا دل دھڑکا۔ وہ بڑے شاہ ہی تھے جو اس کی پاس ہوتے تو کیف کے دل کو زور سے دھڑکانے کا ہنر رکھتے۔

کیف نے چپکے سے دل میں ایک گہرا سانس لیا اور پھر مڑ کر بڑے شاہ کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں وہی شدت تھی، جسے کیف ہمیشہ محسوس کرتی تھی۔

"کیا کر رہی ہو؟" بڑے شاہ کی آواز میں تشویش تھی۔

"کیوں آپ کو دکھائی نہیں دے رہا کہ میں کیا کر رہی ہوں۔؟" کیف نے تپ کر بولا تھا۔

"نہیں مجھے صرف آپ نظر آتی ہیں۔ اور ہر جگہ نظر آتی ہے آپ سامنے ہو تو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔" کیف کی آنکھوں میں غصہ اور پریشانی کی جھلک تھی، لیکن جب بڑے شاہ نے یہ کہا تو اس کے دل میں ایک اور ہی ہلچل مچ گئی۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لیے دھندلا گئیں، اور وہ بغیر کچھ کہے بس خاموش ہو گئی اور وہاں سے نکلنے لگی بڑے شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"کہاں جا رہی ہو، کیف؟" بڑے شاہ کی آواز میں ایک عجیب سی شدت تھی۔

کیف رک گئی، مگر پلٹی نہیں۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ، بڑے شاہ۔" اس کی آواز مدھم تھی، مگر انداز سخت۔

بڑے شاہ نے اس کی طرف کھینچا، وہ بے اختیار قریب آ گئی۔ "کیف، مجھ سے کب تک بھاگو گی؟"

کیف نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور تیزی سے پیچھے ہٹی۔ "میں کسی سے نہیں بھاگ رہی، بڑے شاہ، بس خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

بڑے شاہ نے گہری نظر اس پر ڈالی۔ "اور میں تمہیں سنبھالنے کے لیے ہوں، مگر تم خود کو مجھ سے دور کر رہی ہو۔"

کیف نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں، جیسے خود کو مضبوط کر رہی ہو۔ "ہر بار آپ کی یہ باتیں... یہ مجھے کمزور کر دیتی ہیں، بڑے شاہ۔ میں کمزور نہیں ہونا چاہتی۔"

بڑے شاہ نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ "لیکن محبت کمزوری نہیں ہوتی، کیف۔ محبت وہ طاقت ہوتی ہے جو سب کچھ سہنے کی ہمت دیتی ہے۔"

کیف نے بے بسی سے اسے دیکھا، اور پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "یہ سب اتنا آسان نہیں ہے... کچھ چیزیں وقت مانگتی ہیں، بڑے شاہ۔"

بڑے شاہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا اور آہستہ سے سر ہلایا۔ "تو ٹھیک ہے، میں وقت دے دیتا ہوں... مگر ایک بات یاد رکھنا، کیف، میں تمہیں کبھی کھونے نہیں دوں گا۔"

"اور بھولنا مت کہ میں آپ سے نکاح صرف اپنی امی کی وجہ سے کر رہی ہوں۔"

بڑے شاہ نے کیف کی یہ بات سنی تو ایک پل کے لیے خاموش ہو گئے، پھر دھیرے سے مسکرا کر بولے، "یہی سچ ہے؟"

کیف نے نظریں چرا لیں۔ "ہاں، یہی سچ ہے۔" اس کی آواز مدھم تھی، لیکن لہجے میں سختی تھی۔

بڑے شاہ نے ایک قدم آگے بڑھایا، اس کے چہرے پر نظریں گاڑھ دیں۔ "ٹھیک ہے، اگر یہی حقیقت ہے تو میں قبول کرتا ہوں... لیکن کیف، یاد رکھنا، نکاح کے بعد تمہیں خود کو بار بار یہ بات یاد دلانی پڑے گی۔ کیونکہ شاید تم خود کو بھول جاؤ، مگر میں تمہیں یاد دلاتا رہوں گا کہ یہ نکاح صرف تمہاری امی کی وجہ سے نہیں ہوا۔"

کیف نے بے اختیار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو، لیکن الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے۔ وہ تیزی سے مڑی اور کچن سے نکل گئی۔

بڑے شاہ وہیں کھڑے رہے، ہلکی سی مسکراہٹ ان کے لبوں پر تھی۔ "ابھی تمہیں اپنی وجہ کا علم نہیں، کیف، لیکن جلد ہی تم خود سمجھ جاؤ گی..." انہوں نے خود سے کہا اور چائے کا کپ اٹھا کر ایک گھونٹ بھرا۔

کیف تیزی سے کچن سے نکلی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ "یہ شخص... ہمیشہ میرے جذبات کو الجھا کر رکھ دیتا ہے۔" وہ خود سے بڑبڑائی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف، بڑے شاہ نے چائے ختم کی اور کچن کی کھڑکی سے باہر اندھیرے آسمان کو دیکھنے لگے۔"کیف، تم جتنی جلدی خود کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کروگی، اتنی ہی جلدی خود کو میرے قریب پاؤگی۔"انہوں نے آہستہ سے کہا اور مسکرادیے۔

"ماہین رکو۔"زران اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"کیوں رکوں ہاں۔؟ لگتے کیا ہیں جائیں اس کے پاس جس سے آپ نے شادی کی ہے۔"ماہین چلائی تھی زران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے وہاں لے کر آیا جہاں پر کوئی نہیں تھا۔

"چپ! ایک لفظ اور نہیں۔۔"زران نے سخت لہجے میں کہا، اس کی آنکھوں میں غصہ اور بے بسی دونوں جھلک رہے تھے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ماہین نے زران کا ہاتھ جھٹک دیا۔"کیوں؟ کیوں چپ رہوں؟ آپ کو کوئی حق نہیں مجھ پر!"اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن وہ انہیں بہنے دینا نہیں چاہتی تھی۔

زران نے گہری سانس لی،"مجھے حق ہے، کیونکہ میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی پہلی ترجیح بنایا، لیکن تم نے کبھی میری سنی ہی نہیں۔"

"پہلی ترجیح؟"ماہین ہنسی، مگر اس ہنسی میں درد تھا۔"تو پھر وہ کون ہے ہاں جس سے آپ نے شادی کی؟"

زران نے اس کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔ "میں نے شادی... مجبوراً کی، ماہین۔ مگر دل۔۔۔"

"بس!" ماہین نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ "اب مزید کوئی وضاحت نہیں۔۔ میں پہلے ہی بہت برداشت کر چکی ہوں۔" وہ تیزی سے وہاں سے نکلنے لگی، لیکن زران نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"یہ سب اتنی آسانی سے ختم نہیں ہوگا، ماہین۔!" زران کی گرفت مضبوط تھی، جیسے وہ اسے کبھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ۔!" ماہین کی آواز لرز رہی تھی، لیکن وہ اپنی بے بسی چھپانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"نہیں چھوڑ سکتا، اور تمہیں بھی یہ ماننا ہوگا کہ تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی۔" زران کی نظریں گہری ہو چکی تھیں، جیسے وہ ماہین کے دل کی ہر بات پڑھ رہا ہو۔

ماہین نے اپنے ہاتھ کو چھڑانے کی کوشش کی، "نفرت ہو یا نہ ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا! حقیقت یہی ہے کہ آپ نے کسی اور سے شادی کر لی، شاہ صاحب۔!"

زران کی گرفت لمحے بھر کے لیے ڈھیلی پڑی، مگر اس نے ماہین کو جانے نہیں دیا۔

"جانتی ہو؟ شادی کے پیچھے کی سچائی جاننے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں؟ کبھی پوچھو تو سہی کہ میں نے ایسا کیوں کیا!"

"پوچھوں؟اور کیا سنوں؟ کوئی نیا جھوٹ؟ کوئی اور بہانہ؟ نہیں، زران، اب مجھ میں مزید سننے کی ہمت نہیں ہے۔" ماہین کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

"کبھی اپنے دل سے بھی پوچھو، ماہین، شاید وہ تمہیں سچ بتادے۔" زران نے آہستہ سے کہا اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ ماہین ایک پل کے لیے رکی، مگر پھر تیزی سے پلٹ کر چلی گئی، اور زران بس اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔

نکاح کا دن آچکا تھا کیف وائٹ اور گولڈن شرارے میں ملبوس آئینے کے سامنے بیٹھی تھی۔ مایا اسے جیولری پہنا رہی تھی۔ کیف نے خود کو آئینے میں دیکھا، اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت تھی۔ دل تیز دھڑک رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

مایا نے محبت سے اس کے ہاتھ تھامے، "آج آپ بہت حسین لگ رہی ہیں، جیسے کوئی خواب..."

کیف نے ہلکی سی مسکراہٹ دی، مگر آنکھوں میں بے یقینی کی جھلک تھی۔ "یہ خواب ہے یا حقیقت، مایا؟ سب کچھ اتنا جلدی ہوا کہ ابھی تک یقین نہیں آرہا۔"

"یقین نہ بھی آئے تو بھی وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا، کیف۔ بس دل کو مضبوط رکھو۔" مایا نے اس کی پیشانی چومی۔

"سچ بتاؤ پہلے مجھے خود بڑے شاہ پر غصہ آ رہا تھا مگر میں نے اس کی آنکھوں میں آپ کے لیے محبت دیکھا ہے۔ وہ آپ کو خوش رکھے گے۔" مایا نے اس کے ماتھا پٹی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔ کیف تلخ سا مسکرائی۔

"محبت؟" کیف نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا، مگر اس کے لہجے میں تلخی واضح تھی۔ "مایا، نکاح صرف امی کی آخری خواہش کی وجہ سے ہو رہا ہے، محبت کا اس میں کوئی دخل نہیں۔"

"آپی، بعض اوقات دل کی سچائی آنکھوں سے زیادہ واضح ہوتی ہے۔ آپ کو وقت لگے گا، مگر ایک دن آپ کو بھی احساس ہوگا کہ بڑے شاہ کی محبت سچی ہے۔" مایا نے نرمی سے اس کے ہاتھ تھامے.

اتنے میں عمارہ کمرے میں بھاگتی ہوئی آئی۔ عمارہ دوڑتی ہوئی آئی اور کیف کے سامنے جا کر خوشی سے گھومنے لگی۔ "کیفو! دیکھو، میں نے بھی تمہاری طرح کا ڈریس پہنا ہے! میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

کیف نے اسے دیکھا اور پہلی بار ہلکا سا مسکرائی۔ "بالکل پریوں جیسی لگ رہی ہو، عمارہ۔"

عمارہ خوشی سے اچھلی۔ "تو پھر آج کے بعد میں بھی دلہن بنی رہوں گی!"

مایا ہنستے ہوئے آگے بڑھی، "بالکل! مگر فی الحال اصل دلہن کو چلنے دو، نکاح کے لیے سب انتظار کر رہے ہیں۔"

کیف نے گہری سانس لی، نظریں ایک پل کو آئینے میں اپنے عکس پر ٹھہریں، پھر وہ عمارہ کا ہاتھ تھام کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑے شاہ آئینے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔اس نے وائٹ شیروانی پہنی تھی اور اس پر گولڈن کام ہوا تھا۔ بڑے شاہ نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا،ایک گہری سانس لی،اور خود پر ہلکا سا مسکرایا۔آج وہ دلہا بننے جارہے تھے،وہ بھی کیف کے دلہا۔

شیروانی کے بٹن درست کرتے ہوئے انہوں نے ہاتھ میں موجود گھڑی پہنی اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا تعویذ نکالا، جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔کچھ دیر اسے دیکھتے رہے، پھر پرس میں رکھ لیا۔

"شاہ،سب انتظار کر رہے ہیں،"چھوٹے شاہ دروازے پر آکر بولے۔

'ہاں میں آتا ہوں۔"

"ہمم ہمم کچھ زیادہ ہی خوش ہو رہے ہو۔"چھوٹے شاہ چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

بڑے شاہ نے ہنستے ہوئے چھوٹے شاہ کو دیکھا۔"تمہیں کیا لگتا ہے؟ تمہیں بھی جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ خوشی کیسی ہوتی ہے۔"پھر انہوں نے خود کو سنبھالا اور ایک آخری بار اپنے لباس کو ٹھیک کیا۔

"آج کا دن خاص ہے، چھوٹے شاہ، تمہیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے۔"وہ مسکراتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھوٹے شاہ نے کچھ نہ کہا، بس ہنستے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔ "چلیں پھر، سب کی نظریں تم پر ہوں گی، تیار رہنا۔"

بڑے شاہ نے ایک آخری نظر خود پر ڈالی، پھر وقار سے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔ آج کی رات صرف ان کے نکاح کی نہیں تھی، بلکہ ان کی محبت کی ایک نئی شروعات بھی تھی۔

کالج کی چھٹی ہوتی ہی ماہین سیدھا گھر گئی اور وہ بہت میں بھی تھی اور رونا بھی آرہا تھا۔

"میں آپ سے زندگی بھر نفرت کروں گی نہیں ہے آپ میرے شاہ جی۔ اللہ کرے کہ ہم کبھی نہ ملے اللہ کرے میں مر جاؤ۔" ماہین روتے بیڈ پر لیٹ گئی۔

ماہین کے آنسو تکیے میں جذب ہو رہے تھے، مگر اس کے دل میں اٹھنے والا طوفان کسی طرح تھم نہیں رہا تھا۔ اس نے آنکھیں زور سے بند کر لیں جیسے یوں وہ اپنے دل کی تکلیف کو بھی بند کر دے گی۔

"کیوں آئے تھے آپ؟ کیوں ہر بار میرے زخموں کو اور گہرا کر دیتے ہیں؟" وہ خود سے بڑبڑائی، مگر زران کی آنکھوں میں نظر آنے والی تڑپ اس کے ذہن سے محو نہیں ہو رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ زران سے اتنی نفرت کیوں کرنا چاہتی ہے اور کیوں اس نفرت کے باوجود اس کا دل دھڑکنا بند نہیں کرتا۔

چھ سال گزر گئے، وقت نے سب کچھ بدل دیا، مگر کچھ جذبات اب بھی وہیں کے وہیں تھے۔ زران کے لیے زندگی ایک نئے موڑ پر آ گئی تھی۔ ردا کی موت نے اس کے اندر ایک خلا چھوڑ دیا تھا، مگر بیٹی کی موجودگی نے اسے جینے کا حوصلہ دیا۔ اس نے اپنی ننھی سی جان کے لیے سب کچھ بدلنے کی ٹھان لی تھی۔ وہ بیٹی کو لے کر امریکہ گئے تھے اور چار سال بعد وہ واپس آیا تھا۔

دوسری طرف ماہین، جو کبھی جذبات کے طوفان میں بہک جاتی تھی، اب ایک مضبوط اور خود مختار لڑکی بن چکی تھی۔ وہ اپنے کریئر میں آگے بڑھ رہی تھی، مگر کہیں نہ کہیں دل کے کسی کونے میں ایک نام اب بھی دھڑکتا تھا—زران۔

!ماہین نے بی ایس مکمل کرنے کے بعد آفس میں جاب کرنے لگی تھی۔

پاکستان واپس آ کر زران نے بزنس کو سنبھال لیا تھا، اور وہ ایک کامیاب بزنس مین بن چکا تھا۔ لوگ اس کی محنت اور لگن کے معترف تھے، مگر وہ خود جانتا تھا کہ کامیابی کے اس سفر میں اس نے کیا کھویا ہے۔

ماہین اور زران کی راہیں الگ ہو چکی تھیں، مگر کیا تقدیر واقعی انہیں ہمیشہ کے لیے الگ رکھے گی؟

زران کے دل سے ماہین کبھی نہیں گئی تھی، وہ چاہ کر بھی اسے بھلا نہیں پایا تھا۔ وقت کے ساتھ سب کچھ بدل گیا، مگر اس کے دل میں ماہین کی جگہ آج بھی محفوظ تھی۔ امریکہ میں گزرا ہر دن اسے یہ احساس دلاتا رہا کہ وہ جس خوشی کی تلاش میں تھا، وہ شاید کہیں پیچھے، پاکستان میں رہ گئی تھی۔

وہ اپنی بیٹی کے ساتھ خوش تھا، مگر اس خوشی میں کہیں ایک کمی تھی، ایک خاموش سی کسک، جو وہ کسی سے کہہ نہیں سکتا تھا۔ اس نے خود کو بزنس میں مصروف کر لیا تھا، مگر رات کے سناٹے میں ماضی کی یادیں دستک دینے آ جاتیں، خاص طور پر ماہین کی وہ آخری الفاظ:

"میں آپ سے زندگی بھر نفرت کروں گی۔!"

زران کو نہیں معلوم تھا کہ ماہین نے یہ الفاظ غصے میں کہے تھے یا حقیقت میں، مگر وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ نفرت اور محبت میں بس ایک لمحے کا فرق ہوتا ہے۔

ماہین نے زران کو یاد تو کیا، مگر کبھی خود سے اعتراف نہیں کیا۔ وہ عمائرہ کے علاوہ کسی سے اپنی تکلیف کا ذکر بھی نہیں کرتی تھی۔ زران اس کے ماضی کا ایسا باب تھا جسے وہ بند تو کر چکی تھی، مگر وہ باب بار بار خود ہی کھل جاتا تھا، ہر اس رات جب تنہائی اس کے دل پر دستک دیتی، ہر اس لمحے جب کسی نے زران کا ذکر کیا، اور ہر اس پل جب وہ بے اختیار ماضی کی یادوں میں کھو جاتی۔

عمائرہ ہی تھی جو جانتی تھی کہ ماہین کے دل کے زخم ابھی بھرے نہیں ہیں۔

"ماہین، تم نے واقعی زران کو دل سے نکال دیا ہے؟" عمائرہ نے ایک دن سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں، عمائرہ، میں نے اسے اپنے دل سے، اپنی زندگی سے اور اپنی سوچوں سے بھی نکال دیا ہے۔" ماہین نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر اس کے لہجے کی خالی پن نے عمائرہ کو سچ بتا دیا تھا۔

زران کی محبت ایک پرانی خوشبو کی طرح تھی، جو چاہے جتنی بھی ہوا میں تحلیل ہو جائے، مگر کسی خاص لمحے میں وہ پھر سے محسوس ہونے لگتی ہے۔اور ماہین کے لیے وہ لمحے روز آتے تھے، بس وہ انہیں قبول نہیں کرنا چاہتی تھی۔

چھ سال بعد، تقدیر نے ایک بار پھر وہی راستے کھول دیے تھے جو ماہین اور زران نے الگ کر دیے تھے۔

"اللہ کن" فرما چکا تھا، زران کی دعائیں عرش تک پہنچی تھیں، اور فرشتوں نے ان پر آمین کہہ دیا تھا۔ یہ وہی دعا تھی جو زران نے ہر رات مانگی تھی، وہی تمنا جو اس نے ہر سجدے میں رکھی تھی۔وہ جانتا تھا کہ وقت بدل سکتا ہے، لیکن دل میں بسی محبت نہیں۔

ماہین نے خود کو مصروف رکھا، مگر دل کے نہاں خانوں میں زران کا نام اب بھی گونجتا تھا۔زران نے بھی ان سالوں میں خود کو کامیابیوں میں الجھا لیا تھا، مگر اس کی ہر کامیابی کے پیچھے ایک خالی پن تھا—— ایک نامکمل دعا، جواب قبول ہو چکی تھی۔

اور پھر، وہ لمحہ آیا جب ان کی راہیں ایک بار پھر آپس میں ٹکرا گئیں۔ماہین کے دل میں ہلچل تھی، زران کے دل میں بے قراری۔چھ سال کا فاصلہ، چھ سال کی جدائی، اور آج، وہ ایک ایسے بندھن میں بندھنے جا رہے تھے جو نہ صرف دلوں کو بلکہ روحوں کو بھی جوڑ دیتا ہے—— ایک مقدس، پاکیزہ اور اٹوٹ رشتہ۔

مایا کیف کے ساتھ نیچے آئی تھی شاہ بیگم اور امی یاسر شاہ نیچے بیٹھے تھے۔ کیف کو اندر آتے دیکھ کر شاہ بیگم نے کیف کو دیکھا جو دلہن بنی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔!" شاہ بیگم کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔ کیف کی نظریں جھکی ہوئی تھیں، دل کی دھڑکن بے قابو ہو رہی تھی۔ مایا نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے آگے لے آئی۔

امی کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مگر یہ آنسو خوشی اور تسلی کے تھے۔ یاسر شاہ نے ایک گہری سانس لی اور کیف کو دیکھ کر مسکرائے۔

"بیٹا، دعا ہے کہ تمہاری زندگی خوشیوں سے بھری رہے،" امی نے کیف کا ہاتھ تھام کر کہا۔ کیف نے سر جھکا دیا، لب کانپے مگر کچھ بول نہ سکی۔

"میں آپ کو ایسی ہی خوبصورت دلہن بنتے دیکھنا چاہتی تھی میری دل کی مراد پوری ہو گئی۔" امی نے کیف کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا اور کیف کی مہندی سے سجی ہاتھوں کو دیکھا۔

کیف کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، وہ ضبط کی آخری حد پر تھی۔ اس کی امی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے، مگر ان میں ایک ماں کی وہ بے چینی بھی تھی جو بیٹی کی رخصتی کے خیال سے ہر ماں کے دل میں بسی ہوتی ہے۔

"امی، آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی نا۔؟" کیف نے دھیمی آواز میں پوچھا، جیسے کوئی معصوم بچہ اپنی ماں سے جدا ہونے کے خوف میں مبتلا ہو۔

"ہمیشہ، میری جان، ہمیشہ۔ماں کی دعائیں کبھی دور نہیں ہوتیں۔" امی نے اس کے ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے کہا۔

مایا نے آگے بڑھ کر کیف کے آنسو صاف کیے اور ہنسی مذاق کے انداز میں بولی۔ "ارے، رونا مت، ورنہ بڑے شاہ ابھی نکاح سے پہلے ہی ساری دنیا کو دشمن سمجھنے لگیں گے۔"

یہ سن کر کیف کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ آگئی، مگر دل کی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔اس کا دل کسی انجانے احساس میں گھرا تھا، ایک ایسا احساس جو شاید ابھی سمجھ سے باہر تھا۔

"کیفو چاچو کہہ رہے ہیں کہ قاضی صاحب آگئے ہیں۔" عمارہ اپنے شرارے کو سنبھالتے ہوئے کمرے میں ائی۔

کیف نے عمارہ کو دیکھا، جو معصومیت سے اسے اطلاع دینے آئی تھی۔اس کے ننھے لبوں پر مسکراہٹ تھی، اور آنکھوں میں چمک۔ کیف نے اپنے ہاتھوں کی مہندی کو دیکھا، دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی، اور ایک پل کے لیے اسے سب کچھ دھندلا سا محسوس ہونے لگا۔

مایا نے اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ "چلو آپی، سب انتظار کر رہے ہیں۔"

کیف نے گہری سانس لی، نظریں اٹھا کر آئینے میں خود کو دیکھا——ایک دلہن، جو کسی اور کی ہونے جا رہی تھی۔اس نے اپنے جذبات کو سنبھالا، آنکھوں کی نمی چھپائی اور مسکرانے کی کوشش کی۔

امی تو ٹھیک سے نہیں چل سکتی شاہ بیگم نے ان کو وہیل چیئر پر بٹھایا اور ان کے ساتھ آگے بڑھنے لگیں۔چھوٹے شاہ بھی آئے تھے وہ کیف کے دوسرے جانب کھڑا ہوا اور ایک بھائی ہونے کا فرض نبھانے لگا۔

کیف کے دل میں بے شمار احساسات گزر رہے تھے، مگر وہ ان سب کو چھپانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔جب وہ شاہ بیگم اور چھوٹے شاہ کے ساتھ چل رہی تھی، تو ہر قدم کے ساتھ اس کا دل مزید بوجھل ہو رہا تھا۔امی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، مگر اس کی آنکھوں میں وہ گہرا دکھ چھپ کر رہ گیا تھا جسے وہ صرف اپنی بیٹی کی شادی کے وقت محسوس کر رہی تھی۔

"آپ کی زندگی خوشیوں سے بھری ہو، آپی۔" شاہ بیگم نے نرم آواز میں کہا، جیسے وہ خود اپنی بیٹی کو رخصت کر رہی ہوں۔

کیف نے سر جھکایا، اور پھر آہستہ سے کہا، "اللہ کا شکر ہے کہ آپ سب کا ساتھ ہے۔" اس کے دل میں ایک سکون کی لہر اٹھی، لیکن ساتھ ہی خوف اور بے یقینی کا احساس بھی تھا۔

کیف نے گہرا سانس لیا اور عمارہ کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف قدم بڑھائے۔دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی، جیسے ہر قدم کے ساتھ اس کی تقدیر ایک نیا موڑ لے رہی ہو۔باہر، جہاں مہمانوں کی ہنسی اور

باتوں کا شور تھا سب لوگ تالیاں بجانے لگیں۔ بڑے شاہ اسے دیکھ رہا تھا جو آہستہ آہستہ چل کر آگے بڑھ رہی تھی۔

ماہین اور زران کی راہیں الگ ہو چکی تھیں، مگر کیا تقدیر واقعی انہیں ہمیشہ کے لیے الگ رکھے گی؟ کیا قسمت نے واقعی ان دونوں کی کہانی ختم کر دی تھی؟ یا پھر یہ کہانی ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی؟ یا شاید اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لیے الگ سوچا تھا۔

کیف کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا، ہر قدم میں ایک نیا احساس جاگ رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی بڑے شاہ کے قریب پہنچی۔ اس کے دل کی دھڑکنوں میں بے شمار سوالات، خوف، اور امیدیں چھپی تھیں۔

چھ سال بعد، تقدیر نے ایک بار پھر وہی راستے کھول دیے تھے جو ماہین اور زران نے الگ کر دیے تھے۔

بڑے شاہ نے اسے اپنے قریب آتے ہوئے دیکھا اور ان کی آنکھوں میں ایک نرم سی محبت کی جھلک تھی۔ کیف نے اپنے ہاتھوں کو کچھ زیادہ ہی نرمی سے جوڑا اور بڑے شاہ کی طرف دیکھا، جیسے وہ کسی نئے سفر پر قدم رکھ رہی ہو۔

"اللہ کن" فرما چکا تھا، زران کی دعائیں عرش تک پہنچی تھیں، اور فرشتوں نے ان پر آمین کہہ دیا تھا۔ یہ وہی دعا تھی جو زران نے ہر رات مانگی تھی، وہی تمنا جو اس نے ہر سجدے میں رکھی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وقت بدل سکتا ہے، لیکن دل میں بسی محبت نہیں۔

بڑے شاہ اس کے سر پر اوڑھے سرخ جالی دار ڈوپٹے کو دیکھ رہا تھا جس پر اپنا نام دیکھ کر وہ مسکرایا۔ کیف نے بڑے شاہ کی مسکراہٹ دیکھ کر نظریں جھکا لیں، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ اس لمحے میں کچھ خاص تھا، جیسے دنیا رک سی گئی ہو۔ بڑے شاہ کا نظر بھر کے اس کی طرف دیکھنا، اور کیف کا اپنے دل کی حالت کو چھپانے کی کوشش کرنا، دونوں کی خاموشی میں ایک خاص تعلق چھپ رہا تھا۔

اور پھر، وہ لمحہ آیا جب ان کی راہیں ایک بار پھر آپس میں ٹکرا گئیں۔ ماہین کے دل میں ہلچل تھی، زران کے دل میں بے قراری۔ چھ سال کا فاصلہ، چھ سال کی جدائی، اور آج، وہ ایک ایسے بندھن میں بندھنے جا رہے تھے جو نہ صرف دلوں کو بلکہ روحوں کو بھی جوڑ دیتا ہے—ایک مقدس، پاکیزہ اور اٹوٹ رشتہ۔

کیف اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی ان دونوں کے بیچ جالی دار پردہ لگایا تھا مایانے کیف کو بٹھایا پردے کے اس پار بڑے شاہ بھی بیٹھ گئے۔

پردے کے اس پار دونوں کی نظریں ایک دوسرے کی طرف اٹھیں۔ کیف نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں جھپکیں، اور پھر اس نے اپنی نظریں نیچے جھکا لیں۔

دوسری طرف، بڑے شاہ نے اپنی نظریں کیف کی طرف اُٹھائیں، دل میں ایک تسلی اور اطمینان تھا کہ یہ لمحہ آخر کار آ ہی گیا تھا۔ ان کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں، اور ایک نرم مسکراہٹ ان کے لبوں پر آئی، جیسے وہ ایک دوسرے کو بغیر لفظوں کے سمجھ رہے ہوں۔

کیا آپ دونوں تیار ہیں؟" قاضی صاحب کی آواز نے دونوں کو ہوش میں لایا۔

"ہاں ہم تیار ہیں بڑے شاہ نے جواب دیا۔" عمارہ بھی کیف کے ساتھ بیٹھ گئی۔

قاضی صاحب نے دونوں کو دیکھا اور مسکرا کر کہا۔" پھر شروع کرتے ہیں۔" وہ آہستہ آہستہ نکاح کے الفاظ پڑھنے لگے، اور کیف کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ وہ بے اختیار بڑے شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی، جن کی نظریں محبت سے بھری ہوئی تھیں۔

"ماہین ملک بنت تحسین کیف ملک آپکا نکاح سید زران شاہ والد یاسر حسین شاہ کے ساتھ باعوض حق مہر 10 کروڑ روپیہ پڑھایا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔" ماہین نے آنکھیں بند کیے پورے چھ سال اس کی آنکھوں میں فلم کی طرح چلی۔

"قبول ہے بولو نہ کیفو۔" عمارہ کی آواز پر وہ چونک گئی اور آنکھیں کھولیں۔

"قبول ہے۔" (میں آپ سے زندگی بھر نفرت کروں گی۔)

قاضی صاحب نے دوسرے گواہان کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ بولے۔

"ماہین ملک بنت تحسین کیف ملک، آپ کا نکاح سید زران شاہ والد یاسر حسین شاہ کے ساتھ بعوضِ حق مہر 10 کروڑ روپیہ، دوسری بار پڑھایا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

ماہین نے اپنی مٹھی کو سختی سے بند کیا، دل کی دھڑکن جیسے کانوں میں گونج رہی تھی۔ ماضی کے تمام لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے تھے—چھ سال پہلے کی جدائی، اپنی بے بسی، اس کا اپنا غرور، اور پھر تنہائی کی اذیت۔

اس نے خشک لبوں کو زبان سے تر کیا اور دھیرے سے کہا۔

"قبول ہے۔" (آپ کو صرف میری طرف سے دکھ ملے گا میں آپ کو خوش ہونے نہیں دوں گی...)

Clubb of Quality Content!

قاضی صاحب نے آخری بار دہرایا۔

"ماہین ملک بنت تحسین کیف ملک، آپ کا نکاح سید زران شاہ والد یاسر حسین شاہ کے ساتھ بعوضِ حق مہر 10 کروڑ روپیہ، تیسری اور آخری بار پڑھایا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

ماہین نے نظریں اٹھا کر ایک لمحے کے لیے سامنے بیٹھے زران کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں وہی گہری سنجیدگی تھی، مگر اندر کہیں ایک امید بھی جھلک رہی تھی۔

"قبول ہے" (میں آپ کی زندگی برباد کروں گی)

"ماہین نے تیسری بار کہا اور پلکیں جھکا لیں۔

اب قاضی نے زران کی طرف دیکھا۔زران نے گہری سانس لی۔

"سید زران شاہ ولد یاسر حسین شاہ اتنے گواہان کی موجودگی میں آپکا نکاح ماہین ملک ولد تحسین کیف ملک سے 70 لاکھ پیسے کے عوض پڑھایا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے۔۔؟"

"قبول ہے" (ہاں مجھے میری شیرنی قبول ہے۔میں آپ سے زندگی بھر محبت کروں گا)

قاضی نے دوسری بار وہی الفاظ دہرائے، زران کے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ ابھری،

"قبول ہے۔" (ہاں مجھے میری معصوم اور باتونی ماہین قبول ہے۔میں ہمیشہ آپ کو خوش رکھوں گا آپ پر کبھی غم کا سایہ نہیں پڑنے دوں گا۔)

تیسری بار بھی وہی سوال، اور اس بار زران کی آنکھوں میں ایک الگ ہی روشنی تھی، جیسے برسوں کی تشنگی ختم ہو رہی ہو،

ہاں ہاں "قبول ہے" (ہاں مجھے میری ماہین قبول ہے۔میں آپ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دوں گا میں اتنی محبت کروں گا کہ جو بھی ہوا تھا وہ سب آپ بھول جاؤ گی۔)

قاضی نے نکاح نامہ زران کو دیا دستخط کرنے کے لیے۔زران نے قلم اٹھایا، ایک لمحے کے لیے رکا، اور پھر پُر سکون مگر مضبوطی سے نکاح نامے پر دستخط کر دیے۔جیسے ہی اس نے قلم رکھا، پورے ہال میں آوازیں بلند ہوئیں۔سب کی نظریں اب ماہین پر تھیں۔

قاضی نے اب نکاح نامہ ماہین کو تھمایا نکاح نامے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ مایا نے اس کو پن دیا وہ کانپتے ہاتھوں سے دستخط کرنے لگی۔ یہ ایک دستخط نہیں ہوتا اس دستخط سے لڑکی کی زندگی بدل جاتی ہے وہ اپنا سب اپنے محرم کے حوالے کرتی ہے۔ اس کے دعوے دار بدل جاتے ہیں۔ رشتے بدل جاتے ہیں۔ ماہین کے دستخط ہوتے ہی چھوٹے شاہ نے سیٹی بجائی۔

یہ وہ لمحہ تھا جس پر آسمانوں نے گواہی دی، فرشتوں نے آمین کہی، اور دو بچھڑی ہوئی روحوں کو ہمیشہ کے لیے جوڑ دیا گیا۔

پورے ہال میں مبارکباد کی آوازیں گونجنے لگیں، مگر زران کی نظریں بس ایک دروازے پر جمی تھیں، جہاں پردے کے پیچھے کوئی بیٹھی تھی وہی، جس کے نام کے ساتھ اس کا نام جڑ چکا تھا، وہی جس کے بغیر اس کی دنیا ادھوری تھی... ماہین زران شاہ!

عمائرہ نے ماہین کو گلے لگایا اور مبارک باد دی۔ ماہین رو رہی تھی۔ چھوٹے شاہ نے نوٹوں کی برسات کی۔ عائشہ بیگم نے ماہین کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی۔ شاہ بیگم نے ماہین کو خود سے لگایا۔

نکاح کے بعد زران نے پردے پیچھے کیے اور ماہین کو دیکھنے لگا۔۔ ماہین لاکھ نفرت کا اظہار کرتی تھی مگر وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی۔ جب زران اس کے پاس آیا۔ تو

اس کی نظریں بے اختیار زمین پر جمی رہیں۔ وہ جانتی تھی کہ اب سب بدل چکا ہے، مگر دل میں ایک ہلچل تھی، ایک عجیب سی بے چینی، جو زران کے وجود کے قریب ہونے سے اور بڑھ رہی تھی۔

زران نے دھیرے سے قدم بڑھائے، وہ ہمیشہ کی طرح ماہین کے چہرے کے ہر زاویے کو اپنے دل میں بسانا چاہتا تھا۔

"مبارک ہو، ماہین زران شاہ۔" زران نے اس کے سر سے سرخ جالی دار ڈوپٹہ اٹھا کر اس کے ماتھے پر لب رکھ دیے۔۔ ماہین کی سانسیں رک سی گئیں، دل جیسے ایک لمحے کے لیے ٹھہر گیا۔ چھ سال کی دوری، وہ تمام آنسو، وہ ساری بے بسی سب ایک لمحے میں سمٹ آئے تھے۔

زران کی آنکھوں میں ایک سکون تھا، جیسے وہ اپنی دنیا مکمل ہوتے دیکھ رہا ہو۔ وہ اس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے برسوں کی دعائیں آج پوری ہو گئی ہوں۔

"آپ میری دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آپ میرے لیے رحمت ہے اس خدا کی طرف سے۔۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ تھام لیے، جو سرد پڑ چکے تھے، مگر زران کی گرفت نے ان میں پھر سے حرارت بھر دی۔

ماہین کی آنکھوں میں ایک نمی تھی، جو کبھی آنکھوں سے بہہ کر گزر جاتی، اور کبھی دل میں گہرائی میں چھپ جاتی۔ چھ سال کی دوری، سختیاں، رنجشیں، سب کچھ ایک پل میں مٹ گیا تھا۔ زران کا ہاتھ، اس کی گرفت، اور وہ مسکراہٹ سب کچھ اس کے دل میں ایک نیا جہاں بسا رہا تھا۔ وہ لمحہ، وہ احساس،

Clubb of Quality Content

جیسے سب کچھ بدل چکا ہو۔ ماہین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں محبت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

چھوٹے شاہ نے پھر سے سیٹی بجائی۔ "ارے بس کرو تم دونوں، اتنی خاموشی؟ نکاح ہوا ہے یا عدالت میں پیشی؟" سب ہنسنے لگے، مگر زران اور ماہین بس ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، جیسے یہ لمحہ ہمیشہ کے لیے ان کی روح میں قید ہو چکا ہو۔

عالیان جو کب سے خاموش کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے یہی وہ لمحہ تھا جو اس نے سوچا تھا کیف کے ساتھ مگر اس نے اپنے قسمت کو خود زران کے حوالے کیا تھا۔

عالیان کی آنکھوں میں ایک درد بھری یاد تھی، جسے وہ دل میں چھپانے کی کوشش کرتا تھا، مگر آج وہ لمحہ سامنے تھا، جب اس کا دل ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔ کیف کی شادی کی خوشی میں ایک گہری مایوسی چھپی تھی، جو وہ کسی سے شیئر نہیں کر سکتا تھا۔

"اس کے دل میں یہ سوال تھا کہ کیا وہ کبھی کیف کو اپنے ساتھ دیکھ سکتا تھا؟ یا پھر یہ سچ تھا کہ اس کا دل ہمیشہ کے لیے ردیف ہو گیا تھا؟"

لیکن ایک بات واضح تھی کہ وہ ہمیشہ کیف کی خوشی کی دعا کرے گا، چاہے دل میں یہ دکھ چھپانا کتنا بھی مشکل ہو۔ گہری سانس لے کر وہ آگے آیا۔

"مبارک ہو زران۔" عالیان کی آواز پر زران نے پیچھے دیکھا۔ عالیان نے اس کو پھولوں کا بوکے دے دیا۔

"شکریہ، عالیان،" زران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھولوں کا گُلدستہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"تم کافی لیٹ آئے۔" زران نے شکوہ کیا۔

"ایک گھنٹے پہلے آیا ہوں بس سوچا نکاح کے بعد جو خوشی آپ کے چہرے پر ہو گی وہی دیکھنے کے لیے آپ کے پاس آؤ گا۔"

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔" زران نے ہنستے ہوئے جواب دیا، اور پھر اس نے عالیان کی طرف دیکھا۔ "تمہاری دعائیں ہمیشہ میرے ساتھ ہیں، میں جانتا ہوں۔"

"اور تمہاری خوشی میری بھی خوشی ہے، زران۔" عالیان نے سر ہلا کر کہا اور ماہین کو دیکھا جو عالیان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"مبارک ہو کیف۔!" عالیان نے دو گفٹس کیف کو دیے اور ساتھ میں سلامی بھی۔ کیف نے گفٹس تھامتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ "شکریہ، عالیان۔" اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی، مگر دل میں بہت سے جذبات کی گونج تھی۔ اس نے ایک نظر زران کی طرف ڈالی، جو قریب ہی کھڑا تھا اور اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔" عالیان نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنی جلدی۔؟"زران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں شام کو میری فلائٹ ہے۔"

"فلائٹ؟ کہاں جا رہے ہو؟"مایا نے حیرت سے پوچھا۔

"کام کے سلسلے میں باہر جا رہا ہوں۔ لیکن واپس آکر سب سے ملوں گا۔"مایا نے اس کی بات پر سر ہلایا۔

عالیان نے بھی کیف کو آنکھوں میں ایک مختصر سی افسردگی کے ساتھ دیکھا، پھر کہا۔"خوش رہنا کیف، اور یہ جو نئی زندگی شروع کر رہے ہو، اس میں کامیاب ہو۔"کیف کچھ نہیں بول پائی۔

"تھوڑی دیر رک جاتے تو اچھا ہوتا۔"زران اس کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

"اگر فلائٹ نہ ہوتی تو رک جاتا۔"زران کے پشت کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔عالیان ماہین کو ہی دیکھ رہا تھا جو آس پاس دیکھ رہی تھی۔

ماہین کی نظریں اٹک گئیں، وہ اچانک عالیان کی جانب متوجہ ہوئی اور پھر اس کے چہرے پر غمگین مسکراہٹ دیکھ کر اسے بہت برا لگا۔

"میری دوست کا خیال رکھنا۔"زران سے الگ ہوتے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ تنگ کریں تو مجھے بتانا میں نے بہت مارنا ہے جیسے لڑائی میں مجھے مارتا تھا۔"عالیان نے کیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہین نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ عالیان کی بات پر سر ہلایا، مگر دل میں وہ اتنی الجھی ہوئی تھی کہ کچھ بول نہیں سکی۔

زران، جو پہلے ہی عالیان سے الگ ہو چکا تھا، کیف کی طرف پلٹا اور اس کی آنکھوں میں ایک نئی محبت اور وابستگی کی جھلک تھی۔ "تمہیں خوش دیکھنا میری سب سے بڑی خواہش ہے۔" زران نے آہستہ سے کہا، جیسے وہ اپنی ہر بات کو ماہین تک پہنچانا چاہ رہا ہو۔

عالیان آسودہ سا مسکرایا اور وہاں سے پلٹ گیا۔ اسے رونا آرہا تھا مگر وہ ایسے نہیں رو سکتا تھا اسے خود کو مضبوط بنانا تھا کیا ہوا اگر وہ اس کو نہیں ملی دل کو یہ سکون تھا کہ وہ اس کی دوست ہے۔

عالیان کا دل بھاری تھا، مگر اس نے اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کی۔ وہ جانتا تھا کہ زندگی کبھی کبھی ہمیں وہ نہیں دیتی جو ہم چاہتے ہیں، مگر ہمیں اسے قبول کرنا ہوتا ہے۔ کیف کی خوشی میں شریک ہونے کا خیال ہی اسے سکون دیتا تھا، اور اس کے دل میں اس کے لیے ہمیشہ ایک خاص جگہ رہی تھی۔

اس کی نظریں کچھ دیر کے لیے کیف پر رکی، جو دلہن کے جوڑے میں جواں و دلکش لگ رہی تھی، پھر وہ چپ چاپ اپنی جگہ پر واپس چل پڑا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ اس کے قریب جائے اور اس سے باتیں کریں اور وقت رک جائیں۔ لیکن، "کبھی کبھی ہمیں وہ نہیں ملتا جو ہم چاہتے ہیں، لیکن ہم وہ مل جاتے ہیں جو ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے،" اس نے اپنے دل سے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

زران ماہین کا ہاتھ پکڑے سٹیج پر بیٹھ گیا۔سب آ کر ان دونوں کو دعاؤں کے ساتھ سلامی بھی دینے لگیں۔ماہین خاموش بیٹھی تھی اور زران مسکراتے ہوئے مبارکباد وصول کرتا تھا۔

زران اس سے بات کرنا چاہتا تھا مگر ماہین کی خراب موڈ کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور بعد میں اس سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔

چھوٹے شاہ مہمانوں کو دیکھ رہے تھے شاہ بیگم اور عائشہ بیگم اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔

اتنے میں مایا ہاتھ میں ٹرے لیے سٹیج پر آئی اور زران کے سامنے آئی۔مایا کو سٹیج پر جاتے دیکھ کے چھوٹے شاہ بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

"پتہ ہے آپ کو زران بھائی یہ کیا ہے۔؟"مایا نے ٹرے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں گلاس میں دودھ ہے۔"زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بلکل صحیح اب ہم آپ کو یہ دودھ پلائیں گے اور آپ نے اس کے بدلے میں منہ مانگی قیمت دینی ہو گی یہ ایک رسم ہے جسے دودھ پلائیں رسم کہا جاتا ہے۔"

زارون نے ہنستے ہوئے مایا کی بات سنی اور شوخی سے بولا۔"اچھا!تو یہ رسم ہے؟اور قیمت بھی دینی ہو گی؟"اس نے ماہین کی طرف دیکھا،جواب بھی خاموش تھی مگر چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"قیمت ایسی ہونی چاہیے جو یادگار بن جائے۔ آسانی سے تو جان نہیں چھوٹے گی، زران بھائی!" چھوٹے شاہ آگے بڑھے اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"یہ تو لگتا ہے بہت قیمتی دودھ ہے۔" سب ہنس پڑے۔ زارون نے مصنوعی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے گلاس کی طرف دیکھا، پھر مایا کی طرف۔

"قیمت کے بغیر گلاس نہیں ملے گا۔" مایا نے شرارتی انداز میں کہا۔

"اچھا تو پھر کتنا چاہیے تمہیں۔؟" زران نے مسکراتے ہوئے مایا سے پوچھا۔

"اتنا کہ میری ساری دعائیں قبول ہو جائیں،" مایا نے آنکھوں میں چمک لیے جواب دیا۔

زران نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ جیب سے کچھ نکالنے کا انداز بنایا، "دعاؤں کی قیمت تو دل سے چکائی جاتی ہے، لیکن اگر بات خوشی کی ہو تو یہ لو۔"

"واہ، زران بھائی! آپ تو دل والے نکلے۔" مایا نے خوشی سے نوٹوں کی گڈی تھام لی۔

"مایا بھائی کافی امیر ہے اتنے سے راضی مت ہو جانا۔" چھوٹے شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پیسوں سے زیادہ دل کا امیر ہونا ضروری ہے، اور ویسے بھی، بھائی دل کے بھی بہت امیر ہیں۔" مایا نے ہنستے ہوئے چھوٹے شاہ کی طرف دیکھا۔

"ہاں، دل کے امیر تو ہیں، لیکن جیب میں بھی کچھ زیادہ ہونا چاہیے نا!" چھوٹے شاہ نے شرارتی انداز میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب لوگ ہنس پڑے۔

"اچھا یہ بھی لے لو اس میں سے جتنے بھی ہے سب تمہارے۔" اپنے جیب سے والٹ نکلتے ہوئے مایا کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"واؤ اتنے سارے۔۔" مایا نے حیرت سے زران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں نے کہا تھا بھائی امیر ہے۔" چھوٹے شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب تو دودھ پلا دو۔" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔ عائشہ بیگم دونوں کو ایسی خوش دیکھ کر دل ہی دل میں دعا کر رہی تھیں اور شاہ بیگم ہنستے ہوئے سب کی نوک جوک دیکھ رہی تھیں۔

مایا نے دودھ کے گلاس کو زران کو دیا۔

زران نے مسکرا کر دودھ کا گلاس پکڑا اور مذاقاً کہا، "یہ گلاس تو لگتا ہے سونے کا ہے، پیوں یا بینک میں جمع کروا دوں۔۔؟" سب کے چہروں پر ہنسی بکھر گئی۔ کیف نے نظریں جھکائے رکھی لیکن اس کے ہونٹوں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی جسے وہ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"بس پیئیں اور خاموش رہیں، یہ رسم ہے، کوئی بزنس ڈیل نہیں!" مایا نے شوخی سے جواب دیا۔

"اتنا مہنگا دودھ، کم از کم رعایت تو دے دیتیں۔" زران نے ہنستے ہوئے ایک گھونٹ لیا اور پھر بڑے انداز سے کہا۔

"رعایت صرف دل دینے میں ہوتی ہے، دودھ کے گلاس میں نہیں!" مایا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بات تو سچ کہی تم نے، مایا!" زران ہنستے ہوئے بولا۔ اور دودھ ختم کر کے گلاس مایا کو دیا۔

"میں نے اس سے پہلے اتنا مہنگا دودھ نہیں پیا ہے۔"

مایا ہنستے ہوئے گلاس واپس لے کر بولی، "آپ کا مزاق سچ میں بہت عجیب ہے۔ لیکن، زندگی میں کبھی کبھار کچھ خاص لمحے ایسے آتے ہیں جب آپ کو اپنے آپ کو خوشی دینے کے لیے تھوڑی زیادتی کرنی پڑتی ہے۔"

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کبھی کبھار انسان کو خود کو خوش رکھنے کے لیے اپنی پسند کی چیزوں پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔" زاران نے مایا کی باتوں پر سر ہلایا۔

مایا گلاس لے کر چلی گئی۔ مہمان اور زیادہ ہو گئے تھے شاہ بیگم اور چھوٹے شاہ مہمانوں کو دیکھ رہے ہر کوئی ماہین اور زران کو نکاح کے مبارکباد دے رہے تھے۔

زران نے ماہین کی طرف دیکھا جو بلکل سامنے دیکھ رہی تھی زران نے نرمی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ماہین نے چونک کر اس کے طرف دیکھا اور اس کے ہاتھ کو ہٹایا۔

"مجھے ہاتھ لگاؤ بھولنا مت کہ مجھے آپ سے نفرت ہے۔" ماہین نے گھورا تھا۔

زران کی آنکھوں میں ایک گہری افسردگی تھی، وہ جانتا تھا کہ ماہین کے دل میں ابھی تک اس کے لیے نفرت ہے، لیکن وہ اس سے محبت کرنے کی کوشش کر رہا تھا، چاہے وہ اس کی آنکھوں میں کوئی جگہ نہ بنائے۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو، لیکن میں تمہیں کبھی چھوڑنے والا نہیں ہوں۔اور چلو کچھ تو ہے جو آپ ہم سے کرتی ہے۔"زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھ سے بات نہ کرو سمجھے۔"

"آپ سے نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا۔؟"

"مجھے نہیں پتہ۔"ماہین نے گھورا۔

"اوکے ابھی خاموش ہو جاتا ہوں مگر رات کو بات کریں گے۔"زران نے بغور اس کی چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ایک پل میں ہی سرخ ہو گیا تھا۔

ماہین کی آنکھوں میں غصہ اور بے چینی تھی، مگر زران کی باتوں کا اثر اس پر صاف نظر آ رہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ زران کی محبت ابھی بھی قائم ہے، لیکن اس کے دل میں اسے قبول کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ نہیں کہنا۔"اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔"زران نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھاما۔ماہین نے چھڑوانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔زران اس کو مسکراتے ہوئے دیکھتا رہا۔

ماہین کی رخصتی ہوگئی تھی۔اسے زران کے کمرے میں بھیجا گیا۔ مہمان کھانا کھانے کے بعد جا چکے تھے۔زران بھی سب مہمانوں سے مل کر کمرے میں آیا تھااور جب اس نے حیرانی سے ماہین کو دیکھا،جو کپڑے چینج کیے بیٹھی تھی۔اور پھر عمارہ کو بھی گود میں بٹھا کر کھیلتے ہوئے دیکھ کر اس کے دل میں ایک گہری محبت اور قربت کی لہر اٹھی۔

"بابا آپ آ گئے۔؟"عمارہ نے چہکتے ہوئے کہااور ماہین نے زران کو اگنور کیا۔

"ہاں بابا آ گئے۔"زران نے جھک کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

زارن نے ماہین کی طرف دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔"آپ ٹھیک ہیں۔؟"اس کی آواز میں نرمیت تھی، مگر ماہین نے اس کا جواب دینے کی بجائے اپنی نظر ادھر ادھر گھمائی۔

"کیوں آپ کو دکھائی نہیں دے رہا۔؟"ماہین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اگر کہو نہ تو۔؟"زران اس کے قریب تھوڑا جھکتے ہوئے کہا۔اس کی اتنی نزدیکی پر ماہین کا دل زوروں سے دھڑکا اور اس کے گورے گال گلابی ہو گئے۔

"آپ نے کہا تھا کہ کبھی نہیں ملیں گے، مگر لگتا ہے تقدیر نے ہمیں دوبارہ ملا دیا ہے۔"زران نے نرمی سے کہا،اس کی آنکھوں میں ایک گہری محبت چھپی ہوئی تھی،جو ماہین نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔

ماہین کی آنکھوں میں سوال تھا، مگر دل کی دھڑکن میں ایک خاص سی تیز لہر بھی محسوس ہوئی۔ وہ اب تک زران سے نفرت کرتی تھی، مگر اس لمحے میں کچھ بدل رہا تھا، اور وہ خود بھی نہیں سمجھ پائی تھی کہ وہ کس کشمکش میں مبتلا تھی۔

"کیوں آپ نے کہا تھا کہ نہیں ملیں گے، مگر اب ملے ہیں، تو کیا۔؟" ماہین کی آواز میں ایک تلخی تھی، مگر ساتھ ہی دل میں ایک چھپتی ہوئی چاہت بھی تھی۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے لیے کچھ احساسات ہیں، جو تم خود نہیں مانتی۔" زران نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا، جیسے وہ ماہین کے دل کے اندر کی باتوں کو جانتا ہو۔

"ایسا کچھ بھی نہیں یہ بس آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔" ماہین نے نظریں چرائی۔

"کیفو گیم کھیلو نہ پھر مجھے سونا ہے۔" عمارہ کی آواز پر زران اٹھ گیا۔

"بہت کچھ ہے ماہی میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں جب آپ اپنے پیار کا اظہار کروں گی۔" زران نے نرمی سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ ماہین کی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اس محبت بھری لمس کو محسوس کیا۔ اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے وہ مسکرایا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔ ماہین نے گہری سانس لی اور عمارہ کے ساتھ گیم کھیلنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں وہ باہر آیا تھا دونوں ہنستے مسکراتے ابھی تک گیم کھیل رہی تھیں۔

"عمارہ اپنے بابا سے کہو کہ وہ صوفے پر سو جائیں۔" زران کو بیڈ کی طرف آتے دیکھ کر کہا۔ زران نے حیرت سے دیکھا۔

"یہ میرا بھی بیڈ ہے۔"

"عمارہ بابا سے کہو کہ اب یہ ہم دونوں کا ہے اور وہ صوفے پر سو جائیں۔"

"بابا کیفو نے کہا کہ آپ صوفے پر سو جائیں۔" عمارہ نے فوراً کہا۔

"گڑیا کیفو نہیں اور یہ آپ کی ممی ہے مما کہو۔" ماہین کا دل دھڑکا۔

"اوکے بابا صوفے پر لیٹ جائیں۔" کہتے پھر سے گیم کھیلنے میں مصروف ہو گئی۔

زران نے عمارہ کی بات سن کر مصنوعی خفگی سے گہری سانس لی اور صوفے کی طرف بڑھا، مگر جاتے جاتے رک کر عمارہ کو دیکھنے لگا۔

"بیٹا، کیا بابا کو اس گھر میں کوئی عزت نہیں ملی۔؟" زران نے افسوس بھری آواز میں کہا۔

"ملی تھی، لیکن آپ نے خود ہی مما سے لڑائی کر کے گوا دی تھی!" عمارہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور کندھے اچکا دیے۔

ماہین نے بمشکل اپنی ہنسی روکی اور عمارہ کو چپ رہنے کا اشارہ کیا، مگر زران نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟ پہلے بیوی کی بے رخی، اب بیٹی بھی دشمنوں کے ساتھ مل گئی!"

"دشمن؟ میں دشمن ہوں۔؟" ماہین نے آنکھیں تنگ کر کے گھورا۔

Clubb of Quality Content

''نہیں، نہیں! میں تو کہہ رہا تھا کہ میری پیاری بیوی اور بیٹی میرے خلاف اتحاد بنا رہی ہیں!'' زران نے فوراً وضاحت دی اور ہنستے ہوئے صوفے پر لیٹنے لگا۔

''بابا، سو جائیں!'' عمارہ نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

''لیکن کم از کم کمبل تو دے دو، مجھے سردی لگ رہی ہے!'' زران نے آنکھیں بند کر کے افسردگی سے کہا۔

''یہ لیں،!'' ماہین نے ناگواری سے کمبل اٹھایا اور صوفے پر پھینک دیا۔

''یہی زندگی ہے! شادی کے بعد بیوی کا حکم اور بیٹی کی عدالت۔!'' زران نے کمبل اوڑھتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔

''چپ کر کے سو جائیں ورنہ بیٹی کے ساتھ مل کر سزا دے دوں گی!'' ماہین نے تکیہ اٹھا کر زران کی طرف پھینک دیا۔

''واہ مما، ہم بابا کو سزا دیں گے!'' عمارہ نے خوش ہو کر تالی بجائی۔

''یا اللہ! یہ میں کہاں پھنس گیا؟'' زران نے افسوس سے اوپر کی طرف دیکھا۔

ماہین نے مسکرا کر رخ موڑ لیا، زران کے چہرے پر مسکراہٹ اور دل میں سکون تھا۔ یہ وہ لمحہ تھا جس کی اس نے سالوں دعا کی تھی ایک مکمل، خوشحال خاندان جہاں ہنسی مذاق کے بیچ محبت کی دھیمی روشنی جلتی رہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماہین اور عمارہ سو چکی تھیں زران کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ خاموشی سے اٹھا اور بیڈ کی نزدیک کرسی رکھ کر ماہین کو دیکھنے لگا۔

زران کے دل میں ایک عجیب سی بے قراری تھی۔ ماہین کی پر سکون، نیند میں ڈوبی ہوئی صورت اسے کسی خواب کی طرح لگ رہی تھی۔ اس کی چھوٹی سی سرخ ناک، ہلکی سی بکھری ہوئی زلفیں اور پر سکون چہرہ زران کے دل میں ایک نرم سی کسک پیدا کر رہا تھا۔

وہ بے آواز مسکرایا، جیسے وقت کے سفر میں پلٹ کر پرانی یادوں میں کھو گیا ہو۔ کتنی ہی راتیں ایسی گزری تھیں جب وہ صرف ماہین کے بارے میں سوچتا تھا، مگر آج وہ اس کے اتنے قریب بیٹھا تھا، پھر بھی دل کی دھڑکنیں ویسی ہی بے قابو تھیں۔

زران نے دھیرے سے ماہین کے ماتھے پر جھکتے ہوئے سرگوشی کی۔

"تمہیں دیکھنا میری زندگی کی سب سے خوبصورت عادت بن گئی ہے، ماہین۔"

ماہین کے چہرے پر ایک ہلکی سی جنبش ہوئی، جیسے وہ اس سرگوشی کو دل کی گہرائیوں میں محسوس کر رہی ہو۔ مگر وہ سوئی رہی، اور زران یونہی خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، جیسے وقت تھم سا گیا ہو۔

صبح کا اجالا نے رات کے اندھیرے پر غالب پا لیا تو وہ اب مزید کوشش کے بعد شاہ عمارت پر اپنی روشنی بکھیرنے میں کامیاب ہو گئی۔۔ آج کی ہوائیں بھی اس گھر کو مسکرا کر نئی خوشیوں کی مبارک باد دے

رہی تھیں۔۔ سورج کی کچھ مانوس کرنیں کھڑکی سے چھن کر آتی ماہین پر پڑی تو ماہین نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں، کمرے میں ہلکی سی روشنی پھیلی تھی جو کہ محض کوئی موضوعی نہیں تھی سب سچ تھا حقیقت۔۔۔ چھت پر نصب فانوس کی نرم روشنی دیواروں پر ایک سنہرا عکس بکھیر رہی تھی۔ وہ چند لمحے بس چھت کو دیکھتی رہی، وہ اپنی آنکھوں کو مزید کھولتے خالی الذہن دیکھتی رہی۔۔ وہ شاید اپنی سوچ میں الجھے ہوئے سوالوں کے جواب تلاش رہی تھی۔۔ اور اسی پل اسکی نظریں ہر کت کرتی ہوئی ارد گرد کا طواف کرنے لگیں تو اس کا دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ کمرہ اجنبی تھا، مگر عجیب طور پر مانوس بھی۔۔ کچھ الگ محسوس ہو رہا تھا۔۔ کچھ اپنا اپنا سا۔۔ مگر وہ اڈ کا نہیں تھا۔۔
گرے پردے، اور سامنے رکھا ساڑھے سات کا گھڑیال۔ پھر اس کی نظر برابر میں رکھی میز تک گی ۔۔ جہاں ایک خوبصورت گلدستہ رکھا تھا، جس میں سرخ گلاب اور سفید للیز کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔ اگلے ہی لمحے اس پر حقیقت آشکار ہوئی۔۔ اور یہ حقیقت اس پر بجلی کی طرح گریں یہ اس کا نیا گھر تھا، زران کے ساتھ نکاح کے بعد کی پہلی صبح۔۔۔ نئے زندگی کی پہلی صبح۔۔ اعتراف کا پہلا مراحل
۔۔

ماہین نے گہری سانس لی، دل میں ایک عجیب سی کیفیت تھی۔ کچھ خالی پن، کچھ الجھن، اور کہیں بہت گہرائی میں، ایک نرم سی گرمی، جیسے دل کے کسی کونے میں امید کی ہلکی سی کرن جاگ رہی ہو۔۔ جسے وہ بہت کوششوں کے باوجود بھی نہیں مار سکی۔۔ ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ کسی

کی خوبصورت آواز نے اسکے سوچوں کی راہ میں خلل ڈالا۔۔اسکی آواز کو کسی تعارف کی ضرورت نا تھی دل پہچان گیا تھا یہ وہی آواز تھی جس پر محبت کی پہلی دستک نے لبیک کہا تھا جس پر عشق نے دل سے بغاوت کی تھی اور کسی اور کو اپنا آپ کسی اور کو دے دیا تھا۔۔

"گڈ مارننگ سویٹ ہارٹ!" وہ آواز ہاں وہ زران تھا۔۔جو گرے شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑا بالوں کو سنوارنے میں بیزی تھا ماہین کو اٹھتے دیکھ کر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ مگر ماہین نے کوئی جواب نہیں دیا اور بیڈ سے اتری۔۔

اس خاموشی میں زران نے کچھ غیر محسوس کیا تو زران نے آئینے میں سے پلٹ کر ماہین کی طرف دیکھا، جواب خاموشی سے پردے ہٹا کر کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔ سورج کی نرم روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، مگر اس کے تاثرات سرد تھے۔۔

"سویٹ ہارٹ۔؟" زران نے نرم لہجے میں پکارا، شاید وہ اسکا وہم ہو۔۔ لیکن جواب اب بھی خاموشی تھا۔ ماہین نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں جیسے اپنے جذبات کو قابو میں لانے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر بغیر جواب دیے وارڈروب کی طرف آئی اور اپنے کپڑوں کو الٹ پلٹ کر کے بلیک کپڑے نکال کر واشروم کی طرف قدم بڑھائے۔۔

"ماہی شادی کے پہلی صبح کالے کپڑے نہیں پہنتے۔۔" وہ اسکے ہاتھوں میں سیاہ سوٹ دیکھ کر ٹھٹھک کر رکا اور پھر بولا۔

"کیوں کونسی حدیث میں لکھا ہے۔۔ میں تو پہنوں گی آپ ہوتے کون ہیں مجھے روکنے والے۔" ماہین کو غصہ آنے لگا۔۔ ناجانے کونسا غصہ تھا۔

"میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ تم خوش رہو۔ مگر اگر تمہیں یہی سکون دیتا ہے تو ضرور پہنو، میں تمہیں روکنے والا کون ہوتا ہوں؟" زران نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا۔

ماہین کے قدم ایک لمحے کو رکے، دل نے عجیب سا دھڑکا محسوس کیا۔ اس نے پلٹ کر زران کی طرف دیکھا، جہاں اس کی آنکھوں میں غصے یا ضد کی جگہ صرف ایک گہری چپ اور اپنائیت تھی۔۔ وہ بدل گیا تھا کیا یا شاید کچھ اور وہ پہلے جیسا نہیں تھا ماہی کے دل میں اسکے لیے نرمی نے جگہ کی مگر پھر درمیاں میں چھ سال بھی تو آئے تھے۔۔ اور انکا خیال آتے ہی تمام نرمی آنکھوں سے ختم ہو گئی۔۔

"آپ ہمیشہ ایسے ہی جواب دیں گے؟" ماہین نے سخت لہجے میں پوچھا، مگر دل کی دیواروں میں کہیں ہلکی سی دراڑ پڑ چکی تھی۔۔

"ہاں، اگر اس سے تمہارا دل ہلکا ہو تو ہاں۔" زران نے مسکرا کر جواب دیا۔۔ دل نے اس سے دوبارہ محبت کرنے کا فتویٰ دیا اور دل کا فتویٰ آخری فتویٰ ہوتا ہے۔۔ مگر پھر سرد مہری اسے بہا لے گئی۔۔

اس نے بغیر کچھ کہے رخ موڑا، مگر واشروم کے دروازے پر پہنچتے پہنچتے اس کے لبوں پر ایک نہایت مدھم مسکراہٹ ابھر آئی، جسے اس نے خود بھی محسوس کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے جاتے ہی زران نے گہری سانس لی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ بلیک کپڑے پہنے باہر آئی۔اس کا دودھ جیسا سفید چہرہ کالے کپڑوں میں دھمک رہا تھا جیسے سیاہ کٹورے میں نور بھر کرر کھا ہو۔۔زران کی نگاہیں اس تک اٹھیں اور پھر کھلنا بھول گئ ۔۔زران کی نظریں جیسے ماہین پر جم کر رہ گئیں۔وقت جیسے تھم سا گیا تھا،ہر آواز مدھم پڑ گئی،اور بس ماہین کے قدموں کی آہٹ دل کی دھڑکن سے ہم آہنگ ہو گئی تھی۔ماہین نے ایک سرسری نظر زران پر ڈالی، لیکن فوراً ہی نظریں چرالیں۔زران قدم قدم اٹھاتے ہوئے اس کی نزدیک آیا اتنا قریب کہ وہ اس کی دھڑکنوں کو بھی آسانی سے سن سکتا تھا۔زران نے اس سے ہاتھ ڈرائیر لے کر بالوں کو سکھانے لگا۔۔وہ سب غیر ارادی طور پر تھا۔۔اس لمحے کی خاموشی میں،زران کی موجودگی کی شدت محسوس ہو رہی تھی۔کیف کی دھڑکن تیز ہوئی،اور اس کا دل بے اختیار تیز تیز دھڑکنے لگا۔وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتی رہی، مگر زران کا ہر ایک قدم،ہر ایک حرکت اسے بے خودی کی سرحد تک لے جا رہی تھی۔۔سرد مہری پگھلنے لگی۔۔اسکا اس طرح سے دیکھنا ماہین کو حیرت میں مبتلا کر گیا جیسے کچھ ان ایکس پیکٹڈ ہو۔۔

"کیوں اتنی جلدی بھول گئی کہ تمہارے شوہر ہوں ؟"زران نے ہنستے ہوئے کہا،اس کی آواز میں ایک چپکی سی شرارت تھی، مگر اس کے لہجے میں محبت اور تعلق کا گہرا رنگ بھی تھا۔

ماہین نے پلٹ کر زران کی طرف دیکھا، آنکھوں میں ایک عجیب سا امتزاج تھا غصہ، حیرت،اور کہیں نہ کہیں چھپی ہوئی نرمی۔۔زران نے اسکی آنکھوں سے نظر آتے ہر رنگ کو پہچانا مگر خاموش رہا۔۔

"شوہر؟" وہ دھیمی آواز میں بولی، جیسے یہ لفظ اس کے لیے اجنبی ہو، یا شاید دل پر ایک نیا بوجھ۔ کچھ الگ سا کچھ بے بس کر دینے والا اگر یہ لمحہ چھ سال پہلے ہوتا تو کچھ اور فیلنگ ہوتی اور پھر ہر بار کی طرح اس بار بھی درمیان میں چھ سال آ گئے۔

زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے بالوں کو نرمی سے خشک کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں، وہی شوہر جس سے تم نے کل نکاح کیا ہے۔" اس کے الفاظ میں طنز نہیں تھا، بس ایک نرم سی حقیقت تھی جسے وہ ماہین کے دل تک پہنچانا چاہتا تھا۔۔ دل کے دیے فتویٰ کو دوبارہ جاری کرنا چاہتا تھا

۔

ماہین نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، جیسے کسی ان دیکھی لڑائی سے تھک گئی ہو۔ پھر آہستہ سے بولی، "یہ رشتہ بس ایک کاغذ کے دستخط پر بنا ہے، دلوں کے دستخط کہاں ہیں؟"

زران کے ہاتھ رک گئے، اس نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا، "شاید دلوں پر دستخط وقت کرتا ہے، ماہین۔ اور میں انتظار کروں گا... جتنا بھی وقت لگے۔"

ماہین کے دل میں جیسے کچھ پگھلنے لگا، مگر اس نے خود کو سنبھالا۔ "انتظار؟" اس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "شاید آپ کو اندازہ نہیں کہ انتظار بھی تھکا دیتا ہے۔"

زران نے اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں محبت کی وہ چمک تھی جو چھپائے نہیں چھپتی۔ "تھک جاؤں گا تو بیٹھ جاؤں گا، مگر رکوں گا نہیں۔"

ماہین کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ وہ واشروم کی طرف بڑھ گئی، مگر دل میں ایک ہلکی سی گرمی باقی رہ گئی شاید ایک چھوٹا سا چراغ جل چکا تھا، جس کی روشنی ابھی پوری طرح محسوس نہیں ہوئی تھی۔

"بابا کیفو مما کہاں ہے۔؟" عمارہ مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنی معصوم آواز میں بولی تو زران نے اسے نرمی سے دیکھا۔۔ زران اس کے پاس آیا اور اسے گود میں اٹھایا۔

"دیکھو مما واشروم میں ہے۔" زران نے واشروم کی طرف اشارہ کیا جہاں کچھ دیر پہلے ماہین گئی تھی۔

عمارہ نے چھوٹی سی گردن گھما کر واشروم کی طرف دیکھا اور پھر زران کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

زران نے اسے نرمی سے تھپتھپایا، لیکن اس کے دل میں عجیب سی بے چینی تھی۔

کچھ لمحے گزر گئے مگر ماہین باہر نہیں آئی۔ زران کی پیشانی پر ہلکی سی شکن اُبھر آئی۔

"عمارہ، بابا ابھی آیا۔" یہ کہہ کر اس نے عمارہ کو نرمی سے صوفے پر بٹھایا اور واشروم کی طرف بڑھا۔

"ماہین؟ سب انتظار کر رہے ہیں، تم ٹھیک ہو؟" دروازے پر دستک دی۔

"ابھی زندہ ہوں مری نہیں ہوں۔" ماہین کی غصے بھری آواز آئی تھی۔۔

زران نے گہرا سانس لیا، جیسے خود کو صبر کی تلقین کر رہا ہو۔ دروازے کے قریب آ کر وہ آہستگی سے بولا۔

"مجھے پتا ہے تم زندہ ہو، اور شاید اسی لیے دل بھی دھڑکتا ہے... کیونکہ تم ہو۔"

ماہین نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، دل کی دھڑکن جیسے رک سی گئی ہو، مگر پھر بھی زبان پر تلخی باقی رہی۔۔ کیا زخم باتوں کی مٹھاس سے بھر جاتے ہیں کیا۔۔

"زبان کے کھیل مت کھیلو، زران۔ دل کی دھڑکنوں سے زندگی نہیں جیتی جاتی۔"

زران نے دروازے پر بے بسی سے اپنا ماتھا ٹکا دیا، جیسے وہ فاصلے کو کم کرنا چاہتا ہو۔

کچھ ہی دیر میں ماہین نے دروازہ کھولا عمارہ بھاگ کے اس سے لگی۔

"مما۔" ماہین نے عمارہ کو گلے لگا کر اس کے ماتھے پر پیار دیا۔

"آجاؤ میں آپ کو تیار کرتی ہوں۔۔' ماہین نے عمارہ کو تیار کیا اسے بھی اپنی طرح کالے کپڑے پہنائے۔ زران مسکرایا۔

"یہ تو ابھی نکاح کے بعد پہلی صبح ہے نا جانے آگے کیا کریں گی میری ظالم بیوی۔" زران بڑبڑایا۔

ماہین نے زران کی بات سن لی تھی مگر وہ ظاہر نہ کر سکی کہ اس نے سنا ہے۔ اس نے عمارہ کے بالوں میں خوبصورت سی پین لگا کر کہا۔

"بس ہو گئی تیاری، میری گڑیا۔" عمارہ نے آئینے میں خود کو دیکھا اور خوش ہو گئی۔۔ وہ ماہین کی آخری خوشی تھی جسے وہ کھونا نہیں چاہتی تھی۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

زران دروازے کے پاس کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ماہین نے ایک نظر زران کی طرف دیکھا، نظریں ملیں مگر دونوں نے کچھ نہ کہا۔وہ خاموشی ان کے درمیان کہی جانے والی ہزاروں باتوں کی گواہ تھی۔

"چلیں؟"زران نے نرمی سے پوچھا۔

ماہین نے سر ہلایا اور عمارہ کا ہاتھ تھام کر باہر نکل آئی۔زران ان کے پیچھے چلتا رہا، دل میں ایک عجیب سا سکون اور بے چینی دونوں ساتھ لیے۔یہ نکاح کے بعد کی پہلی صبح تھی، لیکن دلوں کے درمیان کئی کہانیاں ابھی بھی ادھوری تھیں۔

ماہین نے عمارہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا جیسے وہ اس معصوم لمس میں کوئی ڈھارس ڈھونڈ رہی ہو۔زران ان کے پیچھے خاموشی سے چل رہا تھا، اس کے چہرے پر وہی نرم مسکراہٹ تھی جس میں ایک عجیب سا ٹھہراؤ اور بے قراری چھپی ہوئی تھی۔

نیچے ہال میں سب بیٹھے تھے۔یاسر شاہ اپنے مخصوص سنجیدہ انداز میں بیٹھے تھے، ان کے چہرے پر نکاح کے بعد کی خوشی کے آثار واضح تھے مگر آنکھوں میں کچھ سوال چھپے تھے۔

"آ گئی میری بہو؟ ماشاءاللہ، کتنا نور آ گیا ہے تمہارے چہرے پر۔" شاہ بیگم نے ماہین کو دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا دیا۔عائشہ بیگم نے بھی پیار سے اسے دیکھا، لیکن ماہین کے دل میں اب بھی ایک عجیب سا خالی پن تھا جسے وہ چھپانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

مایا، جو ہمیشہ کی طرح پرجوش تھی، جلدی سے اٹھ کر ماہین کے پاس آئی۔

"واہ بھئی! یہ کیا بات ہے، نکاح کے بعد تو ہماری ماہین نے ماڈلنگ شروع کر دی؟ کتنی خوبصورت لگ رہی ہو، اور یہ عمارہ تو بس گڑیا لگ رہی ہے۔" مایا کی بات پر سب مسکرا دیے۔

"مما نے تیار کیا ہے مجھے!" عمارہ نے خوشی سے کہا۔

شاہ بیگم نے محبت سے عمارہ کو گود میں بٹھا لیا۔

"ہماری گڑیا تو بالکل اپنی مما پر گئی ہے، خوبصورت اور ضدی۔"

ماہین نے ایک لمحے کے لیے زران کی طرف دیکھا، جیسے دل میں کوئی ان کہی بات اٹکی ہو۔زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں ملائیں، مگر کچھ کہا نہیں۔دونوں کے درمیان ایک خاموش معاہدہ تھا شاید وقت کے حوالے کیا گیا ایک رشتہ۔

چھوٹے شاہ نے گلا کھنکار کر سب کی توجہ اپنی طرف کی۔

"یہ سب تو ٹھیک ہے، لیکن ماہین، یہ کالے کپڑے۔؟ نکاح کے بعد کی پہلی صبح کچھ روشن رنگ پہننے چاہیے تھے۔" شاہ بیگم نے بھی اس کی بات کی تائید کی۔

"وہ خالہ انھوں نے کہا کہ یہ پہن لیں میں نے ان کی بات مان لی۔" ماہین نے ایک پل کو سوچا، پھر دھیمے لہجے میں جواب دیا اور اپنی ہنسی کو مشکل سے ضبط کرتے کہا۔

زران حیران ہوا اس نے تو خود منع کیا تھا مگر ماہین کی شرارت سمجھ کر اس نے کہا۔

"رنگ دل کے ہوتے ہیں، کپڑوں کے نہیں، مما۔ دل خوش ہو تو سیاہ بھی روشن لگتا ہے۔" سب ایک لمحے کو خاموش ہو گئے۔ ماہین نے دل ہی دل میں زران کے حوصلے کو سراہا، اور شاہ بیگم نے اس کی بات پر مسکرا کر کہا۔ "بالکل ٹھیک کہا۔"

"تمہیں کبھی کچھ نہ کچھ نیا کرنے کی عادت ہے، ماہین۔!" زران نے مسکرا کر کہا، جیسے وہ اس کی طبیعت سے بخوبی واقف ہو۔

"یہ تو صرف شروع ہے، اور بھی کئی چیزیں ہیں جو مجھے آزمانا ہیں۔ کیونکہ میں نے آپ کی زندگی برباد کرنی ہے۔" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی تم نے میری زندگی برباد کرنے کا منصوبہ بنالیا ہے؟" زران نے ماہین کی بات سنی اور ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں، لیکن تمھیں فکر نہیں کرنی چاہیے۔ تمہاری زندگی میں ایک سنجیدہ رنگ آ جائے گا، یہ کوئی بربادی نہیں، بلکہ نیا آغاز ہو گا۔" ماہین نے مسکرا کر جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے ہر لفظ میں ایک چیلنج ہوتا ہے، ماہین، اور مجھے چیلنج قبول کرنا پسند ہے۔" زران نے شرارت سے کہا۔

"شاید تمہیں ابھی تک یہ نہیں سمجھ آیا، شاہ صاحب، کہ تمہیں چیلنج کرنے والی صرف میں ہوں۔" ماہین نے چمک کر کہا، اس کی آنکھوں میں چمک اور دل میں راز چھپے ہوئے تھے۔

"میں انتظار کروں گا، تمہارے ہر نئے چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے۔" زران نے محبت اور تھوڑی سی شرارت کے ساتھ کہا۔

ماہین نے سر ہلایا اور عمائرہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ زران بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ سب نے خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے۔ زران نے ناشتہ کرتے ہوئے آہستہ سے ماہین کی طرف دیکھا۔ اس کی خاموشی کچھ بے چینی میں بدل چکی تھی، جیسے وہ چاہتا تھا کہ ماہین اس کی طرف دیکھے، مگر وہ مسلسل اپنا کھانا کھا رہی تھی۔

ناشتہ ہونے کے بعد سب ہال میں بیٹھے گپ شپ لگانے میں مصروف تھے عمارہ ماہین کے گود میں بیٹھی تھی۔ زران نے گہری سانس لی اور ماہین کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ اس کی نظریں بار بار ماہین کے چہرے پر جا کر رُک جاتیں، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو مگر الفاظ تلاش نہیں کر پا رہا تھا۔ ماہین نے عمارہ کو گود میں اُٹھا کر اس کے بالوں میں انگھوٹا چمکایا، گویا وہ خود کو زران کی نظریں چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ اسے زران کی نظروں سے بہت شرم آنے لگی تو

وہاں سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ عمارہ بھی "مما مما" کر کے اس کے پیچھے گئی۔ زران مسکرایا سب سے بہانہ بنا کر وہ بھی دونوں کے پیچھے پیچھے گیا تھا۔

"تم دونوں کہاں جا رہے ہو؟" ضرار اور عمائرہ کو جاتے دیکھ کر نایاب بیگم نے پوچھا۔

"وہ مما، وہ جو کیس ہے نا، اس کی آخری سنوائی ہے۔ تو عمائرہ نے بھی چلنے کو کہا، تو میں نے سوچا کہ اس کو بھی لے کر چلتا ہوں۔" ضرار نے وضاحت دی۔

"اچھا ٹھیک ہے خیر سے جائیں۔ پہنچتے ہی مجھے کال کر لینا اور خیال رکھنا۔" ضرار کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جی مما ہم چلتے ہیں اللہ حافظ!۔" عمائرہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"اللہ حافظ!" دونوں گھر سے نکلے اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔

"تمہیں تو پریشانی نہیں ہو رہی نا؟ آخری سنوائی ہے، ماحول تھوڑا سخت ہو سکتا ہے۔" ضرار نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں، بالکل نہیں۔ جب تم ساتھ ہو تو کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا۔ بس دعا ہے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے، پراعتماد لہجے میں کہا۔

"دعا تو ہے، لیکن محنت بھی تو کی ہے۔سچ کبھی نہ کبھی سامنے آتا ہی ہے۔" ضرار نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

گاڑی شہر کی بھیڑ بھاڑ میں داخل ہوئی۔ونوں کچھ دیر خاموش رہتے ہیں۔

"ضرار، کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ یہ سب اتنا مشکل کیوں ہو جاتا ہے؟انصاف پانے کے لیے اتنی جدوجہد کیوں کرنی پڑتی ہے؟" عمائرہ نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں کہ دنیا ہمیشہ سچائی کو آسانی سے قبول نہیں کرتی۔سچ کو ثابت کرنے کے لیے صبر، حوصلہ اور عزم چاہیے ہوتا ہے۔"

"شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں، مگر جب سب ختم ہو جائے گا،میں چاہتی ہوں کہ ہم کچھ وقت صرف اپنے لیے نکالیں۔"

"وعدہ کرتا ہوں۔یہ سب ختم ہوتے ہی ہم اپنی زندگی کے بارے میں سوچیں گے۔صرف ہم، بغیر کسی بوجھ کے۔"

گاڑی عدالت کے احاطے میں پہنچی تو ضرار نے گاڑی روکا اور اترا اور پھر دوسرے طرف آکر عمائرہ کے لیے دروازہ کھولا اور عمائرہ بھی اتر گئی۔ضرار نے گہری سانس لی اور عمائرہ کے ساتھ اندر گئے۔

زران جب کمرے میں آیا تو ماہین عمارہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"کیوں آئی آپ اندر۔؟"زران نے ماہین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گڑیا، اپنے بابا کو سمجھاؤ کہ میری مرضی جہاں بھی جاؤں، کوئی روک ٹوک نہیں۔"

"بابا، مما نے کہا ہے کہ اُن کی مرضی چلے گی۔"عمارہ نے معصومیت سے، زران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مطلب اب گھر میں میری کوئی حیثیت نہیں۔؟"زران نے ہلکی سی ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

حیثیت تو ہے، مگر صرف نام کی۔ اصل اختیارات تو ہمارے پاس ہیں۔"ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"بابا، آپ بس بٹن دبانے والے بابا ہیں، ریموٹ تو مما کے پاس ہے!"عمارہ نے ننھے ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔

زران بے ساختہ ہنس پڑا اور سر پکڑ لیا جبکہ ماہین فاتحانہ انداز میں عمارہ کو ہائی فائیو دیا۔

چند لمحوں بعد سنبھلا اور شرارتی انداز میں دونوں کو دیکھا۔

"اچھا تو میں بس بٹن دبانے والا بابا ہوں۔؟"زران نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں، اور کبھی کبھار بیٹری بھی بدلنی پڑتی ہے، ورنہ سسٹم ہینگ ہو جاتا ہے!"ماہین نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

بابا! آپ کی بیٹری لو ہو رہی ہے کیا۔؟"عمارہ نے زور سے ہنستے ہوئے کہا۔"

"بیٹری تو ٹھیک ہے، لیکن لگتا ہے کہ ریموٹ کو ری سیٹ کرنے کا وقت آگیا ہے!" زران نے ہنستے ہوئے، ہاتھ باندھ کر کہا۔

"ارے ارے! سنبھل کے شاہ صاحب، ری سیٹ کرتے کرتے کہیں ریموٹ ہاتھ سے گر نہ جائے!"

"بابا، اگر ریموٹ گر گیا تو پھر مما کہہ دیں گی... 'دیکھو! یہی ہوتا ہے جب ابو کے ہاتھ میں ریموٹ دیا جائے۔!'" زران ہنستے ہوئے عمارہ کو گود میں اٹھالیا۔

"چلو، اب دیکھتے ہیں کس کے پاس اصل اختیار ہے۔"

"جی ضرور، لیکن یاد رہے کہ ریموٹ کی بیٹری ہمیشہ میرے ہاتھ میں رہتی ہے!" ماہین نے چالاکی سے کہا۔

"اتارو میری بیٹی کو اور یہاں سے جاؤ۔" ماہین نے غصے سے کہا۔

زران عمارہ کو گود میں اٹھائے ہنستے ہنستے رک گیا، مگر شرارت بھری مسکراہٹ اب بھی چہرے پر موجود تھی۔

"اوہ! حکم صادر ہو گیا؟ اتارو میری بیٹی کو؟ کیا میں کرایے کا بابا ہوں؟" زران نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

"جی ہاں!" ماہین نے تیوری چڑھاتے ہوئے، ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"اوکے سویٹ ہارٹ۔"زران نے عمارہ کو گود سے اتارتے ہوئے کہا۔عمارہ ماہین کے پاس بیٹھ گئی۔

"پتہ ہے آپ کو گڑیا آپ کے بابا محبت کی ایسی باتیں کرتے ہیں جیسے شاہجان کی طرح میرے لیے تاج محل بنائے گا اور بیوی کو کل منہ دکھائی میں گفٹ بھی نہیں دی۔"زران نے ماتھے پر ہاتھ مارا جیسے اسے واقعی بہت بڑی بھول ہو گئی ہو،اور عمارہ اور ماہین دونوں اسے گھور رہی تھیں۔

"سوری سویٹ ہارٹ میں بھول گیا تھا۔"زران نے الماری سے باکس نکالا اور ماہین کو دینے لگا مگر ماہین نے لینے سے انکار کیا۔

زران نے سنجیدگی سے اس کا ہاتھ پکڑا سامنے کیا اور باکس کھولا جس میں وائٹ ڈائمنڈ ٹاپس تھے۔

ماہین اس کی چمک کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔زران نے اس کے کانوں سے جھمکے اتارے اور باری باری دونوں کانوں میں ٹاپس پہنائے اور پھر جھک کر کان پر لب رکھے ماہین کی دھڑکنیں رقص کرنے لگیں۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔صرف دھڑکنوں کی ہلکی سی سرگوشی باقی تھی۔زران کی آنکھوں میں ایک عجیب سی گہرائی تھی جیسے ہر لفظ کے بغیر بھی سب کچھ کہہ رہا ہو۔

"محبت صرف الفاظ سے نہیں ہوتی، کبھی کبھی یہ چھوٹے چھوٹے لمحات میں چھپی ہوتی ہے۔جیسے یہ ٹاپس...جو صرف ایک گفٹ نہیں، بلکہ میرے دل کا ایک حصہ ہیں۔"زران نے نرمی سے،ماہین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہین کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی مگر اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھی۔ جیسے وقت رک گیا ہو۔ زران کے لب اس کے کان کے قریب آئے، اور وہ دھیرے سے سرگوشی کی۔

"آپ میری زندگی کا سب سے قیمتی زیور ہین، ماہین۔"

ماہین کی آنکھیں نمی سے چمک اٹھی، مگر وہ ہلکی سی ہنسی میں چھپانے کی۔

عمارہ، جو ایک کونے میں سب کچھ دیکھ رہی تھی، تالیاں بجا کر کہا۔ "واہ بابا! اتنا اچھا گفٹ۔ ماہین جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ جیسے عمارہ کی آواز نے اسے کسی خواب سے جگادیا ہو۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی اور شرارت بھری مسکراہٹ نمایاں ہوئی۔ زران بھی عمارہ کی معصوم سی شرارت پر ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کی۔

"بہت بڑی ہو گئی ہو نا تم؟ اب بابا ماما کو تنگ کرو گی؟" ماہین خود کو سنبھالتے ہوئے، عمارہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں مما، میں تو بس آپ دونوں کو خوش دیکھ کر خوش ہو رہی تھی!" عمارہ ہنستے ہوئے، بھاگتی ہوئی زران کے پیچھے چھپ گئی۔ ماہین نے گھورا اور زران نے قہقہہ لگایا۔

ماہین لاکھ زران اس سے نفرت کا دعویٰ کرتی رہی مگر زران کی ہنسی اور پیار اس کے نفرت پر حاوی ہو رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماہین نے زبردستی سخت لہجہ اپنانے کی کوشش کی، مگر زران کی ہنسی اور عمارہ کی معصوم شرارتوں کے سامنے اس کی سنجیدگی بھی گھلنے لگی۔ وہ لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے زران اور عمارہ کی طرف بڑھی۔

"بہت خوش ہو رہے ہو دونوں، جیسے کوئی جنگ جیت لی ہو!" ماہین نے مصنوعی غصے سے، ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ خوش ہوں؟ جنگ تو واقعی جیت لی ہے... تمہارے غصے کے قلعے کو!" زران نے اب بھی ہنستے ہوئے، عمارہ کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے کہا۔

"ہاں مما! بابا تو آپ کے دل کے سب دروازے کھولنے کے ایکسپرٹ ہیں!" عمارہ نے شرارتی انداز میں کہا۔

ماہین نے عمارہ کی یہ بات سن کر ہنسی روکتے ہوئے تکیہ اٹھا کر زران کی طرف پھینکا، جو مہارت سے بچ گیا اور قہقہہ لگا کر عمارہ کے ساتھ تالیاں بجانے لگا۔

"بس بہت ہوا، اب اگر زیادہ شرارت کی تو میں واقعی ناراض ہو جاؤں گی۔"

"تمہاری ناراضگی بھی اتنی حسین ہے کہ بندہ بار بار راضی کرنے کو دل چاہے۔" زران نرمی سے، اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

یہ سن کر ماہین کی آنکھوں میں جذبوں کی ایک لہر دوڑ گئی، وہ نظریں چراتے ہوئے مسکرانے لگی۔

"اُفف! بابا پھر جیت گئے! مما، اب تو مان جاؤ، بابا کے پیار کے آگے کوئی نہیں جیت سکتا!" عمارہ نے دلچسپ انداز میں کہا۔

کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا، اور ان کے دلوں میں محبت کی کہانی مزید گہری ہوتی گئی۔

نفرت کے دعوے، محبت کے سمندر میں بہہ گئے، جہاں صرف ہنسی، خوشیاں اور ساتھ کے قیمتی لمحے باقی رہ گئے۔

ضرار اور عمائرہ کورٹ کی عمارت سے باہر نکلے۔ ضرار کے چہرے پر طمانیت اور خوشی واضح تھی، جیسے ایک بھاری بوجھ دل سے اتر گیا ہو۔ عمائرہ بھی مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

"بالآخر، انصاف مل ہی گیا۔ سچ کی جیت ہمیشہ ہوتی ہے، چاہے وقت کتنا بھی لگ جائے۔" ضرار نے گہری سانس لیتے ہوئے، آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، لیکن یہ سب تمہارے حوصلے اور عزم کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ تم نے کبھی ہار نہیں مانی، ضرار!" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے، فخر سے کہا۔

"میں نے ہار مانی ہوتی اگر تم میرے ساتھ نہ ہوتیں۔ تمہارا ساتھ میرے لیے سب سے بڑا حوصلہ تھا۔" ضرار نے عمائرہ کی طرف دیکھتے ہوئے، ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

عمائرہ کے چہرے پر ہلکی سی شرم اور خوشی کی جھلک ابھری۔ دونوں آہستہ آہستہ پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

"اچھا؟ تو مطلب یہ جیت میری وجہ سے ہے؟" عمائرہ نے شرارت سے کہا۔

"ہاں، مان لیا۔ جیت تمہاری، لیکن جشن ہمارا ہو گا۔!" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر جشن میں چاکلیٹ کیک بھی ہونا چاہیے!" عمائرہ نے دلچسپ انداز میں کہا۔

"چاکلیٹ کیک۔؟ جشن میں تو کم از کم آئس کریم پارلر جانا بنتا ہے!" ضرار نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

دونوں گاڑی میں بیٹھتے گئے چہروں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ لیے، جیسے نہ صرف عدالت میں بلکہ زندگی کے میدان میں بھی وہ ایک بڑی جنگ جیت چکے ہوں۔ گاڑی سڑک پر آگے بڑھ گئے۔ کچھ ہی وقت میں دونوں ایک ریسٹورنٹ پہنچے۔

دونوں گاڑی سے اترتے۔ ضرار نے دروازہ کھول کر عمائرہ کو اندر جانے کا اشارہ دیا۔ ریسٹورنٹ کی فضاء پر سکون اور خوشگوار تھی، ہلکی ہلکی موسیقی پس منظر میں مدھم سی بج رہی تھی۔ دونوں ایک کھڑکی کے قریب میز پر بیٹھ گئے جہاں سے باہر کا خوبصورت منظر دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا آرڈر لیں، سر؟" ویٹر اس کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کیا لیں گی؟ آج تو جشن ہے، جو دل کرے آرڈر کریں۔" ضرار نے عمائرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چاکلیٹ کیک تو پکا ہے، ساتھ میں کافی بھی ہو جائے؟" عمائرہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"بالکل، چاکلیٹ کیک اور کافی...اور میرے لیے ایک اسپائسی پاستا بھی۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

ویٹر نے آرڈر نوٹ کی اور چلا گیا۔ دونوں کے درمیان ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"عمائرہ، کبھی سوچا نہیں تھا کہ ایک دن ایسا آئے گا جب انصاف کی جیت کا جشن اس طرح منائیں گے۔"

"ہاں بلکل آپ کی محنت کا نتیجہ ہے۔"

ویٹر مسکراتے ہوئے میز پر آیا، ہاتھ میں ایک ٹرے لیے جس پر چاکلیٹ کیک، کافی کے مگ اور ضرار کے لیے اسپائسی پاستا رکھا ہوا تھا۔ وہ نہایت مہذب انداز میں آرڈر میز پر سجایا۔

"یہ آپ کا آرڈر ہے، سر۔ کیا آپ کو کچھ اور چاہیے؟"

"نہیں، شکریہ۔"

ویٹر نے سر ہلایا اور واپس چلا گیا۔

"تو پھر؟ جشن کی شروعات کس سے کریں؟ کیک یا کافی؟" عمائرہ کیک کی طرف دیکھتے ہوئے، شرارتی لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے کیک سے۔ کیونکہ میٹھا پہلے ہوتا ہے... بالکل تمہاری طرح۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے، چاقو اٹھاتے ہوئے کہا۔

ضرار کیک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر پلیٹ میں رکھا اور عمائرہ کی طرف بڑھایا۔

"یہ پہلا ٹکڑا تمہارے لیے... کیونکہ یہ جیت صرف میری نہیں، ہماری ہے۔"

عمائرہ ٹکڑا لیتے ہوئے لمحہ بھر کے لیے ضرار کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں شکر گزار ہوں اللہ کا، جس نے مجھے آپ کو سونپا اور میری بیوی بنایا۔ یہ رشتہ میرے لیے صرف ایک ذمہ داری نہیں، بلکہ میری زندگی کی سب سے خوبصورت نعمت ہے۔"

عمائرہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی سرخی پھیل گئی اور آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔

"اگر یہ نعمت ہے تو یقیناً آپ اس کا سب سے خوبصورت حصہ ہیں، ضرار۔ میں بھی شکر گزار ہوں اللہ کی، جس نے مجھے آپ جیسے ساتھی سے نوازا۔" عمائرہ مدھم آواز میں، نظریں جھکاتے ہوئے لیکن لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

ضرار نے آہستہ سے عمائرہ کا ہاتھ تھام لیا ریسٹورنٹ کی مدھم روشنی میں، ان دونوں کے درمیان چھوٹا سا لمحہ ایک خوبصورت یاد میں بدل گیا۔ جہاں محبت صرف الفاظ نہیں بلکہ ایک خاموش دعا بن کر دلوں میں بس گئیں۔

Clubb of Quality Content!

ماہین کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئی جہاں پر اس کی امی عائشہ بیگم بیٹھی تھیں۔وہ پہلے سی کافی کمزور ہو گئی تھیں۔

"ارے بیٹا تم آؤ۔" ماہین ان کے پاس آتے ہوئے بیٹھ گئی۔

" کیسی ہیں آپ امی۔؟" ماہین نے ان کے ہاتھ چومتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو۔؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

"خوش تو ہو نہ زران کے ساتھ۔" ماہین نے دھیرے سے ہاں میں سر ہلایا وہ اپنی امی کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"مجھے پتہ تھا کہ تم اس کے ساتھ خوش رہو گی۔ماضی میں جو ہوا تھا وہ بھول جاؤ اور زران تم سے پیار کرتا ہے اور وہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے گا۔" ماہین کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

ماہین نے اپنی امی کی بات سن کر ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی، لیکن اس کے دل میں ایک انجانی سی کسک ابھری۔وہ اپنی امی کو مایوس نہیں کرنا چاہتی تھی، لیکن اس کے دل کے کسی کونے میں ایک خلاء اب بھی موجود تھا جسے وہ بیان نہیں کر سکتی تھی۔

"جی امی، وہ بہت خیال رکھتے ہیں۔"

Clubb of Quality Content!

عائشہ بیگم نے ماہین کے چہرے کو غور سے دیکھا، جیسے اس کے دل کی الجھنوں کو پڑھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ان کے ہاتھ نے محبت بھرے انداز میں ماہین کے بالوں کو سہلایا۔

"بیٹا، رشتے صرف مسکراہٹوں سے نہیں، بلکہ دل کے سکون سے جڑتے ہیں۔ اگر دل میں کوئی بات ہو تو اسے چھپاؤ مت۔ محبت کا سب سے خوبصورت پہلو سچائی اور اعتماد ہوتا ہے۔"

ماہین کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی، جیسے عائشہ بیگم کے الفاظ نے اس کے دل کے بند دریچے کھول دیے ہوں۔ وہ خاموش رہی، لیکن اس کی خاموشی میں ہزاروں جذبات تھے۔

"امی... میں کوشش کرتی ہوں۔ شاید وقت کے ساتھ سب کچھ بہتر ہو جائے گا۔" عائشہ بیگم نے ماہین کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیا۔ ان کی آنکھوں میں ممتا کا نور اور حوصلہ دینے والی گرمجوشی تھی۔

"وقت سب کچھ ٹھیک کر دیتا ہے، بیٹا۔ زران کے دل میں تمہارے لیے بہت پیار ہے، بس کبھی کبھی ہم خود اپنے دل کے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ ہمت کرو، اور دل کو موقع دو۔"

ماہین نے دھیرے سے سر ہلایا، جیسے دل میں چھپی الجھنوں کو وقت کے سپرد کر دیا ہو۔ وہ اپنی امی کے سینے سے لگ گئی، جہاں اسے ایک سکون بھرا سہارا ملا۔ کمرے میں ایک پر سکون خاموشی چھا گئی، جس میں محبت اور حوصلے کی گونج صاف سنائی دے رہی تھی۔

شام کا وقت تھا عمائرہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب ماہین نے دروازہ کھٹکھٹایا آئیں۔اندر سے عمائرہ کی آواز آئی۔ماہین نے دروازہ کھولا اور اندر آگئی۔

"ارے آپی آپ آئیں بیٹھیں۔"ماہین کو آتے دیکھ کر عمائرہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آگئی۔

"ہاں صبح آنا چاہتی تھی مگر تم نہیں تھی سوچا ابھی آجاو۔"

"اچھا کیا بیٹھو۔"ماہین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ماہین اور عمائرہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئیں۔کمرے میں ہلکی ہلکی شام کی روشنی کھڑکی سے اندر آرہی تھی جو ماحول کو نرم اور پر سکون بنا رہی تھی۔عمائرہ ماہین کے چہرے کو غور سے دیکھا جیسے اس کی آنکھوں میں چھپی کہانی کو پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیا بات ہے آپی، آج کچھ خاص لگ رہی ہو۔؟سب ٹھیک ہے نا؟"عمائرہ نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ دی لیکن اس کی آنکھوں میں چھپی تھکن عمائرہ سے چھپی نہیں رہتی۔وہ لمحہ بھر خاموش ہو گئی جیسے الفاظ تلاش کر رہی ہو۔

"سب ٹھیک ہے...بس دل چاہا تم سے بات کروں۔کبھی کبھی دل بھر جاتا ہے، حالانکہ کوئی خاص بات بھی نہیں ہوتی۔"

"دل کا بوجھ تو بانٹنے سے ہی ہلکا ہوتا ہے، آپی۔ بتائیں نا، کیا بات ہے؟" عمائرہ نے فکر مندی سے، ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ماہین کچھ لمحے خاموش رہتی ہے، پھر دھیرے سے بولتی ہے، جیسے دل کے بند دروازے آہستہ آہستہ کھلنے لگے ہوں۔

"کبھی کبھی لگتا ہے جیسے سب کچھ ٹھیک ہوتے ہوئے بھی کچھ ادھورا ہے۔"

"کیا زران بھائی نے کچھ کہا ہے۔؟" ماہین نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلایا۔

"آپ کو معلوم ہے آپی، دل بھی ایک باغ کی طرح ہوتا ہے۔ کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ بھر جاتے ہیں، اور کچھ کو محبت کی بارش چاہیے ہوتی ہے۔ آپ زران کو ایک موقع دیں، اور خود کو بھی۔ دل کے دروازے کھولو، شاید جو سکون تم ڈھونڈ رہی ہو، وہ تمہارے بہت قریب ہو۔"

ماہین عمائرہ کی بات سن کر دھیرے سے مسکرائی جیسے دل کو کچھ سکون ملا ہو۔

"تم ہمیشہ دل کی بات سمجھ لیتی ہو، شکریہ عمائرہ۔ شاید مجھے واقعی اپنے دل کے دروازے کھولنے کی ضرورت ہے۔"

"ہاں، اور دل کا تالا ہمیشہ محبت کی چابی سے کھلتا ہے، کوئی اور طریقہ نہیں۔"

دونوں ہنس دیں اور کمرے میں محبت اور بہنوں کے رشتے کی گرمجوشی پھیل گئیں۔ شام کی روشنی میں وہ لمحہ ایک خوبصورت یاد بن جاتا ہے، جہاں لفظوں سے زیادہ جذبات بول رہے ہوتے ہیں۔

"ویسے زران بھائی نے کیا گفٹ دیا ہے۔؟" عمائرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ماہین عمائرہ کے اچانک سوال پر چونک گئی پھر ہلکی سی شرماتے ہوئے مسکرائی۔اس کے چہرے پر ایک دبی دبی سی شرارت اور دلکش شرم کی جھلک نمایاں ہو گئی۔

"ارے...کچھ خاص نہیں، بس ایک چھوٹا سا گفٹ تھا۔" ماہین نظریں جھکاتے ہوئے، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اچھاا!؟ چھوٹا سا؟ آپی، اتنی شرم کیوں آ رہی ہے؟ بتائیں نا کیا دیا؟ یا پھر کہیں کوئی راز چھپا رہی ہیں؟"

ماہین ہنستے ہوئے سر جھٹکا مگر چہرہ ہلکی سی سرخی سے بھر جاتا ہے۔ پھر آخر کار وہ ہار مانتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"بس...ایک خوبصورت سے ڈائمنڈ وائٹ ٹاپس دیے تھے۔"

عمائرہ کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے پھیل گئی۔

"اوہو و! ٹاپس! اور لگتا ہے کہ زران بھائی نے خود ہی پہنائے ہوں گے، ہے نا؟" عمائرہ نے مزید چھیڑتے ہوئے کہا۔ماہین ایک دم جھینپ گئی اور عمائرہ کے کندھے پر ہلکے سے چپت مارا۔

"بس کرو عمائرہ! تم تو حد ہی کرتی ہو۔" ماہین نے شرماتے ہوئے، ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

عمائرہ قہقہہ لگایا جیسے اسے اپنی شرارت سے بے حد خوشی ہو رہی ہو۔

Clubb of Quality Content

"کیا کریں آپی، محبت کی رنگوں میں آپ کو ایسے کھلتے دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔"

"سچ بتاؤ اتنے سالوں میں آپ کو اتنا خوش دیکھ کر میں بھی بہت زیادہ خوش ہوں اور اللہ آپ کو ایسی ہی خوش رکھیں آمین۔" عمائرہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ماہین عمائرہ کے الفاظ سن کر ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی ابھری لیکن اس نے مسکرا کر اسے چھپانے کی کوشش کی۔

"آمین، عمائرہ... تمہارے دل سے نکلی ہوئی دعا میرے لیے سب سے خوبصورت تحفہ ہے۔ جانتی ہو، زندگی میں کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جب ہم بہت کچھ سہہ جاتے ہیں، مگر اصل طاقت ہمیں اپنے اپنوں سے ملتی ہے۔ تم ہمیشہ میرے لیے ایک مضبوط سہارا رہی ہو۔"

"کیونکہ آپی، بہنیں ہمیشہ ایک دوسرے کی طاقت ہوتی ہیں۔ جب آپ ہنستی ہیں، تو مجھے لگتا ہے جیسے دنیا کی ساری خوشیاں میرے دل میں سما گئی ہوں۔"

ماہین اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے عمائرہ کو گلے لگا یا۔ دونوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگیں، لیکن ان آنسوؤں میں درد نہیں بلکہ محبت، قربت اور سکون کی چمک تھی۔

"شکریہ، عمائرہ... میری زندگی میں ہونے کے لیے۔" ماہین نے دھیرے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیشہ ہوں گی، آپی.... ہمیشہ۔"

"انشاءاللہ!" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

صبح ہو چکی تھی ماہین کی آنکھیں کھلیں تو عمارہ اس کے ساتھ لپٹ کر سو رہی تھی۔اس نے آرام سے عمارہ کو ہٹایا اور بیڈ سے اتری اور اس کی نظر زران پر پڑی جو صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔وہ آج پہلی بار زران کو سوتے ہوئے دیکھ رہی تھی وہ سوتے ہوئے معصوم لگ رہا تھا۔ماہین دھیرے دھیرے قدموں کے ساتھ صوفے کے قریب آئی، جیسے خوف ہو کہ اس کی آہٹ زران کی نیند کو چُھو نہ لے۔

زران کے چہرے پر گہری نیند کی معصومیت تھی، جیسے تمام فکریں اور الجھنیں اس لمحے کہیں پیچھے رہ گئی ہوں۔ماہین کے دل میں ایک عجیب سا سکون اترنے لگا، جیسے وقت تھم گیا ہو اور صرف وہ لمحہ باقی رہ گیا ہو۔

ماہین نے آہستہ سے زران کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کیا،اس کے چھونے کی حد تک نرمی جیسے اس کی انگلیوں میں بھی محبت کا لمس بسا ہو۔پھر وہ صوفے کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی،اور چند لمحے بس اسے دیکھتی رہی۔اس کے چہرے کے ہر نقش کو گویا پہلی بار غور سے دیکھا ہو۔

زران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سی تھی، جیسے وہ کسی خواب میں خوش ہو۔ماہین کے دل میں ایک گرمجوشی سی بھر گئی،ایک ایسی نرمی جسے وہ شاید خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

ماہین نے دل ہی دل میں، دھیمی سانس کے ساتھ کہا۔

Clubb of Quality Content!

"شاید محبت ایسے ہی خاموشی سے دل میں اترتی ہے، جیسے یہ صبح کی روشنی... بنا اجازت لیے، بنا دستک دیے۔"

زران نے نیند میں ہلکی سی جنبش کی، جیسے کسی خواب سے حقیقت کی طرف پلٹ رہا ہو۔ ماہین فوراً سیدھی ہو گئی، جیسے پکڑی گئی ہو، مگر پھر بھی اس کے چہرے پر ایک مدھم سی مسکراہٹ باقی رہی۔

ماہین واشروم سے واپس آئی تو کمرے میں ابھی بھی ایک دلکش خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ زران اب بھی گہری نیند میں تھا، اس کے چہرے پر سکون کی ایک دلکش جھلک تھی۔ نرم دھوپ کی کرنیں کھڑکی سے آکر زران کے چہرے پر پڑ رہی تھیں، جیسے قدرت بھی اس لمحے کو خاص بنانا چاہتی ہو۔

ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پنک رنگ کے خوبصورت کپڑوں میں خود کو آئینے میں دیکھا۔ وہ معمول سے زیادہ خوش دکھائی دے رہی تھی، جیسے دل کے اندر چھپی کوئی نرم سی خوشی بے وجہ دل کو ہلکا پھلکا کر رہی ہو۔ اس نے ہلکے سے اپنے بالوں کو ٹھیک کیا، کانوں کے جھمکے سیدھے کیے، اور پھر آہستہ آہستہ زران کے پاس واپس آ گئی۔

وہ صوفے کے قریب زمین پر بیٹھ گئی اور دھیرے سے زران کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لمس میں ایک انجان سی نرمی اور محبت کی جھلک تھی۔ زران کے ماتھے کو چھوتے ہوئے، اس کے بالوں کو آہستگی سے پیچھے کیا، جیسے اسے بے خیالی میں بھی سکون دینا چاہتی ہو۔

گہری سانس لے کر وہ وہاں سے اٹھ گئی ٹائم دیکھا تو ساڑھے دس بج رہے تھے۔ زران کو آخری نظر دیکھ کر وہ کمرے سے نکل گئی اور نیچے آ گئی۔

نیچے ہال میں نایاب بیگم بیٹھی تھیں۔

"اسلام علیکم خالہ!" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام! اٹھ گئی اور زران کہاں ہے۔؟"

ماہین نے نایاب بیگم کے سوال پر ایک پل کے لیے توقف کیا، جیسے اس کے دل میں ابھی بھی زران کی سوتی ہوئی شبیہہ نقش ہو۔ پھر ہلکی سی مسکراہٹ کو ضبط کرتے ہوئے وہ آگے بڑھی اور نایاب بیگم کے پاس بیٹھ گئی۔

"جی، وہ ابھی سو رہا ہے۔ شاید تھکاوٹ زیادہ تھی، اسی لیے میں نے اسے اٹھایا نہیں۔" ماہین نے نرمی سے، ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

نایاب بیگم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور چائے کے کپ کی طرف اشارہ کیا جو پاس رکھی ہوئی تھی۔

"اچھا کیا بیٹا، آج کل بہت مصروف رہتا ہے۔ تھوڑا آرام بھی ضروری ہے۔ تم بیٹھو، میں تمہارے لیے چائے لاتی ہوں۔"

"نہیں خالہ، آپ بیٹھیں۔ میں لے آتی ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر ماہین کچن کی طرف بڑھ گئی۔ چائے بناتے ہوئے بھی زران کی مسکراہٹ اور اس کی گہری نیند میں چھپی معصومیت ماہین کے ذہن سے محو نہیں ہو رہی تھی۔

"باقی سب کہاں ہے۔؟" چائے لے کر جب وہ واپس آئی، تو نایاب بیگم سے پوچھا۔

ضرار اور عمائرہ آپ کی امی کو چیک آپ کروانے گئے ہیں اور زران کے باپ تو ہمیشہ کی طرح بزنس کے سلسلے میں کراچی گئے ہیں۔

"اوہ اس لیے کوئی بھی نہیں دکھائی نہیں دے رہا۔"

"ہاں بیٹا۔"

"اچھا خالہ میری دوست چار سال بعد پاکستان آئی ہ۔ے اس نے مجھے کل میسج کیا تھا کیا میں جاؤ۔؟"

"ہاں بیٹا اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے مگر زران کو بتا دینا۔"

"جی خالہ میں ان کو بتا چکی ہوں مگر ابھی وہ سو رہے ہیں تو سوچا کہ آپ کو بھی بتا دوں۔"

نایاب بیگم نے ماہین کی بات سن کر نرمی سے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور چائے کی پیالی کو میز پر رکھتے ہوئے بولیں۔ "بہت اچھا کیا بیٹا، تم نے مجھے بھی بتا دیا۔ دوستوں سے ملنا ضروری ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ اتنے عرصے بعد آئیں۔"

ماہین نے ممنونیت سے سر ہلایا اور چائے کی چسکی لیتے ہوئے گویا دل ہی دل میں زران کے ردعمل کے بارے میں سوچنے لگی۔ نایاب بیگم نے جیسے اس کے دل کی بات پڑھ لی ہو، نرمی سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زران نے تو کچھ نہیں کہاناں۔؟ناراض تو نہیں ہوا؟"ماہین نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ نفی میں سر ہلایا، مگراس کے چہرے پر ہلکی سی شرارت بھری مسکراہٹ تھی۔

"نہیں خالہ، ناراض ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...وہ تو بس سو رہے تھے، اس لیے ڈسٹرب نہیں کیا۔"

"ویسے تم زران کو اچھی طرح جانتی ہو۔بظاہر سخت اور سنجیدہ لگتا ہے، مگر دل کا بہت نرم ہے۔اگر جاگ جاتا تو شاید خود ہی کہتا کہ تم جلدی آجانا۔"

ماہین نے ہنستے ہوئے چائے ختم کی اور کپ میز پر رکھا۔

"جی خالہ، میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ جاگنے پر وہ خود ہی کچھ کہے گا۔"

نایاب بیگم نے پیار سے ماہین کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور نرم لہجے میں کہا۔

"تم دونوں کی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں، بیٹا۔دلوں میں ایسی محبت ہو جو وقت کے ساتھ مزید گہری ہو جائے۔"

ماہین کے دل میں دعا کے یہ الفاظ گونجنے لگے۔وہ دھیرے سے مسکرا دی، جیسے نایاب بیگم کے الفاظ نے اس کے دل کی گہرائیوں میں ایک خوبصورت یاد رقم کر دی ہو۔

"اچھا خالہ، اب میں نکلتی ہوں۔"کچھ لمحوں بعد، ماہین اٹھی اور کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹا، دھیان سے جانا اور واپسی پر کال ضرور کر دینا۔"

ماہین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا لیکن دل میں زران کے جاگنے کے بعد کے رد عمل کی ایک عجیب سی بے چینی بھی ساتھ لے گئی کیونکہ اس نے زران کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

زران جب اٹھا تو بیڈ کی طرف دیکھا ماہین کو نہ دیکھ کر وہ واشروم کی طرف گیا مگر دروازہ کھلا تھا وہ سمجھ گیا کہ ماہین نیچے گئی ہے۔اس نے عمارہ کی طرف دیکھا جو مزے کی نیند سو رہی تھی۔زران مسکرایا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔

کچھ لمحوں بعد وہ بلیک کپڑوں پہنے باہر آیا اور تولیے سے اپنے بھیگی بالوں کو سکھانے لگا۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال سنوار رہا تھا۔اس کے چہرے پر نیند کی ہلکی سی سستی باقی تھی لیکن آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، جیسے دل کے کسی گوشے میں چھپی ہوئی خوشی ابھر رہی ہو۔

بالوں کو سیٹ کرنے کے بعد اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا اور ہلکی سی تیوری چڑھائی۔

"خود اٹھی مگر مجھے اٹھایا نہیں۔" یہ سوچتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکلا اور سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ہال کی طرف بڑھا۔نیچے پہنچا تو نایاب بیگم کو بیٹھے ہوئے دیکھا، جو اخبار پڑھ رہی تھیں۔زران نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی لیکن ماہین نظر نہیں آئی۔

زران نایاب بیگم کے پاس جاتے ہوئے کہا۔

"اسلام علیکم مما۔"

"وعلیکم السلام بیٹا، اٹھ گئے؟"

"جی... لیکن ماہین نظر نہیں آ رہی۔ کہاں ہے وہ؟"

نایاب بیگم نے مسکراہٹ دبانے کی کوشش کی، جیسے وہ جانتی ہوں کہ زران کا فکر مند لہجہ کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہا ہے۔

"اوہ، ماہین؟ وہ تو اپنی دوست سے ملنے گئی ہے۔ چار سال بعد واپس آئی ہے اُس کی دوست، تو ملنے چلی گئی۔"

زران ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا، جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر ہلکی سی تیوری چڑھاتے ہوئے بولا۔

"دوست سے ملنے گئی ہے؟ اور مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

نایاب بیگم نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ اخبار تہہ کیا اور کہا۔ "ارے بیٹا، تم سو رہے تھے، اس لیے ڈسٹرب نہیں کیا۔ اور ویسے بھی اُس نے تمہیں رات کو بتا دیا تھا۔ مجھے بھی بتایا تھا، فکر نہ کرو۔"

زران نے خفیف سا سر جھٹک کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن... ہاں یاد آیا۔ خیر، کب گئی؟"

"بس تھوڑی دیر پہلے۔ اور ہاں، اُس نے کہا تھا کہ تمہیں میسج کرے گی جیسے ہی پہنچے گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زران نے جیب سے اپنا فون نکالا اور لاک کھولا، لیکن وہاں کوئی نیا میسج نہیں تھا۔ ہلکی سی بے چینی نے اس کے دل میں جگہ بنائی، مگر اُس نے خود پر قابو پاتے ہوئے فون واپس جیب میں ڈال دیا۔

زران نے نارمل لہجے میں، مگر اندر ہی اندر فکر مند کہا۔

"اچھا... ٹھیک ہے۔" مگر زران کو ماہین کی یہ حرکت پسند نہیں آیا تھا۔

"بیٹا، وہ صرف اپنی دوست سے ملنے گئی ہے، کوئی جنگ پر نہیں۔ Relax کرو!" نایاب بیگم نے زران کے چہرے کو غور سے دیکھا اور ہنستے ہوئے کہا۔

زران نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا، جیسے مصروف ہونے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن دل کے کسی کونے میں ایک عجیب سی خالی جگہ محسوس ہو رہی تھی... جس کا نام شاید ماہین تھا۔

دن کے تین بج رہے تھے ماہین واپس نہیں آئی تھی۔ وہ جانے سے پہلے موبائل گھر پر بھول کر گئی تھی زران کی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا اسے غصہ بھی آ رہا تھا ایک تو وہ بتا کے نہیں گئی تھی دوسرا فون چھوڑ کر گئی تھی۔

"آخر ہے کہاں یہ؟ ایک تو بتا کر نہیں گئی، اوپر سے فون بھی چھوڑ گئی... کوئی طریقہ ہے یہ؟" زران نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بابا، آپ ایسے کیوں ٹہل رہے ہیں؟ کوئی مسئلہ ہے؟"

زران نے فوراً خود کو نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کی اور ہلکی سی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ عمارہ کے پاس آبیٹھا۔

"نہیں گڑیا، کچھ نہیں۔ بس... تھوڑا سا تھکا ہوا ہوں۔"

"جھوٹ! آپ کو مما کی فکر ہو رہی ہے، نا؟" عمارہ نے شرارت سے کہا۔

زران نے حیرت سے عمارہ کو دیکھا اور پھر ہلکے سے ہنس دیا۔ "نہیں ایسی کوئی بات نہیں... بس وہ فون چھوڑ گئی ہے، اسی لیے تھوڑا سا پریشان ہوں۔"

"بابا، فکر نہ کریں۔ مما کوئی چھوٹی بچی نہیں ہیں، وہ جلدی آجائیں گی۔" زران نے سر ہلایا لیکن دل کا اضطراب کم نہیں ہوا۔

Clubb of Quality Content

عمارہ گیم کھیلتے کھیلتے سو گئی اور زران کمرے میں بے چینی سے ٹہلتا رہا ساڑھے چار بج رہے تھے جب دروازہ کھلا اور ماہین کمرے میں آئی۔ زران نے جیسے ہی دروازے کی ہلکی سی چرچراہٹ سنی فوراً مڑ کر دیکھا اس کی آنکھوں میں غصے اور فکر کے ملے جلے جذبات جھلک رہے تھے۔ ماہین پرسکون انداز میں دروازہ بند کرتے ہوئے اندر آگئی، لیکن زران کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر چونک گئی۔

"آخر کہاں تھیں آپ؟" زران نے سخت لہجے میں، غصے کو دباتے ہوئے پوچھا۔

"اپنی دوست کے پاس...وہ چار سال بعد ملی ہے، تو تھوڑا وقت لگ گیا۔" ماہین چونک کر رک گئی زران کے غصے کو دیکھ کر تھوڑا حیران مگر خود کو پر سکون رکھتے ہوئے جواب دیا۔

زران بے چین قدموں سے اُس کے قریب آیا اس کی آواز میں بے اختیار غصہ اور فکر دونوں شامل تھی۔ "وقت لگ گیا؟ ماہین، آپ نے مجھے بتایا تک نہیں! اور اوپر سے اپنا فون بھی گھر پر چھوڑ گئی تھی! آپ کو ذرا سا بھی اندازہ ہے کہ میں کتنی دیر سے پریشان ہوں؟"

"میں فون واقعی بھول گئی تھی۔ لیکن اتنی بڑی بات تو نہیں تھی، زران صاحب!"

زران کے چہرے پر غصے کے ساتھ ہلکی سی مایوسی بھی نظر آئی۔ وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر گہری سانس لی اور غصہ تھوڑا کم کرتے ہوئے کہا۔

"بات بڑی ہے یا نہیں، یہ تمہیں شاید سمجھ نہ آئے۔ لیکن جب کوئی تمہارے دل کے قریب ہوتا ہے نا، تو اُس کی ذرا سی بے خبری بھی پریشان کر دیتی ہے۔"

ماہین کا دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ زران کے الفاظ اُسے خاموش کر دیا۔ وہ نظریں چرا کر بیگ ایک طرف رکھا اور طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اچھا...تو آپ کو میری فکر تھی۔؟"

"کیا نہیں ہونا چاہیے تھا۔؟"

"اور کیوں ہونا چاہیے تھا۔؟" ماہین نے غصے سے کہا۔

"کیونکہ بیوی ہو میری اور پیار کرتا ہوں۔"

"پیار اور آپ۔؟ کیا کہا تھا چھ سال پہلے کہ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔ اتنی جلدی آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی۔ واہ ماننا پڑے گا۔ اور ایک بات یاد رکھنا کہ میں آپ کی باتوں میں نہیں آنے والی سو اس لیے یہ جھوٹی فکر اور جھوٹی محبت کا درس دینا بند کرو۔ اور بھولنا مت کہ میں نے صرف اپنی ماں کی کہنے پر آپ سے نکاح کیا۔"

زبان سے نکلے الفاظ جیسے زران کے دل میں ایک تیز درد کی لہر دوڑا ئے۔ ماہین کے کڑوے لفظوں نے اُس کے دل میں ایک زخم چھوڑا مگر وہ خاموش رہا۔

"میں جانتا ہوں، ماہین۔ تم نے نکاح میری محبت سے نہیں، بلکہ اپنی ماں کی خواہش پر کیا تھا۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ نفرت کرتی ہو کرنا بھی چاہیے۔ میں نے آپ کو تکلیف دی مگر میرا یقین کرو میں نے ہمیشہ سے آپ سے پیار کیا ہے اور اب بھی کرتا ہوں پہلے بھی کیا ہے اور آگے بھی کروں گا۔" زران دھیما، مگر سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ماہین خاموش ہو گئی۔

"آپ مجھے کہتی ہیں کہ نفرت ہے آپ کو مجھ سے یہ بات مجھے بہت زیادہ تکلیف دیتی ہے مگر میں ہنس کے بات ٹال دیتا ہوں کیونکہ یہ بات میرے لیے سکون کا باعث ہے جب میں سوچتا ہوں کہ اب آپ میری ہے میری نکاح میں ہے۔ آپ میری وہ دعا ہے جس کے لیے میں راتوں کو جاگا

ہوں۔ کوئی بات نہیں ایک دن آئیگا جب آپ کو میری محبت پر یقین ہو گی۔ اور میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"وہ دن کبھی نہیں آئیگا اور کیا کہا تھا آپ نے جب میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔؟ یہ نا کہ میں نے کتنے لڑکوں کو یہ کہا ہے۔؟ آپ نے اس وقت میری محبت پر داغ لگایا تھا میری محبت کو بے مول کیا تھا۔ یہ بھی کہا نہ کہ میں ابھی بچی ہوں پیار کی سمجھ نہیں ہے وہ سب میں کیسی بھولوں۔" ماہین تقریباً چلائی تھی۔

"وہ الفاظ میرے منہ سے نکلے تھے، اور میں پچھتایا تھا بہت۔ وہ لمحہ میری زندگی کا سب سے بڑا افسوس ہے۔ میں نے تمہارے جذبات کو اس طرح سے رد کیا، جیسے میں تمہیں جانتا نہیں تھا، حالانکہ تم سے زیادہ کوئی میری زندگی کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن میں مجبور تھا۔" ماہین تلخی سے مسکرائی۔

"مجبوری؟ مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا زران مجبور تو لڑکیوں کو کیا جاتا ہے جیسے مجھے کیا۔ آپ سے شادی کرنے پر۔"

"تمہاری بات صحیح ہے، ماہین۔ مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا، لیکن کبھی کبھی circumstances ایسے بن جاتے ہیں کہ ہم وہ سب کچھ کر بیٹھتے ہیں جو ہمیں نہیں کرنا چاہیے۔ تمہاری شادی مجھ سے، وہ بھی تمہاری ماں کی مرضی پر، میرے لیے بھی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ لیکن میں نے اسے قبول کیا

کیونکہ مجھے لگا کہ ایک دن تمہارے دل میں میرے لیے جگہ بن جائے گی۔" زران نے دھیمے سے کہا۔

"مجبوری؟ یہ صرف آپ کی طرف سے ایک بہانہ تھا، زران۔ کیا کبھی تم نے سوچا کہ مجھ پر کیا گزر رہی تھی؟ تم نے کہا تھا کہ تم مجھ سے پیار نہیں کرتے۔" ماہین نے کڑوی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

زران نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں، ماہین۔ وہ الفاظ جو میں نے کہے، وہ مجھے ہمیشہ کے لیے اذیت دیتے ہیں۔ میں نے تمہاری محبت کو رد کیا، اور وہ لمحہ میری زندگی کا سب سے بڑا پچھتاوا ہے۔ میں نے تمہاری دل آزاری کی، اور میں جانتا ہوں کہ یہ تمہارے لیے کتنا تکلیف دہ تھا۔"

"کیا تم نے کبھی یہ سوچا کہ میرے دل پر کیا گزری؟ تم نے کہا تھا کہ تم مجھ سے پیار نہیں کرتے، اور پھر مجھ سے وہ وعدے کیے جو تم پورے نہیں کر سکے۔ تمہاری محبت کو جب میں نے تم سے چاہا، تم نے ہمیشہ کہا کہ میں بچی ہوں، تمہاری محبت کے قابل نہیں۔ اور تمہاری یہ ساری باتیں ابھی بھی میرے ذہن میں ہیں، زران۔"

"وہ سب مجھے آج بھی یاد ہے، ماہین۔ مگر ماہین آپ نے میری باتوں کا ایک رخ دیکھا ہے اگر دوسرا دیکھ پائی نہ تو آپ کو مجھ پر ترس آئیگا۔"

"ترس؟آپ مجھ سے ترس چاہتے ہیں؟زران،جو کچھ آپ نے کیا،وہ صرف آپ کی غلطیاں نہیں تھیں،وہ آپ کی بے توجہی تھی،جو آپ نے مجھ سے کی۔اب آپ کہہ رہے ہیں کہ اگر میں دوسرا رخ دیکھوں تو مجھے ترس آجائے گا؟"

"ہاں،ماہین۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تمہاری اذیت کم ہو جائے گی،یا تمہارے دکھ کم ہوں گے۔مگر تم نے میرے ساتھ جو کچھ دیکھا،وہ ایک طرفہ نظر تھی۔"ماہین نے رخ موڑا اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"پلیز ماہین ایسا نہ کرو آپ ہی میری قیمتی سرمایا ہے۔میں آپ کی بغیر کچھ بھی نہیں۔"ماہین نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔یہی وہ الفاظ تھے جو ماہین نے کہے تھے اور زران نے اس کی محبت کو اس کے منہ پر مارا تھا۔زران کئی دیر تک ایسے ہی کھڑا اس کی پشت کو دیکھتا رہا۔

ماہین سے کوئی جواب نہ سن کر اس نے گہری سانس لی اور صوفے پر بیٹھ گیا اور اسے دیکھنے لگا۔ماہین موبائیل پر گیم کھیلنی لگی اور زران اسے ایک رفتار سے دیکھنے لگا۔ماہین کو پتہ تھا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے مگر اس نے غلطی سے بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

رات کے اندھیرے نے دن کے اجالے کو ختم کیا تھا۔ماہین ہاتھ میں کتاب لیے عمارہ کو کہانی سنا رہی تھی وہ بغور سے سن رہی تھی۔زران کمرے میں نہیں تھا وہ کہاں گیا تھا ماہین کو علم نہیں

تھا۔اسے اپنے الفاظوں پر بہت زیادہ برا لگ رہا تھا مگر پھر چھ سال کا دکھ یاد کر کے اسے کچھ بھی غلط نہیں لگا۔

"کیا مما یہ پرنسس مر جائیں گی۔؟"کہانی سننے کی بیچ عمارہ نے سوال کیا۔

"ہاں بیٹا۔"ماہین نے نرمی سے کہا۔

"مگر کیوں مما۔۔؟؟"عمارہ کو اچھا نہیں لگا تھا۔

"کیوں کہ اکثر لوگوں کے مرنے کے بعد کہانی جی اٹھتی ہے۔"

"پھر مجھے نہیں سننا۔"عمارہ نے منہ بنایا۔

"اچھا اچھا، نہیں سناتے ایسی کہانی۔ہم ایک نئی کہانی شروع کرتے ہیں، جس میں سب خوش رہتے ہیں، ٹھیک ہے؟"ماہین نے مسکراتے ہوئے، عمارہ کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں مما! مجھے وہ کہانی سنائیں جس میں پرنسس خوش ہو،اور کبھی نہ روئے!"

ماہین نے کتاب بند کر کے ایک گہری سانس لی، جیسے دل میں چھپا دکھ باہر آنے کے لیے بے تاب ہو۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی اداسی تھی لیکن عمارہ کے چمکتے ہوئے معصوم چہرے کو دیکھ کر اس نے خود پر قابو پایا۔

"تو سنو...ایک پرنسس تھی، جو بہت بہادر تھی۔ وہ دکھوں سے نہیں ڈرتی تھی اور نہ ہی غم کو اپنے دل میں چھپاتی تھی۔ لیکن اسے سب سے زیادہ طاقت اس وقت ملی جب اسے کسی نے بے پناہ محبت دی...ایسی محبت جو وقت اور فاصلے سے نہیں مٹی۔"

"کیا پرنسس کو وہ محبت مل گئی تھی؟ عمارہ نے آنکھیں پھیلائے ہوئے، معصومیت سے کہا۔

ماہین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ، مگر دھیمی آواز میں کہا۔

"ہاں بیٹا...مل گئی تھی۔ لیکن پرنسس نے اسے دیر سے پہچانا، جب وہ محبت بہت قریب تھی لیکن وہ دیکھ نہ سکی۔"

"پھر پرنسس نے کیا کیا؟" عمارہ معصومیت سے سوچنے لگی اور پھر آہستہ سے بولی۔

"اس نے سچائی کو قبول کیا، گڑیا۔ کیونکہ کبھی کبھی دل کی کہانی سننے کے لیے صرف ہمت چاہیے ہوتی ہے...اور تھوڑا سا وقت۔" ماہین نے عمارہ کی پیشانی پر پیار کرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔

عمارہ آنکھیں بند کرتے ہوئے ماہین کے بازو میں سر رکھ کر سو گئی۔ ماہین نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کھڑکی کی طرف دیکھا جہاں چاندنی مدھم روشنی پھیلا رہی تھی۔ اس کے دل میں زران کے الفاظ گونج رہے تھے۔

ماہین نے فون اٹھایا اس نے ٹائم دیکھا دس بج رہے تھے اور زران ابھی تک نہیں آیا تھا اسے فکر ہونے لگی اس نے وٹس ایپ پر زران کے چیٹ اوپن کی مگر کوئی بھی میسج نہیں تھا۔ اتنے میں زران کا میسج آیا۔

"سویٹ ہارٹ میں پہنچنے والا ہوں۔" ماہین نے میسج پڑھتے ہوئے جلدی سے فون رکھا اور دل دھڑکنے لگا۔

"یہ کیا کیا میں نے وہ سوچ رہے ہوگے کہ میں ان کا انتظار کر رہی تھی۔"

دس منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازہ کھلا اور زران آیا ماہین نے بس ایک نظر دیکھا اور موبائل کو دیکھنے لگی۔ زران دروازہ بند کرتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"میں تھوڑا سا لیٹ ہو گیا سوری!۔" ماہین نے سر اٹھا کر زران کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ تو ایسے بات کر رہے ہیں جیسے پہلے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔" ماہین بس سوچ سکی۔

"یہ دیکھو میں کیا لے کر آیا ہوں۔" زران نے شاپنگ بیگ سے گجرے نکال کر اس کے سامنے کیا۔

ماہین نے دل میں اٹھتی خوشی کی لہر کو ضبط کرتے ہوئے چہرے پر بے نیازی کا تاثر قائم رکھا، مگر زران کی نرمی اور توجہ اس کے دل کے بند دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ زران نے جب نرمی سے اس کے کلائیوں پر گجرے پہنائے تو خوشبو کی مہک نے ماحول کو مزید دلکش بنا دیا۔

"پتہ ہے، میں نے یہ گجرے تمہیں دیکھ کر ہی لیے تھے۔ جب بھی یہ خوشبو آئے گی، تمہیں میرا خیال ضرور آئے گا۔"

ماہین نے سر جھکا لیا، گجروں کی مہک کے ساتھ زران کی باتوں کا اثر دل میں اتر رہا تھا۔ مگر انا کی دیواریں ابھی بھی قائم تھیں۔

"یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں گجروں کے بغیر بھی ٹھیک تھی۔"

زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں جھانکا، جیسے دل کی گہرائیوں تک دیکھ رہا ہو۔

"ہو سکتا ہے تمہیں ضرورت نہ ہو، لیکن مجھے ہے... تمہیں خوش دیکھنے کی۔"

ماہین نے ایک لمحے کے لیے نظریں چُرا لیں، دل کی دھڑکن جیسے تیز ہو گئی تھی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔" ماہین نے نرمی سے، مگر نظریں جھکائے ہوئے کہا۔

"میں آئیس کریم بھی لے کر آیا ہوں کھاؤ گی۔؟" ماہین نے بے اختیاری میں سر ہلایا۔ زران مسکرایا اور آئس کریم نکال کر اسے دیا۔

"شکریہ... ماہین نے دھیرے سے کہا۔

زران کے چہرے پر ایک مطمئن سی مسکراہٹ پھیل گئی، جیسے یہ چھوٹا سا شکریہ ہی کافی ہو اس کے لیے۔

ماہین نے آئس کریم لیتے وقت زران کی طرف ایک نظر ڈالی، لیکن فوراً نظریں چرالیں، جیسے اپنے دل کی دھڑکنوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔زران کی مسکراہٹ میں ایک عجیب سا سکون تھا، جیسے اسے ماہین کے بے اختیار ہاں کہنے میں بھی ایک جیت نظر آ رہی ہو۔

"پگھلنے سے پہلے کھالینا، ورنہ ذائقہ کم ہو جائے گا... جیسے کچھ رشتوں میں تاخیر ہو تو اُن کا احساس مدھم پڑ جاتا ہے۔"

ماہین نے ایک لمحے کے لیے چونک کر زران کو دیکھا، لیکن فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے آئس کریم کھانے لگی۔

ماہین نے مدھم لہجے میں، جیسے اپنے دل کو سمجھا رہی ہو۔"آئس کریم کا ذائقہ وقت سے نہیں، مزاج سے بدلتا ہے۔"

"شاید... مگر کچھ ذائقے وقت کے ساتھ میٹھے بھی ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے بیچ کی تلخیاں، جو شاید ایک دن یاد بن کر مسکراہٹ دلا دیں گی۔"زران نے ہلکی سی ہنسی میں جواب دیا۔

ماہین نے دل میں اٹھنے والی بے چینی کو چھپاتے ہوئے آئس کریم پر توجہ مرکوز کر لی۔ مگر سچ یہ تھا کہ زران کے الفاظ اس کے دل کی دیواروں پر ہلکی ہلکی دستک دے رہے تھے۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد زران نے مدھم لہجے میں کہا۔

"ویسے... تم پر یہ گجرے بہت جچ رہے ہیں۔"

Clubb of Quality Content!

ماہین نے آئس کریم کا ایک نوالہ منہ میں رکھا اور دل میں ایک چھپی مسکراہٹ کے ساتھ بس اتنا کہا۔

"خاموش رہنا بھی سیکھا کریں، کبھی کبھی سکون ملتا ہے۔"

زران نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا، لیکن اس کے چہرے پر واضح تھا کہ یہ خاموشی بھی اس کے لیے کسی محبت بھرے اعتراف سے کم نہیں تھی۔

"یہ جلدی سے کھالو پھر میں آپ کو کچھ دکھاتا ہوں۔"

ماہین نے آئس کریم کا ایک اور نوالہ لیتے ہوئے زران کی طرف دیکھا، جس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، جیسے وہ کوئی خاص راز چھپا رہا ہو۔

"کیا ہے جو اتنا خاص ہے؟" ماہین نے بظاہر بے پرواہ مگر دل کی دھڑکنوں کے ساتھ کہا۔

"دیکھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا، مگر شرط یہ ہے کہ آئس کریم ختم کرنی پڑے گی۔"

ماہین نے آئس کریم کو دیکھتے ہوئے مصنوعی اکتاہٹ سے کہا۔

"یہ تو بہت بڑی شرط ہے...اتنی ٹھنڈی چیز کھانے کے بعد تو کچھ بھی خاص نہیں لگے گا۔"

زران ہلکا سا ہنسا اور اس کے اور قریب ہو کر آہستہ سے بولا۔

"خاص چیزیں ٹھنڈک میں بھی دل کو گرم رکھتی ہیں۔"

ماہین نے دل کی دھڑکنوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جلدی جلدی آئس کریم ختم کی اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولی۔

"اچھا جناب، ختم ہو گئی۔اب دکھائیں کیا ہے؟"زران نے ٹیشو لے کر اس کے چہرے کو صاف کیا جہاں پر آئیس کریم لگی تھی۔ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی، پھر صوفے کے نیچے رکھا ایک چھوٹا سا خوبصورت گفٹ باکس نکالا۔

"یہ تمہارے لیے ہے... بس ویسے ہی، کوئی خاص موقع نہیں۔"

ماہین نے حیرت سے باکس لیا، اور آہستہ آہستہ کھولا۔اندر ایک خوبصورت، نازک سی چین اور اس میں لٹکا ایک چھوٹا سا دل کی شکل کا پینڈنٹ تھا، جس پر بہت باریک الفاظ میں کندہ تھا:"میری دعا"۔

ماہین کے ہاتھ تھوڑا سا کانپے، دل کی رفتار بے قابو ہوئی لیکن چہرے پر کسی بھی جذبے کو ظاہر نہ ہونے دیا۔

"یہ... یہ سب کیوں؟"

زران نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور کہا۔

"کیونکہ تم صرف میری بیوی نہیں ہو، میری دعا ہو، جسے میں نے دل سے مانگا تھا۔اور میں چاہتا ہوں کہ یہ دعا ہمیشہ میرے قریب رہے... چاہے دل میں یا تمہارے گلے میں۔"

ماہین کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے۔کچھ پلوں کی خاموشی میں صرف دلوں کی دھڑکنوں کی صدا سنائی دے رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

ماہین کے جسم میں جیسے ایک لرزش سی دوڑ گئی، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی مگر وہ چہرے پر سنجیدگی کا پردہ ڈالے رہی۔ زران نے بڑی نرمی سے چین کو اس کی گردن میں پہنا کر بکل بند کیا اور پھر آہستگی سے جھک کر اس کی گردن پر ایک ہلکا سا بوسہ دیا۔

زران کی چھوٹی سی قربت پر ماہین کی سانسیں جیسے رک سی گئیں، وہ نظریں جھکائے بیٹھی رہی، مگر اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی اور خوشی نے جگہ بنالی تھی۔ زران نے اُس کے کان کے قریب آکر آہستہ سے کہا۔

"یہ چین صرف ایک زیور نہیں... یہ میری محبت کی مہر ہے، جو ہمیشہ تمہارے قریب رہے گی۔"

ماہین نے گہری سانس لی، دل میں اُٹھتے جذبات کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بس کہہ دیتے۔"

زبان پر سختی تھی مگر آواز میں نرمی در آئی تھی۔

"بس یہ ڈرامہ ہی تو میری محبت کی خاص بات ہے، کیونکہ جب تم مسکراتی ہو، تو دل کی ساری تھکن ختم ہو جاتی ہے۔" زران نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

ماہین نے نظریں چرائیں مگر ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ ہی گئی جسے وہ چھپانے میں ناکام رہی۔

زران نے وہ لمحہ اپنی جیت سمجھا اور دل ہی دل میں دعا کی کہ کاش یہ لمحہ ہمیشہ کے لیے تھم جائے۔

"آپ کے لیے کل ایک سرپرائز ہے۔" زران نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے کہا۔

Clubb of Quality Content

ماہین نے حیرت سے زران کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں الجھن اور تجسس صاف جھلک رہا تھا۔ زران کے ہاتھوں کی گرمائش اور نرمی نے اس کے دل کی دھڑکن کو تیز کر دیا تھا، مگر وہ اپنی کیفیت کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"سرپرائز؟ مجھے سرپرائز پسند نہیں، خاص طور پر جب وہ آپ دیں۔"

زبان پر وہی پرانی سختی تھی، مگر آنکھوں کی چمک کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہی تھی۔

زران نے مسکرا کر اس کے ہاتھ کو تھوڑا سا مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یہ سرپرائز خاص طور پر تمہارے لیے ہے، کیونکہ یہ سرپرائز تمہاری پسند بدل دے گا۔"

ماہین نے ہلکی سی سانس بھری اور آنکھیں گھماتے ہوئے کہا:

"مجھے نہیں چاہیے کوئی سرپرائز، کل میں مصروف ہوں گی۔"

زران نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ جھک کر آہستہ سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"مصروف ہو یا نہ ہو، سرپرائز تم تک پہنچ جائے گا... کیونکہ یہ سرپرائز تم سے زیادہ دور رہ نہیں سکتا۔"

ماہین کا دل ایک لمحے کے لیے رک سا گیا۔ اُس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور مصنوعی خفگی سے بولی:

"آپ بہت ڈرامے باز ہیں۔"

"ہاں، کیونکہ تمہاری مسکراہٹ کے لیے مجھے ہر ڈرامہ گوارا ہے!"

ماہین چاہ کر بھی ہنسی نہ روک سکی، مگر جلدی سے نظریں جھکا کر اپنے چہرے پر سنجیدگی کا نقاب ڈال لیا۔دل میں بے چینی تھی کہ آخر زران کیا سرپرائز دینے والا ہے، لیکن زبان پر ضد تھی کہ جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔

"اچھا اب سو جاؤ، دیر ہو رہی ہے۔" زران نے نرمی سے کہا۔

ماہین نے ہلکی سی نظر زران پر ڈالی، جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو مگر پھر خود کو روک لیا۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی،" اُس نے بے اختیار کہہ دیا، حالانکہ دل میں وہ جانتی تھی کہ نیند نہ آنے کی وجہ زران کی موجودگی اور اس کی باتوں کا اثر تھا۔

زران مسکرایا، اس کے چہرے پر ایک نرم سی شفقت جھلک رہی تھی۔ "تو پھر لیٹ جاؤ، نیند خود آ جائے گی،" وہ دھیرے سے بولا اور آہستہ سے کمبل سیدھا کیا۔

ماہین چپ چاپ لیٹ گئی، مگر آنکھیں بند کرنے کے باوجود دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔زران نے بھی لائٹ بند کی اور صوفے پر آ کر لیٹ گیا۔کمرے میں ہلکی سی خاموشی چھا گئی، صرف دل کی دھڑکنوں کی آوازیں باقی تھیں۔

چند لمحوں بعد زران کی آہستہ سی سرگوشی گونجی۔

"سو بھی جاؤ، ورنہ کل سرپرائز دیکھنے کی ہمت نہیں رہے گی۔"

ماہین نے آنکھیں بند کیے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ دبالی، جیسے دل نے اعتراف کرلیاہو کہ وہ زران کی باتوں کے سحر میں آچکی ہے، مگر زبان پر ضداب بھی باقی تھی۔"بکواس بند کریں اور سونے دیں!"

زران ہنسا،"جی میڈم، جیسے حکم۔"

اور پھر دونوں خاموش ہوگئے، لیکن دل کی دھڑکنوں میں وہ گفتگو جاری رہی جو لفظوں سے زیادہ گہری تھی۔

"مما،اٹھو!"عمارہ کی ننھی سی آواز کمرے میں گونجی۔وہ نیند سے جاگتے ہی سیدھا اٹھی اور ہلکے ہلکے جھنجھوڑنے لگی۔

ماہین نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں، دھندلی نظروں سے عمارہ کو دیکھا، جو مسکراہٹ کے ساتھ اس کے چہرے پر جھکی ہوئی تھی۔

"کیاہوا، گڑیا؟"ماہین نے نیم خوابیدہ انداز میں پوچھا۔

"مما، صبح ہوگئی ہے۔آپ ابھی تک سو رہی ہیں!"عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

ماہین مسکرائی اور پیار سے عمارہ کو اپنے ساتھ لپٹالیا۔"اچھا، جاگ گئی میری گڑیا؟"

اتنے میں ماہین کی نظر صوفے پر گئی، جہاں زران آرام سے سو رہا تھا۔اس کے چہرے پر سکون اور معصومیت چھائی ہوئی تھی۔ماہین کا دل عجیب سی کیفیت میں ڈوب گیا،وہ لمحہ بھر کے لیے بس اُسے دیکھتی رہی۔

"مما، بابا کو بھی جگائیں نا!"عمارہ نے شرارت سے کہا۔

ماہین نے چونک کر عمارہ کی طرف دیکھا، پھر ہلکی سی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔"نہیں، بابا کو سونے دو۔وہ تھکے ہوئے ہوں گے۔"

"نہیں، میں جگاتی ہوں!"عمارہ خوشی خوشی زران کے پاس گئی،اس کے صوفے کے پاس کھڑی ہوئی اور اُس کے گال کو ہلکے سے تھپتھپانے لگی۔

"بابا!اٹھیں نا!"عمارہ کی پیاری آواز پر زران نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔اس نے مسکرا کر عمارہ کو دیکھا اور ہلکے سے بازو پھیلائے۔

"اُف، میری شہزادی جاگ گئی؟آؤ بابا کے پاس!"

عمارہ خوشی سے ہنستے ہوئے زران کی گود میں جا بیٹھی۔زران نے اسے پیار کیا اور پھر نظریں ماہین پر ڈالیں، جو خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

"گڈ مارننگ، سویٹ ہارٹ!"زران نے نرمی سے کہا۔

"گڈ مارننگ!"ماہین نے نظریں چرا کر جواب دیا۔

لیکن دل کی دھڑکنیں اس صبح کو معمولی نہیں سمجھ رہی تھیں۔ کیونکہ یہ صبح ایک نئے احساس کی گواہ بن چکی تھی۔

ماہین دونوں کو چھوڑ کر فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔ زران اور عمارہ دونوں باتوں میں مصروف تھے۔

کچھ ہی دیر میں تینوں تیار ہو کر نیچے آئے تھے۔ نایاب بیگم، عائشہ بیگم، عمائرہ اور ضرار بیٹھے ناشتے کے میز پر بیٹھے تھے۔

"گڈ مارننگ!" زران نے خوش مزاجی سے کہا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"گڈ مارننگ، بیٹا! آج بڑی اچھی صبح لگ رہی ہے!" نایاب بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں امی، جب سب ساتھ ہو تو صبح اچھی ہی لگتی ہے!" زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور عمارہ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

ماہین خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھی، ناشتہ نکالنے لگی۔ وہ زیادہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی، مگر زران کے انداز میں آج ایک خاص خوشی جھلک رہی تھی۔

"ویسے زران بھائی، تم کچھ زیادہ ہی خوش لگ رہے ہو، کوئی خاص بات؟" ضرار نے شرارت سے کہا۔

زران نے چائے کا کپ اٹھایا اور معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "ہاں، ایک خاص بات ہے، مگر ابھی نہیں بتاؤں گا۔"

"اف بھائی! آپ ہمیشہ ایسی معصومیت سے باتیں گھما دیتے ہیں!" عمائرہ نے خفگی سے کہا۔

"بس صبر کرو، سب کو وقت پر پتا چل جائے گا!" زران نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا اور ماہین کی طرف دیکھا، جو چپ چاپ کھانے میں مصروف تھی، جیسے اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہ ہو۔

"اچھا، ماہین! تم نے اپنی دوست سے ملاقات کیسی رہی۔؟" عائشہ بیگم نے نرمی سے پوچھا۔

ماہین نے چونک کر سر اٹھایا، پھر ہلکے سے مسکراتے ہوئے بولی۔ "جی امی، اچھی رہی۔ کافی باتیں ہوئیں اتنے سالوں بعد ملی تھی۔"

"یہ تو بہت اچھا ہوا!" نایاب بیگم نے خوش دلی سے کہا۔

"ہاں، لیکن بہتر ہوتا اگر یہ جاتے ہوئے موبائل ساتھ لے کر جاتیں۔!" زران نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

ماہین نے زران کی طرف گھور کر دیکھا، مگر سب کے سامنے خاموش رہی۔ جبکہ عمارہ ہنستے ہوئے بولی۔ "بابا، مما کو تنگ مت کریں!"

زران نے قہقہہ لگایا، اور سب ہنسنے لگے، مگر ماہین کے دل میں عجیب سی الجھن تھی۔ آخر زران کے چہرے کی یہ مسکراہٹ کس بات کی تھی؟ کیا واقعی کوئی خاص بات تھی؟

ناشتہ ختم ہونے کے بعد سب اپنی اپنی مصروفیات میں لگ گئے، مگر ماہین کے دل میں زران کے کہے ہوئے الفاظ گونجتے رہے۔اسے ہر پل یہ جاننے کی جستجو رہی کہ آخر وہ سرپرائز کیا ہے جس کا ذکر زران نے کیا تھا۔

"آؤ میرے ساتھ آپ کو سرپرائز دوں۔۔"ماہین کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اوپر جانے لگا۔

"ہاتھ چھوڑو امی اور خالہ دیکھ رہے ہیں۔"ماہین نے ہاتھ چھڑوانے کے ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بیوی کو میرا ہاتھ پکڑنے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے،"زران نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور ماہین کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رکھا۔

نایاب بیگم اور عائشہ بیگم نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا، جبکہ ضرار اور عمائرہ ہلکی سی ہنسی دبا رہے تھے۔ماہین کی شرمندگی چہرے پر صاف جھلک رہی تھی، مگر دل میں ایک عجیب سی گرمی اور خوشی محسوس ہو رہی تھی جسے وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"چلو، زیادہ ڈرامے نہ کرو۔"زران نے کہا اور ماہین کو زبردستی سیڑھیاں چڑھاتے ہوئے اوپر لے گیا۔

اوپر پہنچ کر زران نے ایک دروازہ کھولا، جو ہلکی سی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی ماہین حیران رہ گئی۔ کمرہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، اور سامنے بڑی الماری تھی جو کتابوں سے بھری تھی اور الماری کے ارد گرد لائیٹس لگی تھی۔ اگر کہیں تو وہ لائیبریری تھی۔

ماہین نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔ دیواروں پر لکڑی کی خوبصورت شیلفیں تھیں جن پر مختلف موضوعات کی کتابیں سلیقے سے رکھی گئی تھیں۔ شیلف کے کناروں پر نرم، مدھم روشنی کی لائٹس جگمگا رہی تھیں، جو پورے کمرے کو ایک دلکش اور پرسکون ماحول دے رہی تھیں۔ ایک کونے میں آرام دہ صوفہ رکھا تھا جس پر ہلکا سا کمبل پھیلا ہوا تھا، اور پاس میں ایک چھوٹی سی ٹیبل جس پر کافی کے مگ اور خوشبودار موم بتیاں رکھی تھیں۔

ماہین حیرت سے زران کی طرف مڑی۔ "یہ سب کیا ہے؟" اس کی آواز میں حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات تھے۔

"یہ تمہارے لیے ہے... تمہیں کتابیں پڑھنے کا شوق ہے نا۔؟ اور آپ نے کہا تھا کہ میرے لیے بھی کتابیں رکھو۔ بس ان چھ سالوں میں، میں ہر ہفتے میں کتابیں لاتا اور ادھر رکھتا یہاں ہر قسم کی اردو اور انگلش ناولز ہیں۔" زران نے مسکراتے ہوئے اس کے قریب آ کر کہا۔

ماہین نے حیرت اور جذبات کی شدت سے کتابوں کی الماریوں کو دیکھا۔اس کے دل میں ایک نرم سی لہر دوڑ گئی۔وہ دھیرے دھیرے قدموں کے ساتھ آگے بڑھی،اور ایک شیلف سے ایک کتاب نکالی۔کتاب کے اندر ایک چھوٹا سا نوٹ رکھا تھا جس پر لکھا تھا۔

"تمہارے بغیر بھی ہر صفحہ پر تمہاری خوشبو رہی۔زران"

ماہین کے ہاتھ تھوڑے سے کانپ گئے۔اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی،مگر اس نے فوراًاپنی آنکھوں کو صاف کیا،جیسے اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"تم نے...واقعی اتنے سالوں تک یہ سب میرے لیے جمع کیا؟"ماہین کی آواز دھیمی مگر بھاری تھی۔

زران اس کے پاس آیا،اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں،کیونکہ تمہاری ہر پسند،ہر بات میرے دل کے قریب رہی ہے،چاہے تم نے مانا یا نہیں۔میں جانتا تھا کہ ایک دن تم ان کتابوں کو دیکھو گی،اور شاید میرے دل کی کتاب بھی پڑھنے کی کوشش کرو گی۔"

ماہین کے دل کی دیواروں پر ہلکی سی دراڑ سی پڑی۔اس نے کتاب کو بند کیا اور زران کی طرف دیکھا،جو محبت سے اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"چلو، آج پہلی کتاب اکٹھے پڑھتے ہیں۔" زران نے کہا اور ایک ناول اٹھا کر ماہین کے ساتھ صوفے پر بیٹھنے والا تھا جب نیچے سے عمارہ کی چیخنے کی آواز آئی۔ دونوں بھاگ کے نیچے گئے۔ عمارہ سیڑھیوں سے گری تھی۔

ماہین اور زران کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے عمارہ کی طرف بھاگے۔ عمارہ فرش پر بے ہوش پڑی تھی، اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا اور بازو عجیب زاویے میں مڑا ہوا تھا۔

ماہین گھبراہٹ میں زمین پر بیٹھتے ہوئے عمارہ کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔

"عمارہ! میری بچی، آنکھیں کھولو... دیکھو مما کو۔!" ماہین کی آواز کانپ رہی تھی، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

زران نے فوراً صورتحال سنبھالی۔

"ماہین، حوصلہ رکھو! ہمیں اسے فوراً اسپتال لے جانا ہوگا۔" اس نے جلدی سے عمارہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی کی طرف بھاگا۔

نایاب بیگم، عائشہ بیگم، اور ضرار بھی پریشانی میں پیچھے پیچھے تھے۔ سب کی آنکھوں میں خوف اور دعا تھی۔ گاڑی تیز رفتاری سے اسپتال کی طرف روانہ ہوئی۔

راستے بھر ماہین عمارہ کے بالوں پر ہاتھ پھیرتی رہی۔

"کچھ نہیں ہوگا میری جان، مما کے پاس رہو، بس ایک بار آنکھیں کھولو۔"

زران کے چہرے پر بھی بے پناہ پریشانی تھی، مگر وہ مضبوط رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسپتال پہنچتے ہی زران نے گاڑی زور سے روکی، نرسنگ اسٹاف نے فوراً عمارہ کو ایمرجنسی میں لے لیا۔

ڈاکٹرز نے جلدی سے معائنہ شروع کیا۔

ماہین دروازے کے باہر بے چین کھڑی تھی، زران نے اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی مگر وہ خود کو سنبھالنے کی جدوجہد میں تھی۔

"،کچھ بھی ہو... میری بیٹی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے!" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

کچھ وقت بعد ڈاکٹر باہر آیا۔

"کون ہیں عمارہ کے والدین؟"

دونوں ایک ساتھ آگے بڑھے۔

"ہم ہیں! ہماری بیٹی کیسی ہے؟" زران نے جلدی سے پوچھا۔

"اس کا بازو ٹوٹ گیا ہے اور سر پر چوٹ آئی ہے، مگر خوش قسمتی سے کوئی اندرونی خون بہنے کا خطرہ نہیں۔ ہم نے فوری اقدامات کیے ہیں، لیکن وہ ابھی بے ہوش ہے۔ آپ لوگ دعا کریں کہ وہ جلد ہوش میں آجائے۔" ڈاکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ماہین زار و قطار رونے لگی، زران نے فوراً اسے سینے سے لگا لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہیں ٹوٹنے نہیں دوں گا، ماہین... ہماری گڑیا ٹھیک ہو جائے گی!"

یہ حادثہ ان دونوں کے درمیان موجود فاصلے کو ایک لمحے میں کم کر گیا تھا۔ عمارہ کی زندگی کے لیے دونوں ایک دوسرے کا سہارا بن گئے تھے، اور شاید یہ وقت ان کے رشتے کو بھی نیا رنگ دینے والا تھا۔

"آپی یہ نرس آپ کو اتنی حیرانی سے کیوں دیکھ رہی ہے۔؟" عمائرہ ماہین کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔

ماہین نے سر اٹھا کر دیکھا نرس آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

ماہین نے چونک کر نرس کی طرف دیکھا، جو واقعی حیرت اور الجھن کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسے گھور رہی تھی۔ ماہین نے خود کو سنبھالتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"جی؟ کیا کوئی مسئلہ ہے؟"

Clubb of Quality Content

نرس جیسے کسی گہری سوچ سے باہر نکلی، ہڑبڑا کر بولی۔

"اوہ، ہاں نہیں میم! بس۔۔۔۔ اتنا کہتے وہ وہاں سے تیزی سے گئی۔ ماہین نے سر جھٹکا اور رونے لگی۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر نے باہر آکر اطلاع دی کہ "بچی ہوش میں آچکی ہیں۔

ڈاکٹر کی خبر سن کر سب نے سکھ کا سانس لیا۔ ماہین اور زران جلدی سے عمارہ کے کمرے کی طرف بڑھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ماہین کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔ عمارہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی،

اس کے چہرے پر تھوڑی سی کمزوری تھی مگر وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"مما..."عمارہ نے کمزور آواز میں پکارا۔

ماہین فوراً اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی،اس کے ماتھے پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میری جان، کیسی ہو اب؟"

"میں ٹھیک ہوں، مما۔"عمارہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

زران نے بھی آگے بڑھ کر عمارہ کا ہاتھ تھاما اور پیار سے کہا۔

"بابا کی بہادر بیٹی، آپ نے سب کو ڈرا دیا تھا۔"

"میں تو خود ڈر گئی تھی، بابا۔"عمارہ نے ہلکی سی ہنسی میں کہا۔

ماحول میں تھوڑی سی گرمجوشی واپس آئی، لیکن ماہین کے دل میں اب بھی نرس کا رویہ گونج رہا تھا۔

اس نے ایک نظر کھڑکی کے پار دیکھا جہاں وہی نرس کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔نرس کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں، جیسے کوئی راز چھپا ہو۔

ماہین نے زران کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"زران، مجھے اس نرس سے کچھ عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔"

"شاید تم بس زیادہ پریشان ہو۔ لیکن میں بات کرتا ہوں، فکر نہ کرو۔" زران نے نرس کی طرف دیکھا اور پھر ماہین کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

لیکن دونوں کے دل میں ایک عجیب سا خدشہ گھر کر گیا تھا، جیسے یہ واقعہ صرف ایک حادثہ نہ ہو بلکہ کسی بڑی کہانی کا آغاز ہو۔

جب ماہین سے اس کی نظریں برداشت نہیں ہوئی وہ باہر آئی۔ نرس اسے اپنے طرف آتے دیکھ کر وہ سیدھی ہوئی۔ ماہین نے گہری سانس لی اور نرس کے سامنے آکر رک گئی۔ نرس نے نظریں جھکانے کی کوشش کی مگر ماہین کے پُرتاثر انداز نے اُسے مجبور کر دیا کہ وہ نظریں ملائے۔

"کیا مسئلہ ہے؟" ماہین نے سرد لہجے میں پوچھا۔

نرس نے کچھ لمحے خاموشی اختیار کی، پھر ہلکی سی گھبراہٹ کے ساتھ بولی۔

"میرا... میرا کوئی مسئلہ نہیں، میڈم۔"

ماہین نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا اور نرمی سے مگر سنجیدہ انداز میں کہا۔

"تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی تھیں جیسے پہچانتی ہو؟"

"آپ کا نام ماہین ہے۔؟" نرس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مگر تم میرا نام کیسے پتہ ہے۔؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

نرس نے ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی، نظریں جھکائیں اور پھر ہچکچاتے ہوئے بولی۔

نادل کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے... میں نے آپ کی تصویر دیکھی ہے، کافی سال پہلے۔"

ماہین کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"کہاں دیکھی تھی؟ اور کیوں۔؟" اُس نے سخت لہجے میں پوچھا، جیسے وہ سچ کھینچ کر نکال لینا چاہتی ہو۔

نرس نے پریشان نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر آہستہ آواز میں کہا۔

"آپ میرے ساتھ آئیں مجھے آپ کو کچھ دینا ہے۔" نرس نے دھیرے سے کہا۔

ماہین کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، جیسے کوئی انجان خطرہ قریب آرہا ہو۔ اُس نے نرس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں ایک عجیب سی بے چینی اور خوف چھپا تھا۔

"کیا دینا ہے؟" ماہین نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"بس آپ میرے ساتھ چلیں... یہاں نہیں۔" نرس نے صرف سر ہلایا اور کہا۔

ماہین نے ایک لمحے کے لیے ہچکچاہٹ محسوس کی، لیکن دل میں اُٹھتے سوالات کے بوجھ نے اُسے آگے بڑھنے پر مجبور کیا۔ اُس نے ایک آخری نظر پیچھے ہسپتال کے راہداریوں پر ڈالی، جہاں زران اور باقی سب مصروف تھے، اور پھر نرس کے پیچھے چل پڑی۔

نرس اُسے ایک سنسان راہداری سے لے کر ایک چھوٹے سے اسٹور روم کے پاس رکی۔اُس نے دروازہ کھولا،اور ماہین کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔اندر ایک پرانی سی میز اور کچھ فائلیں پڑی تھیں۔ کمرے میں ہلکی سی دھیمی روشنی پھیل رہی تھی۔

نرس نے جیب سے ایک چھوٹا سا لفافہ نکالا،جو قدرے پرانا اور مڑا تڑا تھا۔اُس نے وہ لفافہ ماہین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ردا نے دیا تھا مجھے۔" ماہین کے ہاتھ کانپنے لگے۔اُس نے لرزتے ہاتھوں سے لفافہ لیا۔اُس پر صرف ایک لفظ لکھا تھا۔

"ماہین"

ماہین نے گہری سانس لی،دل جیسے سینے میں دھڑکنے کی بجائے گونج رہا تھا۔اُس نے آہستہ آہستہ لفافہ کھولا۔اندر ایک پرانا خط تھا وہ جیسے جیسے پڑھتی گئی اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔خط کے الفاظ دھندلے ہوتے جا رہے تھے،لیکن ہر جملہ ماہین کے دل پر گہرے نقوش چھوڑ رہا تھا۔

"یہ سب۔؟"

"ہاں یہ مجھے ردا نے دیا تھا اور یہ اس نے مرنے سے ایک گھنٹہ پہلے لکھا تھا۔اس نے مجھے یہ آپ کو دینے کے لیے کہا تھا مگر میں تو آپ کو نہیں جانتی تھی۔اس نے مجھے آپ کی تصویر سینڈ کی۔میں نے

آپ کو بہت ڈھونڈا مگر آپ مجھے آج ملی اور رکو میں آپ کو ردا کا فون بھی دیتی ہوں۔۔"نرس نے اپنے سامان سے فون نکالا اور ماہین کو دیا۔

ماہین نے کانپتے ہاتھوں سے فون لیا، جیسے وہ فون نہیں بلکہ ایک بھاری راز تھام رہی ہو۔اُس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں، اور ہاتھوں کی لرزش صاف نظر آ رہی تھی۔

"یہ...ردا کا فون؟"ماہین نے سرگوشی کی، جیسے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"ہاں،"نرس نے دھیرے سے جواب دیا،"اس میں کچھ میسیجز، نوٹس اور شاید تصاویر بھی ہیں۔ردا نے کہا تھا کہ جب تمہیں یہ ملے، تو آپ کو سچ پتہ چل جائیگا۔"ماہین نے فون کو سختی سے پکڑا اور بے اختیار اُس کا لاک کھولنے کی کوشش کی۔حیرانی کی بات یہ تھی کہ فون بغیر کسی پاسورڈ کے کھل گیا۔ اندر جاتے ہی اُس کی نظریں ایک فولڈر پر جم گئیں، جس کا نام تھا۔

"ماہین کے لیے۔"

دل کی دھڑکنیں تیز تر ہو گئیں۔اُس نے فولڈر کھولا تو سب سے اوپر ایک ویڈیو تھی۔کپکپاتے ہاتھوں سے اُس نے ویڈیو چلائی۔

اسکرین پر ردا کا چہرہ ابھرا تھکا ہوا، آنکھوں میں نمی، مگر چہرے پر ایک عجیب سی سنجیدگی تھی۔

"ماہین، اگر تم یہ ویڈیو دیکھ رہی ہو تو میں شاید اب اس دنیا میں نہیں ہوں۔ میں تمہیں یہ سب بہت پہلے بتانا چاہتی تھی، مگر آپ گئی تھی اور میں بہت مجبور تھی۔" آگے آگے وہ جو بولنے لگی ماہین کی آنکھوں سے آنسوں روانہ ہو گئے۔ ویڈیو جیسی ختم ہو گئی اس نے گہری سانس لی۔

ماہین کی آنکھوں سے آنسوں مسلسل بہہ رہے تھے، اور وہ بے ہوش سی کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کے ذہن میں بے شمار سوالات ایک ساتھ گونج رہے تھے۔ ردا کی ویڈیو نے اس کی دنیا ہلا کر رکھ دی تھی، وہ سب کچھ جو اُس نے کبھی بھی سوچا نہیں تھا، اب اُس کے سامنے تھا۔

"میں بہت پہلے تمہیں بتانا چاہتی تھی، لیکن میں بہت مجبور تھی..." ردا کے الفاظ اُس کے دماغ میں گونج رہے تھے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔" نرس نے کہا اور چلی گئی۔ ماہین بھی شکستہ قدموں کے ساتھ باہر نکلی اور عمارہ کے پاس آ گئی۔

"کہاں گئی تھی آپ۔؟" زران نے فکرمندی سے پوچھا۔

"وہ میں اس نرس کے پاس گئی۔"

"کیوں۔؟"

"کچھ خاص نہیں۔" زران نے سر ہلایا۔ ماہین بھی عمارہ کے ساتھ بیٹھ گئی مگر اس کی نظریں زران پر تھی۔ زران نے اسے دیکھا تو ہلکا سا مسکرایا۔

"تمہارے چہرے پر کچھ خاص نہیں ہے، لیکن دل کی گہرائیوں میں کوئی نہ کوئی بات ہے، جسے میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" زران نے نرمی سے کہا۔ ماہین نے کوئی جواب نہیں دیا بس خاموش ہو گئی۔

"بابا مجھے گھر جانا ہے۔"

"ٹھیک ہے چلو۔" زارن نے عمارہ کو گود میں اٹھایا اور ماہین کے ساتھ باہر نکل آیا۔ وہ سب گاڑی کی طرف چل پڑے۔ زران نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور عمارہ کو احتیاط سے بٹھایا۔ ماہین بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"تم ٹھیک ہو نا؟" زران نے ماہین کی طرف دیکھا، جس کی نظریں ابھی تک چپ تھیں۔

"ہاں، بس تھوڑا سا تھکی ہوں۔" ماہین نے سر ہلایا اور کہا۔

"کچھ ہوا ہے؟" زران نے فکرمندی سے پوچھا۔

"نہیں، بس کچھ سوچ رہی ہوں۔" ماہین نے دھیرے سے کہا اور باہر کی طرف دیکھنے لگی۔

گاڑی چلتے ہوئے خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی، لیکن زران کے دل میں بہت سے سوالات تھے، جنہیں وہ ابھی تک ماہین سے نہیں پوچھ سکا تھا۔

تینوں گھر پہنچے۔ نایاب بیگم نے عمارہ کے ہاتھ پر پلستر اور ماتھے پر پٹی بندھی دیکھ کر اسے رونا آگیا۔

"اللہ میری بچی۔" عمارہ کو اپنے گود میں لیتے ہوئے کہا۔

"دادی۔" عمارہ نے پیار سے کہا۔

ماہین نے سب کو دیکھا اور چپ چاپ کمرے میں گئی۔ زران کو عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

"ممی میں آتا ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ ماہین کے پیچھے آ گیا۔

ماہین کمرے میں آئی تو زمین پر بیٹھ کر شدت سے رونے لگی اسے اپنے لفظوں کا شدت سے پچھتاوا ہو رہا تھا۔

زارن نے کمرے میں داخل ہو کر ماہین کو روتے ہوئے دیکھا۔ اس کے دل میں غم اور افسوس کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ فوراً اُس کے قریب آیا اور آہستہ سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ماہین، تم ٹھیک ہو؟" اس نے نرمی سے پوچھا، لیکن ماہین کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے جا رہے تھے۔

ناولز کلب Clubb of Quality Content!

ماہین نے ناں میں سر ہلایا اور زور زور سے رونے لگی۔

"ماہین خدا کے لیے مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے میں آپ کو ایسی حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔"

زارن کی آواز میں ایک گہری پریشانی اور محبت تھی۔ اسے اپنے قریب کر لیا تاکہ وہ سکون محسوس کرے۔

"ماہین، تمہیں اس طرح روتے دیکھ کر میرا دل ٹوٹ رہا ہے۔ میں تمہاری تکلیف سمجھ سکتا ہوں، مگر مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ تم مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتی، بتاؤ، تم کیوں روتی ہو؟"

"وہ عمارہ۔" ماہین نے بند ہچکیوں سے کہا۔

"وہ ٹھیک ہو جائیں گی فکر نہ کرو۔" زران نے اسے خود سے لگاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ عمارہ تمہارے لیے کتنی اہم ہے، اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی، تم دیکھنا۔"

ماہین نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی، جیسے کے دل میں جو بوجھ تھا وہ ہلکا ہو رہا ہو۔ "مجھے ڈر لگ رہا ہے، کہ اگر کچھ ہو گیا تو...."

"کچھ نہیں ہو گا سویٹ ہارٹ ہم ہے نہ دونوں اس کا خیال رکھیں گے کیوں ڈر رہی ہو۔" زران نے نرمی سے کہا۔

زارن کے نرم الفاظ اور مضبوط گرفت نے ماہین کے دل کو کچھ لمحوں کے لیے سکون دیا، لیکن آنسو اب بھی اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔ زران نے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو پونچھے اور دھیرے سے کہا۔

"ڈرو مت، ماہین۔ عمارہ ہماری بیٹی ہے، ہماری جان۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ میں تمہیں وعدہ کرتا ہوں۔"

"...میں بس تھک گئی ہوں... تھک گئی ہوں ان سب جذبات سے، ان سب دردوں سے۔ چھ سال کی تلخیوں نے میرے دل کو جیسے پتھر کر دیا تھا، لیکن اب...اب ہر پل عمارہ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ میں پچھ کھو دوں گی۔" ماہین نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

زارن نے ماہین کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لے کر کہا۔ "تم نے کچھ نہیں کھویا، اور نہ ہی کھوؤ گی۔ دیکھو میری آنکھوں میں، میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ نہ تمہیں، نہ عمارہ کو۔ ہم تینوں ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔"

ماہین کی آنکھوں سے ایک نیا سیلاب جاری ہو گیا، لیکن اس بار ان آنسوؤں میں صرف درد نہیں تھا، بلکہ ایک عجیب سا سکون بھی تھا۔ زران نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ ماہین نے اس کے دل کی دھڑکن سنی، جو بڑی مضبوطی سے دھڑک رہی تھی، جیسے اسے تسلی دے رہی ہو کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

"مجھے معاف کر دو، اگر میری وجہ سے تمہیں کبھی دکھ ہوا۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج سے ہر لمحہ تمہیں خوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔" زارن نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

ماہین نے سر اٹھایا، آنکھوں میں نمی کے ساتھ ایک دھندلی مسکراہٹ ابھری۔ دونوں ایک دوسرے کے وجود میں سکون تلاش کرتے رہے، اور کمرے کی خاموشی میں صرف دلوں کی دھڑکنوں کی صدا باقی رہ گئی۔

جب وہ دونوں نیچے آئے عمارہ ضرار کے گود میں تھی۔ عائشہ بیگم، نایاب بیگم عمائرہ بھی بیٹھی تھیں۔ ماہین عمائرہ کے ساتھ بیٹھ گئی اور زران اس کے سامنے ضرار کے ساتھ بیٹھ گئے۔

ماحول میں ایک خاموش سی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی، لیکن عمارہ کی معصوم ہنسی نے اس خاموشی کو کچھ پل کے لیے توڑ دیا۔ ضرار نے اسے ہنسانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میری بہادر شہزادی، یہ پلستر تو تمہیں اور بھی زیادہ اسٹائلش بنا رہا ہے!

"میں تو پہلے ہی خوبصورت ہوں، چچا!" عمارہ نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ ضرار کا گال تھپتھپایا۔

سب کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ نایاب بیگم نے پیار سے عمارہ کے سر پر ہاتھ پھیرا،

"میری گڑیا سب سے خوبصورت ہے۔"

ماہین نے نرمی سے عمارہ کی طرف دیکھا، دل میں ایک عجیب سی کسک محسوس کرتے ہوئے، جیسے کچھ کہنے کو دل چاہ رہا ہو مگر الفاظ گلے میں اٹک گئے۔ عمائرہ نے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ ڈالا، جیسے کہ خاموشی سے حوصلہ دے رہی ہو۔

"عمارہ کی ہمت واقعی قابل تعریف ہے۔ ایسے حالات میں بھی یہ چھوٹی سی جان مسکرا رہی ہے۔" زارن نے ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ اس کے ماں باپ بہت مضبوط ہیں۔" ضرار نے مسکرا کر سر ہلایا۔

ماہین کی نظریں غیر ارادی طور پر زارن کی طرف اٹھیں، اور زارن نے بھی اس کی طرف دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ کیا۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"چلو، کچھ چائے بنا لیتے ہیں۔ آج تو سب کو سکون کی ضرورت ہے۔" عائشہ بیگم نے ماحول کو ہلکا کرنے کے لیے کہا۔

"میں بنالاتی ہوں۔" ماہین نے کہا اور اٹھنے لگی، مگر زارن نے اسے نرمی سے روکا، "بیٹھو، میں بنالاتا ہوں۔"

زارن کے اس انداز نے سب کو چونکا دیا، مگر کسی نے کچھ نہ کہا۔ ماہین نے خاموشی سے بیٹھے بیٹھے زارن کو جاتے ہوئے دیکھا، دل میں ایک عجیب سا سکون اترتا ہوا محسوس کیا۔

زارن چائے بنانے کے لیے اٹھا تو ضرار نے پیچھے سے چوٹ کی۔ "ارے بھائی، چائے تو ایسی نہ بنانا کہ سب اسپتال پہنچ جائیں۔!"

"چائے بنانا بھی ایک آرٹ ہے، جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں!" زارن نے مڑ کر شرارتی انداز میں کہا۔

"ہاں، آرٹ تو ہے، مگر پینے والوں کے لیے تھوڑی ہمت بھی چاہیے!" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو دیکھتے ہیں آج زارن بیٹے کی چائے میں محبت زیادہ ہوتی ہے یا چینی!" نایاب بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"بس دیکھتے جاؤ، ایسی چائے بناؤں گا کہ سب کپ کھاتے رہ جائیں گے!" زارن نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"بس کپ بھی سلامت رہیں، یہی کافی ہے۔" ماہین نے بمشکل ہنسی روکتے ہوئے سر جھکایا اور دھیرے سے کہا۔

"چائے نہ ہوئی، کوئی جنگ ہو گئی! ابھی بناتا ہوں اور ثابت کرتا ہوں کہ میں صرف دل ہی نہیں جیتتا، چائے بھی جیتتا ہوں!" زارن نے کچن کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد چائے کی خوشبو پورے گھر میں پھیل گئی۔ زارن بڑے فخر سے چائے لے کر آیا، جیسے کوئی ٹرافی جیت کر آیا ہو۔

"لو جی، دنیا کی سب سے شاندار چائے حاضر ہے!" زارن نے اعلان کیا۔

ضرار نے پہلا گھونٹ لیا، پھر سنجیدہ چہرے سے بولا۔ "واہ! چائے تو زبردست ہے... لیکن چینی شاید گھبراہٹ میں بھاگ گئی تھی!"

سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے، جبکہ زارن نے منہ بنا کر کہا۔ "یہ چائے صرف سمجھنے والوں کے لیے ہے، عام لوگوں کے لیے نہیں!"

"پھر تو واقعی شاہکار ہے!" ماہین نے مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کی اور ہلکے سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بابا، آپ نے چائے میں نمک تو نہیں ڈال دیا؟" عمارہ نے کپ کی طرف دیکھ کر معصومیت سے کہا۔

"ارے! میری عزت کی چائے کو نمکین کیوں بنایا؟" زارن نے سر پکڑ لیا۔

چائے کی تعریفوں اور مذاق کے بیچ ماحول ہلکا پھلکا ہو چکا تھا۔ زران نے ہار نہ ماننے والے انداز میں کہا،

"اچھا اچھا، مزاق تو بہت ہو گیا! اب کوئی سچ بتائے، چائے کیسی ہے؟"

"ایسی چائے تو میں نے صرف خوابوں میں دیکھی تھی... کیونکہ حقیقت میں پینا مشکل ہے!" ضرار نے شرارت سے جواب دیا۔

سب ہنس پڑے، مگر زران نے جلدی سے چائے کا کپ اٹھا کر خود ایک گھونٹ لیا۔ جیسے ہی چائے اس کے منہ میں گئی، اُس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

"اوہ... واقعی تھوڑی کڑوی ہے!" زران نے بمشکل اعتراف کیا۔

"بس یہی تو ہم کہہ رہے تھے، مگر آپ کی عزت بچانے کے لیے میٹھے الفاظ استعمال کیے!" عمائرہ نے قہقہہ لگایا۔

"بیٹا، چائے میں شاید چینی ڈالنا بھول گئے ہو؟" نایاب بیگم نے پیار سے کہا۔

"چینی ڈالنے کا وقت تھا، مگر میں محبت ڈالنے میں مصروف تھا!" زارن نے شرارتی انداز میں جواب دیا۔

"بس یہی محبت تھوڑی زیادہ کڑوی نکل آئی!" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بابا، آپ چائے بناتے وقت محبت کم اور چینی زیادہ ڈالا کریں!" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے، اگلی بار محبت کے بجائے صرف چینی ڈال دوں گا!" زارن نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

ضرار نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاں، لیکن پھر محبت والی چائے کا پیٹنٹ کینسل ہو جائے گا!"

"اچھا، چلو اب میں ثابت کروں گا کہ میں چائے کے ساتھ ساتھ شاندار آملیٹ بھی بنا سکتا ہوں!" زارن نے ہار نہ مانتے ہوئے کہا۔

"لیکن پلیز اس میں محبت کم ڈالنا، ورنہ ہمیں انڈے کے بجائے کوئی فلسفیانہ ڈش کھانی پڑے گی!" عمائرہ نے فوراً کہا۔

"اوہ بھائی، اب تو میں چپ ہی رہوں بہتر ہے!" زارن نے ہنستے ہوئے ہاتھ اٹھا دیے۔

"نہیں، رہنے دو، چائے کافی تھی، اب کچن کی مزید تباہی نہیں چاہیے۔" ماہین نے ہنسی دباتے ہوئے سر ہلایا۔

"بابا، آپ دادی سے ہی سیکھ لیں، تاکہ آپ کی محبت اور چینی کا بیلنس صحیح ہو!" عمارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

سب کا قہقہہ گونج اٹھا،اوریوں زران کی محبت بھری چائے نے سب کے چہروں پر خوشی بکھیر دی——چاہے ذائقہ کچھ بھی ہو!

"آپ کو پتہ ہے میں کیا خبر لے کر آیا ہوں۔؟"ضرار اپنے کمرے میں آتے ہوئے عمائرہ سے پوچھا۔

کیا۔؟

"یہی کہ ہم کل سوات مالم جبہ جا رہے ہیں، پھر مرغزار، بحرین،اور مینگورہ بھی دیکھیں گے۔"

"واقعی؟ واہ! یہ تو زبردست خبر ہے!"عمائرہ خوشی سے اچھل پڑی۔

"جی ہاں، سب کچھ پلان ہو چکا ہے، ہوٹل کی بکنگ بھی کروا دی ہے،اور راستے میں خاص خاص جگہوں پر رکنے کا ارادہ بھی ہے۔"ضرار نے فخر سے کہا۔

"یہ تو بہت مزے کا ٹرپ ہونے والا ہے! میں اپنی ساری گرم جیکٹس اور شالز نکال لوں گی،اور ہاں، کیمرہ بھی ساتھ لے کر چلوں گی۔"عمائرہ نے پرجوش ہو کر کہا۔

"ہاں،اور میرے لیے زیادہ فوٹو گرافی سیشنز کا پلان نہ بنانا، میں سیر کے لیے جا رہا ہوں، ماڈلنگ کے لیے نہیں!"ضرار نے شرارتی انداز میں کہا۔

"ارے ارے! زیادہ گھمنڈ نہ کرو، آخر کار تمہیں میری تصویریں بھی کھینچنی پڑیں گی!"عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

اتنے میں زران کمرے میں داخل ہوا، جس کے چہرے پر حیرت اور دلچسپی دونوں جھلک رہے تھے۔

اُس نے دونوں کو اتنے جوش میں باتیں کرتے دیکھ کر کہا۔"اوہ ہو! یہاں تو لگتا ہے کوئی خفیہ مشن چل رہا ہے؟"

"خفیہ نہیں، سپر اسپیشل مشن ہے! ہم سب کل سوات جا رہے ہیں—مالم جبہ، مرغزار، بحرین، مینگورہ—پوری ٹریول لسٹ تیار ہے!"ضرار نے مسکرا کر کہا۔

"واہ! تو مجھے کیوں نہیں بتایا؟ کیا میں گھر کی ڈرائیور ہوں جو بس گاڑی چلاتا رہوں؟"زران نے مذاقاً سنجیدہ چہرہ بنا کر کہا۔

"ارے بھائی، آپ ہماری VIP سواری ہیں، بغیر آپ کے ٹرپ ادھورا ہے!"عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"VIP سواری؟ مطلب میرا کام صرف گاڑی چلانا، بیگز اٹھانا اور آخر میں تصویریں کھینچنا؟"زران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"بالکل! اور اگر زیادہ شکایت کی تو راستے میں پہاڑی پر چڑھنے کے لیے بھیج دیں گے!"ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ خدا! یہ خاندان میرے ساتھ ایکسپیریمنٹ کر رہا ہے!"زران نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو اچھی بات ہے نہ۔"ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلیں صحیح آپ دونوں کا ٹرپ صحیح سلامت رہے اور خیال رکھنا اور مجھے کال کرتے رہنا۔"

"کیوں بھائی آپ نہیں جارہے ہمارے ساتھ۔؟"

"ہاں جانا چاہتا تھا مگر گڑیا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہاں پر بہت سردی ہے۔"

"اوہ ہاں، عمارہ کی طبیعت واقعی نازک ہے۔ لیکن اگر آپ ساتھ ہوتے تو اور بھی مزہ آتا!" عمائرہ نے افسوس سے کہا۔

"ہاں، مگر عمارہ کو زیادہ اہمیت دینی ہے، وہ میری چھوٹی سی گڑیا ہے۔" زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"بالکل، اور ویسے بھی تمہاری غیر موجودگی میں ہم خوب سکون سے انجوائے کریں گے، کوئی سنجیدہ نصیحتیں نہیں سننی پڑیں گی!" ضرار نے شرارتی انداز میں کہا۔

"بہت اچھا! تو یہ پلان ہے تم لوگوں کا؟ اچھا جاؤ، مگر یاد رکھنا، اگر مجھے کوئی شاندار یادگار تحفہ نہ لائے تو واپسی پر دروازہ بند ملے گا!" زران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"ارے فکر نہ کریں، آپ کے لیے خاص تحفہ لائیں گے... سردیوں کی خاص مفلر، تاکہ آپ کو یاد رہے کہ آپ ٹرپ پر نہیں گئے تھے!" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شاندار! بالکل ویسا تحفہ جیسے دوستوں کو جلانے کے لیے دیا جاتا ہے!" زران نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے آپ دونوں تیاری کرے میں جاتا ہوں۔" زران نے کہا اور کمرے سے نکل گئے۔

زران کے جاتے ہی عمائرہ نے ضرار کی طرف دیکھا اور شرارتی انداز میں بولی۔ "یہ تو بڑے سمارٹ بن رہے تھے، دل میں پکا جل رہا ہوگا کہ ٹرپ پر نہیں جا رہا!"

"ہاں، شاید دل ہی دل میں پلان بنا رہا ہو کہ کسی بہانے ہمارے پیچھے آ جائے!" ضرار ہنستے ہوئے بولا۔

"ذرا سوچو، اچانک کہیں سوات کی کسی سنسان جگہ پر ہمیں زران مل جائے، کہے گا بس عمارہ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی تو میں بھی نکل آیا!" عمائرہ نے قہقہہ لگایا۔

"اور پھر ہم اسے کہیں گے، 'جناب، ٹکٹ تو ہے نا آپ کے پاس؟ یا ایسے ہی ٹرپ پر گھس آئے؟'" ضرار نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

عمائرہ ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی۔ "پھر وہ اپنی کلاسک سنجیدہ شکل بنا کر کہے گا، 'مجھے کسی ٹکٹ کی ضرورت نہیں، میں اسپیشل گیسٹ ہوں!'"

دونوں کی ہنسی کمرے میں گونج رہی تھی، اور ماحول میں ایک خوشگوار سی چہکار بھر گئی۔

عمائرہ نے الماری کھولتے ہوئے کہا۔ "چلو اب واقعی تیاری شروع کرتے ہیں ورنہ زران پھر آ کر کہے گا، 'یہی تیاری تھی تم دونوں کی؟ صرف ہنسنے کا سامان!'"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے، لیکن ایک شرط پر...راستے میں ہر مزے دار چیز کھائیں گے!" ضرار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈن! لیکن شرط یہ بھی ہے کہ ہر جگہ کم از کم ایک مزاحیہ فوٹو ضرور لینی ہے!"

"ڈیل! اب یہ ٹرپ واقعی یادگار ہوگا!" ضرار نے ہنستے ہوئے ہاتھ ملایا۔

دونوں ہنستے مسکراتے اپنی تیاریوں میں لگ گئے۔

پھر وہ آہستہ سے چلتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، جہاں عمارہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

زران نے دروازہ کھولا تو کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر عمارہ اور ماہین پر پڑی۔ عمارہ اپنے تکیے کے ساتھ کھیل رہی تھی اور ماہین اسے کہانی سنا رہی تھی۔ ماہین کی آواز میں ایک محبت بھری نرمائی تھی، اور عمارہ کی ہنسی کمرے کی فضاء کو روشن کر رہی تھی۔ زران کئی دیر تک ایسی ہی ماہین کو دیکھتا رہا اور پھر آ کے صوفے پر بیٹھ گیا۔

ماہین کہانی سناتی رہی۔ زران دیکھتا رہا۔

"مما کیا اس میں پرنسز مر جائیں گی۔؟"

"نہیں، میری پیاری، اس کہانی میں پرنسز ہمیشہ خوش رہتی ہیں، کبھی نہیں مرینگی۔" ماہین نے عمارہ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا۔

"اوہ، ٹھیک ہے! میں چاہتی ہوں کہ وہ ہمیشہ خوش رہیں۔" عمارہ نے تکیے کو گود میں دبا کر کہا۔

زران صوفے پر لیٹ گیا اسے سنتا رہا۔ ماہین اس کو کہانی سناتی رہی۔ زران کی آنکھیں بند ہونے لگیں تھی۔ ماہین نے کہانی سناتے ہوئے ایک نظر زران کی طرف دیکھا زران مسکرایا ماہین نے نظریں چرائی اور عمارہ سے کہا۔

"اپنے بابا سے کہو کہ وہ بیڈ پر سو سکتے ہیں۔"

"کیا سچ میں۔؟" زران فوراً صوفے سے اٹھا اور اس کے پاس آیا۔ ماہین نے ہاں میں سر ہلایا۔

زران حیران بھی ہوا اور خوش بھی۔ پھر بیڈ کے دوسرے طرف آیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ ماہین اس کو کہانی سناتی رہی یہاں تک کہ عمارہ کو نیند آئی اور وہ سو گئی۔ زران نے اسے آرام سے لٹایا اور ماہین کو دیکھا جو نروس سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

"تھینک یو بیڈ پر جگہ دینے کے لیے۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ماہین نے مسکرا کر کہا۔ ایک بات پوچھو آپ سے۔؟"

"دس پوچھ لیں۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر کبھی میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے اس کا جواب دیں گے۔؟"

"اگر تم مجھ سے کچھ پوچھو گی، تو میں ضرور جواب دوں گا، لیکن تمہاری سوالات کا جواب میرے لیے ہمیشہ سچ ہو گا، چاہے وہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔" زارن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر ایک سوال پوچھوں؟" ماہین نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر آہستہ سے کہا۔

"پوچھو، میں تمہارا ہر سوال سننے کے لیے تیار ہوں۔" زارن نے سر ہلایا اور نرمی سے کہا۔

"ابھی نہیں کل کروں گی اور آپ کو سچ بتانا ہے ورنہ میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔" کہتے ہوئے وہ بھی لیٹ گئی۔

"ٹھیک ہے، کل تم جو پوچھو گی، میں سچ ہی بتاؤں گا، اور بات نہ کرنے کی دھمکی نہ دو، کیونکہ آپ جانتے ہیں میرے لیے تم سے بات کیے بغیر رہنا مشکل ہو گا۔" زارن نے مسکرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے پھر کل بات کرتے ہیں۔ اچھا ایک اور بات بتاؤں۔؟"

"ہاں، بتاؤ، آپ کی بات سننے کے لیے ہی بیٹھا ہوں۔" زارن نے مسکرا کر کہا۔

آئی ایم سوری!" ماہین نے جلدی سے کہا اور کمبل میں منہ چھپا کر کروٹ لے لی۔ زارن نے ماہین کی طرف دیکھا، زران ششدر رہ گیا۔ اس کی نظر میں حیرت اور تشویش تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ ہے جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔

"کیا ہوا؟" زران نے نرم لہجے میں کہا، "کیوں ایسا کہہ رہی ہو؟"

ماہین نے کمبل کے اندر سے ہی کہا، "نہیں کچھ نہیں، بس میں نے کچھ کہا اور پھر۔۔۔" اس کی آواز مدھم ہو گئی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہو مگر نہ کہہ پا رہی ہو۔

زارن نے کچھ دیر خاموشی سے اس کی طرف دیکھا، پھر بولا۔ "اگر کچھ ہے تو تم مجھ سے بات کر سکتی ہو، میں تمہاری بات سننے کے لیے یہاں ہوں۔"

"پھر کبھی ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"اوکے سو جاؤ سویٹ ہارٹ!"

زران آج خود حیران تھا کہ ماہین اچانک کیسی بدل گئی۔ اس کا پیار سے باتیں کرنا بیڈ پر جگہ دینا اور اب سوری بولنا۔

زارن نے ماہین کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سانس لی۔ اس کے اندر ایک عجیب سا احساس تھا، جیسے کچھ بدل چکا ہو، جیسے ماہین نے واقعی اپنی جگہ بدل لی ہو۔ وہ کچھ لمحے خاموشی سے بیڈ پر بیٹھا رہا، پھر آہستہ سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ خود سے بولا۔ "یہ سب اتنی جلدی کیسے بدل گیا؟"

لیکن پھر اس نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھا، اور ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ ماہین کی طرف دیکھا۔ اس کا دل کچھ زیادہ ہی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"کل بات ہو گی۔" وہ اپنے آپ سے بولا اور پھر دروازہ بند کر کے کمرے سے نکل گیا۔

ماہین کی نیند کی خاموشی میں کچھ تھا جو زران کے دل میں ایک نئی امید جگا گیا تھا۔

Clubb of Quality Content

صبح ہو چکی تھی۔ ضرار اور عمائرہ سوات کے لیے نکل گئے تھے۔ زران آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ عمارہ سو رہی تھی۔ ماہین کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی۔ نایاب بیگم آہستہ سے کچن میں داخل ہوئیں، جہاں ماہین چائے کا پانی چولہے پر رکھ رہی تھی۔ نایاب بیگم نے پیار بھری نظر ماہین پر ڈالی۔

"ارے بیٹا کیا کر رہی ہیں۔؟"

"وہ خالہ میں ناشتہ بنا رہی تھی۔ سوچا آج میں خود آپ سب کے لیے ناشتہ بناؤ۔" ماہین مسکرائی۔

نایاب بیگم خوش دلی سے مسکرائیں اور پیار بھرے انداز میں بولیں۔

"ماشاءاللہ! آج تو میری بہو نے ہمیں سرپرائز دے دیا۔"

ماہین ہلکا سا مسکرائی اور پراٹھے کی بیلنا شروع کر دیا۔

"خالہ... میرا مطلب ہے، امی، بس دل کیا کہ آج سب کے لیے خود ناشتہ بناؤں۔"

"بیٹا، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ گھر میں تمہارا یوں خوش دلی سے کام کرنا دل کو سکون دیتا ہے۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔" نایاب بیگم نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

ماہین کے دل میں ایک عجیب سی راحت اتری۔ وہ نایاب بیگم کے ان الفاظ میں چھپی محبت کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

اتنے میں زران کچن میں آیا، آفس جانے کے لیے مکمل تیار۔

"یہ خوشبو کس چیز کی آ رہی ہے۔؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ناشتہ بنا رہی ہوں۔" ماہین نے چولہے پر توجہ دی اور آہستہ سے بولی۔

"امی، آج کوئی خاص موقع ہے جو ماہین ہمارے لیے ناشتہ بنا رہی ہیں؟" زران نے حیرانی سے نایاب بیگم کی طرف دیکھا۔

"ہاں، خاص موقع یہ ہے کہ ہماری بہو کو ہم سب کا خیال رکھنے کی عادت ہو رہی ہے!" نایاب بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

زران نے مسکرا کر ماہین کی طرف دیکھا، جو نظریں جھکائے بس چائے میں مصروف تھی۔

"تو پھر، میں بھی انتظار کرتا ہوں اپنے ہاتھوں سے بنے ناشتہ کا۔"

ماہین کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، مگر اس نے کچھ کہا نہیں۔

کچھ ہی دیر میں ماہین نے ناشتہ تیار کیا زران نے پلیٹیں میز پر رکھتے ہوئے ماہین کی طرف دیکھا اور شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"میڈم، آپ کی مدد کے بغیر یہ کام مشکل تھا۔!"

ماہین نے نظریں جھکائے ہلکی سی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، مگر آپ نے زیادہ کام نہیں کیا۔"

نایاب بیگم اور عائشہ بیگم ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسی ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔

"یہ منظر دیکھ کر لگتا ہے جیسے ناشتہ نہیں بلکہ کوئی فلمی سین چل رہا ہو!" نایاب بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں، اور ہیرو صاحب بہت محنت کر رہے ہیں ہیروئن کو متاثر کرنے کے لیے۔!" عائشہ بیگم نے بات کو مزید بڑھاتے ہوئے کہا۔

"امی، خالہ! آپ دونوں تو مذاق بنا رہی ہیں، میں تو بس مدد کر رہا ہوں۔" زران نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

ماہین بھی اب اپنی ہنسی نہیں روک پائی اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی، جو زران کے دل میں خوشی کی ایک لہر سی دوڑا گئی۔

سب نے مل کر ناشتہ کیا۔ عمارہ بھی جاگ گئی اور اپنے ننھے ہاتھوں سے پراٹھا توڑنے کی کوشش کر رہی تھی، جس پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"دیکھو، عمارہ! آج مما نے بہت پیارا ناشتہ بنایا ہے۔" زران نے پیار سے عمارہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"مما نے بابا کے لیے بھی بنایا؟" عمارہ نے معصومیت سے کہا۔

ماہین چونک گئی، مگر فوراً خود کو سنبھالا اور ہلکے سے سر ہلایا۔ زران نے عمارہ کو گود میں اٹھا کر کہا،

"ہاں بیٹا، اور بابا کو یہ ناشتہ دنیا کا سب سے مزیدار لگا۔"

عمارہ نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں اور معصومیت سے کہا۔

"پھر بابا، آپ مما کو تھینک یو کہیں!"

زران نے عمارہ کو گود میں رکھتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔ "بالکل! تھینک یو، سویٹ ہارٹ!"

ماہین نے نظریں جھکا لیں، مگر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی، جو دل کی گہرائیوں میں چھپی نرم جذبات کی عکاسی کر رہی تھی۔ نایاب بیگم اور عائشہ بیگم نے معنی خیز نظروں کا تبادلہ کیا، جیسے اُنہیں کچھ امید سی بندھنے لگی ہو۔

ناشتہ ختم ہونے کے بعد زران نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور جانے لگا، مگر دروازے پر رکتے ہوئے پلٹ کر ماہین کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ماہین لائبریری میں بیٹھی بظاہر کتاب پڑھ رہی تھی مگر اس کی سوچوں میں نرس کی دیے گئے موبائل اور خط تھا جو اسے کل سے چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ جب اس سے برداشت نہیں ہوا تو اس نے زران کو کال کی۔

پہلی بیل پر کال اٹھالی گئی۔

"کیا ہوا سویٹ ہارٹ۔؟" زران کی پریشان آواز آئی تھی۔

"وہ شاہ جی آپ گھر آئے مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا پلیز آجائے۔" ماہین نے جلدی سے کہا۔

"اوکے اوکے ریلکس میں آرہاہوں۔" ماہین نے کال بند کی اور فون اپنے ہاتھ میں لیے کچھ لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ دل کی دھڑکن تیز ہورہی تھی، جیسے کوئی بڑا طوفان آنے والا ہو۔ اُس نے خط اور ردا کا موبائل دوبارہ نکالا، مگر پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بس ایک عجیب سا خوف اور بے چینی دل میں پلنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا اور زران تیزی سے اندر آیا۔ اُس کی پیشانی پر فکر کی لکیریں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"ماہین، کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو؟" زران نے جلدی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

ماہین نے کچھ نہیں کہا اور اس کے سینے سے لگی۔ زران ساکت ہوا تھا زران کے دل کی دھڑکن جیسے ایک لمحے کو رک سی گئی۔ ماہین کے اس طرح اچانک سینے سے لگ جانا، اس کے خاموش آنسو، سب کچھ غیر معمولی تھا۔ وہ اپنی بانہوں میں اسے سنبھالتے ہوئے آہستہ سے بولا۔

"ماہین... کیا ہوا؟ مجھے ڈرا رہی ہو، کچھ تو بولو۔!"

ماہین کے آنسو زران کی قمیض کو بھگو رہے تھے۔ وہ بے اختیار اور کمزور سی لگ رہی تھی، جیسے اندر سے ٹوٹ چکی ہو۔ زران نے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تھوڑا پیچھے کیا تاکہ اس کی آنکھوں میں دیکھ سکے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے کیوں نہیں بتایا کہ عمارہ آپ کی بیٹی نہیں ہے۔" زران جیسے ساکت ہو گیا تھا، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، اور ذہن خالی سا محسوس ہونے لگا۔ ماہین کے الفاظ گونج رہے تھے، جیسے ہر لفظ ایک خنجر بن کر اس کے دل میں اتر رہا ہو۔

"یہ... یہ کیا کہہ رہی ہو، ماہین؟" زران کی آواز کانپ رہی تھی، آنکھوں میں بے یقینی اور صدمہ صاف جھلک رہا تھا۔

ماہین کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ وہ زران کے سینے پر مکے مارتی رہی، جیسے اپنے دل کے بوجھ کو لفظوں کے ساتھ باہر نکال رہی ہو۔

"کیوں چھپایا مجھ سے؟ میں کیا اتنی پرائی تھی کہ اتنا بڑا سچ مجھ سے چھپا لیا۔؟"

زران نے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا، اسے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"ماہین... بس! میری طرف دیکھو!"

ماہین نے آنکھوں میں آنسو لیے زران کی طرف دیکھا، دل میں طوفان برپا تھا۔

"عمارہ... عمارہ میری بیٹی ہے!" زران نے زور دیتے ہوئے کہا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک خوف سا تھا، جیسے اسے بھی اس سچ کا سامنا کرنے میں ہچکچاہٹ ہو۔

"نہیں وہ ردا کی بیٹی ہے آپ نے بس پالا ہے۔ مجھے سچ جاننا ہے۔ماہین کو جب خط ملا تھا تو اس میں ردا نے لکھا تھا کہ عمارہ زران کی نہیں اس کی بیٹی ہے اور زران نے ردا کے کہنے پر اس سے شادی کی تھی۔آگے اس نے موبائیل میں بھی کچھ کہنے لگی تھی مگر زندگی وفا نہیں کر پائی۔"

زران کی آواز میں ایک عجیب سی لرزش تھی، جیسے الفاظ اس کے دل سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے ہوں۔ماہین کی آنکھیں سرخ تھیں، آنسو اس کے گالوں پر بے اختیار بہہ رہے تھے۔

"ماہین، میری بات سنو...جب تمہیں سب پتہ چل ہی گیا ہے تو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ہاں، عمارہ ردا کی بیٹی ہے۔" زران نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا، "لیکن وہ میری بیٹی جیسی ہے...میں نے اسے ہمیشہ اپنی بیٹی سمجھا، اپنی جان سے زیادہ پیار کیا۔"

ماہین نے آنسوؤں کے درمیان کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "اور تم نے مجھ سے کیوں چھپایا؟ کیوں کیا یہ سب؟"

زران نے گہری سانس لی، جیسے ہر لفظ اسے تکلیف دے رہا ہو۔

سننا چاہتی ہو تو سنو۔

"اس رات جب میں نے آپ کو کال کیا اور آپ کو ٹیرس پر بلانے کے لیے کہا۔اس رات آپ کا برتھڈے بھی تھا میں نے ساری ارینجمنٹ کی تھی وہ رات صرف آپ کو برتھڈے ویش کرنا نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا بلکہ آپ کو پروپوز بھی کرنے والا تھا مگر قسمت کا کھیل دیکھو۔ وہی ہوا جو ہم میں سے کسی نے نہیں سوچا تھا۔

"چھ سال پہلے"

رات کے اندھیرے میں وہ کھڑا لائٹس کو لگا رہا تھا وہ کبھی ادھر تو کبھی ادھر جاتا۔ دو گھنٹے تک اس نے ساری تیاریاں کی اور پھر اس ساری تیاریوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جینز کے جیب سے ایک باکس نکالا اور کھول کر اس میں موجود انگھوٹی کو دیکھنے لگا۔

"فائنلی میں آپ کو دل کی بات بتانے جا رہا ہوں۔" زران اس رنگ کو دیکھتے ہوئے سوچوں میں مخاطب تھا۔

ہلکی سی ٹھنڈی ہوا زران کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی، مگر اس کے دل کی دھڑکنیں ہوا سے زیادہ تیز تھیں۔ پورا ٹیرس روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، خوشبودار پھولوں کی پتیاں فرش پر بکھری ہوئی تھیں اور ایک چھوٹا سا کیک ایک میز پر رکھا تھا، جس پر لکھا تھا۔ "Happy Birthday, Maheen."

زاران نے گھڑی کی طرف دیکھا، دل کی دھڑکن مزید تیز ہو گئی۔ "بس چند لمحے اور... پھر میں وہ سب کہہ دوں گا جو برسوں سے دل میں چھپا رکھا ہے۔" اس نے ایک بار پھر باکس کو بند کیا اور گہرے سانس لیتے ہوئے فون نکالا۔ اور ماہین کو کال کر کے آنے کو کہا۔ زران نے جیسے کال کاٹ کر

فون جیب میں رکھا۔ کسی نے اس کو پیچھے سے گلے لگایا۔ زران نے ایک دم سے اسے الگ کیا اور دیکھا تو وہ ردا تھی۔

"یہ کیا کر رہی تم۔؟" زران تقریباً چیخا تھا۔

"زران پلیز مجھے بچاؤ۔" ردا اس کے پیروں میں بیٹھ گئی۔ زران اس سے دور ہوا تھا۔

زران حیرت اور غصے کے ملے جلے جذبات کے ساتھ پیچھے ہٹا، دل میں عجیب سی بے چینی اور غصہ اُبھر آیا تھا۔ ردا اس کے قدموں میں بیٹھی رو رہی تھی، اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں، جیسے کسی بڑی مصیبت سے گزر کر آئی ہو۔

"ردا، یہ کیا ڈرامہ ہے۔؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟" زران کی آواز سخت تھی، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ لمحہ کتنا قیمتی تھا، اور ردا کا یوں آنا سب کچھ برباد کر رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"زران... پلیز میری بات سنو... میں بہت بڑی مصیبت میں ہوں، مجھے بچا لو۔" ردا نے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

زاران نے گہری سانس لی، اپنے غصے کو دباتے ہوئے کہا۔ "کیا مصیبت؟ صاف صاف بتاؤ!"

"میں ایک بہت بڑی مشکل میں پھنس گئی ہوں... میں پریگننٹ ہوں پلیز مجھ سے شادی کر وا گر میرے ماں بابا کو پتہ چل گیا وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ ردا نے جلدی جلدی کہا۔

زاران جیسے ساکت ہو گیا، ردا کے الفاظ اُس کے دل پر ہتھوڑے کی طرح گرے تھے۔ "کیا؟" اُس کے لبوں سے بمشکل نکلا، آواز میں حیرت، غصہ، اور بے یقینی سب کچھ تھا۔

"تم... تم کیا کہہ رہی ہو؟" زران نے آگے بڑھ کر ردا کے کندھے تھامے، جیسے الفاظ کو جھنجھوڑ کر سچ نکال لینا چاہتا ہو۔

"ہاں زران، میں پریگننٹ ہوں اور... پلیز مجھ سے شادی کرو، اگر میرے ماں بابا کو پتہ چل گیا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے!" ردا نے روتے ہوئے کہا۔

زاران نے غصے سے اُس کے ہاتھ جھٹک دیے، چہرے پر سختی اور آنکھوں میں غصے کی چمک ابھر آئی۔

"تمہیں مجھ سے یہ سب کہنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ کیا میں تمہارا کوئی کھلونا ہوں؟ اور یہ بچہ... یہ کس کا ہے؟"

"زران یہ میرا اور انس کا بچہ ہے اور یہ ناجائز نہیں ہے میں امریکہ میں کسی سے پیار کرتی تھی وہ بھی کرتا تھا۔ ہم دونوں نے کورٹ میرج کر لی۔ ہم دونوں اکیلے میں وقت گزارتے۔ پھر اچانک بابا بیمار ہوئے ہم یہاں آ گئے۔ مجھے کچھ دن پہلے پتہ چلا میں نے انس کو بتا دیا اس نے مجھے کہا کہ بچہ گرا دو میں نے منع کر دیا اس نے مجھے طلاق دیا۔"

زران ردا کی بات سن کر پتھر کا سا ہو گیا، جیسے وقت تھم سا گیا ہو۔ اس کے چہرے پر غصے اور حیرت کے ملے جلے جذبات واضح تھے۔

Clubb of Quality Content

"اپنی غلطیوں کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈالنے آئی ہو؟"

"مجھ سے شادی کرو زران میرا بچہ ہوتے ہی مجھے طلاق دے دینا۔ میں جانتی ہوں آپ ماہین سے پیار کرتے ہو مگر پلیز زران میری عزت بچاؤ۔"

زران نے ردا کی بات سنی تو اس کے چہرے پر غصے کی ایک نئی لہر دوڑ گئی، لیکن اس بار غصے کے ساتھ دل میں ایک عجیب سی بے بسی بھی تھی۔ وہ ردا کی طرف گھوما، اس کی آنکھوں میں اتنی گہری مایوسی تھی کہ لفظ بھی اس کے جذبات کو بیان نہیں کر سکتے تھے۔

"تیری عزت بچا لو؟" زران نے تلخ لہجے میں دہرایا، "عزت تب بچتی ہے جب انسان خود اسے سنبھال کر رکھتا ہے، ردا۔ جو عزت تم نے اپنے فیصلوں اور اپنی غلطیوں سے کھو دی، وہ میرے نکاح کے کاغذوں سے واپس نہیں آئے گی۔"

ردا روتی رہی، اس کے آنسو زمین پر گر رہے تھے لیکن زران کے دل پر ایک بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

"تم جانتی ہو میں ماہین سے پیار کرتا ہوں، پھر بھی مجھ سے یہ مانگ رہی ہو؟ یہ صرف نکاح کا کاغذ نہیں ہو گا، یہ میری محبت کی قبر ہو گی۔!" زران کی آواز میں درد صاف جھلک رہا تھا۔

"زران پلیز... میرا یہ بوجھ ہلکا کر دو۔ میں ماں بننے والی ہوں، لوگ مجھے جینے نہیں دیں گے۔" ردا نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

زاران نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں، دل اور دماغ کے درمیان ایک جنگ سی چل رہی تھی۔ پھر دھیرے سے بولا۔

"ردا، میں تمہاری مدد کروں گا... مگر شادی؟ نہیں! کیونکہ یہ میرے دل کے ساتھ، میری محبت کے ساتھ، اور ماہین کے ساتھ دھوکہ ہوگا۔"

"میں تمہیں سپورٹ کروں گا، تمہاری مالی مدد کروں گا، چاہے قانونی مدد چاہیے ہو، وہ بھی کروں گا، لیکن میں اپنی زندگی کے فیصلے صرف ترس کھا کر نہیں لے سکتا۔" اس نے ایک لمبی سانس لی اور نرمی سے کہا۔

"یہ فیصلہ میرے دل کے لیے نہیں، میرے ضمیر کے لیے ہے۔ اور میرے ضمیر کی عدالت میں جھوٹ کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔" زران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"زران تمہیں خدا کی قسم مجھے بچا لو میں کیا کروں گی۔ آپ نہ ایک کام کریں فیک نکاح نامہ بنا لیں اور کسی عام آدمی کو بلا لیں۔ سب کو لگے گا کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے۔"

زران ردا کی بے بسی اور خوف میں لپٹی باتیں سن کر چند لمحے کے لیے خاموش رہا، لیکن اس کے چہرے پر سختی واضح تھی۔ اس کی نظریں ردا کے آنسوؤں سے تر چہرے پر جمی تھیں، مگر دل میں ایک ہی طوفان تھا۔

"کیا میں صرف کسی کی عزت بچانے کے لیے اپنی سچائی، اپنی محبت، اور اپنے اصولوں کو روند سکتا ہوں؟"

زران نے گہری سانس لی، آنکھوں میں جمی نمی کو سختی سے چھپاتے ہوئے بولا۔

"ردا، تمہیں لگتا ہے کہ فیک نکاح نامہ بنا کر ہم سب مسئلے حل کر لیں گے؟ جھوٹ کے اوپر کھڑی عمارت کبھی قائم نہیں رہتی، اور میں اپنی زندگی کو جھوٹ کی بنیاد پر کھڑا نہیں کر سکتا۔"

"زران، پلیز! یہ صرف کاغذ کا ٹکڑا ہو گا۔ بس تب تک کا جھوٹ جب تک بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کے لیے تمہاری زندگی سے چلی جاؤں گی۔" ردا نے بے بس ہو کر کہا۔

زران نے غصے سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بند کیں، مگر اپنے لہجے کو دھیمے انداز میں رکھتے ہوئے بولا۔

"یہ صرف کاغذ کا ٹکڑا نہیں ہو گا، ردا۔ یہ میری زندگی کی سچائی کے منہ پر ایک دھبہ ہو گا۔ میں کسی کے لیے جھوٹا کردار ادا نہیں کر سکتا، چاہے وہ میرے اپنے خاندان کی عزت ہی کیوں نہ ہو۔"

وہ ایک قدم ردا کے قریب آیا اور دھیرے مگر سخت لہجے میں کہا۔

"عزت بچانے کے لیے سب سے ضروری چیز سچائی ہوتی ہے۔ میں تمہیں بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا، قانونی مدد، مالی سہولت، جو چاہو، مگر میرے کردار اور میرے دل کے ساتھ دھوکہ نہیں کر سکتا۔"

"اگر تم واقعی خود کو سنبھالنا چاہتی ہو، تو سچ کا سامنا کرنا سیکھو۔ یہ دنیا کچھ دن چپ رہے گی، لیکن وقت کے ساتھ سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جھوٹ بول کر ہم صرف اپنے ضمیر کو قتل کرتے ہیں، اور میں اپنے ضمیر کو کبھی مرنے نہیں دوں گا۔" زران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"زران پلیز مجھے ماہین سمجھ کر مان جاؤ۔" زران کی آنکھوں میں ایک شدید طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ ردا کے یہ الفاظ سن کر اس کے اندر جیسے آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے غصے سے ردا کی طرف دیکھا، آنکھوں میں ایک ایسی چمک تھی جو صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اپنے جذبات پر بمشکل قابو پا رہا ہے۔

"ماہین؟ تم نے میرا صبر آزمانے کے لیے سب سے غلط نام لیا ہے، ردا!" زران نے سخت لہجے میں کہا۔

اس کے الفاظ میں درد اور غصہ دونوں واضح تھے۔

"ماہین میری محبت ہے... میری کمزوری نہیں! تمہارے جھوٹ کے لیے اُس کے مقدس رشتے کا نام لینا تمہاری گری ہوئی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔"

وہ ایک قدم ردا کے قریب آیا، اس کے چہرے پر چھائے غصے کی لکیریں اور بھی گہری ہو گئیں۔

"محبت کسی جھوٹے ڈرامے، کسی وقتی سہولت یا کسی مجبور فیصلے کا نام نہیں ہے۔ اگر تم نے میرا احترام کھو دیا ہے تو کم از کم ماہین کے نام کا لحاظ کر لیتی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زران خدا تم سے راضی ہو گا میری عزت بچاؤ۔ایسا سمجھو کہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے لیے سخت امتحان ہوں۔"زران کچھ بول نہیں پایا۔

زران کے قدم رُک گئے،دل میں عجیب سا اضطراب پیدا ہوا۔ردا کے الفاظ جیسے اُس کے ذہن میں گونجنے لگے:

وہ آہستہ سے پلٹا،آنکھوں میں ایک گہری سنجیدگی اور چہرے پر سختی نمایاں تھی۔اُس نے ردا کو دیکھا، جس کی آنکھوں میں بے بسی اور خوف واضح تھا۔

"امتحان؟"زاران کے ہونٹوں سے دھیمی لیکن کڑوی مسکراہٹ نکلی۔

"ہاں،شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔یہ واقعی ایک امتحان ہے،لیکن میرے لیے نہیں... تمہارے لیے۔"

وہ آہستہ آہستہ ردا کے قریب آیا،نگاہوں میں چمک اور لہجے میں سختی تھی۔

"امتحان یہ نہیں کہ میں تمہاری عزت بچاؤں یا نہیں...اصل امتحان یہ ہے کہ تم سچ کا سامنا کیسے کرتی ہو۔کیونکہ عزت کبھی کسی کے نام سے وابستہ نہیں ہوتی،ردا،عزت سچائی سے جُڑی ہوتی ہے۔"

زران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر مزید کہا۔

"میری محبت،میرا ایمان اور میرے اصول اللہ کے دیے ہوئے ہیں۔اگر میں نے اپنی محبت یا سچائی کے ساتھ دھوکہ کیا تو کیا اللہ مجھ سے راضی ہو گا؟"

زران نے گہری سانس لی، جیسے دل کے بوجھ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم چاہتی ہو میں جھوٹ کا سہارا دوں؟ نکاح کا جھوٹا ڈرامہ رچاؤں؟ صرف اس لیے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ نہیں ردا، یہ میرا راستہ نہیں ہے۔"

"زران پلیز...." ردا نے اس کے پیر پکڑے۔ زران کو ایسے لگا کہ اس کے پیر باندھ لی گئی ہو اسے عجیب محسوس ہونے لگا۔ اس نے گہری سانس لی اور ردا سے اٹھنے کے لیے کہا مگر وہ اٹھی نہیں۔

ٹھیک ہے میں سوچتا ہوں اس بارے میں۔ زران کے کہتے وہ اٹھ گئی۔

"کیا سچ میں؟ تھینک یو سو مچ زران۔" ردا نے زران کو گلے لگایا اور قسمت کا کھیل دیکھو کہ ماہین نے سب دیکھا تھا۔

"میں کیا کرتا ماہین مجھے اسے بچانا پڑا۔ سب کو لگا یہاں تک کہ آپ کو بھی کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے مگر وہ نکاح نامہ جعلی تھا۔ وہ دستخط جھوٹ تھے۔ سب کچھ جھوٹ تھا۔ ہمارا نکاح ہوا ہی نہیں تھا۔ ہاں عمارہ میری اپنی بیٹی نہیں ہے مگر وہ میری اچھی دوست کی بیٹی ہے۔"

زران کی آواز میں ایک عجیب سی لرزش تھی، جیسے ہر لفظ اس کے دل کے کسی نہ کسی کونے کو چیر رہا ہو۔ ماہین کی آنکھوں میں نمی اور دل میں ٹوٹتے سوالات کے بوجھ کے سوا کچھ نہ تھا۔ زاران نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا:۔

"ماہین، میں جانتا ہوں تمہیں تکلیف ہوئی، تمہیں لگا میں نے دھوکہ دیا، مگر میرا دل صرف تمہارا تھا اور ہمیشہ تمہارا ہی رہے گا۔"

ماہین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ زران کی طرف دیکھتی رہی، جیسے یقین اور بے یقینی کے درمیان جھول رہی ہو۔ زران نے آہستگی سے کہا۔

"میں نے ردا کی مدد صرف اس لیے کی کہ وہ ایک مشکل میں تھی، مگر میں نے کبھی دل سے اسے قبول نہیں کیا۔ جو نکاح تم نے دیکھا وہ صرف کاغذوں پر تھا، دل کے رشتے میں نہیں۔"

"تو عمارہ...؟" ماہین نے تھوڑا پیچھے ہٹتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

زران کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی، جس میں دکھ اور محبت دونوں چھپے تھے۔

"عمارہ میری اپنی بیٹی نہیں، مگر میں نے اسے دل سے قبول کیا ہے۔ جب میں نے اسے پہلی بار اپنی گود میں لیا، وہ ایک ننھی جان تھی جس کے سانسیں تھم چکی تھیں۔ لیکن جیسے ہی میں نے اسے سینے سے لگایا، اس نے حرکت کی... وہ میری زندگی کا معجزہ ہے، ماہین۔"

ماہین کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک آئی، شاید اس معصوم بچی کے لیے جسے زران نے اپنی روح سے اپنایا تھا۔ زران نے آہستہ سے ماہین کا ہاتھ تھاما۔

"مجھے معاف کردو، ماہین۔ میں نے تمہیں دکھ دیا، مگر میری محبت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ عمارہ میری زندگی کا حصہ ہے، اور تم... تم میری روح ہو۔"

ماہین نے زران کے ہاتھ کو دیکھا، پھر عمارہ کی معصوم صورت کو یاد کیا، اور آخر کار آہستہ سے کہا۔

"محبت صرف الفاظ نہیں، زران یہ قربانی، سچائی، اور معافی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے زران کے آنسوؤں کو نرم انگلیوں سے پونچھ دیا، جیسے دل کے سب زخموں پر مرہم رکھ دیا ہو۔

"آئی ایم سوری!" ماہین نے اس کے سینے پر سر رکھا۔

زران نے آہستہ سے ماہین کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا، جیسے وہ چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس کے قریب رہے۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا، اور ایک عجیب سا سکون اس کے اندر پھیل رہا تھا۔

"تمہیں معاف کرنے کا سوال ہی نہیں، ماہین۔ تم تو ہمیشہ میری زندگی کا حصہ رہو گی۔" زران نے نرمی سے کہا، اس کی آواز میں محبت کی گہری لہر تھی۔

ماہین نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، پھر دھیرے سے کہا۔ "میں نے کبھی تمہیں اتنا دکھ دینے کا نہیں سوچا تھا۔ "بس میں ڈر گئی تھی، اور اس ڈر میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔" ماہین نے آہستہ سے کہا، اس کی آواز میں ندامت تھی۔

زران نے اس کی طرف رقت سے دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "ڈرو نہیں، اب کچھ نہیں بدلے گا۔ ہم نے جو گزرے وقت کو چھوڑ دیا ہے، اب ہم ایک نیا آغاز کریں گے۔ تمہیں کبھی بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"

ماہین نے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائی، "تمہارے ساتھ، میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں۔"

"ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہیں، اور یہی سب سے بڑی حقیقت ہے۔" پھر اس نے ماہین کو گلے لگا لیا، جیسے وہ اس کے دل کی ہر بات کو محسوس کر رہا ہو۔

وقت جیسے تھم گیا تھا، اور دونوں کے درمیان ایک گہرا رشتہ قائم ہو چکا تھا، جو اب کسی بھی آزمائش سے پار ہو سکتا تھا۔

ضرار اور عمائرہ سوات پہنچ چکے تھے، جہاں کی خوبصورتی اور قدرتی منظر نے ان کا دل جیت لیا تھا۔ پہاڑوں کی سرسبز وادیوں میں بادل سرک رہے تھے، اور ہوا میں سردی کا ایک تازہ جھونکا محسوس ہو رہا تھا۔

"یہ جگہ تو واقعی جنت جیسی ہے!" عمائرہ نے گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، بالکل! اور ہم ابھی مالم جبہ جا رہے ہیں، وہاں کی منظر اور بھی زیادہ حیران کن ہیں۔" ضرار نے مسکرا کر کہا۔

دونوں نے سوات کے مختلف مقامات کو دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا، اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ مرغزار کی جھیل، بحرین کے بازار، اور مینگورہ کے خوبصورت مناظر ان کا منتظر تھے۔

"آج رات ہم مالم جبہ میں رُکیں گے اور کل پھر باقی جگہیں دیکھیں گے،" ضرار نے منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو بس یہاں کی خوبصورتی میں کھو جانا چاہتی ہوں!" عمائرہ نے شوق سے کہا۔

"تمہیں یہاں کی فطرت کے حسین مناظر میں کھو جانے کا پورا موقع ملے گا،" ضرار نے کہا، "یہاں کا ماحول واقعی جادوئی ہے، اور ان پہاڑوں میں چھپے خوبصورت مقامات ہمارے انتظار میں ہیں۔"

گاڑی کی کھڑکی سے آتی ہوا نے عمائرہ کے بالوں کو ہلکا سا اُڑایا، اور اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔ "میں نے ہمیشہ سنا تھا کہ سوات کی خوبصورتی بے مثال ہے، مگر آج یہاں آکر سمجھ آئی کہ واقعی یہ جنت جیسا ہے۔"

"چلیں، پھر ہم مالم جبہ پہنچتے ہیں، وہاں کا مناظر تو مزید دلکش ہوں گے۔" ضرار نے گاڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بالکل! مالم جبہ کے پہاڑوں کی فضاء اور ان کا سکون کچھ الگ ہی ہے،" عمائرہ نے پرجوش انداز میں کہا، "مجھے لگتا ہے، ہم یہاں آکر سچ میں ایک خواب میں ہیں۔"

"یہی تو ہوتا ہے، زندگی میں کبھی کبھی آپ کو ایسے لمحے ملتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے یاد رہ جاتے ہیں، اور یہ لمحہ بھی ہمارے لیے کچھ خاص ہونے والا ہے۔" ضرار نے مسکرا کر کہا۔

گاڑی جیسے جیسے مالم جبہ کی جانب بڑھ رہی تھی، دونوں کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پہاڑوں کی سرسبز وادیوں میں گزرنا ایک نیا تجربہ تھا، اور دونوں کی نظریں ان خوبصورت مناظرات سے اٹکی ہوئی تھیں۔

"یہ سب کچھ اتنا پُر سکون اور خوبصورت ہے کہ دل چاہتا ہے، بس یہاں رک کر ہمیشہ کے لیے رہ جائیں۔" عمائرہ نے نظریں باہر کی طرف جماتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مگر اب ہمیں مالم جبہ کی خوبصورتی کو اور قریب سے دیکھنا ہے۔" ضرار نے گاڑی کو مالم جبہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا، اور دونوں کی باتوں میں سوات کی قدرتی حسینیت کا تذکرہ جاری تھا۔

ایک گھنٹے بعد، گاڑی مالم جبہ پہنچ گئی۔ پہاڑوں کی سرسبز وادیوں اور برف سے ڈھکے بلند ترین چوٹیوں نے دونوں کا دل جیت لیا تھا۔ برفباری کی ہلکی سی جھونکے میں وہ جیسے ایک اور دنیا میں پہنچ گئے ہوں۔

"یہ جگہ تو واقعی جنت سے کم نہیں۔" عمائرہ نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا، اور اپنی نظریں مالم جبہ کے برف سے ڈھکے پہاڑوں پر جمادیں۔

"ہاں، یہاں کا سکون اور خوبصورتی واقعی دل کو سکون دیتی ہے۔" ضرار نے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور دونوں چلتے ہوئے ہوٹل کی طرف بڑھنے لگے۔

مالم جبہ کی فضاء میں تازہ ہوا تھی، اور ہوا کا ایک ٹھنڈا جھونکا جسم کو چمکانے کا کام کر رہا تھا۔ ہوٹل کے سامنے پہنچ کر انہوں نے اپنے کمرے کی چابیاں لے لیں۔

" چلیں، پہلے کمرے میں رکھ کر پھر باہر چلتے ہیں، کہیں اور جا کر مزید خوبصورت جگہیں دیکھیں گے۔" ضرار نے کہا۔

عمائرہ نے سر ہلایا اور دونوں کمرے کی طرف چل پڑے۔

کمرے میں پہنچ کر دونوں نے سامان رکھا اور کمرے کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے لگے۔ برف کی ہلکی تہہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چمک رہی تھی، اور نیچے وادی میں بس ایک نرم سی دھند چھائی ہوئی تھی، جو منظر کو اور بھی جادوئی بنا رہی تھی۔

" یہ واقعی ایک خواب کی طرح ہے، "عمائرہ نے آنکھوں میں چمک کے ساتھ کہا۔

" ہاں، یہاں کا سکون دل کو بہت سکون دیتا ہے۔۔" ضرار نے جواب دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

" ہم نے یہاں کچھ وقت گزارا تو بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ "

" چلیں، اب ہم باہر جائیں اور اس جنت کا اور لطف اٹھائیں، "عمائرہ نے کہا اور باہر کی طرف بڑھنے لگی۔

دونوں باہر نکل کر ایک خوبصورت پیدل راستے پر چلنے لگے، جہاں برف پر چلتے ہوئے ان کے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی، اور ہوا میں سرسراہٹ کے ساتھ وہ پرسکون فضا میں گم ہو گئے۔

ماہین اور زران دونوں نیچے آئے تو عمارہ نایاب بیگم کے گود میں تھی اور عائشہ بیگم ان کی ساتھ بیٹھی تھیں۔ ماہین آہستہ سے آتے ہوئے عائشہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی اور زران نایاب بیگم کے پاس بیٹھ گئے۔

"دادی میرے ہاتھ سے پلستر کب اترے گا۔؟" عمارہ نے نایاب بیگم کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

نایاب بیگم نے شفقت سے عمارہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور مسکرا کر بولیں۔ "بس چند دنوں کی بات ہے، پھر تمہارا ہاتھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔"

"مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا، میں کھیل بھی نہیں سکتی!" عمارہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

زران نے ہنستے ہوئے اس کے گال کھینچے۔ "اوہ ہو، ہماری گڑیا اتنی جلدی تنگ آگئی؟ دیکھو، جیسے ہی تمہارا پلستر اترے گا، میں تمہیں پارک لے جاؤں گا، اور پھر جتنی مرضی کھیلنا!"

"سچ؟" عمارہ کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

"بلکل سچ!" زران نے مسکرا کر کہا۔

ماہین محبت بھری نظروں سے عمارہ کو دیکھنے لگی اور پھر آہستہ سے بولی۔"اور تب تک میں تمہیں کہانیاں سناؤں گی، تاکہ تم بور نہ ہو۔"

عمارہ خوش ہو کر نایاب بیگم کے گلے لگ گئی اور معصومیت سے بولی۔

"پکا؟ پھر میں روز ایک کہانی سنوں گی!"

ماہین نے ہنستے ہوئے اس کے ناک کو چھوا۔"ہاں بھئی! روز نئی کہانی، لیکن شرط یہ ہے کہ تم سارا دودھ پیو گی اور آرام سے رہو گی۔"

"دادی! یہ تو شرط لگا رہی ہیں!" عمارہ نے فوراً نایاب بیگم کی طرف دیکھا۔

"یہ شرط بری تو نہیں، تم جلدی ٹھیک بھی ہو جاؤ گی اور کہانیاں بھی سنو گی۔" نایاب بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں، میں کہانیوں میں اسپیشل ایفیکٹس بھی دوں گا، جیسے ڈریگن کی آواز، ہوا کی سنسناہٹ اور ہیرو کی انٹری!" زران نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

"یہ ہوئی نہ بات!" عمارہ تالیاں بجانے لگی۔

"بس! زیادہ ہیرو نہ بنو!" ماہین نے زران کو گھورا۔

"کیوں؟ اگر میں ہیرو نہ بنا تو پھر کون بنے گا؟" زران نے شرارتی انداز میں کہا۔

"عمارہ!" ماہین نے فوراً جواب دیا۔

"ہاں! میں ہیرو ہوں!" عمارہ نے فخر سے گردن اکڑائی۔

سب ہنسنے لگے، اور کمرے میں خوشیوں کی گونج پھیل گئی۔

"امی آپ کیسی ہیں۔؟" ماہین نے عائشہ بیگم سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

عائشہ بیگم نے محبت سے ماہین کا ہاتھ تھام لیا اور مسکرا کر بولیں، "میں ٹھیک ہوں، بیٹا۔ بس تمہیں خوش دیکھ کر دل کو سکون مل رہا ہے۔"

"امی...!ماہین نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔

"واہ، آج تو امی کی لاڈلی بیٹی تو بہت شرما رہی ہے!" زران نے شرارتی انداز میں کہا۔

"آپ کو ہر بات میں مذاق کیوں سوجھتا ہے؟" ماہین نے زران کو گھورا۔

"بیٹا، تم دونوں کی نوک جھونک دیکھ کر مجھے اپنا وقت یاد آجاتا ہے۔ تمہارے ابو بھی بالکل ایسے ہی چڑانے والے تھے!" عائشہ بیگم ہنستے ہوئے بولیں۔

"یہ تو اچھی بات ہے کہ زران بھی ہنسانے والا شوہر ثابت ہو رہا ہے!" نایاب بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو بس شروعات ہے، ابھی تو میں اور بھی بہت کچھ ثابت کرنے والا ہوں!" زران نے فخر سے کہا۔

"بس بس! زیادہ لمبے دعوے مت کرو!" ماہین نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی، اور ماحول خوشگوار ہو چکا تھا۔

نایاب بیگم نے عمارہ کو اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "ماہین بیٹا، اب تو تم نے زران کو معاف کر دیا نا؟"

"پتہ نہیں، ابھی سوچ رہی ہوں۔" ماہین نے نظریں چرا کر کہا۔

"کیا؟ ابھی سوچ رہی ہو؟ اتنا سب کچھ بتانے کے بعد بھی؟" زران نے حیران ہو کر کہا۔

"بابا، مما کو منالیں، ورنہ میں دادی کے ساتھ سونا شروع کر دوں گی!" عمارہ نے شرارت سے کہا۔

سب ہنسنے لگے، اور زران نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔ "یہ تو زیادتی ہے! میری بیٹی بھی مجھے چھوڑنے کی دھمکی دے رہی ہے؟"

"چلیں کوئی نہیں گڑیا آج آپ دادی کے پاس سو جائیں میں تمہاری مما کو اچھی سے منالوں گا اور ایسے مناؤں گا کہ کبھی ناراض نہیں ہو گی۔ کیوں سویٹ ہارٹ۔؟" زران کی بات کو سمجھتے ہوئے اس کے گال بے اختیار گلابی ہو گئے تھے۔

ماہین نے فوراً نظریں جھکا لیں اور عمارہ کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی تا کہ اپنی شرمندگی کو چھپا سکے۔ نایاب بیگم اور عائشہ بیگم نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا، جیسے ان دونوں کی نوک جھونک سے خوب محظوظ ہو رہی ہوں۔

Clubb of Quality Content

"بابا، آپ مما کو کیسے منائیں گے؟" عمارہ نے معصومیت سے پوچھا۔

"یہ تو راز ہے، میری جان! لیکن بس اتنا سمجھ لو کہ تمہاری مما کو اپنی ناراضی بھولنی پڑے گی!" زران نے شرارتی انداز میں کہا۔

"زیادہ پر جوش مت ہوں!" ماہین نے زران کو گھورتے ہوئے دھیرے سے کہا۔

"اب تمہاری ناراضی ختم ہو یا نہ ہو، میری کوششیں تو جاری رہیں گی!" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

آج میری گڑیا میرے ساتھ سوئے گی، تاکہ اس کے مما بابا اچھی طرح بات کر سکیں!" شاہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور مما بابا کے پاس کوئی بہانہ نہ رہے!" عمارہ نے شرارت سے کہا۔

ماہین نے جھینپ کر زران کو دیکھا، جو پوری طرح مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ نایاب بیگم عمارہ کو اٹھاتے ہوئے کمرے میں چلی گئیں عائشہ بیگم نے بھی دونوں کو اکیلا چھوڑ کر اپنے کمرے میں گئی۔ زران اٹھ کے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ماہین اٹھنے والی تھی زران نے اس کی کلائی پکڑ کر بٹھایا۔

"ہاتھ چھوڑ کوئی دیکھ لیں گا۔" ماہین نے ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے شاہ جی بلاؤ۔" زران نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں آپ یہ حق کھو چکے ہیں۔" ماہین نے شرارت سے کہا۔

Clubb of Quality Content

"ایسا ہے کیا؟"زران نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور آہستہ سے ماہین کو اپنی طرف کھینچا۔

ماہین کی سانسیں ایک پل کے لیے اٹک گئیں، مگر وہ خود پر قابو پاتے ہوئے بولی۔"جی ہاں! اور اب آپ کو دوبارہ یہ حق حاصل کرنے کے لیے بہت محنت کرنی پڑے گی۔"

"محنت تو میں تبھی کر رہا ہوں، محترمہ! لیکن یہ تو بتائیں، مجھے شاہ جی کہلوانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟"زران نے شرارتی انداز میں سر جھٹکا۔

"پہلے میرے ناراض ہونے کی تلافی کریں۔"ماہین نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی کوئی مشکل کام ہے؟"زران نے نرمی سے کہا اور اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا،"بس ایک بار کہہ دو کہ تم نے مجھے معاف کر دیا۔"

"دیکھتے ہیں...پہلے آپ کو ثابت کرنا ہوگا!"ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیلنج قبول ہے، بیگم صاحبہ!"زران نے پرجوش لہجے میں کہا اور اس کی انگلیوں کو نرمی سے تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا۔

ماہین نے حیرت سے زران کو دیکھا، دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔"زران، چھوڑیں نا...!"اس نے ہلکے سے کہا، مگر زران کی گرفت میں نرمی کے ساتھ ایک مضبوطی تھی۔

"نہیں، پہلے بتاؤ کہ تم نے مجھے معاف کیا یا نہیں۔؟"زران نے شرارت سے پوچھا۔

"پہلے ثابت کریں کہ آپ واقعی قابلِ معافی ہیں!" ماہین نے گہری سانس لی اور نظریں چراتے ہوئے بولی۔

"اچھا؟ تو پھر سنو،" زران نے سنجیدگی سے کہا، "میں اپنی ہر غلطی تسلیم کرتا ہوں، ہر وہ لمحہ جب تمہیں برا لگا، جب تمہیں لگا کہ میں نے تمہیں نظرانداز کیا، یا تمہاری تکلیف کو نہیں سمجھا میں ہر چیز کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ بس تم مجھے موقع دو۔"

"واقعی؟" ماہین نے ہنسی دبائی۔

"ہاں، واقعی!" زران نے اس کی انگلیاں نرمی سے دباتے ہوئے کہا، "اور میں تب تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک تم دوبارہ مجھے 'شاہ جی' کہہ کر نہیں بلاؤ گی!"

"آپ کبھی نہیں بدلیں گے،!" ماہین نے مسکرا کر سر جھٹکا۔

"بالکل نہیں!" زران نے شرارت سے کہا۔ اب کہو مجھے شاہ جی ورنہ.....

"ورنہ کیا؟" ماہین نے حیرت سے زران کو دیکھا۔

"ورنہ میں ابھی تمہیں یہیں اپنی بانہوں میں بھر لوں گا، اور پھر کسی کو کوئی شکایت کا موقع نہیں دوں گا!" زران نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ماہین کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔ "زران! حد کرتے ہیں آپ!" وہ گھبرا کر بولی اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زران نے نرمی سے مگر مضبوطی سے اس کی کلائی تھامے رکھی۔ "تو پھر آسان طریقہ ہے، بس ایک بار پیار سے کہہ دو... شاہ جی!"

ماہین نے گہری سانس لی اور نظریں چراتے ہوئے آہستہ سے بولی۔ "شاہ جی..."

زران نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا، "اب یہ نام بار بار سننا چاہوں گا، سمجھی بیگم صاحبہ؟"

ماہین نے خجل ہوتے ہوئے زران کے سینے پر ہلکی سی چپت ماری اور بولی، "آپ حد سے زیادہ ضدی ہیں!"

"اور تم حد سے زیادہ پیاری!" زران نے قہقہہ لگایا۔اور جھک کر اس کی تھوڑی پر لب رکھا۔

ماہین کا دل زور سے دھڑکا، اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، اور وہ ایک دم پیچھے ہوئی۔

"زران۔!" وہ گھبرا کر بولی، چہرہ گلابی پڑ گیا تھا۔

"ہاں تو؟ اب تو میں تمہارا شاہ جی ہوں، تو یہ حق بھی میرا ہوا، ہے نا؟" زران نے شرارت سے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"آپ حد سے زیادہ بے باک ہوتے جا رہے ہیں۔" ماہین نے شرم سے نظریں جھکا لیں اور ہلکی آواز میں بولی۔

"بیگم صاحبہ، پیار میں تھوڑا بے باک ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ جذبات کا اظہار کیسے ہو؟" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

ماہین نے سر جھٹک کر رخ پھیر لیا، مگر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار ایک مسکراہٹ تھی، جسے زران نے فوراً بھانپ لیا۔

"اچھا، اب آپ شرمانا بند کریں ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں۔" زران نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کچھ کیا بھی نہیں؟ تو ابھی جو کیا وہ کیا تھا۔؟" ماہین نے حیرت سے زران کو گھورا۔

"وہ تو بس ایک ہلکا سا اظہارِ محبت تھا، اصل تو ابھی باقی ہے!" زران نے مصنوعی معصومیت سے شانے اُچکائے۔

"شاہ جی! آپ حد سے بڑھ رہے ہیں!" ماہین کی آنکھیں حیرت اور شرم سے پھیل گئیں۔

"بیگم، پیار میں حدیں نہیں ہوتیں، اور ویسے بھی، تم میری ہو، تو شرمانے کی کیا بات۔؟" زران نے شرارتی انداز میں مسکرا کر کہا۔

"بس بس! اب اور کوئی ڈرامہ نہیں، عمارہ انتظار کر رہی ہو گی۔" ماہین نے تیزی سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content!

"ٹھیک ہے، لیکن یہ بات یاد رکھنا... تم میری ہو، صرف میری!" زران نے مسکرا کر آہستہ سے اس کا ہاتھ تھاما۔

ماہین نے دل کی دھڑکنوں کو قابو میں رکھتے ہوئے سر ہلایا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی، جبکہ زران اس کی جھجک پر مزید مسکرا دیا۔

ضرار اور ماہین دونوں مالم جبہ میں انجوائے کر رہے تھے۔ دونوں پیدل چل رہے تھے تاکہ اس پاس سب نزدیکی سے دیکھ سکے۔

مالم جبہ کی برف سے ڈھکی ہوئی وادیوں میں چلتے ہوئے ضرار اور عمائرہ فطرت کی خوبصورتی میں کھو گئے تھے۔ پہاڑوں پر جمی برف سورج کی روشنی میں چمک رہی تھی، اور ہر طرف ایک جادوئی سکون تھا۔

"یہ جگہ تو خوابوں جیسی لگ رہی ہے!" عمائرہ نے خوشی سے کہا، برف پر چلتے ہوئے اس کے جوتے ہلکی سی چرچراہٹ پیدا کر رہے تھے۔

"بلکل! اور خوابوں میں برفباری بھی ہوتی ہے، جیسے ابھی ہو رہی ہے۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

واقعی، آسمان سے روئی کے گالوں کی طرح برف گرنے لگی تھی۔ عمائرہ نے خوشی سے ہاتھ پھیلا دیے، "یہ لمحہ ہمیشہ یاد رہے گا!"

"یہ لمحہ نہیں، ہم یہاں کے ہر نظارے کو یادگار بنائیں گے۔" ضرار نے ایک تصویر لیتے ہوئے کہا۔

"چلیں، پھر کہیں بیٹھ کر کافی پیتے ہیں، ورنہ یہ خوبصورت لمحہ ٹھنڈ کی وجہ سے برداشت سے باہر ہو جائے گا!" عمائرہ نے مسکرا کر ضرار کو دیکھا اور بولی۔

"بالکل! ایک کپ گرم کافی اور یہ برفباری... بہترین کمبی نیشن!" ضرار نے قہقہہ لگایا۔

دونوں ہنستے ہوئے ایک قریبی کیفے کی طرف چل دیے، جہاں سے مالم جبہ کے برفیلے پہاڑوں کا منظر اور بھی دلکش نظر آرہا تھا۔

کیفے کے اندر داخل ہوتے ہی ایک خوشگوار گرماہٹ نے دونوں کا استقبال کیا۔ لکڑی سے بنی دیواریں اور کونے میں جلتی ہوئی ہلکی سی آگ کا منظر کافی دلکش لگ رہا تھا۔ کھڑکی کے پاس ایک میز خالی تھی جہاں سے برف سے ڈھکے پہاڑوں کا نظارہ کیا جاسکتا تھا۔

"یہ جگہ تو اور بھی خوبصورت ہے!" عمائرہ نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اور یہ کافی کا کپ اس لمحے کو مزید خاص بنادے گا۔" ضرار نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ویٹر آیا تو ضرار نے دو کپ گرم کافی کا آرڈر دیا۔ عمائرہ نے اپنی جیکٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے ہاتھ رگڑے۔ "یہ ٹھنڈ واقعی ہڈیوں تک محسوس ہو رہی ہے!"

"ایسے گرم کرلو! ضرار نے مسکرا کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

عمائرہ نے چونک کر ضرار کو دیکھا اور پھر شرما کر نظریں جھکا لیں۔ ضرار ہلکا سا ہنسا، "یہ طریقہ کافی سے زیادہ کارآمد ہے!"

کچھ ہی دیر میں کافی آگئی۔ دونوں نے اپنے اپنے کپ اٹھائے اور ایک ساتھ پہلا گھونٹ لیا۔

اتنے میں دس گیارہ سال کا بچہ گجرے لیے ان کے پاس آگیا۔

"صاحب یہ اپنا بیوی کے لیے خریدے نہ۔" وہ بچہ پٹھان تھا جو پشتو لہجے میں اردو بول رہا تھا۔

ضرار مسکرایا اور عمائرہ کی طرف دیکھا، جو پہلے ہی بچے کی معصومیت پر ہنس رہی تھی۔

"کتنے کے ہیں؟" ضرار نے نرمی سے پوچھا۔

"بس دو سو روپے، صاحب!" بچے نے خوشی سے جواب دیا۔

ضرار نے جیب سے بٹوا نکالا اور بچے کو پانچ سو کا نوٹ تھماتے ہوئے کہا۔ "رکھ لو، باقی اپنے لیے کچھ لے لینا۔"

بچے کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ "اللہ خوش رکھے صاحب، آپ دونوں ہمیشہ خوش رہو!"

ضرار نے گجرا اٹھا کر عمائرہ کی طرف بڑھایا۔ "دیکھو، قسمت خود تمہارے لیے خوشبو لے آئی ہے!"

"یہ واقعی بہت خوبصورت ہے، شکریہ!" عمائرہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گجرا لیا اور کلائی پر باندھ لیا۔

"شکریہ بعد میں، پہلے یہ بتاؤ، تمہاری کلائی پر زیادہ خوبصورت لگ رہا ہے یا میرے ہاتھ میں؟" ضرار نے شرارتی انداز میں پوچھا۔

"بہت زیادہ باتیں کرنے لگے ہو!" عمائرہ نے مصنوعی غصے سے اسے گھورا۔

"جب سامنے تم جیسا خوبصورت منظر ہو، تو باتیں خود بخود نکلتی ہیں۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کافی کا آخری گھونٹ لیا اور کہا۔

عمائرہ نے ہلکی سی شرماتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کر دیا، جبکہ ضرار مسکرا کر اس کے خوبصورت چہرے کو تکنے لگا۔

"بابا چاچو اکیلے کیوں گئے ہیں۔؟ ہمیں بھی ساتھ لے کر جاتے۔" عمارہ نے کافی دکھی لہجے میں کہا۔

ماہین اور زران ہنس دیے۔

"ارے میری گڑیا، بابا اور چاچو کوئی پکنک منانے تھوڑی گئے ہیں!" زران نے ہنستے ہوئے عمارہ کو گود میں اٹھایا۔

"تو پھر کیوں گئے ہیں؟ مجھے بھی جانا تھا!" عمارہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"بابا اور چاچو کام سے گئے ہیں، جیسے ہی واپس آئیں گے، ہم سب مل کر گھومنے جائیں گے، ٹھیک۔؟" ماہین نے نرمی سے اس کے گال تھپکتے ہوئے کہا۔

"سچ مچ؟ وعدہ؟" عمارہ نے اپنی چھوٹی انگلی آگے بڑھائی۔

"پکا وعدہ!" زران نے اس کی انگلی سے اپنی انگلی ٹچ کی اور مسکرا کر کہا، "اور تمہارے لیے چاکلیٹ بھی لائیں گے!"

یہ سن کر عمارہ کے چہرے پر خوشی لوٹ آئی۔ "تو پھر ٹھیک ہے، میں انتظار کر لوں گی۔ لیکن زیادہ دیر نہیں، اوکے؟"

ماہین اور زران ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے، جبکہ عمارہ اپنی چھوٹی سی شرائط طے کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"ماہین بیٹا نیچے تمہاری دوست آئی ہے۔" نایاب بیگم کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

ماہین نے حیرت سے نایاب بیگم کی طرف دیکھا۔ "میری دوست؟ کون آئی ہے، امی؟"

نایاب بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔ "بیٹا، میں نے نام تو نہیں پوچھا، بس اتنا کہا کہ تمہیں بلا دوں۔ وہ نیچے لاونج میں بیٹھی ہے، جا کر خود ہی دیکھ لو۔"

ماہین نے جلدی سے اپنی چادر ٹھیک کی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ زران، جو موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا، چونک کر بولا، "کون ہو سکتا ہے؟ تمہاری کوئی خاص دوست؟"

"پتہ نہیں، میں جا کر دیکھتی ہوں،" ماہین نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

زران نے دلچسپی سے کہا۔ "میں بھی دیکھتا ہوں، آخر کون ہے جو تم سے ملنے آیا ہے!" اور وہ بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

نیچے لاونج میں پہنچتے ہی ماہین کی نظر صوفے پر بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی، جو بے چینی سے اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے ماہین کو دیکھا، فوراً کھڑی ہو گئی۔

"ارے فاطرہ... تم؟" ماہین نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، میں... مجھے تمہاری یاد آ رہی تھی تو اسی لیے بغیر اطلاع دیے چلی آئی۔" فاطرہ نے نروس انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے! تم آئی ہو، یہی کافی ہے۔ آؤ، بیٹھو۔" ماہین نے خوشدلی سے اسے گلے لگایا۔

زران، جو دروازے کے پاس کھڑا تھا، دلچسپی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ "کیا میں جان سکتا ہوں کہ محترمہ فاطرہ کون ہیں۔؟" اس نے مزاحیہ انداز میں پوچھا۔

فاطرہ نے چونک کر زران کی طرف دیکھا، پھر ماہین کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ "تم نے ان کا تعارف نہیں کرایا؟"

ماہین نے مسکراتے ہوئے زران کی طرف دیکھا، "یہ میرے شوہر، زران۔"

فاطرہ کے ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ آ گئی۔

Clubb of Quality Content

"اوہ! تو یہ وہی زران ہیں، جن کے بارے میں تم کالج کے زمانے میں بات کیا کرتی تھیں؟"

"فاطرہ۔!" ماہین نے فوراً فاطرہ کی طرف گھور کر دیکھا۔

"اوہ، تو میں تمہاری باتوں کا موضوع ہوا کرتا تھا؟ اب تو تفصیل سے سننا پڑے گا!" زران نے دلچسپی سے بھنویں اٹھائیں۔

"فاطرہ! کچھ بھی مت بولنا!" ماہین نے فوراً فاطرہ کی طرف گھور کر دیکھا۔

"اب تو میں ضرور بتاؤں گی!" فاطرہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو محترمہ، شروع کریں! مجھے سننے کا بہت شوق ہو رہا ہے کہ میری بیوی مجھے کالج کے زمانے میں کیسے یاد کرتی تھیں؟" زران نے مزے لیتے ہوئے بازو باندھے۔

ماہین نے گھبرا کر فاطرہ کی طرف دیکھا، جو مزے سے صوفے پر بیٹھ گئی تھی، "فاطرہ، میں آخری بار کہہ رہی ہوں..."

"ہاں، تو مجھے یاد ہے، ماہین اکثر کہتی تھی کہ زران سب سے زیادہ مغرور اور خود پسند انسان ہے، لیکن پتہ نہیں کیوں..." فاطرہ نے مصنوعی سوچنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"بس! اب بالکل بھی نہیں!" ماہین نے فوراً فاطرہ کا ہاتھ دبایا، جبکہ زران نے قہقہہ لگا دیا۔

"ارے، میں تو بس سننا چاہ رہا تھا!" زران نے شرارتی انداز میں کہا، "لیکن اب میں سمجھ گیا، تمہیں میرے مغرور ہونے پر اعتراض تھا، مگر پتہ نہیں کیوں...؟ یہ جملہ کافی دلچسپ لگ رہا ہے!"

"میں تم دونوں سے بات نہیں کر رہی!" ماہین نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا۔

"اچھا چھوڑو یہ سب، میں اصل بات کرنے آئی تھی۔" فاطرہ نے مزید چھیڑنے کے انداز میں کہا۔

"جی بتاؤ۔"

"وہ میرا نکاح ہونے والا ہے اور میں تمہیں انوائیٹ کرنے آئی ہوں۔" فاطرہ نے شرماتے ہوئے کہا۔

"واہ! یہ تو زبردست خبر ہے!" ماہین نے خوشی سے فاطرہ کے ہاتھ تھام لیے، "کس سے؟ کب؟ کیسے؟ مجھے سب کچھ بتاؤ!"

"مبارک ہو، فاطرہ! نکاح کی تیاریوں میں کوئی مدد چاہیے تو بتانا۔" زران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"بس میں چاہتی تھی کہ تم دونوں ضرور آؤ، خاص طور پر تم، ماہین! تم میرے ساتھ نکاح کے دن ضرور رہنا۔" فاطرہ نے خوشی سے سر ہلایا۔

"یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ میں نہ آؤں! تم میری سب سے اچھی دوست ہو۔" ماہین نے فوراً کہا۔

"یہی سننا تھا مجھ سے!" فاطرہ نے مسکرا کر ماہین کو گلے لگالیا۔

"اچھا، تو اب ہماری بیگم صاحبہ کچھ دنوں کے لیے ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہیں؟" زران نے شرارت سے کہا۔

"کیا ہوا؟ تمہیں دو دن میرے بغیر گزارنے میں مشکل ہو گی؟" ماہین نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"مشکل؟ دیکھتے ہیں..." زران نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے زران بھائی آپ کو واقعی مشکل ہو گی!" فاطرہ نے قہقہہ لگایا۔

ماہین نے مسکرا کر فاطرہ کا ہاتھ دبایا، "فکر نہ کرو، میں تمہاری ہر چیز میں مدد کروں گی، تم اکیلی نہیں ہو!" "اور شاہ جی یہ وہ ہے جو چار سال بعد پاکستان آئی ہے اور میں اس سے ملنے گئی تھی۔"

زران نے دلچسپی سے فاطرہ کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔ "اوہ، تو یہی ہیں وہ محترمہ جن کی وجہ سے ہماری لڑائی ہو گئی تھی۔ پتہ ہے یہ آپ سے ملنے گئے تھی اور فون گھر پر چھوڑ کر گئی تھی۔ اور میں بہت پریشان ہو گیا تھا۔

"اچھا! تو آپ کو اب تک یاد ہے وہ دن؟" ماہین نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

"کیسے بھول سکتا ہوں؟ میں نے اس دن تمہیں کتنا ڈھونڈا، کتنی کالز کیں، اور تمہارا فون مزے سے گھر پر رکھا ہوا تھا!" زران نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

"لگتا ہے زران بھائی کو واقعی بہت ٹینشن ہو گئی تھی۔" فاطرہ نے شرارت سے کہا۔

"بالکل! میں تو سوچ رہا تھا کہ کہیں میری بیوی بھاگ تو نہیں گئی!" زران نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"افوہ! آپ کو ہمیشہ مبالغہ آرائی کا شوق رہتا ہے!" ماہین نے ہنستے ہوئے زران کے کندھے پر ہلکا سا مکا مارا۔

"واہ بھئی! تم دونوں کی کیمسٹری تو غضب کی ہے۔" فاطرہ نے دونوں کو دیکھ کر کہا۔

"یہ تو ہے، لیکن یہ محترمہ مانتی نہیں ہیں!" زران نے فخر سے کہا۔

"اچھا بس، اب زیادہ باتیں مت کریں۔ ماہین نے رخ پھیر کر شرماتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم بیٹھو میں چائے بنا کر لاتی ہوں اور کھانا کھا کے جانا۔ ورنہ میں نے نکاح میں نہیں آنا ہے۔" ماہین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھ رہے ہیں آپ زران بھائی یہ ہمیشہ سے مجھے دھمکی دے کر مجھ سے بات منواتی ہے۔" فاطرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کچھ نہیں، تمہیں نہیں پتا، ماہین کی دھمکیاں کتنی مؤثر ہوتی ہیں! مجھے بھی اکثر ان کی دھمکیوں کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے!" زران ہنستے ہوئے بولا۔

"اب آپ کا کیا حال ہوگا، شاہ جی! آپ کو تو کبھی کچھ سمجھ نہیں آتا!" ماہین نے شرارتی انداز میں زران کو دیکھا۔

"اب میں سمجھ گئی! لگتا ہے زران بھائی کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی چیلنج کا سامنا ہے!" فاطرہ ہنستے ہوئے بولی۔

Clubb of Quality Content

"بالکل!" زران نے فاطرہ کی بات پر ہنستے ہوئے کہا، "اور اس کا مقابلہ کرنا کبھی آسان نہیں ہوتا!"

ماہین چائے بنانے کے لیے کچن کی طرف بڑھ گئی، اور فاطرہ اور زران کی ہنسی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

اس وقت عائشہ بیگم اور نایاب بیگم دونوں آئیں۔

فاطرہ اٹھ کر عائشہ بیگم سے ملنے لگی۔

"کیسی ہیں آپ آنٹی۔"

عائشہ بیگم نے مسکرا کر فاطرہ کا ہاتھ تھاما، "بہت خوش آمدید بیٹا، میں ٹھیک ہوں، تم کیسی ہو؟"

فاطرہ نے شرماتے ہوئے کہا۔ "اللہ کا شکر ہے، سب ٹھیک ہے، آنٹی!" پھر اس نے نایاب بیگم کی طرف رخ کیا، "آپ کیسے ہیں، آنٹی؟"

"ہم سب ٹھیک ہیں بیٹا، ؟" نایاب بیگم نے محبت سے فاطرہ کو گلے لگا لیا۔

ماہین چائے کی ٹرے کے ساتھ واپس آئی اور سب کو چائے پیش کی۔ "چلیں، سب بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں،" ماہین نے مسکرا کر کہا، اور پھر فاطرہ، عائشہ بیگم اور نایاب بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"شکریہ ماہین، بہت مزیدار چائے بنائی ہے!" فاطرہ نے چائے کا کپ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں چائے اچھی بناتی ہوں مگر بس کسی کو پسند نہیں آتی۔" ماہین نے ہنسی دباتے ہوئے زران کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کیا تمہاری چائے پسند نہیں آئی؟ میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ ماہین کی چائے سب سے بہترین ہوتی ہے!" زاران نے مسکرا کر کہا۔

"دیکھا؟ زران بھائی بھی مانتے ہیں!" فاطرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس بس، اب تم دونوں کی تعریفوں کے گلابوں میں خود کو ڈوبتے ہوئے نہ دیکھوں!" ماہین نے شوخی سے کہا۔

"کیوں نہیں؟ تمہاری چائے میں وہ خاص بات ہے جو سب کو پسند آتی ہے،" زران نے ہنستے ہوئے کہا، اور فاطرہ نے بھی سر ہلا کر اس کی تائید کی۔

"چلیں، بس اتنی باتوں میں ہمیں وقت کا پتا ہی نہیں چلتا،" ماہین نے کہا اور سب نے ہنستے ہوئے چائے کی چسکیاں لیں، محفل مزید خوشگوار ہو گئی۔

"امی آپ کو پتہ ہے فاطی کا نکاح ہو رہا ہے۔" ماہین نے عائشہ بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"واقعی؟ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ فاطرہ ہمیشہ سے خوش رہنے والی لڑکی ہے، اللہ اسے خوش رکھے۔" عائشہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں، اور میں نے سوچا کہ فاطرہ کو نکاح کی تیاریوں میں مدد دوں گی،" ماہین نے خوشی سے کہا۔

"یہ بہت اچھا ہے، بیٹا، تمہاری مدد سے اس کا دل بھی خوش ہو گا۔ نکاح کی تیاریوں میں بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں،" عائشہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انشاءاللہ سب کچھ بہت اچھا ہو گا،" ماہین نے کہا اور پھر فاطرہ کے بارے میں مزید باتیں کرنے لگیں۔

"چلو شکر ہے بابا میرے ہاتھ سے پلستر اترا۔" زران بیٹھا اس کے ہاتھ سے پلستر اتار رہا تھا عمارہ اپنے ہاتھ سے پلستر ہٹاتے دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں میری گڑیا مگر پھر بھی آپ کو خیال رکھنا ہے۔" ماہین نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے بابا، اب میں بالکل ٹھیک ہوں، دیکھیں!" عمارہ نے شوخی سے کہا۔

"ہاں ہاں، مجھے معلوم ہے تم کتنی ٹھیک ہو، مگر زیادہ اچھل کود مت کرنا، ڈاکٹر نے ابھی بھی احتیاط کا کہا ہے۔" زران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے گھورا۔

"بالکل، ابھی مکمل آرام ضروری ہے۔" ماہین نے نرمی سے کہا۔

"بابا، آپ لوگ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں کوئی چھوٹا بچی ہوں!" عمارہ نے ہنستے ہوئے ہاتھ جھٹکا۔

"ہاں چھوٹی سی تو ہو اور رہو گی بھی۔" زران نے اس کے ماتھے پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"بابا! میں اب بڑی ہو گئی ہوں!" عمارہ نے منہ بنا کر زران کی طرف دیکھا۔

"ہاں ہاں، بہت بڑی ہو گئی ہو! بس ابھی بھی گڑیا کی طرح ضد کرتی ہو۔" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور باباکے بغیر رہ بھی نہیں سکتی!"ماہین مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں! باباکے بغیر میں کیسے رہ سکتی ہوں؟لیکن پھر بھی میں چھوٹی نہیں ہوں!"عمارہ نے فوراًزران کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

"چلو،ٹھیک ہے،تم بڑی ہو گئی ہو...مگر باباکی گڑیاہمیشہ رہو گی!"زران نے اسے پیار سے ماتھے پر بوسہ دیا۔

عمارہ نے خوش ہو کر سر ہلادیا،جبکہ ماہین دونوں باپ بیٹی کی محبت بھری گفتگو دیکھ کر مسکرادی۔

شام کا وقت تھا۔سب لان میں تھے۔یاسر شاہ،نایاب بیگم،عائشہ بیگم،ماہین،عمائرہ،ضرار اور زران بیٹھے ہوئے تھے۔عمارہ ماہین کے گود میں بیٹھی تھی۔ضرار اور عمائرہ دو ہفتے بعد سوات سے آئے تھے۔

ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی،اور شام کا سماں بہت خوشگوار تھا۔سب گھر کے لان میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔عمارہ ماہین کی گود میں کھیل رہی تھی،جبکہ زران مسکراتے ہوئے اس کے ننھے ہاتھوں کو تھامے بیٹھا تھا۔

"تو کیسا رہا سوات کا سفر۔؟"یاسر شاہ نے ضرار اور عمائرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت خوبصورت! وہاں کی وادیاں، پہاڑ اور جھیلیں سب کچھ ناقابلِ یقین حد تک حسین تھا۔ ہم نے خوب انجوائے کیا۔!" عمائرہ نے پرجوش انداز میں بتایا۔

"ہاں، خاص طور پر مالم جبہ... وہاں کی برفباری اور سکون بھرا ماحول بس دل موہ لینے والا تھا،" ضرار نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو واقعی سننے میں بھی بہت اچھا لگ رہا ہے۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم سب کو کبھی اکٹھے وہاں جانا چاہیے!" زران نے تجویز دی۔

"ہاں بالکل، فیملی ٹرپ کا الگ ہی مزہ ہو گا!" عائشہ بیگم نے خوشی سے کہا۔

نایاب بیگم نے محبت بھری نظروں سے سب کو دیکھا اور دھیرے سے بولیں۔ "اللہ ہماری یہ خوشیاں ہمیشہ قائم رکھے۔"

سب نے دل سے آمین کہا۔

"بابا، ہم کب جائیں گے سوات؟ میں بھی جانا چاہتی ہوں!" عمارہ نے اچانک ضد پکڑ لی۔

"میری گڑیا، ہم بہت جلد جائیں گے، بس سب کی ہاں ہو جائے!" زران نے ہنستے ہوئے اس کے گال پر بوسہ دیا۔

"ارے بھئی، تمہارے بابا کا پلان تو کافی اچھا لگ رہا ہے، تو سب تیار ہیں نا؟" ضرار نے عمارہ کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"ابھی ابھی تم لوگ وہاں سے آئے ہو، اور دوبارہ جانے کی بات کر رہے ہو؟" ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں؟ فیملی کے ساتھ سفر کا ایک الگ ہی مزہ ہوتا ہے!" عمائرہ نے جوش سے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے، ہمیں جانا چاہیے؟" عائشہ بیگم نے نایاب بیگم کی طرف دیکھا۔

"کیوں نہیں، اگر سب خوش ہیں تو ضرور جانا چاہیے۔" نایاب بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"ارے بھئی، اگر جانا ہے تو پکا ارادہ کر لو، میں ابھی سے تیاری کر لوں!" یاسر شاہ نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہا۔

سب ہنس پڑے،

"اچھا بابا میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" زران نے سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے یاسر شاہ سے کہا۔

"جی بولو بیٹا۔۔'

"بابا میں ماہین اور عمارہ کو لے کر عمرے پر جا رہا ہوں۔"

یہ سنتے ہی سب حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ زران کو دیکھنے لگے۔

"ماشاءاللہ، بیٹا! یہ تو بہت ہی اچھی خبر ہے۔ اللہ تمہارا سفر قبول کرے! عائشہ بیگم نے خوشی سے کہا۔

"بہت خوبصورت فیصلہ کیا تم نے، زران۔" نایاب بیگم نے بھی مسکرا کر کہا۔

ماہین جو خود حیرت زدہ تھی، آہستہ سے بولی۔ "آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں تھا؟"

"سرپرائز تھا بیگم صاحبہ! اور ویسے بھی، اللہ کے گھر کی حاضری اچانک نہیں، دل کی سچائی سے ہوتی ہے۔" زران نے شرارت سے کہا۔

"بابا، ہم واقعی خانہ کعبہ جائیں گے؟" عمارہ خوشی سے چہک کر بولی۔

"ہاں میری جان، تم بھی دعا مانگنا وہاں جاکر۔" زران نے اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

یاسر شاہ نے محبت سے زران کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "بیٹا، اللہ تمہاری نیت کو قبول فرمائے اور تم سب کو خیر و عافیت سے واپس لے کر آئے۔"

"جانا کب ہے۔؟؟"

"بابا ایک ہفتے بعد جانا ہے۔"

"ماشاءاللہ، بہت اچھا فیصلہ کیا، بیٹا۔" یاسر شاہ نے محبت سے کہا۔

"تیاری کرلی ہے یا کچھ باقی ہے؟" عائشہ بیگم نے فکرمندی سے پوچھا۔

"جی امی، زیادہ تر تیاری مکمل ہے۔ پاسپورٹس اور ویزا کا کام بھی ہو چکا ہے۔ بس چند ضروری چیزیں خریدنی ہیں، اور پھر روانگی کے لیے تیار ہوں گے۔" زران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میرے لیے سب سے خوبصورت تحفہ ہے، زران۔ اللہ آپ کو اس کا بہترین اجر دے۔" ماہین نے خوشی اور جذباتی انداز میں کہا۔

عمارہ تو خوشی سے پھولی نہیں سما رہی تھی۔ "مما، ہم وہاں جاکر خانہ کعبہ کو چھو سکیں گے؟"

"ہاں میری جان، ان شاءاللہ۔ وہاں جا کر ہم خوب دعائیں مانگیں گے۔" ماہین نے پیار سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

"اللہ تم لوگوں کا سفر آسان کرے اور تمہیں خیریت سے لے جائے اور واپس لائے۔" نایاب بیگم نے بھی دعائیں دیتے ہوئے کہا۔

پورا گھر اس مبارک سفر کی تیاریوں میں مصروف ہونے لگا، اور خوشی کی چمک سب کے چہروں پر نمایاں تھی۔

"شاہ جی آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ ہم جا رہے ہیں۔؟" کمرے میں آتے ہوئے ماہین نے زران سے شکوہ کیا۔

زران مسکراتے ہوئے پلٹا اور ماہین کی طرف دیکھ کر بولا۔ "کیوں کہ میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا، لیکن تمہیں تو ہمیشہ شکوہ ہی رہتا ہے!"

"یہ سرپرائز ہوتا ہے؟ مجھے کم از کم پہلے بتاتے تاکہ میں بھی تیاری کر لیتی!" ماہین نے خفگی سے بازو باندھ لیے۔

"تیاری؟ محترمہ، آپ کو تو بس جانے کا سن کر ہی خوش ہو جانا چاہیے تھا!" زران نے شرارت سے اس کی طرف قدم بڑھایا۔

"ہاں، خوش تو ہوں، مگر تم نے بتایا کیوں نہیں؟"ماہین نے مصنوعی ناراضی سے رخ پھیر لیا۔

"اس لیے کہ میں تمہاری حیران ہونے والی معصوم شکل دیکھنا چاہتا تھا، جو کہ اب رہ گئی!"زران نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنی طرف کیا۔

"اچھا جی، اب بہلانے کی کوشش مت کرو، مجھے غصہ ہے!"ماہین نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"چلو، پھر سزا دے دو، جو چاہے کہو!"زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، پھر کل آپ میرے ساتھ مارکیٹ چلو گے، میں نے بہت ساری شاپنگ کرنی ہے!"ماہین نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوئی نا اصل چالاکی! ٹھیک ہے، تمہاری یہ سزا بھی منظور!"زران نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

ماہین نے مسکراتے ہوئے بازو باندھ لیے۔"بس اب پیچھے نہیں ہٹ سکتے، شاہ جی!"

"ہائے قسمت! پہلے شادی کی قید، پھر محبت کا قید خانہ، اور اب یہ سزا!"زران نے گہری سانس لی اور مصنوعی بے بسی سے کہا۔

"ہاں، اور سزا ایسی کہ جس کا کوئی اختتام نہیں!"ماہین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو، جو بھی ہے، سزا دینے والی خوبصورت ہو تو بندہ ہر سزا قبول کر لیتا ہے!"زران نے شرارت سے اسے دیکھا۔

ماہین نے نظریں جھکا لیں، مگر اس کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"آپ کے لیے ایک شعر ہے۔ آپ تو اجازت نہیں دیں گی مگر میں سناتا ہوں"

"تیری آنکھیں بتاتی ہیں تجھے مجھ سے محبت ہے"

"مگر دل کی تسلی کو زرا اظہار ہو جائیں"

ماہین نے نظریں چراتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ دبائی۔"آپ کو کس نے کہا کہ مجھے محبت ہے؟"

"آپ کی آنکھوں نے، بیگم صاحبہ! اور آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں!"زران نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تو پھر دل کی تسلی کے لیے اظہار کی ضرورت کیوں پیش آگئی، شاہ جی؟"ماہین نے شرارت سے کہا۔

زران نے گہری سانس لی اور مسکراتے ہوئے بولا۔"بس، دل چاہتا ہے کہ یہ محبت لفظوں میں بھی سنوں، بار بار سنوں!"

ماہین نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ رخ پھیر لیا، مگر زران کی آنکھوں میں ایک چمک تھی، جیسے وہ اپنی بات منوا کر ہی رہے گا۔

"ماہین، کم از کم آج تو کہہ دو۔"زران نے آہستہ سے اس کی کلائی تھام لی۔

"زران، کوئی آجائے گا۔"ماہین نے بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"کوئی بھی آئے، مگر پہلے تمہیں میری بات کا جواب دینا ہوگا!"زران نے مسکرا کر کہا۔

"آپ جانتے ہیں نا، الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔" ماہین نے ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی، پھر دھیرے سے بولی۔

زران نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"ہاں، جانتا ہوں، مگر تمہاری زبان سے سننے کا ایک الگ ہی لطف ہو گا۔"

"چلو صرف یہ بتاؤ کہ آپ کو مجھ سے محبت کب ہوئی۔؟" زران نے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے پوچھا۔

"پہلی نظر میں۔" ماہین کے منہ سے ایک دم نکلا۔

زران نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ماہین کو دیکھا۔ "پہلی نظر میں؟ واقعی؟"

ماہین کو فوراً احساس ہوا کہ وہ بے اختیار دل کی بات زبان پر لے آئی تھی۔ اس نے جلدی سے رخ پھیر لیا، "میرا مطلب ہے... بس، مجھے خود بھی نہیں پتہ کب ہوا، لیکن شاید تب جب آپ مجھے سب سے زیادہ تنگ کرتے تھے!"

"تو مطلب جتنی زیادہ تنگ کروں گا، اتنی زیادہ محبت بڑھے گی؟" زران نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"بالکل نہیں! میں نے ایسا کچھ نہیں کہا!" ماہین نے گھور کر اسے دیکھا۔

"مگر تمہاری باتوں کا مطلب تو یہی نکلتا ہے، شاہ بیگم!" زران نے شرارت سے سر ہلایا۔

ماہین نے شرما کر رخ پھیر لیا، اور زران نے نرمی سے اس کی تھوڑی کو چھوا تاکہ وہ دوبارہ اس کی طرف دیکھے۔ "یہ لمحہ ہمیشہ یاد رکھوں گا، کیونکہ آج میری ضد پوری ہو گئی۔"

"ضد نہیں، دعا۔" ماہین نے دھیرے سے کہا۔

"اور وہ قبول ہو گئی!" زران کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

"اور آپ کو کب ہوئی تھی۔؟" ماہین نے اس کی گہری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"یاد ہے اس دن جب میں نے آپ کو غصے سے گاڑی سے اتار کر راستے میں اکیلا چھوڑا تھا مگر دل کیوں نہیں مانا میں پھر سے آگیا اور آپ کو ڈھونڈا مگر پھر آپ نہیں تھی آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں شاپ تک آگیا اور آپ کو وہاں دیکھ کر انجانی سی خوشی ہوئی تھی۔"

ماہین نے حیرت سے زران کو دیکھا، جیسے اسے یقین نہ آیا ہو کہ وہ اتنا کچھ یاد رکھتا ہے۔

"تو اُس وقت...؟" اس نے دھیرے سے پوچھا۔

زران نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ہاں، شاید وہی لمحہ تھا جب احساس ہوا کہ تمہارے بغیر کچھ ادھورا سا لگ رہا تھا۔ میں غصے میں تھا، مگر جیسے ہی تم نظروں سے اوجھل ہوئیں، دل میں بے چینی چھا گئی۔"

ماہین خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ زران کی گہری نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں، جیسے وہ کوئی بہت خاص لمحہ پھر سے جی رہا ہو۔

"اور جب میں نے تمہیں شاپ میں دیکھا، تو دل کو وہ سکون ملا جو شاید میں خود بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔ تب جا کر احساس ہوا کہ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔" زران کی آواز میں خلوص تھا۔

ماہین کی آنکھیں نرمی سے چمکنے لگیں، اور وہ مسکرا دی، "تو شاہ جی، آپ کو بھی پہلی نظر میں ہی محبت ہو گئی تھی، بس دیر سے احساس ہوا۔"

"ہو سکتا ہے، مگر اب تو میں نے یہ محبت ہمیشہ کے لیے قید کر لی ہے!" زران نے شرارت سے کہا اور پھر جھک کر اس کی تھوڑی پر لب رکھا۔

ماہین کی سانسیں ایک پل کے لیے تھم سی گئیں۔ اس کے گالوں پر سرخی دوڑ گئی، اور اس نے شرمیلے انداز میں رخ پھیر لیا۔ زران نے مسکرا کر اس کی شرمگین حالت کو دیکھا، پھر آہستہ سے بولا۔

"بس، اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا، محترمہ! آپ کو ماننا پڑے گا کہ محبت کا اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔"

ماہین نے ہلکے سے زران کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا۔ "آپ حد سے بڑھ رہے ہیں، شاہ جی!"

"حد تو تب بڑھے گی جب تم کہو گی کہ تمہیں یہ سب اچھا نہیں لگا۔" زران نے قہقہہ لگایا۔

"آپ بہت خود پسند ہوتے جا رہے ہیں!" ماہین نے اسے گھورا۔

"اور تم بہت زیادہ خوبصورت۔!" زران نے نرمی سے کہا،اس کی آنکھوں میں محبت کی گہری چمک تھی۔

"اچھا اب زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے دور ہو۔"

"واہ بھئی! ابھی ابھی تو محبت کا اظہار ہوا تھا اور اب فاصلہ رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے؟" زران نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

"ہاں، کیونکہ آپ حد سے زیادہ فری ہونے کی کوشش کر رہے ہیں!" ماہین نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

زران نے شرارت سے اس کی طرف جھک کر سرگوشی کی، "بیگم، اب یہ فاصلہ زیادہ دن برقرار نہیں رہے گا، کیونکہ ہم عمرے پر جا رہے ہیں، اور وہاں تمہیں ہر جگہ میرے ساتھ ہی رہنا ہوگا!"

"یہ کیا منطق ہوئی؟" ماہین نے ایک دم حیرت سے اسے دیکھا۔

"سادہ سی بات ہے، وہاں میں تمہارا ہاتھ تھامے رکھوں گا تاکہ تم کہیں کھو نہ جاؤ۔" زران نے مسکرا کر کہا۔

"آپ حد سے زیادہ ڈرامے باز ہیں، شاہ جی!" ماہین نے شرماتے ہوئے رخ پھیر لیا۔

"اور تم حد سے زیادہ حسین!" زران نے آنکھ مار کر کہا اور ماہین کی شرمندگی پر زور سے قہقہہ لگا دیا۔

زران نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے اسے خود سے لگایا اور اس کے گرد حصار باندھا۔

ماہین نے اس کے سینے پر ہلکی سی مٹھیاں برساتے ہوئے کہا۔ "زران، کوئی آجائے گا!"

"تو آنے دو، سب جانتے ہیں کہ تم صرف میری ہو!" زران نے اسے اور قریب کرتے ہوئے سرگوشی کی۔

ماہین نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں محبت اور اپنائیت کی چمک تھی۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، مگر زران کی قربت میں ایک عجیب سا سکون بھی تھا۔

" کبھی کبھی لگتا ہے کہ تم حقیقت نہیں، بس کوئی خواب ہو جو میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے،" زران نے مدھم لہجے میں کہا۔

"اگر خواب ہوں تو پھر یہ حقیقت کبھی نہ ٹوٹے، شاہ جی!" ماہین نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔

"یہ حقیقت ہمیشہ قائم رہے گی، کیونکہ میں نے تمہیں اپنے دل میں لکھ لیا ہے، ہمیشہ کے لیے!" زران نے اس کی ٹھوڑی اٹھائی اور نرمی سے چھوتے ہوئے کہا۔

ماہین کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ زران کی قربت، اس کی مدھم مگر گہری آواز، اور آنکھوں میں بسا بے پناہ پیار... سب کچھ جیسے لمحے کو تھام رہا تھا۔

"شاہ جی..." ماہین نے دھیرے سے سرگوشی کی، مگر اس کے لبوں پر مزید کوئی لفظ نہ آ سکا۔

زران نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور آہستہ سے کہا۔ "اب تو یقین آ گیا نا کہ یہ محبت کبھی ختم نہیں ہو گی؟"

ماہین نے نظریں جھکا کر سر ہلایا۔زران کی محبت میں ایک ایسا یقین تھا جس نے اس کے دل کے تمام خدشات مٹا دیے تھے۔وہ جانتی تھی کہ اب وہ ہمیشہ کے لیے زران کی محبت میں محفوظ تھی۔

"مما بابا مجھ سے ویٹ نہیں ہو رہا ہم پلین میں کب جائیں گے۔؟"عمارہ کمرے میں آتے ہوئے پوچھا ماہین ایک دم زران سے الگ ہوئی مگر زران نے ہونے نہیں دیا۔

"بس کچھ دنوں کی بات ہے گڑیا ہم پھر جائیں گے۔"زران نے اسے گود میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

"پھر ہم سب اکٹھے جائیں گے؟"عمارہ نے زران کی بات سن کر مسکرا کر کہا۔

"ہاں، گڑیا، سب ساتھ ہوں گے، بس تھوڑا انتظار کر لو!"زران نے نرم لہجے میں کہا، پھر ماہین کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا۔

"جلد ہی ہم سب کا یہ سفر یادگار بن جائے گا۔"ماہین نے سر ہلایا۔

"اب تم تیار ہو جاؤ، بس کچھ دنوں میں ہم سب ایک نئے سفر پر روانہ ہوں گے۔"اس کے لہجے میں محبت اور خوشی کی جھلک تھی۔عمارہ نے خوش ہو کر اس کے گالوں پر بوسہ دیا اور پھر خوشی سے کمرے سے باہر دوڑ گئی۔

"اب ہم سب کی زندگی میں ایک نیا باب شروع ہونے والا ہے،"زران نے آہستہ سے کہا، جیسے وہ اس لمحے کو اپنے دل میں محفوظ کر رہا ہو۔

ماہین نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا، اور دونوں کی نظریں ایک دوسرے میں جڑ گئیں۔

"ضرار مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"عمائرہ ضرار کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا جو پہلے سے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

"کیا؟"

"وہ میری کالج کی دوست ہے اس کا مجھے کال آیا تھا اس کا کیس لڑیں آپ۔"

"تمہاری دوست کا کیس؟"اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا،"کیسا کیس ہے؟اور تم چاہتی ہو کہ میں اس میں مدد کروں؟"ضرار نے عمائرہ کی بات سنی اور سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔۔"عمائرہ نے گہری سانس لی اور پھر دھیرے سے جواب دیا۔

ضرار نے اس کی بات سنی اور کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا۔"ٹھیک ہے، اگر تمہاری دوست کو واقعی میری مدد کی ضرورت ہے تو میں ضرور مدد کروں گا، مگر پہلے مجھے اس کے کیس کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ تاکہ میں بہتر فیصلہ کر سکوں۔"

"میری دوست کی ایک سال پہلے شادی ہو گئی تھی اس کا شوہر شرابی نکلا وہ اس کو مارتا ہے۔اس کی ماں باپ نے کوشش کی کہ وہ طلاق لے سکے مگر وہ نہیں دے رہا نہ ہی کوئی وکیل کوئی مدد کرنا چاہتا ہے۔"

ضرار نے عمائرہ کی بات سنی اور اس کی آنکھوں میں ایک گہری فکر کی جھلک دکھائی دی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ معاملہ آسان نہیں ہوگا، لیکن وہ اپنی دوست کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کے لیے تیار تھا۔

"یہ تو بہت پیچیدہ معاملہ ہے،" ضرار نے کہا، "لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس لڑکی کی مدد کے لیے میں پورا زور لگاؤں گا۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم ہی میری مدد کر سکتے ہو۔ تمہاری قانونی مہارت اور تمہاری محبت، دونوں ہی اس کی زندگی کو بدل سکتے ہیں۔" عمائرہ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔

"ہاں، لیکن ہمیں پہلے اس کا کیس ٹھیک سے سمجھنا ہوگا۔ تمہاری دوست کو مجھے بتانا ہوگا کہ وہ کہاں رہتی ہے، اس کے شوہر کے بارے میں مزید معلومات، اور وہ کتنی بار اسے مار چکا ہے۔ اس کے علاوہ، ہمیں اس کے اہل خانہ کی مدد کی ضرورت ہوگی۔"

"جی ہاں، میں اس سے بات کروں گی اور ہر تفصیل تم تک پہنچا دوں گی۔" عمائرہ نے سر ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے، پھر ہم اس کا ایک مضبوط کیس تیار کریں گے، اور میں وکیلوں سے رابطہ کر کے اس لڑکی کو انصاف دلانے کے لیے ہر ممکن اقدام کروں گا، چاہے جو بھی ہو۔"

"شکریہ ضرار، تمہاری مدد سے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی زندگی بہتر بنا سکے گی۔" عمائرہ کی آواز میں شکر گزاری تھی۔

"یہ تمہارا حق ہے کہ تم اپنی دوست کے لیے کچھ کرو، اور میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں گا۔" ضرار نے اس کی طرف ہمدردانہ انداز میں دیکھا، "اب تم فکر نہ کرو، ہم اس معاملے کو حل کرنے کے لیے پورا زور لگائیں گے۔"

عمائرہ نے ضرار کی باتوں پر سر ہلا کر کہا۔ "تمہاری باتیں سن کر مجھے یقین ہے کہ ہم اس کی زندگی بدل سکیں گے۔ تمہاری مدد سے وہ اس ظلم سے نکل پائے گی۔"

"ہمیں اس کا کیس درست طریقے سے سنبھالنا ہوگا،" ضرار نے کہا، "یہ کیس صرف قانونی نہیں، بلکہ جذباتی طور پر بھی بہت مشکل ہوگا۔ ہمیں اس لڑکی کو نہ صرف قانونی مدد فراہم کرنی ہوگی، بلکہ اس کے ذہنی سکون کے لیے بھی اقدامات کرنے ہوں گے۔"

"تم بالکل درست کہہ رہے ہو،" عمائرہ نے کہا، "اس کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ وہ بالکل ٹوٹ چکی ہے، اور اس کے ذہنی اور جسمانی زخموں کا علاج ضروری ہے۔"

ضرار نے ایک گہری سانس لی اور کہا، "تم فکر نہ کرو، ہم اسے اس عذاب سے نکال کر ایک بہتر زندگی دیں گے۔ یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہوگا، لیکن جب تک ہم اس کے ساتھ ہیں، وہ اکیلی نہیں ہے۔"

"شکریہ، ضرار۔" عمائرہ نے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا ہاتھ رکھا۔ ضرار نے عمائرہ کے ہاتھ کی ہلکی سی گرفت کو محسوس کیا اور نرم لہجے میں کہا۔

"یہ میرا فرض ہے، عمائرہ۔ تمہاری دوست کی زندگی بہتر بنانے میں میری پوری مدد ہو گی۔" عمائرہ نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کے کندھے پر سر رکھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔"

"ہاں وہ تو ہوں مگر میری بیوی زیادہ اچھی ہے۔" ضرار مسکرایا

"اب آپ یہ نہ کہیں کہ بیوی کے سامنے میری تعریف کم کرنی ہے!" عمائرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں، بیوی کی تعریف تو میں ہمیشہ کروں گا، کیونکہ وہ میری زندگی کا سب سے قیمتی حصہ ہے۔" ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی اور کون ہے آپ کی بیوی۔؟"

"آپ ہی تو ہے کیوں بھول جاتی ہے اپ؟" ضرار نے گھورا۔

"تو پھر تو میری اہمیت بہت بڑھ گئی ہے، اگر آپ ہمیشہ میری تعریف کرتے ہیں!" عمائرہ نے شرارت سے کہا۔

"بالکل! تم ہی ہو وہ خاص، جو میری زندگی میں خوشی کا باعث ہو۔" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب اس تعریف کو سن کر لگتا ہے کہ آپ ہمیشہ دل سے محبت کرتے ہیں۔" عمائرہ نے مسکرا کر کہا۔

"دل سے تو ہمیشہ محبت ہی کی ہے، عمائرہ۔" ضرار نے اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا،

"اور ہمیشہ کروں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کا پہر تھا، ہوائیں اس مقدس جگہ پر سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ وہ تینوں خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے دعائیں کر رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں خلوص اور دلوں میں بے پناہ امید تھی۔ ہر لفظ، ہر دعا جیسے ایک لہر کی مانند روح تک پہنچ رہی تھی، اور ہر سانس میں اللہ کی رحمت کا احساس ہو رہا تھا۔ زمین اور آسمان کی خاموشی میں صرف ان کے دلوں کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں، جو اس لمحے کی تقدس کو مزید گہرا کر رہی تھیں۔ وہ دونوں، اس جگہ کی روحانیت میں ڈوبے ہوئے، اپنے گناہوں کی معافی اور زندگی کی ہدایت کے لیے دعائیں کر رہے تھے، جیسے وقت تھم سا گیا ہو اور سب کچھ صرف ایک دعا کے گرد گھوم رہا ہو۔ زران، ماہین اور عمارہ خاموشی سے خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ہر طرف ایک روحانی سکون اور محبت کا احساس تھا۔ ماہین نے ہاتھ بلند کیے اور نم آنکھوں سے دعا مانگنے لگی، دل کی ہر خواہش لفظوں میں ڈھل کر رب کے حضور پیش ہو رہی تھی۔

عمارہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ جوڑے اپنی معصوم زبان میں دعا مانگ رہی تھی۔ "یا اللہ! میرے ماما بابا کو ہمیشہ خوش رکھنا، اور مجھے ڈھیر ساری چاکلیٹ دینا!"

زران نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور گہرے سکون کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے دعا مانگی۔ "یا اللہ! ہمیں ہمیشہ اسی محبت، سکون اور برکت کے سائے میں رکھنا۔ ہمارے دلوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے صاف اور نرم رکھنا۔"

ماہین نے زران کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں محبت اور شکر گزاری جھلک رہی تھی۔ آج وہ دونوں نہ صرف ایک ساتھ تھے بلکہ ایک نئی روحانی طاقت کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب محسوس کر رہے تھے۔

ماہین نے خاموشی سے زران کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا اطمینان تھا۔ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے، ان تینوں کی دنیا جیسے مکمل ہو چکی تھی۔ ماہین نے آہستہ سے ہاتھ اٹھائے اور دل کی گہرائیوں سے دعا کی،

"یا اللہ! ہماری زندگیوں میں برکت رکھ، ہمارے رشتے میں محبت اور اعتماد کو ہمیشہ قائم رکھ، اور ہمیں ہر آزمائش میں ثابت قدمی عطا فرما۔"

عمارہ نے اپنی معصوم آنکھوں سے ماں کو دیکھا اور ہنستے ہوئے بولی۔ "مما! اللہ سے کہو مجھے چاکلیٹ ابھی مل جائے!"

زران اور ماہین ہنس دیے، زران نے بیٹی کو قریب کرتے ہوئے کہا۔ "اللہ سے جو بھی مانگو، وہ اپنے وقت پر دیتا ہے، بس صبر اور شکر کرنا سیکھو، میری گڑیا!"

ماہین نے عمارہ کو پیار سے گلے لگا لیا، اور زران کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ وہ لمحہ ایک دعا کی طرح تھا۔ پر سکون، مکمل، اور بے حد قیمتی۔

"پتہ ہے آپ کو سویٹ ہارٹ۔؟" زران نے پیار سے ماہین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا شاہ جی؟"

"میں نے چار سالوں میں دو حج اور چھ عمرے کیے ہیں۔اور ہر دعا میں آپ کو مانگا تھا۔"

ماہین نے زران کی بات سن کر حیرت اور محبت سے اسے دیکھا۔اس کے دل میں ایک عجیب سا احساس جاگا، جیسے وہ زران کی محبت کی گہرائی کو پہلی بار مکمل طور پر سمجھ رہی ہو۔

"واقعی؟"اس نے دھیرے سے کہا،اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔

زران نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔"ہاں،اور میری ہر دعا قبول ہوئی۔تم میرے پاس ہو، میرے ساتھ ہو۔اس سے بڑھ کر میں اور کچھ نہیں مانگ سکتا۔"

ماہین نے اپنی نم آنکھوں سے زران کو دیکھا اور دھیرے سے کہا۔"اگر تم نے مجھے اپنی دعاؤں میں اتنے خلوص سے مانگا تھا، تو میں کیسے نہ آتی؟"

"اللہ نے میری دعا قبول کی اور مجھے میری دنیا دے دی۔"زران کے لبوں پر ایک محبت بھری مسکراہٹ آئی۔

ماہین نے اس کے ہاتھ کی گرفت کو مزید مضبوط کیا اور دل سے شکر ادا کیا کہ وہ ایسے شخص کے ساتھ ہے جس نے اسے صرف پایا نہیں، بلکہ ہر لمحہ دل سے چاہا بھی ہے۔

"میری ہر دعا کا سب سے خوبصورت جواب تم ہو، ماہین!"زران نے نرمی سے ماہین کی پیشانی پر لب رکھے اور دھیرے سے کہا۔

Clubb of Quality Content

ماہین نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں جھکالیں۔خانہ کعبہ کے مقدس سائے میں بیٹھے، دونوں کے دل سکون اور شکر گزاری سے لبریز تھے۔

"مما بابا! میں نے بھی دعا مانگی ہے کہ ہم ہمیشہ ساتھ رہیں! عمارہ نے اچانک معصومیت سے کہا۔

زران اور ماہین نے ایک ساتھ اپنی بیٹی کو دیکھا،اور پھر محبت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔یہ لمحہ،یہ دعا،اور یہ محبت۔سب کچھ کامل تھا!

زران نے دھیرے سے کہا۔"دعا وہ دروازہ ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان کبھی بند نہیں ہوتا۔ہم جب بھی مانگتے ہیں،وہ سنتا ہے۔بعض اوقات فوراً عطا کر دیتا ہے،کبھی آزمائش میں ڈال کر صبر کا امتحان لیتا ہے،اور کبھی ہمارے لیے کچھ بہتر محفوظ کر لیتا ہے۔"

"ہاں،اور بعض دعائیں ہمیں اس وقت سمجھ نہیں آتیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ احساس ہوتا ہے کہ جو اللہ نے دیا،وہی ہمارے لیے بہترین تھا۔"ماہین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مما بابا! اگر میں ہر روز دعا مانگوں کہ میں کبھی بیمار نہ ہوں،تو کیا اللہ سن لے گا؟"عمارہ نے معصومیت سے پوچھا۔

"ہاں میری جان،اللہ ہر دعا سنتا ہے، مگر بعض اوقات چھوٹی تکلیفیں ہمیں بڑا صبر سکھاتی ہیں اور ہمیں مضبوط بناتی ہیں۔"زران نے مسکراتے ہوئے اسے گود میں بٹھایا۔

"اس لیے ہمیں ہمیشہ دعا کے ساتھ اللہ کی حکمت پر بھی یقین رکھنا چاہیے۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا اچھا ہے۔" ماہین نے بیٹی کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"تو میں دعا مانگتی ہوں کہ ہم ہمیشہ خوش رہیں، اور آپ دونوں مجھے کبھی ڈانٹیں نہ!" عمارہ نے خوش ہو کر ہاتھ اٹھائے۔

زران اور ماہین ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے۔ زران نے محبت سے کہا۔

"چلو پھر، اب خانہ کعبہ کے سامنے ایک دعا اور مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت میں رکھے!" اور تینوں نے ہاتھ اٹھا دیے، اس یقین کے ساتھ کہ ان کی دعائیں ضرور قبول ہوں گی، چاہے دنیا میں یا آخرت میں۔

دعاؤں میں طاقت ہے اگر کوئی بندہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اگر دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی اس کے بدلے اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا اجر دیتا ہے۔ دعائیں رد نہیں کیے جاتیں دعائیں محفوظ کر لی جاتی ہے اور اللہ القادر ہے وہ جب کن فرماتا ہے سب کچھ ہو جاتا ہے۔

دس سال بعد!

"دیکھو شاہ جی مجھے تنگ مت کرنا ورنہ میں امی کو بتا دوں گی۔" ماہین کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی اور زران کبھی اس کے گال کھینچتا کبھی بال۔

"امی کو بتادو، وہ بھی تو جانتی ہیں کہ میں تمہیں تنگ کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا!" زران نے ہنستے ہوئے ماہین کے کان میں سرگوشی کی۔

"شاہ جی! اب بس بھی کریں، بچے دیکھ رہے ہوگے!" ماہین نے غصے سے گھورا۔

"بابا! آپ ابھی تک مما کو تنگ کر رہے ہیں؟ دس سال ہوگئے، مگر آپ بالکل نہیں بدلے!" اتنے میں عمارہ ہنستی ہوئی کچن میں آئی۔

"بیٹا، تمہاری مما کو تنگ کرنا تو میرا جنم جنم کا حق ہے!" زران نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"مما مما حشام نے میرا چاکلیٹ کھالیا۔" حیا جو کہ سات سال کی تھی گرے آنکھیں صورت میں وہ ماہین سے ملتی تھی۔ روتے ہوئے کچن میں آئی۔

"ارے میری گڑیا کیوں رو رہی ہے؟ چاکلیٹ ختم ہوگئی تو اور لے آئیں گے!" ماہین نے حیا کو دیکھ کر فوراً اس کے آنسو صاف کیے۔

"نہیں مما، وہ میرا تھا! میں نے پورے دن کے بعد کھانے کے لیے رکھا تھا، اور حشام نے چھپ کر کھالیا!" حیا نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے حشام، جو نو سال کا تھا، ہیزل آنکھیں زران اور ماہین کا کاپی تھا، کچن کے دروازے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ "مما! میں نے بس آدھا کھایا تھا!"

"اچھا جی! آدھا کھایا تھا؟ مگر تم نے حیا سے پوچھا تھا؟" ماہین نے مصنوعی ناراضی سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔۔۔ مگر مما، وہ تو ویسے بھی زیادہ چاکلیٹ نہیں کھا سکتی!" حشام نے سر جھکا کر اعتراف کیا۔

"مگر وہ میری تھی!" حیا نے فوراً احتجاج کیا۔

"بیٹا، کسی کی چیز بغیر اجازت لینا اچھی بات نہیں، خاص طور پر اپنی بہن کی۔" زران نے حشام کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری حیا، میں آئندہ نہیں کروں گا!" حشام نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"پہلے نئی چاکلیٹ لا کر دو۔!" حیا نے تھوڑا سا نخرہ دکھایا۔

"چلو، ابھی سب بچوں کے لیے چاکلیٹ لے کر آتا ہوں، مگر پہلے وعدہ کرو کہ آئندہ بھائی بہن آپس میں جھگڑا نہیں کریں گے۔!" زران نے ہنستے ہوئے دونوں کو گلے لگا لیا۔

"بابا یہ دونوں تو ایسے کہتے ہیں مگر پھر بھی کرتے ہیں۔" عمارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو پھر کیا کریں؟ ان کے لیے کوئی خاص سزا تجویز کی جائے؟" زران نے عمارہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! جو چاکلیٹ پہلے کھائے، اگلی بار اپنی چاکلیٹ بہن یا بھائی کو دینا ہو گی!" عمارہ نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔

"نہیں! یہ تو بہت زیادتی ہے!" حشام اور حیا دونوں نے فوراً احتجاج کیا۔

"بالکل صحیح سزا ہے، تاکہ دونوں کو احساس ہو کہ ایک دوسرے کی چیزوں کی عزت کرنی چاہیے!" ماہین ہنستے ہوئے بولی۔

زران نے مسکراتے ہوئے حشام اور حیا کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "دیکھو، ہم سب ایک فیملی ہیں۔ چیزیں بانٹنے سے محبت بڑھتی ہے۔ تو آئندہ، اگر چاکلیٹ کھانی ہو تو مل کر کھانا، ٹھیک؟"

دونوں بچوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ہنستے ہوئے سر ہلا دیا۔ "ٹھیک ہے بابا!"

"دیکھا! میں ہمیشہ صحیح کہتی ہوں!" عمارہ نے فخریہ انداز میں کہا۔

"تو اب تمہیں بھی سزا ملنی چاہیے، کیونکہ بڑوں کی باتوں میں زیادہ بولنا بھی ٹھیک نہیں!" زران نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

"نہیں بابا! میں تو مذاق کر رہی تھی!" عمارہ نے فوراً پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

سب ہنستے ہوئے ایک خوشگوار ماحول میں گھل مل گئے، اور گھر میں ہنسی کی گونج مزید بڑھ گئی۔

"بابا ہمیں پارک جانا ہے ہمیں لے چلو۔" صفا اور مروہ جو کہ ضرار اور عمائرہ کی بچیاں تھی اور دونوں جڑواں تھیں دونوں کا عمر ساڑھے نو سال تھا، دونوں بلکل ایک جیسی تھی صرف آنکھوں کا رنگ مختلف تھا صفا کا کول گرے اور مروہ کا بلیک رنگ تھا۔

دونوں ضرار کا ہاتھ پکڑے اٹھا رہے تھے اور ضرار کچھ دیر پہلے تھکا ہارا کورٹ سے آیا تھا۔

"بابا ہمیں پارک جانا ہے!" صفا اور مروہ نے ایک ساتھ کہا، اور ضرار کے ہاتھ کو اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیوں سے پکڑ کر کھینچنے لگیں۔

"ارے! ابھی تو تھک کے آیا ہوں، تم دونوں ہی کہاں اتنی جلدی سے اتنے ایکٹو ہو گئے؟" ضرار نے تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہمیں اس لیے پارک جانا ہے کہ ہمیں ابھی تک کھیلنے کا وقت نہیں ملا!" مروہ نے شرارتی انداز میں کہا۔

"ہاں! اور آپ ہمیشہ ہم سے یہی کہتے ہیں۔ آج تو ہمیں لے کر جانا ہی ہو گا!" صفا نے پاؤں پٹخے اور کہا۔

"چلو ٹھیک ہے، تم دونوں کا دل خوش رکھنے کے لیے پارک چلتے ہیں، مگر وعدہ کرو کہ تھوڑی دیر میں واپس آکر میرے ساتھ بیٹھو گے اور مجھے آرام کرنے دو گے!" ضرار نے ہنستے ہوئے سر جھکایا اور کہا۔

"وعدہ!" دونوں نے یک زبان ہو کر کہا اور ضرار کا ہاتھ مزید مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"تمہیں اتنی محبت سے تو پارک جانا پڑے گا، ضرار!" عمائرہ مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

Clubb of Quality Content!

"شاید یہ بھی ایک اچھا موقع ہو گا تھوڑی ورزش کرنے کا!" ضرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ بھی چلیں۔" ضرار نے عمائرہ سے کہا۔

"میں؟" عمائرہ نے حیرت سے کہا، "تم دونوں تو چھوٹے بچوں کی طرح کھیلنے جا رہے ہو، میں کیسے ساتھ جا سکتی ہوں؟"

"تم بھی چلو!" ضرار نے قائل کرنے والے انداز میں کہا۔ "بچوں کے ساتھ تھوڑی سر گرمی کر کے تمہیں بھی اچھا لگے گا۔"

"ٹھیک ہے، تمہاری بات مان لیتی ہوں، مگر پھر تمہیں میرے ساتھ چائے بھی پی کر آنا ہو گا!" عمائرہ نے مسکرا کر کہا۔

"چائے؟" ضرار نے انجان بنتے ہوئے کہا، "اب یہ چائے کا ڈیمانڈ کہاں سے آئی؟"

"چائے کا حق تمہاری محبت کے بعد بنتا ہے!" عمائرہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"چلیں! پارک میں بھی مزہ آئے گا، اور چائے بھی بعد میں ملے گی!" ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا، اور پھر سب کمرے سے نکلے۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔؟" صفا کو جاتے دیکھ کر حشام نے پوچھا۔

"میں پارک جا رہی ہوں، حشام!" صفا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "آپ بھی آئیں گے؟"

"پارک؟" حشام نے تھوڑی دیر سوچا، پھر بولا، "نہیں۔ اور تم بھی نہیں جاؤ گی میں نے اجازت نہیں دی ہے تو تم کیسے جاسکتی ہو؟

"مگر حشام بھائی۔"

"مجھے بھائی نہ کہو سمجھی!" حشام نے اپنی شہادت کی انگلی دکھا کر وارن کیا۔

"اوئے، ڈھکن! سائیڈ ہٹ، بیٹی ہے میری!" ضرار نے حشام کے گال کو کھینچتے ہوئے کہا، اور اس کے ساتھ ہنستے ہوئے بولا، "تمھیں نہ سیکھنا پڑے گا کہ اپنی جگہ پر کیسے رہنا ہے!"

"مگر چاچو صفا کو کیوں لے کر جارہے ہیں آپ۔" حشام کو دکھ ہوا تھا۔

"کیوں کہ وہ میری بچی ہے، اور اگر وہ چاہتی ہے تو اسے پارک لے جانا میرا حق ہے!" ضرار نے مزاحیہ انداز میں کہا اور حشام کو چھیڑتے ہوئے کہا، "لیکن تم فکر نہ کرو، کل تمہیں بھی لے جاؤں گا!"

"وہ تو ٹھیک ہے، مگر صفا کو کیوں۔؟" حشام نے نرمی سے کہا۔

"کیونکہ وہ میری دلاری ہے،" ضرار نے مسکرا کر جواب دیا، "اب تمھیں کوئی اور بات چاہیے؟"

"دیکھ رہے ہو بھائی ابھی سے آپ کا بیٹا عاشق بنا بیٹھا ہے۔" ضرار نے زران کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا؟ عاشق؟" زران نے حیرانی سے ضرار کی طرف دیکھا اور پھر ہنستے ہوئے کہا، "ابھی تو بچہ ہے، اسے چھوڑو! تمہاری طرح عمر کے ساتھ عقل آئے گی، تب پتہ چلے گا کہ محبت کیا چیز ہے۔"

"ہاں ہاں، اور جب تمہاری طرح بیوی کے لیے دعائیں کرنی پڑیں گی تو پھر محبت کا سچ پتا چلے گا!" ضرار نے چہکتے ہوئے کہا۔

"یار، تم دونوں تو بس...!" زران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا چلو بیٹا پارک جاتے ہیں ضرار نے صفا اور مروہ کا ہاتھ تھاما اور عمائرہ کے ساتھ گھر سے نکل گیا۔

جب ضرار اور عمائرہ پارک کی طرف روانہ ہوئے، صفا اور مروہ خوشی سے جھومتے ہوئے اپنے والدین کے ساتھ چل پڑیں۔ بچے خوش تھے کہ آج انہیں پارک جانے کا موقع مل رہا تھا اور ساتھ ہی انہیں اپنے والد کی محبت اور توجہ کا بھی احساس ہو رہا تھا۔

"بابا، یہ دیکھو! وہاں کتنے سارے بچے کھیل رہے ہیں!" صفا نے پرجوش انداز میں کہا۔

"ہاں، بابا، ہمیں بھی وہ کھیل کھیلنا ہے!" مروہ نے کہا اور دونوں نے ضرار کی طرف دیکھا۔

"ہاں ہاں، تم دونوں کو کھیلنے دیں گے، بس تھوڑی دیر اور چلنا ہے!" ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمائرہ بھی مسکرا رہی تھی، اور دونوں بچوں کی خوشی دیکھ کر اس کا دل بھر آیا۔ یہ لمحے نہ صرف بچوں کے لیے، بلکہ پورے خاندان کے لیے خوشیوں سے بھرپور تھے۔

Clubb of Quality Content

پارک پہنچ کر صفا اور مروہ فوراً کھیل کے میدان کی طرف دوڑ گئیں۔ان کی مسکراہٹیں اور ہنسی ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں،اور ان کا جوش پورے پارک میں پھیل رہا تھا۔ضرار اور عمائرہ ان کے پیچھے چلتے ہوئے آرام سے بیٹھ گئے، جیسے وہ دونوں اپنے بچپن کی خوشیوں کی یادیں تازہ کر رہے ہوں۔

"کتنی خوشی ہے ان دونوں کی زندگی میں !"عمائرہ نے نرمی سے کہا۔

"ہاں،یہی تو ہے جو ہمیں زندگی کا اصل مطلب سمجھاتا ہے،ان کی خوشی میں خوشی ڈھونڈنا۔"ضرار نے جواب دیا اور بچوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

صفا اور مروہ جھولوں پر سوار ہو کر زور زور سے ہنسی لگا رہے تھے۔ان کے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا،اور ان کے والدین کے چہرے پر اس خوشی کا عکس صاف نظر آرہا تھا۔

"دیکھو بیٹا اس طرح منہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔؟"ماہین نے حشام کو دیکھا جو منہ بنا بیٹھا تھا۔

"چاچو کیوں لے کر گئے صفا کو۔؟"حشام نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"وہ اس کی بیٹی ہے جہاں ان کی مرضی کے جا سکتے ہیں۔"زران نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"بابا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ وہ میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ جائیں۔"

"دیکھ رہے ہو اپنے بیٹے کو ابھی سے بگڑ رہا ہے۔" ماہین نے زران کو گھورا۔

زران نے ہنسی دباتے ہوئے حشام کے گال کھینچے۔ "ارے بھائی، ابھی سے اتنا حق جتانے لگے ہو؟ بیٹا، یہ جو جذبات ہیں نا، انہیں قابو میں رکھنا سیکھو، ورنہ بڑے ہو کر بہت مسئلے ہوں گے۔"

"بالکل، اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے! تم ہی اسے ہر چیز پر ضد کرنا سکھا رہے ہو۔" ماہین نے زران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں مما! میں بس یہ کہہ رہا ہوں کہ صفا کو صرف میرے ساتھ جانا چاہیے، کسی اور کے ساتھ نہیں!" حشام نے فوراً اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

"یہ دیکھ رہے ہو؟ یہ تو ابھی سے مالک بننے کی کوشش کر رہا ہے!" ماہین نے گہری سانس لے کر زران کو دیکھا۔

"اچھا بابا، اگلی بار تمہیں بھی لے جائیں گے، خوش؟" زران نے مسکراتے ہوئے حشام کے بال بکھیرے۔

"پرومس؟" حشام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پرومس!" زران نے ہنستے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔

"اللہ خیر کرے، مجھے لگتا ہے یہ بچہ بڑا ہو کر تم سے بھی زیادہ ضدی نکلے گا!" ماہین نے سر پکڑ لیا۔

"کیا ہوا حشام کو۔؟" عائشہ بیگم نے حشام کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

Clubb of Quality Content!

"مما صفا کو لے کر ضد کر رہا ہے۔" ماہین نے کہا۔

عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے حشام کو اپنے پاس بلایا اور پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، "میرے بچے، یہ ضد کیسی؟ صفا تمہاری دوست ہے، اگر وہ اپنے بابا کے ساتھ پارک چلی گئی تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟"

"دادی، وہ صرف میرے ساتھ جاتی ہے، مجھے اچھا نہیں لگتا کہ وہ کسی اور کے ساتھ جائے!" حشام نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

عائشہ بیگم نے نرمی سے اس کے گال تھپتھپائے۔ "میرے پیارے بیٹے، رشتے زبردستی نہیں چلتے، محبت میں آزادی بھی ضروری ہوتی ہے۔ اگر تم واقعی صفا کو اپنی اچھی دوست مانتے ہو، تو اسے خوش دیکھ کر تمہیں بھی خوش ہونا چاہیے۔"

"بالکل ٹھیک کہا خالہ! ہمارا بیٹا تو ابھی سے اتنا جذباتی ہو گیا ہے، لگتا ہے بڑا ہو کر بہت سخت گیر بنے گا!" زران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تمہاری پرورش کا نتیجہ ہے، مجھے تو پہلے ہی معلوم تھا کہ تم نے اسے ضدی بنا دیا ہے!" ماہین نے زران کو گھورا۔

حشام نے سب کی باتیں سن کر کچھ دیر سوچا، پھر دھیرے سے بولا۔ "اچھا نانی، میں ضد نہیں کروں گا، بس اگلی بار وہ میرے ساتھ جائے گی، ٹھیک ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ ہوئی نا میرے شہزادے والی بات۔!" عائشہ بیگم نے ہنستے ہوئے اس کا ماتھا چوما۔

اتنے میں حیا جو کہ بلکل ماہین کی کاپی تھی مگر آنکھیں زران کی طرح گرے تھیں، بھاگ کے آگئی اور ماہین کے گلے لگی۔

"ارے میرا بچہ کیا ہوا۔" حیا کا منہ بنا دیکھ کر پوچھا۔

"مما آپ نے میرا نام حیا کیوں رکھا ہے۔؟ میرے کچھ دوست مجھے بے حیا کہتی ہے۔"

"کیونکہ یہ میری دوست کا نام ہے۔ جس سے آپ کی ممی کو بہت پیار تھا اور ہے۔ وہ میری سب سے اچھی اور بہترین دوست تھی۔ ہاں وہ زرا نکچھڑی تھی۔ بات بات پر منہ بناتی تھی مگر دل کی صاف تھی۔ اور جو آپ کو بے حیا بولتے ہیں بولنے دے ان کی وجہ سے تم بے حیا نہیں ہو سکتی اور لوگوں کا کام ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بولنا!" زران نے حیا کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے جملہ مکمل کیا۔ "بیٹا، لوگ تو کچھ نہ کچھ کہیں گے، لیکن تمہیں ان کی باتوں پر دھیان نہیں دینا۔ تمہارا نام حیا ہے اور یہ بہت خوبصورت نام ہے۔

ماہین نے بھی اس کی پیشانی چومی، "اور سنو، جو تمہیں بے حیا کہتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ خود تمہارے نام کے مطلب سے واقف نہیں۔ حیا کا مطلب عزت، وقار اور پاکیزگی ہوتا ہے، اور تم تو میری سب سے زیادہ عزت دار اور خوبصورت بیٹی ہو!"

"مما، میں آپ کی دوست والی حیا سے بھی اچھی ہوں نا۔؟" حیا نے اپنی ماں کی بات سن کر غور کیا، پھر دھیرے سے مسکرا کر بولی۔

"ہاں میری جان، تم تو سب سے بہترین ہو! مگر اس کی بات ہی نرالی تھی۔" ماہین نے ہنستے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔

"ہاں، لیکن منہ بنانے میں تم بھی کم نہیں ہو، لگتا ہے ممی کی دوست کی طرح نخرے والی ہو!" زران نے شرارت سے کہا۔

"مما، بابا تنگ کر رہے ہیں!" حیا نے ناراضگی سے باپ کو دیکھا اور فوراً ماہین کے گلے لگ گئی۔

ماہین نے زران کو گھورا اور حیا کو پیار سے تھپکتے ہوئے بولی۔ "بابا ہمیشہ ایسی ہی شرارتیں کرتے ہیں، لیکن تم میری پیاری گڑیا ہو، کسی کی باتوں میں نہیں آنا!"

"ہاں ہاں، اب تو بس مما کی ہی سائیڈ لینی ہے، بابا کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔!" زران نے مصنوعی خفگی کا اظہار کیا۔

"بابا، آپ کو تو مما کے ہوتے ہوئے میری ضرورت ہی نہیں، میں بس مما کے ساتھ رہوں گی!" حیا نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں اور بولی۔

یہ کہہ کر وہ ماہین سے لپٹ گئی۔ زران نے بے ساختہ قہقہہ لگایا اور ماہین نے بھی مسکراتے ہوئے اسے اور قریب کر لیا۔

"یہ بچی تو واقعی میری دوست کی طرح ضدی ہے!" ماہین نے محبت سے کہا۔

"ہاں، لیکن اس میں ایک فرق ہے۔" زران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا؟" ماہین نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ میری بیٹی ہے، اور میں اس کی محبت کا پہلا اور آخری حق دار ہوں!" زران نے فخر سے کہا اور حیا کو گود میں بھر لیا۔

حیا کھلکھلا کر ہنس دی، اور ماہین نے اس خوبصورت لمحے کو دل میں محفوظ کر لیا۔

شام کا وقت تھا، آسمان پر ہلکی سی سرخی بکھری ہوئی تھی، اور ٹھنڈی ہوا ماحول کو مزید خوشگوار بنا رہی تھی۔

لان میں ہلکی ہلکی خنکی تھی، شام کا وقت تھا، اور ہر طرف ایک خوشگوار سکون بکھرا ہوا تھا۔ یاسر شاہ اور نایاب بیگم ایک طرف آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے، جبکہ عائشہ بیگم بچوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

زران اور ضرار ایک ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے، اور ان کے درمیان ہلکی پھلکی گفتگو چل رہی تھی۔ ماہین اور عمائرہ بھی پاس ہی بیٹھی تھیں، بچوں کی شرارتوں پر ہنستی مسکراتی۔

Clubb of Quality Content!

عمارہ، حیا، اور مروہ آپس میں کھیل رہی تھیں، جبکہ حشام اور صفا ایک دوسرے کے ساتھ بحث میں الجھے ہوئے تھے۔

"یہ میری چاکلیٹ ہے!" صفا نے غصے سے کہا۔

"نہیں، میں نے پہلے دیکھی تھی۔!" حشام نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"یہ لو، دونوں آدھی آدھی بانٹ لو!" عمائرہ نے بیچ میں آکر معاملہ سلجھایا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ مجھے تو پوری چاہیے تھی!" حشام نے منہ بنایا۔

"بیٹا، زندگی میں سب کچھ بانٹ کر کھانے میں ہی مزہ ہے۔" زران نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

یاسر شاہ نے سب بچوں کو دیکھ کر گہری سانس لی اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔ "یہ سب رونقیں ہی تو اصل خوشی ہیں، اللہ ہمیشہ ہمارے گھروں کو ایسے ہی ہنسی خوشی سے بھرے رکھے۔"

نایاب بیگم نے مسکرا کر کہا، "آمین!"

لان میں ہنسی کی گونج تھی، بچوں کی معصوم شرارتیں، بڑوں کی خوش گپیاں، اور ایک بھرپور، خوشحال خاندان کی محبت، جو ہر لمحے کو خاص بنا رہی تھی۔

ایسے لمحے کم یاب ہوتے ہیں جہاں ہر چہرے پر خوشی ہو، ہر آنکھ میں سکون جھلک رہا ہو، اور ہر دل شکر گزاری سے بھرا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا! کل ہم سب کہیں گھومنے چلیں؟" عمارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

زران نے ماہین کی طرف دیکھا، جو پہلے ہی بچوں کی شرارتوں سے واقف تھی۔ "کہاں جانا ہے، شہزادی؟"

"کسی خوبصورت سی جگہ، جہاں سب مل کر انجوائے کریں!" مروہ نے پرجوش انداز میں کہا۔

"کیا خیال ہے، کل سب کسی تفریحی مقام پر چلتے ہیں۔؟ بچوں کو بھی مزہ آئے گا اور ہمیں بھی کچھ وقت ملے گا ہنسی خوشی گزارنے کا۔" ضرار نے سوچتے ہوئے کہا۔

"بالکل، خاندان کے ساتھ گزارا گیا وقت سب سے قیمتی ہوتا ہے۔" یاسر شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ چھوٹی گڑیا کیا کہتی ہے؟" نایاب بیگم نے حیا کو گود میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کہیں بھی لے چلو، بس سب میرے ساتھ ہوں!" حیا نے چمکتے ہوئے آنکھوں کے ساتھ کہا۔

سب نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

یہ شام ایک عام شام تھی، مگر محبت، اپنائیت اور ہنسی نے اسے خاص بنا دیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ خاندان صرف رشتوں سے نہیں، بلکہ محبت، اعتماد اور خوشیوں کے رشتے سے بھی جڑا ہوا تھا، جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مزید مضبوط ہوتا جا رہا تھا۔

رات کا پہر تھا زران اور ماہین ٹیریس پر بیٹھے چاند کو دیکھ رہے تھے ماہین نے زران کے کندھے پر سر رکھا تھا۔

ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، اور رات کے سکون میں صرف جھینگروں کی مدھم آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ چاند اپنی چمک سے ساری کائنات کو ایک نرم روشنی میں نہلا رہا تھا۔

"تمہیں یاد ہے، میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی دعاؤں میں مانگ چکا ہوں؟" زران نے ماہین کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور نرمی سے بولا۔

"ہاں، اور میں نے بھی ہمیشہ کے لیے خود کو تمہاری قسمت کا حصہ مان لیا تھا۔" ماہین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

"یہی وہ لمحے ہیں جن کے لیے میں نے اللہ سے دعا کی تھی۔ سکون، محبت، اور تم۔" زران نے گہری سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ماہین نے زران کے چہرے کی طرف دیکھا، جہاں چاندنی کی روشنی نے ایک الگ ہی چمک پیدا کر دی تھی۔ "زران، کیا محبت واقعی قسمت سے ملتی ہے، یا یہ ہمارے فیصلوں کا نتیجہ ہوتی ہے؟"

زران نے ایک پل کو سوچا، پھر نرمی سے کہا۔ "محبت نصیب سے ملتی ہے، مگر اسے نبھانا ہمارے فیصلوں پر منحصر ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں چاہا، اور پھر ہر ممکن طریقے سے تمہیں اپنا بنانے کے فیصلے کیے۔"

ماہین کی آنکھیں محبت سے چمک اٹھیں۔"پھر تو تم نے اپنے فیصلے صحیح کیے، کیونکہ آج میں خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت عورت محسوس کر رہی ہوں۔"

"اور میں دنیا کا سب سے خوش قسمت مرد ہوں، کیونکہ میری محبت میرے ساتھ ہے۔"

رات کے اس خاموش لمحے میں، چاندنی نے ان دونوں کو اپنی روشنی میں سمیٹ لیا، جیسے یہ گواہی دے رہی ہو کہ محبت ہمیشہ زندہ رہتی ہے، جب اسے سچے دل سے نبھایا جائے۔ زران نے مسکرا کر اسے قریب کیا اور اس کی تھوڑی کو چوما۔

ماہین نے دھیرے سے آنکھیں بند کر لیں، زران کے لمس میں ایک مان تھا، ایک اپنائیت تھی جو اسے ہمیشہ محفوظ محسوس کرواتی تھی۔ رات کی خاموشی میں صرف دلوں کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔

"شاہ جی..." ماہین نے آہستہ سے کہا، جیسے کوئی راز شیئر کرنے لگی ہو۔

"ہمم؟" زران نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے سرگوشی کی۔

"کبھی کبھی لگتا ہے کہ یہ سب ایک خواب ہے، اور میں ڈر جاتی ہوں کہ کہیں یہ ختم نہ ہو جائے۔"

زران نے نرمی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔"یہ خواب نہیں، حقیقت ہے۔ اور یہ حقیقت ہمیشہ قائم رہے گی، کیونکہ میں نے تمہیں اپنی تقدیر میں لکھوا لیا ہے۔"

Clubb of Quality Content

ماہین مسکرادی، جیسے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہو۔ وہ جانتی تھی کہ زران کی محبت کبھی ختم ہونے والی نہیں تھی، وہ ہمیشہ اس کا سایہ بن کر اس کے ساتھ رہے گا۔

چاندنی اب بھی اپنی چمک سے انہیں دیکھ رہی تھی، جیسے ان کی محبت کی گواہی دے رہی ہو۔

اُسے کہنا!

کبھی کچھ بھی نامکمل نہیں ہوتا...

ملن اپنی تکمیل پاتا ہے، جدائی بھی مکمل ہوتی ہے...

یہاں ہر زندگی اپنی پوری کہانی رکھتی ہے...

اُسے کہنا!

بساطِ عشق میں جیت بھی مقدر بنتی ہے...

ہنسی کے شہر میں سحر بھی ہوتی ہے...

اُسے کہنا!

مکمل ہونا صرف خدا کی ذات تک محدود نہیں...

ہر احساس، ہر لمحہ، اپنی جگہ پر مکمل ہوتا ہے...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بساطِ عشق کی حقیقت میں ایک لطافت اور گہرائی ہے جو لفظوں سے باہر کی ہے۔ یہ ایک ایسا کھیل ہے جس کی کوئی واضح حدود نہیں، نہ ہی اس میں کوئی ایک کامیاب یا ناکام ہونے کا معیار ہوتا ہے۔ عشق دراصل ایک اندرونی تخلیقی عمل ہے، جس میں انسان اپنی ذات کے تمام رازوں، خواہشوں اور تصورات کو ایک نیا رنگ دیتا ہے۔

عشق کا آغاز ایک نظر، ایک لمحے کی چمک، یا ایک ہنسی سے ہوتا ہے، لیکن جب یہ جذبہ دل میں رچ بس جاتا ہے، تو یہ انسان کے اندر کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایسا جذبہ ہے جو انسان کو اپنے آپ سے بھی بے گلہ کر دیتا ہے۔ اس کی بساط پر، انسان اپنی حقیقت کو نظرانداز کرتا ہے، اور خود کو اس محبت میں مکمل طور پر غرق کر دیتا ہے۔ اور یہ غرق ہونا کبھی خوشی کی صورت میں ہوتا ہے، کبھی غم کی صورت میں، کبھی مسکراہٹ کی صورت میں اور کبھی دل کی ٹوٹ پھوٹ کی صورت میں۔

یہ بساط ایک عجب کشمکش کا مقام ہے۔ یہاں دل کی بیزاری اور دل کی شدت دونوں موجود ہوتی ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر یہ بساط ایک ایسی حقیقت بنتی ہے جس کا کوئی اختتام نہیں ہوتا۔

عشق انسان کو اپنی کمزوریوں سے بھی متعارف کراتا ہے، اور کبھی کبھار یہ کمزوریاں اتنی شدید ہوتی ہیں کہ انسان اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ عشق انسان کی کمزوریوں

میں ہی اپنی قوت تلاش کرتا ہے۔اسی کمزوری سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جو اسے آگے بڑھنے کی تحریک دیتی ہے۔

عشق کی بساط میں کبھی اطمینان ہوتا ہے اور کبھی اضطراب۔ کبھی دل کی سکونت اور کبھی دل کی بے چینی۔یہ اُسی طرح کی جدوجہد ہوتی ہے جیسے سمندر کی لہریں ساحل سے ٹکرا کر واپس پھینک دیتی ہیں، لیکن وہ لمحے لمحے میں ساحل کی طرف بڑھتی رہتی ہیں۔اسی طرح،انسان اپنی محبت کو ہر طرح سے چاہتا ہے، لیکن وہ کبھی بھی اس تک پہنچنے میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوتا، کیونکہ عشق کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا۔اس کی حقیقت ہمیشہ ناقص اور غیر مکمل رہتی ہے۔

اسی لیے بساطِ عشق کا کوئی آخری مقصد نہیں ہوتا۔یہ ایک مستقل سفر ہے، جس میں انسان اپنی شناخت،اپنی حقیقت اور اپنے وجود کو نیا معنی دینے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔اس سفر میں انسان کو صرف ایک بات سیکھنی ہوتی ہے: عشق کے راستے میں نہ تو منزل کی اہمیت ہے اور نہ ہی مقصد کی، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ ہر لمحہ خود کو،اپنی محبت کو اور اس محبت میں شامل ہونے والے درد و خوشی کے تمام پہلوؤں کو تسلیم کرے۔

یہ تسلیم ہی بساطِ عشق کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔

"ختم شد"

Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842